تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

ریاض الصالحین

جلد سوم

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فِی شرح

ریاضُ الصّالحین

جلد سوم

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: .... رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد سوم

مصنف: .... حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: .... ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 624

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: .... ڈیسنٹ گرافکس

ناشر: .... اکبر بک سیلرز

قیمت: .... -/700 روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40-اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

فہرست ابواب ومضامین

کِتَابُ اٰدَابِ السَّفَر

کِتَابُ الْفَضَائِل (فضائل کا بیان)

کِتَابُ الدَّعَوَاتِ (دعاؤں کا بیان)

فہرست تعارف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(جلد سوم)

حرف الف

حرف الباء

حرف الجیم

حرف الحاء

حرف الخاء

حرف الراء

حرف الزاء

حرف السین

حرف الشین

حرف الصاد

حرف الطاء

حرف العین

حرف اللام

حرف المیم

حرف النون

باب الکنی (کنیتوں کا باب)

عرضِ شارح

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس شرح میں میری کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے اس کو میری طرف منسوب فرمائیں تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ ورسولہ

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد

مراڑیاں شریف گجرات)

تقریظ جلیل

از: برادرِ دین، لائق صد تکریم وتحسین، حضرت علامہ ومولانا، محمد یونس مبین قادری مدظلہ العالی

(مدرس: مرکزی ''الجامعۃ الاشرفیۃ'' علی مسجد گجرات)

●●●●●بسم اللہ الرحمن الرحیم●●●●●

''الحمد للہ ربّ العالمین اللھم صلّ و سلّم و بارك علی سیّدنا محمدنِ المصطفٰی المختار وعلٰی آلہ و صحبہ و امّتہ اجمعین''

محب ومحترم، فاضل مکرم، حضرت علامہ مولانا، ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی، کثیر علمی تحقیقی کتب کے مؤلف ہیں، موصوف جس موضوع پر بھی قلم اُٹھاتے ہیں اس پر خوب سیر حاصل اور تحقیقی گفتگو کرتے ہیں، اور موصوف کی کتب ''النبی المعطر، مقالاتِ رضویہ، معجزاتِ نبی کی برسات اور غوثِ جلی کی ذات، سے موصوف کی ذہانت اور ذوق مطالعہ وشوقِ تحقیق کا بخوبی پتہ چلتا ہے، آپ کی نئی کاوش ''رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین'' جلد اوّل اور دوم نے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا، اب اس کی تیسری جلد شائع ہونے کے لیے پریس میں جا چکی ہے، اس پر مفصل تقریظ لکھنا چاہتا تھا، لیکن وقت کی قلت کے پیشِ نظر اس کو ترک کر دیا۔ جلد اوّل اور دوم کو میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا بحمدہ تعالٰی اس کو عوام، طلباء، اور علماء سبھی کے لیے مفید پایا۔

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ موصوف کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب کا فائدہ عام وتام فرمائے، اور مؤلف کی عمر وصحت، علم وعمل اور تحقیق وتالیف میں کثیر برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین

احقر العباد

محمد یونس مبین قادری

(مدرس: مرکزی الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد گجرات)

۱۔ بَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ

وَتَشْیِیْعِ الْمَیِّتِ وَالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهٖ وَالْمُکْثِ عِنْدَ قَبْرِهٖ بَعْدَ دَفْنِهٖ

بیمار کی عیادت کرنے' میت کے ساتھ جانے' اس کی نماز جنازہ ادا کرنے' دفن میں شریک ہونے اور دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس ٹھہرنے کا بیان

عیادت کا معنی: بیمار پرسی کرنا، بیمار کی خبر پوچھنا، (فیروز اللغات)

مریض کا معنی: بیمار، علیل، روگی، (فیروز اللغات)

(۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ، وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے' جنازے کے ساتھ جانے' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے' قسم پوری کرنے' مظلوم کی مدد کرنے' دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم دیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

عیادة: از، عاد، یعود عودًا، وعیادة، بمعنی بیمار پرسی کرنا،

تعارفِ رواى:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے جو تم کر سکتے ہو تو ضرور کر دو تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفارہ واجب نہ ہو، مثلاً کوئی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تم فلاں کام نہ کرلو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں یا خدا کی قسم کل تم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو طلاق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کرلو، بشرطیکہ وہ

(۱) صحیح بخاری، رقم: ۵۶۳۵' صحیح مسلم، رقم: ۵۵۱۰' رقم: ۱۸۴' سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ۲۰۶۶' مسند امام احمد، رقم: ۱۸۶۶۷

کام ناجائز نہ ہو۔

لمعات و مرقات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر ذمی یا مستامن حتی المقدور اس کی ضرور مدد کی جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص751)

(۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے ساتھ جانا (۴) دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا (یعنی اسے الحمد للہ کہنے پر یَرْحَمُكَ اللهُ کہنا)۔ (متفق علیہ)

(۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللهَ - عَزَّوَجَلَّ - يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ! يَا ابْنَ اٰدَمَ، اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِي! يَا ابْنَ اٰدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِي!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ انہی سے یہ روایت بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرماے گا: اے انسان! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں کس طرح تیری عیادت کرتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (اللہ تعالیٰ) فرماے گا: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ (بندہ) عرض کرے گا: اے

(۲) صحیح بخاری، رقم: ۱۲۴۰، صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷۶، سنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۶۸۵۵، سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ۱۰۰۴۹، مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۱۰۹۷۹، صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷۸

(۳) صحیح مسلم، رقم: ۶۷۲۱، الادب المفرد للبخاری، رقم: ۵۱۷، صحیح ابن حبان، رقم: ۲۶۹، مسند اسحاق بن راھویہ، رقم: ۲۵، مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۱۵۲۸

پروردگار! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے ہاں پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماءے گا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً تو میرے پاس ہی اس (کے ثواب) کو پاتا؟ (مسلم)

حل لغات:

رب: مالک، پرورش کرنے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مؤمن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر و شاکر ہو کیونکہ بیمار مؤمن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیمار کا شانہ یار ہیں، حدیث قدسی ہے "اَنَاعِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ" "میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔ اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر پہلے کیا۔

خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا کہ تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا۔ معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں، ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — اونشیند در حضور اولیا

قرآن کریم فرماتا ہے: "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا" الایۃ "لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ صوفیاء فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص753)

(۴) وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُوْدُوْا الْمَرِيْضَ، وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْعَانِيْ": اَلْأَسِيْرُ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیمار کی عیادت کرو' بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاءو۔ (بخاری)

اَلْعَانِي: قیدی کو کہتے ہیں۔

(۵) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "جَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے خرفہ میں مصروف رہتا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! "خُرْفَةُ الْجَنَّةِ" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت کے پھل چننا" (رواہ مسلم)

(۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"اَلْخَرِيْفُ": اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوْفُ، أَيِ: الْمُجْتَنٰى.

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت مزاج پُرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت اس کی بیمار پُرسی کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے پھلوں کا چننا ہوتا ہے۔

---

(۴) صحیح بخاری' رقم: ۳۰۴۶ 'شعب الایمان' رقم: ۸ ۳۳۵ 'مسند امام احمد' رقم: ۱۱۱۹۶ 'مسند البزار' رقم: ۲۷۳۶ 'مسند عبد بن حمید' رقم: ۱۰۰۱ 'سنن الدارمی' رقم: ۲۴۶۵

(۵) صحیح مسلم' رقم: ۶۷۱۷ 'الاداب للبیہقی' رقم: ۲۷۰ 'سنن ترمذی' رقم: ۹۶۷ 'مسند امام احمد' رقم: ۲۲۴۴۳ 'مسند الشہاب' رقم: ۳۸۴

(۶) سنن ترمذی' رقم: ۹۶۹ 'الاداب للبیہقی' رقم: ۲۷۲ 'رقم: ۲۴۹ 'مسند البزار' رقم: ۶۶۶

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

غدوۃ: بمعنی صبح، فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت۔

اَلْخَرِيف: کا مطلب ہے، چنے ہوئے پھل۔

تعارفِ روای:

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی، کرار آپ کا لقب ہے، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ حیدر کے معنی ہیں شیر، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں، انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا۔ کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔ ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل کہ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی، حسنین کریمین کے والد، ولایت کے مرکز، شریعت کے دریا نا پیدا کنار، آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور چار یار میں بھی، ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں، آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور نے آپ کو پرورش کیا، غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا، آپ آل عبا سے ہیں حضور کی امت میں قاسم ولایت آپ ہی ہیں ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے۔ غرضکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمانوں کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپکے خلاف بہت بکواس کی تو اہل سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

(مراۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،)

علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچا زاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ

چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔ (خلاصہ)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

صبح سے لے کر دو پہر تک کو غدوۃ کہا جاتا ہے اور زوال سے شروع رات تک عشاء۔ خریف چنے ہوئے پھلوں کو بھی کہتے ہیں اور باغ کو بھی، یہاں دوسرے معنے مراد ہیں یعنی بیمار پرسی معمولی سی نیکی معلوم ہوتی ہے مگر یہ لاتعداد فرشتوں کی دعا ملنے کا ذریعہ ہے اور جنت ملنے کا سبب بشرطیکہ صرف رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 775)

(۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: "اَسْلِمْ" فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ؟ فَقَالَ: اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ، فَاَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' سو وہ بیمار ہو گیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے نزدیک بیٹھ گئے آپ نے اس سے فرمایا: اسلام قبول کر لے تو اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے پاس موجود تھا تو اس (کے والد) نے کہا: ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو پس وہ مسلمان ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ فرما رہے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے چھٹکارا عطا فرمایا''۔ (بخاری)

حل لغات:

انقذہ: از ۔نقذًا، بمعنی چھڑانا، نجات دینا۔

---

(۷) اخرجہ احمد (۱۳۹۷۹/۴) والبخاری (۱۳۵۶) وابوداؤد (۳۰۹۵) وابن حبان (۲۹۶۰) والبیہقی (۳/۳۸۳)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس یہودی بچہ کا نام عبدالمقدوس تھا جو اپنی خوشی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ کفار کے بچے اگر بخوشی ہماری صحبت یا خدمت اختیار کریں تو انہیں روکنا نہ چاہیئے، بسا اوقات اس سے انہیں ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر و فاسق کی بیمار پرسی جائز ہے اور بیمار پرسی کے وقت بیمار کے سرہانے بیٹھنا سنت ہے اور کافر بچے کو بھی ایمان کی تلقین کرنا درست ہے اور کافر بچے کا ایمان قبول ہے جب کہ وہ سمجھ دار ہو اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام کو بھولتے نہیں، مرتے وقت بھی ان کی امداد کرتے ہیں۔ اس حدیث سے ہم گنہگاروں کو امید بندھتی ہے کہ ان شاءاللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مرتے وقت نہ بھولیں گے، اس وقت ہماری دستگیری فرمائیں گے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص خدام کو ان کے مرتے وقت کلمہ پڑھانے تشریف لاتے ہیں، ایسے لوگ دیکھے گئے جنھوں نے مرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر حاضرین کو دی خود بستر مرگ پر اٹھ کھڑے ہوئے حاضرین سے کہا تعظیم کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔

بچہ نے باپ کے خوف سے خود کلمہ نہ پڑھ لیا بلکہ اجازت چاہنے کے لئے اس کی طرف دیکھا، رب کی شان اس نے اجازت دے دی۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی۔ دیکھو اس بچہ نے اس خدمت پاک کی برکت سے مرتے وقت ایمان پالیا۔ رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی خدمات قبول فرمائے اور اس بچہ کے طفیل سے مجھے بھی مرتے وقت کلمہ نصیب کرے۔ آمین! مرتے وقت کا ایمان بھی قبول ہے غرغرہ سے پہلے اور بچے کا ایمان بھی معتبر۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار کے وہ ناسمجھ بچے جنہیں بُرے بھلے کی تمیز نہ ہو اگر اسی حال میں مر جائیں تو جہنمی نہیں کہ رب بغیر قصور کسی کو عذاب نہیں دیتا لیکن باشعور بچے جہنمی ہیں، چونکہ یہ بچہ سمجھدار تھا اگر بغیر ایمان مر جاتا تو دوزخ میں جاتا، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل درست ہے کہ ایمان کی وجہ سے اللہ نے اسے بالکل دوزخ سے بچالیا۔ کفار کے بچوں کی پوری بحث ہماری تفسیر "نورالعرفان" میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 799)

۲-بَابُ مَا یُدْعٰی بِهٖ لِلْمَرِیْضِ

مریض کے لئے کیا دعا کی جائے؟

مریض کالغوی معنی ابھی ماقبل باب میں گزرا ہے۔

(۸) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. کَانَ اِذَا اشْتَکَی الْاِنْسَانُ الشَّیْئَ مِنْهُ، اَوْ کَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاُصْبُعِهٖ هٰکَذَا - وَوَضَعَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ الرَّاوِیُّ سَبَّابَتَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا - وَقَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ اَرْضِنَا، بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا، یُشْفٰی بِهٖ سَقِیْمُنَا، بِاِذْنِ رَبِّنَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی انسان کو بیماری کی شکایت ہوتی یا اس کو کوئی پھوڑا یا زخم وغیرہ آ جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اس طرح فرماتے اور حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھر اٹھائی اور پڑھا' اللہ کے نام سے شروع' ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ذریعے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا نصیب ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

باصبعه: بمعنی انگلی۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1۔ حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اولاً آپ مرض کی جگہ انگلی رکھتے پھر انگلی پر کچھ لعاب شریف لگا کر مٹی لگاتے، پھر اس کا لیپ مرض کی جگہ کر دیتے اور یہ فرماتے جاتے کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا لعاب اور مدینہ کی مٹی شفا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بیماری پر ٹوٹکے اور منتر جائز ہیں بشرطیکہ اس کے الفاظ کفریہ نہ ہوں اور کوئی کام حرام نہ ہو، اس کی اصل یہ حدیث بھی ہے اور وہ بھی کہ نظر بد میں نظر والے کے ہاتھ پاؤں کو دھلا کر بیمار کو چھینٹا مار دو، شامی نے نظر اور جادو دفع کرنے کے بہت ٹوٹکے بیان فرمائے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف شفا ہے، بعض صوفیاء دم کرتے وقت کچھ لعاب بھی ڈال دیتے ہیں، اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ تیسرے یہ کہ مدینہ پاک کی مٹی شفا ہے وہاں کی خاک کو جو خاک شفا کہا جاتا

(۸) (بخاری شریف' رقم الحدیث 5745' مسلم شریف' رقم الحدیث 5602' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 8266)

ہے، اس کی اصل یہ حدیث ہے، مرقاۃ میں فرمایا کہ وطن کی خاک بھی شفا ہوتی ہے اگر کوئی مسافر اپنے وطن کی مٹی پردیس لے جائے جس میں تھوڑی پینے کے گھڑے میں ڈال دیا کرے تو ان شاء اللہ وہاں کا پانی نقصان نہ دے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص756)

(۹) وَعَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ اَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، وَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ میں سے کسی کی بیمار پرسی فرماتے تو اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" "اے اللہ! اے تمام انسانوں کے پروردگار! بیماری کو دور فرمادے شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفاء نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری (کا نشان بھی) نہ چھوڑے۔ (متفق علیہ)

کیا علاج کرنا سنّت ہے؟:

(۱۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللهُ: اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ثابت علیہ الرحمہ سے فرمایا! کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا دم نہ کروں انہوں نے عرض کیا: ضرور کیجئے تو انہوں (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" اے ہماری بیماری کو دور فرمانے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تیرے بغیر کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ (بخاری)

حل لغات:

رقیۃ: منتر، افسوں، تعویذ،

---

(۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5743، مسلم شریف، رقم الحدیث 5593)

(۱۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5742)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ۔

عرض: علاج کرنا سُنَّت ہے یا نہ کرنا؟

ارشاد: دونوں سُنَّت ہے، یہ بھی ارشاد ہوا ہے:

تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَضَعُ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً

علاج کرواے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے بندو! کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔

(کنز العمال، کتاب الطب، الباب الاول فی الطب، حدیث ۲۸۰۷۲/ ۲۸۰۸۹، ج۱۰، ص ۳/ ۴ ملتقطا)

اَنبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی اُمّت کے لیے سُنَّت ہو اور اکابر صِدِّیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنَّت، علاج نہ کرنا، رہی ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص365)

(۱۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیمار پرسی کی اور دعا کی: اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما' اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما' اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔ (رواہ مسلم)

(۱۲) وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا، يَجِدُهُ فِيْ جَسَدِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ تَاَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو عبداللہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ جسم میں درد محسوس کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

(۱۱) (بخاری شریف' رقم الحدیث 56' 1233' 2591' 2593' 3721' 4147' 5039' 5335' 5340' 6012' 6352' نسائی شریف' رقم الحدیث 9206' مسند طیالسی' رقم الحدیث 196' الادب المفرد' رقم الحدیث 796)

(۱۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 5621' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17928' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 7514' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 8366)

فرمایا: ''جسم کے جس حصے میں تمہیں درد ہے وہاں ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ پڑھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ''میں اللہ تعالٰی کی عزت وقدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس (تکلیف) سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں''۔ (مسلم)

حل لغات:

وَجَعًا: درد، تکلیف۔

تعارفِ روای:

عثمان بن ابی عاص بن بشر، وفد ثقیف میں اسلام لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف پر مقرر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو اسی عہدے پر رکھا۔ 50 ہجری کو آپ نے ہی ثقیف کو ارتداد سے روکا اور فرمایا تم سب سے آخر میں سلام لائے ہو یہ نہ ہو کہ مرتدوں میں پہلا نمبر تمہارا ہو، آپ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس آیا تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، از امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، حرف العین بعدھا الثاء، ج 4، ص 51، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ بیماری، ناداری اور تمام مصائب کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں۔ ہم گنہگاروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا اسی حدیث سے ماخوذ ہے، اس میں رب سے ناراضی نہیں بلکہ اپنے شہنشاہ سے فریاد ہے اور دفعیہ کے لیے عرض معروض ہے جیسے مظلوم حاکم سے اور بیمار حکیم سے اپنی شکایات پیش کرتے ہیں۔

خیال رہے کہ ان صحابی نے خود ہی دعا نہ مانگی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر دعا کی۔ مشائخ کرام سے جو وظیفوں اور دعاؤں کی اجازت لی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے، اجازت سے عمل کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، دعائیں کارتوس ہیں اور بزرگوں کی زبان اور اجازت رائفل، بغیر رائفل شیر مارنے والا کارتوس مرغی کو نہیں مار سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 758)

(۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَحْضُرْهُ اَجَلُهُ، فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَسْاَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَنْ يَّشْفِيَكَ، اِلَّا عَافَاهُ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَقَالَ الْحَاكِمُ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِیِّ"۔

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ

(۱۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2083، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3106، مستدرک حاکم، رقم الحدیث جلد 4، 213)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسے مریض کی بیار پرسی کرے جس کی موت کا ابھی وقت نہ آیا ہو اور وہ اس کے پاس سات مرتبہ یہ پڑھے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ "میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا مالک ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے" تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے نجات عطا فرمادیتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حل لغات:

عَافَاهُ: از، عافى، عافية، بمعنی صحت دینا، بلا دور کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔

(سنن ابوداؤد ج ۳ رقم الحدیث: ٤٦٩١ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے اور جوتی کی مرمت کی اور دراز گوش پر سوار ہوا اور نوکر جب بیماری ہوں تو ان کی عیادت کی اور بکری کا دودھ دوہا تو وہ تکبر سے بری ہو گیا۔

(المطالب العالیہ رقم الحدیث: 2675، علامہ احمد بن ابی بکر بوصیری متوفی 840ھ نے اس حدیث کو مسند عبد بن حمید اور حاکم سے نقل کیا ہے۔ اتحاف السادۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، ج8، ص290)

(۱۴) وَعَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ، وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَنْ يَّعُوْدُهُ قَالَ: "لَا بَاْسَ، طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کسی کے پاس اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے: کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ عزوجل (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کر دینے والی ہے۔ (بخاری)

(۱۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5656)

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ جِبْرِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اشْتَکَیْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بِسْمِ اللہِ اَرْقِیْکَ، مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ، مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ، اللہُ یَشْفِیْکَ، بِسْمِ اللہِ اَرْقِیْکَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو بیماری کی شکایت ہے فرمایا: ہاں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس شے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے اور ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے' اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے گا' میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

حلِ لغات:

اشْتَکَیْتَ: اشتکی، یشتکی، شکایۃ، بمعنی شکایت کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت جبریل خود نہ آئے تھے بلکہ رب نے بھیجا تھا، یہ مزاج پرسی رب کی طرف سے تھی، قرآن کریم فرماتا ہے: "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ"۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا پتہ لگا کہ رب ان کی مزاج پرسی کرے اور رب ہی جبریل کو بھیج کر ان پر دم کرائے۔ شعر

سر بالیں انہیں رحمت کی ادا لائی ہے — حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

یہاں افسوں جادو کے معنی میں نہیں کہ فرشتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اس سے پاک ہے بلکہ دم جائز منتر یا اسلامی ٹوٹکا مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد و نظر بد بھی بڑی آفتیں ہیں اللہ محفوظ رکھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 759)

(۱۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا: اَنَّھُمَا شَھِدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنَّہُ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ، صَدَّقَہُ رَبُّہُ، فَقَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا

(۱۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 5583' ترمذی شریف، رقم الحدیث 972' ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3523' مسند امام احمد، رقم الحدیث 11241' ابن حبان، رقم الحدیث 953' مستدرک حاکم، رقم الحدیث 3990' مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1066)

(۱۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3430)

اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، قَالَ: يَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ" وَكَانَ يَقُوْلُ: "مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' ان دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کہا: اللہ کی ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے' اور فرماتا ہے: میرے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں اور اگر جب وہ (بندہ) کہے: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے اور میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور اگر بندہ کہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے' بادشاہی اسی کی ہے' اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے' میرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اور بادشاہی میری ہی ہے' اور اگر بندہ کہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس طاقت نہیں نہ قوت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کوئی لائق عبادت نہیں سوائے میرے اور نہ میرے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت یا قوت ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے: جس شخص نے اپنی بیماری کے دوران یہ کلمات پڑھے پھر وہ مر گیا تو اسے آگ (دوزخ کی) نہیں چھوئے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

تَطْعَمْهُ: از طعم طعمًا، بمعنی چکھنا،

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قرآن مجید کی کئی آیات میں بیماریوں کا علاج کرنے اور دوا پینے کے جواز کی دلیل ہے۔ بعض صوفی علاج کرنے اور

دوا پینے سے منع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بنتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی تمام بیماریوں اور تمام بلاؤں پر راضی نہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ دوا اور علاج کرنا جائز نہیں ہے، لیکن ان کا یہ قول مردود ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں "وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ" شہد کو لوگوں کے لیے شفا فرمایا ہے اور اس کا شفا ہونا تب ہی ثابت ہوگا جب کسی بیماری میں اس کو استعمال کیا جائے۔ نیز ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دعا بھی نہ کیا کریں، حالانکہ قرآن مجید اور احادیث میں دعا کرنے کی ترغیب ہے، اور علاج کرنے کے متعلق بھی بہت احادیث ہیں۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہر بیماری کی دوا ہے، پس جب دوا صحیح ہوتو (مریض) اللہ عزوجل کے حکم سے شفا پا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٢٠٤، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ٧٥٥٦)

عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے خود پہنے ہوئے شخص کی عیادت کی، پھر فرمایا میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تم تم پچھنے لگوالو کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں شفا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٢٠٥، صحیح البخاری رقم الحدیث: ٥٦٨٣، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ٥٦٨٣)

عاصم بن عمرو بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ہمارے گھر آئے اور ہمارے گھر میں ایک آدمی کو زخم سے تکلیف تھی، حضرت جابر نے پوچھا تم کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھ کو ایک زخم سے بہت تکلیف ہے، حضرت جابر نے کہا ایک فصد لگانے والے لڑکے کو بلاؤ، اس شخص نے کہا اے ابو عبداللہ! آپ فصد لگانے والے کو کیوں بلا رہے ہیں؟ حضرت جابر نے فرمایا میں اس زخم پر فصد لگوانا چاہتا ہوں، اس نے کہا پھر میرے زخم پر مکھیاں بیٹھیں گی یا میرے زخم پر کپڑا لگے گا جس سے مجھے تکلیف ہوگی، جب حضرت جابر نے دیکھا کہ یہ شخص فصد لگوانے سے گھبرا رہا ہے تو انہوں نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ فرمایا ہے: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں خیر ہے تو فصد لگوانے میں ہے یا شہد کے ایک گھونٹ میں ہے یا لوہے کی آگ سے گرم کر کے داغ لگوانے میں ہے، آپ نے فرمایا میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا، پھر ایک فصد لگانے والا آیا اور اس کی فصد لگائی اس سے اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔

(صحیح مسلم، باب السلام: ٧١، الرقم المسلسل: ٢٢٠٥)

٣۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ عَنْ حَالِهِ

مریض کے اہل خانہ سے مریض کی حالت کے بارے پوچھنا مستحب ہے

(١٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ. فَقَالَ النَّاسُ: يَا اَبَا الْحَسَنِ،

(١٧)(بخاری شریف رقم الحدیث 6266)

كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تکلیف میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کی: اے ابوالحسن! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ تو انہوں نے بتایا: بحمدللہ اب تندرست ہیں۔ (بخاری)

حلِ لغات:

بَارِئًا: بمعنی تندرست، صحت یاب،

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی آپ کے مرض میں کوئی ہلکا پن نہ تھا مگر جناب علی نے یہ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب پاک تندرست ہے یا ان شاء اللہ آپ قریب صحت ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بیمار پرسی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بیمار کا حال آنے والے سے پوچھ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر بیمار کا حال خراب بھی ہو تب بھی لفظ اچھے بولے جائیں کہ اس میں فال بھی نیک ہے اور رحمتِ الٰہی کی امید بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص801)

۴۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ أَيِسَ مِنْ حَيَاتِهِ

جو اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے اسے کیا کہنا چاہئے؟

موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو برا۔ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ تیاری موت ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب تمنی الموت وذکرہ، الفصل الاول)

(۱۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ، يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" "اے اللہ! مجھے معاف کردے' مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملادے"۔

(متفق علیہ)

(۱۹) وَعَنْھَا، قَالَتْ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِالْمَوْتِ، عِنْدَہٗ قَدَحٌ فِیْہِ مَاءٌ، وَھُوَ یُدْخِلُ یَدَہٗ فِی الْقَدَحِ، ثُمَّ یَمْسَحُ وَجْھَہٗ بِالْمَاءِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت وصال اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا' جس کے اندر پانی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر اس پانی سے اپنے چہرے کا مسح کرتے اور پھر کہتے: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ" "اے اللہ موت کی سختیوں اور موت کی غشی پر میری اعانت فرما"۔ (ترمذی)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا' جس کے اندر پانی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر اس پانی سے اپنے چہرے کا مسح کرتے)

غشی یا تپش دور کرنے کے لیے یہ عمل فرماتے تھے کیونکہ بوقتِ موت بہت گرمی محسوس ہوتی ہے اسی لیے اکثر اس وقت میت کو پسینہ آجاتا ہے اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے اسی لیے اس وقت منہ میں پانی ٹپکانے کا حکم ہے اگرچہ سردی کا موسم ہو۔

بعض شارحین نے فرمایا کہ منکرات سے مراد وسوسے اور برے خیالات ہیں جن سے میت کا دھیان رب سے ہٹ جائے اور سکرات سکرۃ کی جمع ہے، بمعنی غشی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی"۔ یہاں وہ تکلیف مراد ہے جو عقل زائل کردے یعنی سخت تکلیف اور یہ دعا امت کی تعلیم کے لیے ہے کہ اس وقت یہ دعا کیا کریں۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے

(۱۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6169' بخاری شریف' رقم الحدیث 5674' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3496' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 564' مسند امام احمد' رقم الحدیث 25989' ابن حبان' رقم الحدیث 6618' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 13532)

(۱۹) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 978)

ان تکالیف کو برداشت کرنے کی طاقت دے یا انہیں کم فرمادے، یہاں شیخ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الٰہیہ کے متولی اور منتظم ہیں، کون و مکان کے سارے احکام آپ کو سپرد ہیں، تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ حکومت میں ہے، ایسی ذمہ دار ہستی جب احکم الحاکمین کی بارگاہ میں جائے تو اسے ہیبت زیادہ ہوتی ہے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیبت الٰہیہ کا غلبہ تھا، اس کی کیفیت تھی۔ (اشعۃ اللمعات) اسی شدت کی اور بہت وجہ بیان کی گئی ہیں، مگر حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہمارے عقل و قیاس سے وراء ہیں۔ (ج2، ص789)

۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ أَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَّخْدِمُهٗ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهٖ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهٖ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهٖ بِحَدٍّ أَوْ قِصَاصٍ وَّنَحْوِهِمَا

مریض کے اہل خانہ اور اس کے خادموں کو مریض کے ساتھ احسان کرنے کی

وصیت کرنے اور مریض کو پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے اور اس کو صبر کی تلقین کرنے، اور جس شخص کا سبب موت حد اور قصاص وغیرہ کی صورت میں قریب ہو اس کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرنے کے استحباب کا بیان

(۲۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: "أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِيْ بِهَا" فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کو زنا سے حمل ٹھہرا ہوا تھا، اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے قابل حد جرم کیا ہے۔ مجھ پر حد نافذ فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے ولی کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور جب وضع حمل ہو جائے تو اس کو میرے پاس لے آنا سو اس نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کے کپڑے اس پر کس دیئے گئے پھر آپ نے حکم دیا تو اس کو

(۲۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4319، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1386، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2770، نسائی شریف، رقم الحدیث 1957، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2554، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1500، دارمی شریف، رقم الحدیث 2316، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2129، ابن حبان، رقم الحدیث 3094، مستدرک حاکم رقم الحدیث 8078، بیہقی، رقم الحدیث 6622، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 41، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1917، دارقطنی، رقم الحدیث 131)

سنگسار کر دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (مسلم)

حل لغات:

اَصَبْتُ حَدًّا: حد کو پانا، یعنی حد لگنے والا کام کرنا۔

تعارف روای:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: فقہاءِ احناف کے نزدیک زنا کی تعریف:

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندامِ نہانی) میں وطی کرے دارآں حالیکہ وقبل حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۳) علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۳۳ سکھر)۔

اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی: عورت کی اندام نہانی میں بقدرِ سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہوگی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہوگی۔

حرام: کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا، اگر چہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھالیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہوجائے، سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہوجائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہوجائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (رقم: ۱۴۲۳) اور امام ابوداؤد (رقم: ۴۴۰۱)

قبل: عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی دُبر (سرین) میں وطی امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، اس کے برخلاف امام ابو یوسف، امام محمد اور فقہاء مالکیہ، اور فقہاء حنبلیہ عورت کی دُبر میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ دُبر میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کا اختلاف تھا اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا، نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسبت مشتبہ ہوتا ہے اور بچہ ضائع ہوتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت: اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ ایک نادر چیز ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

زندہ: اس قید کی وجہ سے مردہ کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

مشتہاۃ: یعنی اس عورت سے وطی کی جائے جس پر شہوت آتی ہو اتنی چھوٹی لڑکی جس پر شہوت نہ آتی ہو اس سے وطی کرنا زنا نہیں ہے۔ (ہر چند کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہوگی)۔

حالتِ اختیار: یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے مکرہ (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے، کیونکہ حافظ الہیثمی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے: حضرت عقبہ بن عامر، حجرت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت ہے: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۵۰، دار الکتاب العربی)

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر جبر کرکے اس کے ساتھ وطی کی جائے تو اس پر حد نہیں ہے، لیکن مرد میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور محققین مالکیہ کے نزدیک اگر مرد پر جبر کرکے اس سے وطی کرائی جائے تو اس پر حد ہے نہ تعزیر۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے آلہ کا منتشر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اکراہ نہیں ہے۔ اور وہ اپنے اختیار سے وطی کر رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد پر بھی حد نہیں ہے کیونکہ انتشار اس کے مرد ہونے کی دلیل ہے، اختیار کی دلیل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، اور امام محمد کا بھی یہی نظریہ ہے۔

دار العدل:

دار العدل سے مراد دار اسلام ہے، کیونکہ دار الحرف ب اور دار الکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دار الحرب میں یا دار الکفر میں زنا کرے گا تو بھی وہ اسلامی سزا سو کوڑوں یا رجم کا مستحق ہے، لیکن چونکہ قاضی اسلام، دار الکفر یا دار الحرب میں اسلام سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی، دار الکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ قتل اور دیگر جرائم اور دار الحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں، اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

احکام اسلام کا التزام: اس قید کی وجہ سے حربی مستامن خارج ہے، کیونکہ اس نے احکا اسلام کا التزام نہیں کیا، مسلمان اور ذمی اور زنا کریں گے تو ان پر حدی جاری کی جائے گی۔

حقیقت ملک سے خالہ ہونا: اگر کسی شخص نے ایسی باندی سے وطی کرلی جو مشترکہ ہے اس کی اور کسی کی ملکیت میں ہے، یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جو اس کی محرم تھی تو چونکہ وہ حقیقتاً اس کی ملکیت میں تھی اس لئے اس کا یہ فعل ہر چند کہ ناجائز ہے لیکن زنا نہیں ہے اور اس پر حد نہیں ہے۔

حقیقتِ نکاح سے خالی ہونا: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض یا نفاس میں وطی کر لی یا روزہ دار یا محرمہ بیوی سے وطی کر لی یا ایلاء یا ظہار کے بعد وطی کر لی تو ہر چند کہ یہ فعل گناہ ہے لیکن زنا نہیں ہے، کیونکہ عورت حقیقتاً اس کے نکاح میں موجود ہے۔

شبہ ملک سے خالی ہونا: جب ملک یا نکاح میں شبہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

شبہات کی بناء پر حدود ساقط کر دو۔..................(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱٤۲٤)

مثلاً اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کر لی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کو یہ شبہ ہوا ہو کہ بیٹے کے مال کا میں مالک ہوں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا:

تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔..................(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۱)

اسی طرح مکاتب کی باندی سے وطی کرنا بھی زنا نہیں ہے، کیونکہ مکاتب جب تک پوری رقم ادا نہ کرے مالک کا غلام ہے سو اس کی باندی بھی اس کی ملکیت ہے۔

شبہ نکاح سے خالی ہونا

یعنی عقد نکاح میں شبہ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے بغیر ولی یا بغیر گواہ کے نکاح کر کے وطی کر لی، یا نکاح متعہ کر کے وطی کر لی تو اس کا یہ فعل زنا نہیں ہے خواہ وہ اس نکاح کے عدم جواز کا اعتقاد رکھتا ہو کیونکہ اس نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس نکاح میں شبہ آ گیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے نسبی، رضاعی یا سسرالی کے رشتہ سے کسی محرم سے نکاح کر لیا یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر لیا یا کسی عورت سے اس کی عدت میں نکاح کر لیا اور اس عقد نکاح کی وجہ سے وطی کر لی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو، کیونکہ اس وطی میں اس کو شبہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ وطی زنا نہیں ہے البتہ اس پر تعزیز ہے۔

فقہاء مالکیہ، فقہاء شافعیہ، فقہاء حنبلیہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ جو وطی ابداً حرام ہو اس سے حد لازم آتی ہے اور یہ نکاح باطل ہے اور اس کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ جو وطی ابداً حرام نہ ہو جیسے بیوی کی بہن یا جس نکاح میں اختلاف ہو جیسے بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح، اس وطی کی وجہ سے حد لازم نہیں آتی۔

امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء کے درمیان منشاء اختلاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا اہل شخص اس محل میں نکاح کرے جو مقاصد نکاح کے قابل ہو تو وہ نکاح وجوب حد سے مانع ہے، خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام اور خواہ وہ تحریم متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ اور خواہ اس کو حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، جمہور فقہاء اور صاحبین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا ابداً حرام ہو یا اس کی تحریم پر اتفاق ہو تو اس نکاح سے وطی پر حد لازم

آتی ہے اور اگر وہ نکاح ابداً حرام نہ ہو یا اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو پھر اس نکاح سے وطی پر حد لازم نہیں آتی۔

(بدائع صنائع ج ۷ ص ۳۰، مغنی المحتاج ج ٤ ص ١٤٥، المہذب ج ٢ ص ٢٦٨، المیزان الکبری ج ٢ ص ١٠٧، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۳ ص ٢٥١، المغنی ج ٨ ص ١٧٤، رحمۃ الامۃ ج ٢ ص ١٣٦)

حد زنا کی شرائط:

حد زنا جاری کرنے کے لئے جن شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

١۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

٢۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۳۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی، البتہ اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق الٰہیہ کا التزام نہیں کیا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے، البتہ تادیباً اس کو سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضامندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

٤۔ زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

٥۔ عورت سے زنا کرے، اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے، البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔

٦۔ ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وطی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہوتی۔

٧۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبی عورت کو یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی یا باندی ہے، اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے، جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے، مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح ہو، اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے محارم سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

٨۔ اس کو زنا کی حرمت کا علم ہو اگر وہ جہل کا دعویٰ کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۹۔عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۱۰۔عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر حد ہے۔

۱۱۔مرد کا حشفہ (آلہ تناسل کا سر) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی دُبر میں وطی کر لے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے، اسی طرح لواطت (اغلام) پر بھی حد نہیں ہے، اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

۱۲۔زنا دار السلام میں کیا جائے، دار الکفر یا دار الحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔(لفقہ الاسلامی بیروت، ۱٤۰٥ھ)

احصان کی تحقیق:

فقہاء اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر محصن ہے تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احصان کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔

سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

احصان کا اصل میں معنی ہے منع کرنا، عورت اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محصنہ ہوتی ہے، جوہری نے ثعلب سے نقل کیا ہے ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محصنہ ہے۔ حاملہ عورت کا بھی محصنہ کہتے ہیں کیونکہ حمل نے اس کو دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محصن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے "فاذا احصن فان اتين بفاحشة" کی تفسیر میں کہا باندی کا احسان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج نے محصنين غير مسافحين کی تفسیر میں کہا مرد کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے اور فرج کا احصان، زنا سے رکنا ہے، اور احصنت فرجھا کا معنی پاکدامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے اور والمحصنت من النساء کا معنی شادی شدہ خواتین ہے۔(تاج العروس ج ۹ ص ۱۷۹،۰٦، ۱۳ھ)

(۱) عقل (۲) بلوغ (۳) حریت (٤) اسلام (٥) نکاح صحیح (٦) خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا (۷) نکاح صحیح کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا لہٰذا بچہ، مجنون، غلام، کافر نکاح فاسد، عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احصان ثابت نہیں ہوگا۔(بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۸۔ مطبوعہ کراچی ۱٤۰۰ھ)

۶۔ بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيْض

اَنَا وَجِعٌ، اَوْ شَدِيْدُ الْوَجِعِ اَوْ مَوْعُوْكٌ اَوْ وَارَاْسَاهُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَبَيَانِ اَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِيْ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى سبيل التَّسَخُّطِ وَاِظْهَارِ الْجَزَع

مریض کا یہ الفاظ کہنا جائز ہے: ''مجھے درد ہے' یا سخت درد ہے' مجھے بخار ہے اور ہائے میرا سر' وغیرہ اور اگر یہ کلمات غصے یا بے صبری کے اظہار کے طور پر نہ کہے جائیں تو ان میں کوئی کراہت نہیں ہے

(۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَمَسِسْتُهُ. فَقُلْتُ: اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعَكًا شَدِيْدًا. فَقَالَ: "اَجَلْ، اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار کی شکایت تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو چھوا تو میں نے عرض کی: آپ کو تو سخت بخار ہے۔ فرمایا: ہاں! مجھے اتنا سخت بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (یعنی میرے بخار کی شدت تمہاری نسبت دوگنا ہوتی ہے۔) (متفق علیہ)

حل لغات:

اُوْعَکُ: از، وعکاً، بمعنی تیز ہونا، تیز بخار چڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

تُوعَكَ وَعكٌ سے بنا، بمعنی بخار کی گرمی اور تکلیف۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ غلام آقا کی مزاج پرسی بھی کرے اور اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگائے۔ خیال رہے کہ بخار مرضِ انبیاء ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بخار ہی سے ہوئی۔

یہ ہے صحابہ کا ادب و احترام، یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو وہم بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کی بیماری خطاؤں کی معافی کے لیے ہو، آپ کو گناہ وخطا سے نسبت ہی کیا، آپ کی بیماری صرف بلندیٔ درجات کے لیے ہوسکتی ہے۔ اس سے معلوم

(۲۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6434' بخاری شریف' کتاب المرض، رقم الحدیث 5647' دارمی، رقم الحدیث 2771' مسند امام احمد، رقم الحدیث 3618' ابن حبان، رقم الحدیث 2937' مستدرک حاکم، رقم الحدیث 119' بیہقی، رقم الحدیث 6323' مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1045)

ہوا کہ جن چیزوں سے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 763)

(۲۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآئَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ۔۔ وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں شدت تکلیف میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: میں اس حالت تک پہنچ گیا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں اور پھر پوری حدیث بیان فرمائی۔

(متفق علیہ)

شرح:

یہاں سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جو عشرہ مبشرہ سے ہیں، یہ واقعہ فتح مکہ کے سال کا ہے، اس وقت آپ مکہ معظّمہ میں تھے آپ سخت بیمار ہو گئے تھے۔ (مرقات)

حضور انور اپنی جائے قیام سے میری جائے قیام پر صرف میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ اپنے خدام کی مزاج پرسی بیمار پرسی کے لیے ان کے گھر جانا سنت ہے۔

(۲۳) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَآئِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: وَارَأْسَاہُ! فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "بَلْ اَنَا، وَارَأْسَاہُ!"۔۔۔ وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے میرا سر' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ ہائے میرا سر'' اور پھر حدیث بیان فرمائی۔ (بخاری)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4096' بخاری شریف' رقم الحدیث 1233' 3721' 4147' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2864' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2096' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2116' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 2708' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 1456' دارمی' رقم الحدیث 3194' مسند امام احمد' رقم الحدیث 1524' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4249' مسند امام احمد' رقم الحدیث 6361' بیہقی' رقم الحدیث 6361' بیہقی' رقم الحدیث 12345' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 747' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 834)

(۲۳) (بخاری شریف' رقم الحدیث 5666)

شرح: بہترین شوہر وہ ہے!:

(۱) جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!
(۲) جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!
(۳) جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔
(۴) جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔
(۵) جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔
(۶) جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بد اخلاقی پر صبر کرے۔
(۷) جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔
(۸) جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔
(۹) جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔
(۱۰) جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
(۱۱) جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔
(۱۲) جو اپنی بیوی کے میکا والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔
(۱۳) جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔
(۱۴) جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
(۱۵) جو اپنی بیوی پر اسطرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔ (جنتی زیور، ص 84)

۷۔ بَابُ تَلْقِیْنِ الْمُحْتَضَرِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جس کی موت قریب ہو اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا بیان

یعنی علامات موت جب نمودار ہوں اس وقت جو مر چکا ہو اس کے پاس کیا دعائیں، تلقین اور کیا الفاظ ادا کیے جائیں لہٰذا حضر کے معنے ہیں موت آ رہی ہو یا موت آ گئی ہو۔ خیال رہے کہ بیمار کی کنپٹی دھنس جانا، ناک ٹیڑھی پڑ جانا، پاؤں بے جان ہو جانا کہ اگر کھڑے کیے جائیں تو کھڑے نہ رہ سکیں بلکہ گر جائیں، فوطوں کی کھال دراز ہو جانا، فوطے سکڑ جانا علامات موت ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مایقال عند من حضرہ الموت، الفصل الاول، ج 2، ص 840)

(۲۴) عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ اٰخِرَ

كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: "صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ".

◀◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی زندگی کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کو ابوداؤد وحاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(۲۵) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

حل لغات:

لَقِّنُوْا: از تلقیناً، بمعنی تلقین کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی مایہ ناز تالیف بہار شریعت میں لکھتے ہیں: جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی (ہو) مرنے والے کو تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں مگر اسے (یعنی مرنے والے کو) اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ جب اس (یعنی مرنے والے) نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کردیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۷)

---

(۲۴) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1299، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3116)

(۲۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2019، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3117، ترمذی شریف، رقم الحدیث 976، ترمذی شریف، رقم الحدیث 980، نسائی شریف، رقم الحدیث 1826، نسائی شریف، رقم الحدیث 1827، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1444، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1445، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11006، ابن حبان، رقم الحدیث 3003، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 242، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1298، بیہقی، رقم الحدیث 6390، بیہقی، رقم الحدیث 6391، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1096، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1117، طبرانی، رقم الحدیث 10417، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 8866)

۸۔بَابُ مَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ

میت کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہا جائے؟

(۲۶) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَاَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهِ، فَقَالَ: "لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے ان کی روح قبض ہونے والی تھی سوان کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بند کیا پھر فرمایا: جب روح قبض ہوتی ہے تو نظر بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ابوسلمہ کے اہل خانہ میں سے کچھ لوگوں نے آہ و بکا شروع کردی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے لئے صرف بھلائی ہی کی دعا کیا کرو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے دعا کی: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما' ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما' اس کے بعد اس کے پسماندگان کو اپنی پناہ میں لے لے' اور اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو روشن فرما دے۔(مسلم)

حل لغات:

فَاَغْمَضَهُ: آنکھیں بند کرنا، جب انسان پر موت آجائے تو اس کی کھلی آنکھیں بند کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتی ہے اس لیے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ ہوتا نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے اس لیے آنکھیں فوراً بند کردو بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اسے بھی بند کردیا جائے اور جبڑے باندھ دیئے جائیں۔

(۲۶)(مسلم شریف رقم الحدیث 2026' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3318' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1454' مسند امام احمد رقم الحدیث 26585' ابن حبان رقم الحدیث 7041' بیہقی رقم الحدیث 6398' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 7030' طبرانی کبیر رقم الحدیث 712' طبرانی کبیر رقم الحدیث 713)

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر بلند آواز سے رونا اور اچھی باتیں منہ سے نکالنا برا نہیں، ہاں پیٹنا اور بکواس کرنا برا ہے بلکہ کبھی کفر جیسے ہائے پہاڑ گر گیا ہائے کمر ٹوٹ گئی، ہائے موت نے یا اللہ نے ظلم کر دیا اَلْعِیَاذُ بِاللہ، یا اللہ ہمیں بھی موت دے دے وغیرہ۔

(''اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما' ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما' اس کے بعد اس کے پسماندگان کو اپنی پناہ میں لے لے' اور اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو روشن فرما دے۔) سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور جامع دعا ہے، میت کے پسماندگان اپنے اور سارے مسلمانوں کے لیے ہر طرح کی دعا مانگ لی گئی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص843)

۹۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ مَّاتَ لَهُ مَيِّتٌ

مرنے والے کے پاس کیا کہنا چاہئے اور جس کا عزیز فوت ہوا سے کیا کہا جائے؟

(۲۷) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُوْلُوا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: "قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً" فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِيَ اللهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ: مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا: "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ، أَوِ الْمَيِّتَ"، عَلَى الشَّكِّ، وَرَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ: "اَلْمَيِّتَ" بِلَا شَكٍّ۔

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو تو اچھی بات کہو' کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے ''آمین'' کہتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں' فرمایا: کہو! اے اللہ میری اور اس کی مغفرت فرما' اور ان کے بعد مجھے ان کا اچھا بدل عطا فرما''۔ فرماتی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر عطا فرمایا' یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلم نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ۔ راوی کو شک

---

(۲۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2025' ترمذی شریف' رقم الحدیث 977' نسائی شریف' رقم الحدیث 1825' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1447' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1455' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17176' ابن حبان' رقم الحدیث 3005' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1301' بیہقی' رقم الحدیث 6916' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6964' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 940)

ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض فرمایا یا میت) اور ابوداؤد وغیرہ نے شک کے بغیر میت کا لفظ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

وَاَعْقِبْنِیْ: جانشین ہونا، اچھا بدلہ دینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو) غالبًا یہ شک راوی کو ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض فرمایا یا میت۔ مریض سے مراد قریب الموت مریض ہے، خیر سے مراد دعائے شفا اور دعائے مغفرت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں حاضرین دنیوی کلام نہ کریں، آخر وقت تک دعائے شفا کر سکتے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میری جانکنی کے وقت اس حجرے میں ناپاک انسان، کتا، جاندار کا فوٹو یعنی نوٹ روپیہ پیسہ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ ملک الموت اور ان کے ساتھی ہر اس بات پر آمین کہہ دیتے ہیں جو تمہارے منہ سے نکلتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص841)

(۲۸) وَعَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيْبَةٌ، فَيَقُوْلُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا، اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِنْهَا" قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "کہ جو بندہ کسی مصیبت میں کہتا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ "بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما' اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما' تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس مصیبت پر اجر عطا فرماتا ہے' اور اس کو اچھا بدل عطا فرماتا ہے۔

(۲۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2022' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3119' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3511' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1598' موطا امام مالک' رقم الحدیث 560' دارمی' رقم الحدیث 85' مسند امام احمد' رقم الحدیث 16387' 26677' ابن حبان' رقم الحدیث 2949' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2734' بیہقی' رقم الحدیث 6917' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 6907' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 2895' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 6718)

فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے اسی طرح کہا' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اچھا بدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔(مسلم)

حل لغات:

وَاخْلُفْ لِیْ: بدلہ دینا، نقصان کا بدلہ دینا۔

تعارف روای:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا. اِلَّا اَجَرَهُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا') یہ عمل بڑا مجرب ہے فوت شدہ میت اور گمشدہ چیز سب پر پڑھا جائے لیکن جس گی چیز کے ملنے کی امید ہو اس پر راجعون تک پڑھے اور جس سے مایوسی ہو چکی ہو اس پر پورا پڑھے، مگر ضروری یہ ہے کہ زبان پر الفاظ ہوں اور دل میں صبر۔ (از مرقات)

ابوسلمہ حضرت ام سلمہ کے پہلے خاوند تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے اور پھوپھی کے بیٹے بھی آپ نے مع گھر بار پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ پاک کی جانب مع گھر بار ہجرت کرنے میں آپ اول ہیں اسی لیے آپ نے اَوَّلُ بَیْتٍ فرمایا۔ ام سلمہ کی نگاہ میں ان خصوصیات کے لحاظ سے ابوسلمہ جزوی طور پر سب سے بہتر تھے اس لیے آپ نے یہ خیال کیا، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ خلفائے راشدین تو ابوسلمہ سے افضل تھے یعنی ایمان کہتا تھا کہ اس دعا کی برکت سے مجھے ان سے بہتر خاوند ملے گا مگر عقل وسمجھ کہتی تھی ناممکن ہے، میں نے عقل کی نہ مانی، ایمان کی مانی اور دعا پڑھ لی۔ اس کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی جن پر لاکھوں ابوسلمہ قربان۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 842)

(۲۹) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَيَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

---

(۲۹)(ترمذی شریف رقم الحدیث 1021)

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب کسی بندہ کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل اس سے چھین لیا عرض کرتے ہیں: جی ہاں! (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: میرے بندے نے (اس وقت) کیا کہا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے ''الحمدللہ!'' اور ''انا اللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا تھا' تو (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، فصل بیان حال القبر واقاویلھم عند القبور، ج ۵، ص ۲۳۸)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

فُؤَادِہٖ: یعنی دل، قلب کا لفظ بھی عربی میں ہی دل پر بولا جاتا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ سوال و جواب ان فرشتوں سے ہے جو میت کی روح بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں اس سے مقصود ہے انہیں گواہ بنانا ورنہ رب تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ خیال رہے کہ جنت میں بعض محل رب کی طرف سے پہلے ہی بن چکے ہیں اور بعض انسان کے اعمال پر بنتے ہیں، یہاں اس دوسرے محل کا ذکر ہے جیسے یہاں مکانوں کے نام کاموں سے ہوتے ہیں ویسے ہی وہاں محلات کے نام اعمال سے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 958)

(۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰی: مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا، ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: ''جس مومن بندے سے میں اس کی دنیا کی عزیز ترین چیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی امید پر صبر کرتا ہے تو اس کے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی ثواب نہیں ہے۔ (بخاری)

(۳۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6424)

(۳۱) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَرْسَلَتْ اِحْدٰی بَنَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهٗ اَنَّ صَبِیًّا لَّهَا - اَوِ ابْنًا - فِی الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ: "ارْجِعْ اِلَیْهَا، فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی، وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی. فَمُرْهَا. فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ"... وَذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا فرمایا: بیٹا' قریب الموت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے فرمایا: اس کے پاس لوٹ جاؤ اور اسے بتاؤ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ لے وہ بھی اس کا ہے' اور جو وہ عطا فرمائے وہ بھی اسی کا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام ایک مقررہ میعاد تک انجام پذیر ہوتا ہے' اور اسے حکم دو کہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔ اور مکمل حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: بچے کی وفات پر صبر کا اجر:

حضرت ام سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا بیوہ ہوجانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔ (الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب السین ۳۵۹۷، ام سلیم بنت ملحان، ج ۴، ص ۴۹۴)

یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم کی خالہ ہوتی تھیں اور ان کے بھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لئے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا ابھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر

---

(۳۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2031' بخاری شریف' رقم الحدیث 6228' 6942' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3125' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1588' مسند امام احمد' رقم الحدیث 21837' ابن حبان' رقم الحدیث 461)

سکیں گے اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ مر گیا یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا؟ بی بی نے کہا کہ "جی ہاں" حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج وغم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

تبصرہ:

مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے ذہن نشین کرو اور دیکھو کہ بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیسے اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے گا اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی ام سلیم کو دیا کہ حضرت عبداللہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر

گیا۔(جنتی زیور، تذکرہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا)

۱۰۔بَابُ جَوَازِ الْبُکَاءِ عَلَی الْمَیِّتِ بِغَیْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِیَاحَۃٍ

بین اور نوحہ خوانی کے بغیر میت پر رونا جائز ہے

بکا کا لغوی معنی: گریہ زاری کرنا، رونا۔(فیروز اللغات)

نوحہ کا لغوی معنی: گریہ زاری کرنا، پیٹنا، ماتم کرنا، لاش پر چلا کر رونا۔(فیروز اللغات)

نوحہ کی تعریف: میت کے اوصاف گن گن کر روتے ہوئے میت پر واویلا کرنا۔(خزائن التعریفات، ص ۲۹۴)

میت پر آواز سے یا صرف آنسوؤں سے رونا جائز ہے بلکہ مردے کے بعض فضائل بیان کرنا بھی درست ہے جیسے فاطمہ زہرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے فرمایا تھا ابا جان آپ جنت میں چلے گئے اب وحی آنا بند ہوگئی وغیرہ، ہاں اس پر سر یا سینہ کوٹنا، منہ پر تھپڑ لگانا، بال نوچنا، اس کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، ہائے میرے پہاڑ، ہائے کالی گھوڑی کے سوار یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 944)

اَمَّا النِّیَاحَۃُ فَحَرَامٌ وَّسَیَأْتِیْ فِیْھَا بَابٌ فِیْ کِتَابِ النَّھْيِ، اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی. وَاَمَّا الْبُکَاءُ فَجَاءَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ بِالنَّھْيِ عَنْہُ، وَاَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ، وَھِیَ مُتَاَوَّلَۃٌ وَّمَحْمُوْلَۃٌ عَلٰی مَنْ اَوْصٰی بِہٖ، وَالنَّھْيُ اِنَّمَا ھُوَ عَنِ الْبُکَاءِ الَّذِیْ فِیْہِ نَدْبٌ، اَوْ نِیَاحَۃٌ، وَالدَّلِیْلُ عَلٰی جَوَازِ الْبُکَاءِ بِغَیْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِیَاحَۃٍ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ مِنْھَا:

جہاں تک نوحہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ حرام ہے' اور عنقریب ممانعت کی کتاب میں اس بارے میں ایک مکمل باب آئے گا' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جہاں تک رونے کا تعلق ہے تو اس کی ممانعت کے بارے میں بھی مروی ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تاہم اس کی تاویل کی گئی ہے' اور اسے اس صورت پر محمول کیا گیا ہے کہ جب میت اس بات کی وصیت کرے اور ممانعت اس رونے کی ہے جس میں چیخ و پکار اور نوحہ ہو اور چیخ و پکار اور نوحے کے بغیر رونے کے جواز کے بارے میں احادیث بکثرت مروی ہیں جن میں سے چند ایک بیان کی جاتی ہیں۔

(۳۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ، وَمَعَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ،

(۳۲)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2033، بخاری شریف، رقم الحدیث 1242، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3159، بیہقی، رقم الحدیث 6944)

فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَآءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکَوْا. فَقَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا اَوْ یَرْحَمُ" وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہا بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے جب دوسروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے ہو؟ بے شک اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں یا دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرمادیتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الحزن: غم، دکھ، درد، تکلیف۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

شاید راوی کو بیماری کا پتہ نہ لگا کہ انہیں کیا بیماری تھی۔ خیال رہے کہ حضرت سعد اس بیماری میں فوت نہیں ہوئے بلکہ ۱۵ھ عہد فاروقی میں مقام حوران علاقہ شام میں وفات پائی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو جنات نے قتل کیا۔

خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کے حالات مختلف ہوتے ہیں کبھی اپنے سے بھی بے خبر ہوجاتے ہیں۔ اسی کو شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ شعر

بکفت احوال مابرق جہاں است ... دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے برطارم اعلےٰ نشینیم ... گہے برپشت پائے خود نہ بینیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کی موت کے وقت اور جگہ سے خبردار ہیں کہ بدر میں ایک دن پہلے ہی ہر کافر کے قتل کی جگہ اور وقت بتادیا کہ کل یہاں فلاں مرے گا اور آج یہ فرمارہے ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ کلام عتابانہ تھا لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے، چادر اوڑھائی ہوئی تھی تو فرمایا کہ کیا یہ فوت ہوگئے ہیں جو تم نے چادر اوڑھادی تب تو مطلب بالکل ظاہر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا انکی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ ان کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بناپر اور یہ کلام حکیمانہ

مبلّغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے صبری یا نوحہ نہ کرنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ جو مصیبت پر حمد الٰہی کرتا ہے اللہ اس پر رحم کرتا ہے اور جو بکواس بکتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 946)

میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے:

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخنا چلّانا کپڑے پھاڑنا بال نوچنا سینہ پیٹنا اور ناشکری کے کلمات زبان پر لانا ممنوع و ناجائز ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے تو یہ اس صورت میں عذاب ہوگا جبکہ جبکہ میت نے نوحہ کی رسم کو جاری کیا ہو یا نوحہ کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر صرف نوحہ کرنے والے گنہگار رہوں گے میت پر اس کا بوجھ نہ ہوگا۔ (فیوض الباری، ۵/۹۲)

(۳۳) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهٖ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟! قَالَ: "هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ، وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے ایک نواسے کو پیش کیا گیا وہ حالت موت میں تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ فرمایا: ''یہ رحمت ہے'' جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے' اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

فَفَاضَتْ: آنسو بہہ نکلنا۔

قُلُوْبِ: جمع قلب، بمعنی دل۔

تعارفِ روای:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2031' بخاری شریف' رقم الحدیث 6228' 6942' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3125' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1588' مسند امام احمد' رقم الحدیث 21837' ابن حبان' رقم الحدیث 461)

شرح:

(وہ حالت موت میں تھا) قبض روح کی حالت میں ہے گویا فوت ہی ہوگیا ہے۔ وہ بچہ یا تو علی ابن ابی العاص تھے جو قریب بلوغ فوت ہوئے ہیں یا امامہ بنت ابی العاص، یہی قوی ہے جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے۔ خیال رہے کہ حضرت زینب ابو العاص ابن ربیع کی بیوی تھیں۔

اطباء کہتے ہیں کہ میت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہوجاتی ہے، آنسو بہنے سے دل کی گرمی نکل جاتی ہے اس لیئے اس رونے سے ہرگز منع نہ کیا جائے اور ایسے موقع پر رونا نہ آنا سختی دل کی علامت ہے جسے بندوں پر رحم نہیں آتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 945)

(۳۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَھُوَ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ، فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ. فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟! فَقَالَ: "یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّھَا رَحْمَۃٌ" ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی، فَقَالَ: "اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یُرْضِیْ رَبَّنَا، وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ"

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ،

وَرَوٰی مُسْلِمٌ بَعْضَہٗ. وَالْاَحَادِیْثُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ فِی الصَّحِیْحِ مَشْھُوْرَۃٌ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لے گئے جب وہ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آنسو بہائے تو فرمایا' آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمزدہ ہوتا ہے لیکن ہم وہی کچھ کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمزدہ ہیں۔

ابو مسلم نے اس حدیث کے کچھ حصہ کو روایت کیا اور اس باب کے متعلق صحاح میں بکثرت مشہور احادیث موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

---

(۳۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 5903' بخاری شریف رقم الحدیث 1303' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3126' مسند امام احمد رقم الحدیث 13037' ابن حبان' 2902' بیہقی رقم الحدیث 6942' مسند ابویعلی رقم الحدیث 3288)

حلِ لغات:

یَجُوْدُ: جاد یجود، جوداً، بمعنی عمدہ ہونا، سخاوت کرنا، بخشش کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر صرف آنسوں سے رونا بھی جائز ہے اور صبر شکر کے الفاظ کہنا بھی اور میت کو مخاطب کر کے کلام کرنا بھی جائز کہ بچہ زندگی میں اگر چہ کچھ نہ سمجھتا ہو مگر بعد وفات سمجھنے بلکہ بولنے لگتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 944)

۱۱۔ بَابُ الْکَفِّ عَنْ مَّا یَرٰی مِنَ الْمَیِّتِ مِنْ مَّکْرُوْہٍ

میت کی کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اس کے ذکر سے باز رہنے کا بیان

(۳۵) وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَکَتَمَ عَلَیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً" رَوَاہُ الْحَاکِمُ. وَقَالَ: صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے راز کو پوشیدہ رکھا تو اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حلِ لغات:

فَکَتَمَ عَلَیْہِ: از، کتماً، بمعنی چھپانا، پردہ ڈالنا، عیبوں پر پردہ ڈالنا۔

تعارفِ راوی:

ابو رافع: آپ کا نام اسلم ہے، حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، کنیت میں مشہور ہیں، قبطی تھے اولاً حضرت عباس کے غلام

(۳۵) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1307، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1340، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 929، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 8078، شعب الایمان، رقم الحدیث 9265، شعب الایمان، رقم الحدیث 9267، مجمع الزوائد، رقم الحدیث، جلد 3، 21، الترغیب والترھیب، رقم الحدیث 5305)

تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں دے دیا یعنی مالک کردیا،غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے انہوں نے ہی حضورانور کو حضرت عباس کے ایمان کی خبر دی تو حضور نے خوشی میں آپ کو آزاد کیا،عثمان کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکٰوۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الراء، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

کسی کا عیب معلوم ہوجانے پر اسے کسی دوسرے پر ظاہر کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنا بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جب تک ہر جاننے والے پر اس عیب کو بیان نہ کرلیں انہیں چین نہیں آتا۔

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کے راز کھولے گا اللہ عزوجل اس کا راز ظاہر کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رسوا ہوجائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن، رقم ۲۵۴۶، ج ۳، ص ۲۱۹)

حضرتِ سیّدنا سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اسکے گوشت کو جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لئے کوئی بات کہی اللہ عزوجل اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنے قول کی سزا بھگت لے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غیبۃ، رقم ۴۸۸۳، ج ۴، ص ۳۵۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حوالے سے بھی اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَتَشْیِیْعِہٖ وَحُضُوْرِ دَفْنِہٖ وَکَرَاھَۃِ اِتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْیِیْعِ۔

میت کی نماز جنازہ پڑھنے، اس کے جنازے کے ساتھ جانے اور اس کی تدفین کے وقت حاضر رہنے کا بیان اور یہ کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے، جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر چکا

جنازے کے ساتھ سواری پر جانا بھی جائز ہے اور پیدل بھی، سوار جنازے سے پیچھے ہی رہے، پیدل آگے

پیچھے ہر طرف چل سکتا ہے مگر پیدل جانا اور پیچھے رہنا بہتر ہے۔ضرورت کے وقت میت کو سواری پر لے جانا بھی جائز ہے جب کہ قبرستان بہت دور ہو جیسے کراچی یا بمبئی، ورنہ سنت یہ ہے کہ چار آدمی اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس طرح لے جائیں کہ میت کا سر آگے ہو، پاؤں پیچھے۔نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔اس نماز کی تین شرطیں ہیں: میت کا مسلمان ہونا، پاک ہونا، نمازی کے آگے رکھا ہوا ہونا، لہٰذا غسل سے پہلے یا غائب جنازہ پر یا سواری پر رکھے ہوئے یا نمازی کے پیچھے رکھے پر نماز جنازہ جائز نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیھا، الفصل الاول، جلد دوم، ص 869)

(۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا، فَلَهٗ قِیْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ، فَلَهٗ قِیْرَاطَانِ" قِیْلَ: وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ: "مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جنازے کے ساتھ شامل رہا حتیٰ کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو تدفین تک جنازے کے ساتھ شامل رہے اس کو دو قیراط ثواب ملیں گے' عرض کیا گیا: دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مثل"۔(متفق علیہ)

(۳۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ، فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے شامل ہو اور نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین سے

---

(۳۶)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2084، بخاری شریف، رقم الحدیث 47، 1260، 1261، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3168، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1040، نسائی شریف، رقم الحدیث 1940، 1941، 1994، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1539، 1540، 1541، مسند احمد، رقم الحدیث 4453، 4650، 4867، ابن حبان، رقم الحدیث 3078، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 6167، بیہقی رقم الحدیث 6536، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4095، 6188، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 11363)

(۳۷)(بخاری شریف، رقم الحدیث 47، 1260، 1261، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1941، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9546، ابن حبان، رقم الحدیث 3080، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 6167، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 2123، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 1664، مسند اسحاق، رقم الحدیث 250، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 6271)

فارغ ہونے تک جنازہ کے ساتھ رہے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے' اور ہر قیراط احد (پہاڑ) کی مثل ہے' اور جو شخص نماز جنازہ پڑھے پھر اور تدفین سے پہلے لوٹ آئے وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

اِتَّبَعَ: بمعنی پیچھے چلنا، ساتھ چلنا،

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے شامل ہو) ان دو قیدوں سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کافر کا میت کے ساتھ جانا ثواب کا باعث نہیں کیونکہ اعمال کا ثواب ایمان سے ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ریا کاری، قومی نظریئے، کسی مالدار کو خوش کرنے کے لیے ساتھ جانے پر بھی کوئی ثواب نہیں جیسا کہ آج عموماً دیکھا جا رہا ہے کہ غریب کے جنازے پر اٹھانے والے بھی مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور امیر کے جنازے پر اکثر خوشامدیوں کا ہجوم ہوتا ہے جو بغیر نماز جانے ہوئے بھی بے وضو ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عموماً دینار کے بیسویں حصے کو قیراط کہا جاتا ہے مگر شام والے چالیسویں حصے کو بعض اور علاقوں میں دینار کے چھٹے حصے کو قیراط کہتے ہیں یہاں تجریداً صرف حصہ مراد ہے نہ کہ دینار کا حصہ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی صرف نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا آدھا ثواب پاتا ہے اور دفن میں بھی شرکت کرنے والا دگنا۔

(۳۸) وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنَاهُ: وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ۔

◀ ◀ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم (عورتوں) کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے' اور (اس ممانعت میں) ہم پر سختی نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ممانعت میں اتنی سختی نہیں برتی گئی جتنی محرمات کی ممانعت میں برتی گئی ہے۔

حل لغات:

یُعْزَمْ: از، عزماً، بمعنی پختہ ارادہ کرنا۔

(۳۸) (بخاری شریف' رقم الحدیث 307' 1219' 1220' 5028' بخاری شریف' رقم الحدیث 5026' مسلم شریف' رقم الحدیث 938' داری' رقم الحدیث 2286)

تعارفِ روای:

ام عطیہ: آپ کا نام نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں، بہت صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابیات)

شرح:

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سُنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔ (''صغیری''، فصل فی الجنائز، ص ۲۹۳، و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۶۲.)

۱۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيْرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَجَعْلِ صُفُوْفِهِمْ ثَلَاثَةً فَاَكْثَرَ

زیادہ لوگوں کو نماز جنازہ میں شریک کرنے کے مستحب ہونے اور تین یا تین سے زیادہ صفیں بنانے کا بیان

(۳۹) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مَّيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِئَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچی ہو اور ان میں سے ہر آدمی اس میت کی شفاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے معاملے میں ان کی شفاعت کو قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ، فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللهِ شَيْئًا، اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان فوت ہو جائے اور چالیس آدمی اس پر نماز جنازہ پڑھیں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ

(۳۹)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2093، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1029، نسائی شریف، رقم الحدیث 1992، 19۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث 13930، 24084، 24173، ابن حبان، رقم الحدیث 3081، بیہقی، رقم الحدیث 6694، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4398، 4806، 4874، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1060)

(۴۰)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2094، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2509، ابن حبان، رقم الحدیث 3082، بیہقی، رقم الحدیث 5411)

ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت کو قبول فرمالیتا ہے۔(مسلم)

حل لغات:

شَفَّعَهُمْ: از شفاعة، بمعنی سفارش کرنا، سفارش قبول کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریعی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص883)

(۴۱) وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا، جَزَّأَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتے اور محسوس فرماتے کہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم ہے تو لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس (میت) پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

فَتَقَالَّ: از قلّة، بمعنی کم کرنا۔

---

(۴۱)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 949، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1490، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3166)

تعارفِ روای:

مرثد ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوالخیر ہے یزنی مصری ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم فصل فی التابعین،)

شرح:

یہ حدیث بہت امید افزاء ہے کیونکہ یہاں صفوں کی حد بیان فرمائی گئی اگر دو آدمیوں کی صفیں بھی نماز جنازہ میں ہو جائیں تب بھی میت کی بخشش کی قوی امید ہے۔ یہ سب اس امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے رب کی رحمت ہے، رب کی رحمت بہانہ چاہتی ہے قیمت نہیں مانگتی۔

اب بھی فقہاء فرماتے ہیں کہ تھوڑے نمازیوں کو بھی تین صفوں میں بانٹ کر جنازہ پڑھو یہ اسی حدیث پر عمل ہے۔ خیال رہے کہ اور نمازوں میں صف اول افضل ہے مگر نماز جنازہ میں صف آخری بہتر۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بعد نماز جنازہ دعا نہ مانگے کیونکہ اس میں نماز پر زیادتی کا اشتباہ ہے۔ اس کا مطلب ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اسی طرح صفیں بنائے ہوئے کھڑے دعا نہ مانگیں تاکہ آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ نماز ہو رہی ہے جیسے فرائض کے بعد صفیں توڑ کر سنتیں پڑھنے کا حکم ہے تاکہ جماعت کا دھوکہ نہ ہو محض دعا منع کیسے ہو سکتی ہے وہ تو سنت ہے۔

(فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس (میت) پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔) آپ ایسے جنازے کی نماز پڑھا کر لوگوں کو یہ حدیث سنا دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد جنازے کے متعلق تھوڑا وعظ کہہ دینا منع نہیں جب کہ اس سے دفن میں دیر نہ لگے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص883)

۱۴۔ بَابُ مَا یُقْرَأُ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ

نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

یُکَبِّرُ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ. یَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُوْلٰی. ثُمَّ یَقْرَاُ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ. ثُمَّ یُکَبِّرُ الثَّانِیَۃَ. ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. وَالْاَفْضَلُ اَنْ یُّتَمِّمَہٗ بِقَوْلِہٖ: کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ - اِلٰی قَوْلِہٖ - اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. وَلَا یَقُوْلُ مَا یَفْعَلُہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعَوَامِّ مِنْ قِرَآئَتِھِمْ: {اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ} (الاحزاب: 56) فَاِنَّہٗ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُہٗ اِذَا اقْتَصَرَ عَلَیْہِ. ثُمَّ یُکَبِّرُ الثَّالِثَۃَ. وَیَدْعُوْ لِلْمَیِّتِ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ بِمَا سَنَذْکُرُہٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی. ثُمَّ یُکَبِّرُ الرَّابِعَۃَ وَیَدْعُوْ.

وَمِنْ اَحْسَنِهٖ: "اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ". وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ يُطَوِّلُ الدُّعَاءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهٗ اَكْثَرُ النَّاسِ، لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الَّذِيْ سَنَذْكُرُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

فَاَمَّا الْاَدْعِيَةُ الْمَاْثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ، فَمِنْهَا:

نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھی جائیں گی پہلی تکبیر کے بعد "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ" پڑھے گا، پھر اس کے بعد فاتحہ پڑھے گا، پھر اس کے بعد دوسری تکبیر کہے گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا اور یہ پڑھے گا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ "اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نازل کر" اور زیادہ فضیلت یہی بات رکھتی ہے کہ اس درود کو ان الفاظ میں مکمل کرے: كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ "جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا" اس درود کو لفظ "حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ" تک پڑھے اور وہ نہ پڑھے جیسے اکثر لوگ پڑھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کیونکہ اس کے نتیجے میں نماز درست نہیں ہوگی اگر صرف اسی پر اکتفا کیا جائے۔ پھر وہ تیسری تکبیر پڑھے پھر میت کے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے جس کا تذکرہ ہم احادیث کی روشنی میں انشاء اللہ کریں گے پھر چوتھی تکبیر کہے اور پھر دعا پڑھے اور اس میں زیادہ بہتر یہ دعا ہے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ" "اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا اور ہماری اور اس کی مغفرت کر دے"۔ اور مختار یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں دعا لمبی پڑھے جو لوگوں کے عام رواج کے برعکس ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے ہم عنقریب' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا' تو ذکر کریں گے۔

تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی بعض ماثورہ دعائیں یہ ہیں (جو آگے احادیث میں آرہی ہیں):

(۴۲) عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ" حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عبدالرحمن بن عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا یاد کر لی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو اپنا فضل عطا کر اور اس سے درگزر کر اور جنت میں اس کا نصیب اچھا فرما اور اس کی قبر کو وسیع فرما۔ اس کو پانی اور اولوں اور برف سے دھو دے' اس کو گناہوں سے اسی طرح پاک فرما جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتا ہے' اور اس کو دنیا کے گھر کے عوض آخرت میں اچھا گھر عطا فرما' اور اس کو دنیا کے اہل خانہ کی بہ نسبت اچھے اہل خانہ عطا فرما اور اس کو دنیوی شریک حیات کے عوض اچھی شریک حیات عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما دے اور اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے پناہ عطا فرما''۔ راوی کہتے ہیں حتیٰ کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! یہ مرنے والا میں ہوتا۔ (مسلم)

(۴۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَاَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ - وَاَبُوْهُ صَحَابِيٌّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِيِّ. وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ. قَالَ الْحَاكِمُ: "حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "قَالَ الْبُخَارِيُّ: اَصَحُّ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيْثِ رِوَايَةُ الْاَشْهَلِيِّ. قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ"۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابوقتادہ اور ابوابراہیم اشہلی اپنے والد سے اور ان کے باپ صحابی ہیں رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کی نماز جنازہ پڑھی اور دعا کی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا. وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا. وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا. وشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ. وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ. وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ" ''اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے زندوں' اور ہمارے مردوں' اور ہمارے چھوٹوں کو بھی' اور ہمارے بڑوں کو بھی' ہمارے مردوں کو بھی' اور ہماری عورتوں کو بھی' ہمارے جو لوگ حاضر ہیں ان کو بھی' اور ہمارے جو لوگ موجود نہیں ان کو بھی' اے اللہ! ہم کو اس کے اجر سے محروم نہ کر' اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما''۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ و حضرت اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا اور ابوداؤد نے حضرت

(۴۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2130)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔امام حاکم نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔امام ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے فرمایا کہ حضرت اشہلی کی صحیح ترین احادیث میں یہ روایت بھی ہے۔امام بخاری نے فرمایا کہ اس باب میں بہترین چیز حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔

حل لغات:

فتوفة:توفی، توفیاً، پوراہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: نمازِ جنازہ کا طریقہ (حنفی)

مُقتدی اِس طرح نیّت کرے: ''میں نیّت کرتا ہوں اِس جنازے کی نَماز کی واسطے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے، دُعا اِس میّت کے لئے، پیچھے اِس امام کے''۔ (فتاوٰی تاتارخانیہ ج ۲ ص ۱۵۳)

اب امام ومُقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہتے ہوئے فوراًحسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثَناء پڑھیں۔ اس میں ''وَتَعَالٰی جَدُّكَ'' کے بعد ''وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں، پھر دُرودِ ابراہیم پڑھیں، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں اور دُعا پڑھیں (امام تکبیریں بُلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ۔باقی تمام اَذکار امام ومقتدی سب آہستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں اور ہاتھ لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔سلام میں میّت اور فرشتوں وحاضِرین نماز کی نیّت کرے، اُسی طرح جیسے اور نَمازوں کے سلام میں نیّت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میّت کی بھی نیّت کرے۔ (بہارِشریعت ج ۱ ص ۸۲۹، ۸۳۵ ماخوذاً)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا

الٰہی! بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو

وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ

اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔ الٰہی! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر

عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ (اَلْمُستَدرَک لِلْحاکِم ج ۱ ص ۶۸۴ حدیث ۱۳۶۶)

نابالغ لڑکے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا

الٰہی! اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اَجر (کا موجِب)

وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

اور وقت پر کام آنے والا بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(کنزُ الدّقائق ص ۵۲)

نابالغہ لڑکی کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا

الٰہی! اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اجر (کی موجِب)

وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً.

اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

جُوتے پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھنا:

- جوتا پہن کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو جوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضَروری ہے اور جوتا اُتار کر اُس پر کھڑے ہو کر پڑھیں تو جوتے کے تلے اور زمین کا پاک ہونا ضَروری نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: ''اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، احتیاط یہی ہے کہ جوتا اُتار کر اُس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔'' (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج ۹ ص ۱۸۸)

غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہوتی:

مَیِّت کا سامنے ہونا ضَروری ہے، غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی۔ مُستَحَب یہ ہے کہ امام مَیِّت کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

(دُرِّ مختار ج ۳ ص ۱۲۳، ۱۳۴)

چند جنازوں کی اکٹھی نَماز کا طریقہ:

چند جنازے ایک ساتھ بھی پڑھے جاسکتے ہیں، اس میں اِختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے

سامنے ہو یا قِطار بند۔یعنی ایک کے پاؤں کی سیدھ میں دوسرے کا سرہانا اور دوسرے کے پاؤں کی سیدھ میں تیسرے کا سرہانا وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس (یعنی اسی پر قِیاس کیجئے)۔ (بہارِ شریعت ج۱ص ۸۳۹،عالمگیری ج۱ص ۱۶۵)

جنازے کی پوری جماعت نہ ملے تو؟

مَسبوق (یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ) اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اَندیشہ ہو کہ دُعاء وغیرہ پڑھے گا تو پوری کرنے سے قَبل لوگ جنازے کو کندھے تک اُٹھالیں گے تو صِرف تکبیریں کہہ لے دُعاء وغیرہ چھوڑ دے۔چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہیں پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہے۔پھر سلام پھیر دے۔(دُرِّمُختار ج ۳ ص ۱۳۶)

پاگل یا خودکُشی والے کا جنازہ:

جو پیدائشی پاگل ہو یا بالِغ ہونے سے پہلے پاگل ہوگیا ہو اور اسی پاگل پن میں موت واقع ہوئی تو اُس کی نَمازِ جنازہ میں نابالِغ کی دعا پڑھیں گے۔(جوہرہ ص ۱۳۸،غُنیہ ص ۵۸۷)

جس نے خودکُشی کی اُس کی نَمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔(دُرِّمُختار ج ۳ ص ۱۲۷)

مُردہ بچّے کے احکام:

مسلمان کا بچّہ زِندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصّہ باہَر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مرگیا تو اُس کو غُسل و کفن دیں گے اور اس کی نَماز پڑھیں گے،ورنہ اُسے وَیسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔اس کے لئے سنّت کے مطابِق غسل و کفن نہیں ہے اور نَماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔سَر کی طرف سے اکثر کی مقدار سر سے لے کر سینے تک ہے۔لہٰذا اگر اس کا سر باہَر ہوا تھا اور چیختا تھا مگر سینے تک نکلنے سے پہلے ہی فوت ہوگیا تو اس کی نَماز نہیں پڑھیں گے۔پاؤں کی جانب سے اکثر کی مقدار کمر تک ہے۔بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ یا کچّا گر گیا اس کا نام رکھا جائے اور وہ قِیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔

(دُرِّمُختار و رَدُّالْمُحتار ج ۳ ص ۱۵۲۔۱۵۴،بہارِ شریعت ج۱ص ۸۴۱)

جنازے کو کندھا دینے کا ثواب:

حدیثِ پاک میں ہے:''جو جنازے کو چالیس قدم لے کر چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔''نیز حدیث شریف میں ہے:جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی حَتمی (یعنی مُستَقِل) مغفِرت فرما دے گا۔(اَلْجَوْھَرَۃُ النَّیِّرَۃ ص ۱۳۹،دُرِّمُختار ج ۳ ص ۱۵۸۔۱۵۹،بہارِ شریعت ج۱ص ۸۲۳)

جنازے کو کندھا دینے کا طریقہ:

جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے۔سنّت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم

چلے۔ پوری سنّت یہ ہے کہ پہلے سیدھے سرہانے کندھا دے پھر سیدھی پائنتی (یعنی سیدھے پاؤں کی طرف) پھر اُلٹے سرہانے پھر اُلٹی پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۲۲)

بعض لوگ جنازے کے جُلوس میں اِعلان کرتے رہتے ہیں، دو دو قدم چلو! ان کو چاہئے کہ اس طرح اعلان کیا کریں: ''دس دس قدم چلو۔''

بچّے کا جنازہ اُٹھانے کا طریقہ:

چھوٹے بچّے کے جنازے کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اُٹھا کر لے چلے تو حَرَج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲)

عورتوں کو (بچّہ ہو یا بڑا کسی کے بھی) جنازے کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۲۳، دُرِّمختار ج ۳ ص ۱۶۲)

نمازِ جنازہ کے بعد واپسی کے مسائل:

جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اُسے بغیر نَماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نَماز کے بعد اولیائے میّت (یعنی مرنے والے کے سرپرستوں) سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دَفن کے بعد اجازت کی حاجت نہیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۵)

کیا شوہر بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے؟

شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا بھی دے سکتا ہے، قَبْر میں بھی اُتار سکتا ہے اور مُنہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ صِرف غُسل دینے اور بِلا حائل بدن کو چھونے کی مُمانَعت ہے۔ عورت اپنے شوہر کو غُسل دے سکتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۱۲، ۸۱۳)

(۴۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کرو''۔ (ابوداؤد)

حلِ لغات:

فَاَخْلِصُوْا: اخلص، اخلاص، بمعنی خالص کرنا، بے نام ونمود کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۴) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3199، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1497، ابن حبان، رقم الحدیث 3076، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 6755، موارد الظمآن، رقم الحدیث 755)

شرح:

اس حدیث کے دو معنے ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ نماز جنازہ میں خالص دعاء ہی کرو تلاوت قرآن نہ کرو حمد وثناء درود دعا کے مقدمات میں سے ہے۔ اس صورت میں یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن ناجائز ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو میت کے لیے خلوص دل سے دعا مانگو، اس صورت میں دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہوگا۔ خیال رہے کہ دعا بعد نماز جنازہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابی بھی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی، حضرت عبداللہ ابن سلام ایک جنازہ پر پہنچے نماز ہو چکی تھی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ نماز تو پڑھ چکے میرے ساتھ مل کر دعا تو مانگ لو۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاءالحق" حصہ اول میں دیکھو۔ جن فقہاء نے اس دعا سے منع کیا اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کے بعد یونہی کھڑے کھڑے دعا مانگی جائے جس سے آنے والے کو نماز کا دھوکا ہو یا بہت لمبی دعائیں مانگی جائیں جس سے بلاوجہ دفن میں بہت دیر ہوجائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2،ص 897)

(٤٥) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهٗ فَاغْفِرْ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! تو ہی اس کا پروردگار ہے تو نے ہی اس کو پیدا فرمایا' تو نے ہی اس کو اسلام کی ہدایت عطا فرمائی' تو نے ہی اس کو روح کو قبض کیا' تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو سب سے زیادہ جانتا ہے' ہم اس کی شفاعت کے لئے تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں تو اس کو معاف فرمادے''۔ (ابوداؤد)

(٤٦) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ؛ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀◀ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مسلمان آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے

---

(٤٥) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3200) (٤٦) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3202)

ذمہ اور تیری ہمسائیگی کے رشتہ میں ہے اس کو قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ تو ہی وفا اور تعریف والا ہے اے اللہ! اس کو معاف فرمادے اور اس پر رحم کر بے شک تو ہی معاف فرمانے والا ہے۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

ذِمَّتِکَ: ذمۃ، امان، ذمہ داری، پناہ گاہ۔

تعارفِ روای:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 847 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس میں خاص دین حاضر میت کے لیے دعاء ہے یہ بھی جائز ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ عام دعا بھی پڑھی اور اس کے بعد یہ بھی، قرب عہد سے مراد یا قرآن شریف ہے یا ایمان یعنی یہ بندہ مؤمن ہے قرآن کا ماننے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا"۔ فتنۂ قبر وہاں کے امتحان کی ناکامی ہے اور آگ کا عذاب دوزخ کا عذاب ہے خواہ قبر میں ہو یا دوزخ میں پہنچ کر۔ یہ دعاء بہت ہی جامع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص900)

(۴۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُوْ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰكَذَا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا اَزِيْدُكُمْ عَلٰی مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، اَوْ: هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رَوَاهُ الْحَاكِمُ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ"۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور آپ نے اتنا قیام کیا جتنا قیام دو تکبیروں کے درمیان کیا جاتا ہے۔ آپ اس (میت) کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے چوتھی تکبیر کہی اور کچھ دیر ٹھہرے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ آپ پانچویں تکبیر کہیں گے پھر انہوں نے دائیں جانب اور بائیں جانب سلام پھیرا اور جب وہ پلٹے تو ہم نے عرض کیا: یہ کیا؟

(۴۷) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1330)

فرمایا: میں تمہارے سامنے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتا جتنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے' اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حلِ لغات:

يَصْنَعُ: از، صنعًا، بمعنی بنانا،

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے جس کو ہم مفصل ابھی ابھی حدیث نمبر 43 میں بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۵۔ بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

جنازے میں جلدی کرنے کا بیان

(۴۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً، فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ، وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَيْهِ"۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ کو جلدی لے کر چلو کیونکہ اگر جنازہ نیک آدمی کا ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف بھیج رہے ہو اور اگر جنازہ اس کے سوا کا ہے تو تم ایک برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم اس کو بھلائی پر پیش کر رہے ہو۔

(۴۹) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:

(۴۸) (بخاری شریف رقم الحدیث 1315، مسلم شریف رقم الحدیث 2083)

(۴۹) (بخاری شریف رقم الحدیث 1314)

"اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِي، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ لِاَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب جنازہ رکھا جاتا ہے' اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر جنازہ نیک آدمی کا ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے جاؤ' اور اگر جنازہ غیر صالح آدمی کا ہو تو وہ اپنے اہل خانہ سے کہتا ہے: ہائے ہلاکت! تم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو' تو اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے' اور اگر انسان اسے سن لے تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے۔

حل لغات:

وُضِعَتِ: از، وضع یضع، وضعًا، بمعنی رکھنا،

لَصَعِقَ: بمعنی بے ہوش ہو جانا،

تعارف روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنازے سے مراد میت ہے اور اس کے رکھے جانے سے مراد گھر سے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان لے جانے کے لیے رکھا جانا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مردہ بزبان قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے جلدی پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حالت ہی میں جسم میں جان پڑ چکی ہوتی ہے اور بعد موت مردہ بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے جیسا کہ باب عذاب قبر میں گزر چکا کہ مردہ چلنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ احمد، طبرانی، ابن ابی دنیا، معروزی، اور ابن مندہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہنچانتا ہے۔ (مرقات)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مردے کی یہ گفتگو زبان قال سے آواز کے ساتھ ہی ہوتی ہے جسے جانور فرشتہ کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے اس پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،2 ص870)

۱۶۔ بَابُ تَعْجِیْلِ قَضَاءِ الدَّیْنِ عَنِ الْمَیِّتِ وَالْمُبَادَرَۃِ اِلٰی تَجْہِیْزِہٖ اِلَّا اَنْ یَّمُوْتَ فَجَاءَۃً فَیُتْرَكُ حَتّٰی یُتَیَقَّنَ مَوْتُہٗ

میت کے قرض کی ادائیگی میں اور اس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنے کا بیان اور اگر موت اچانک واقع ہوتو توقف کیا جائے تا کہ اس کی موت کا یقین ہو سکے

تجہیز کا لغوی معنی: تیار کرنا، مرتب کرنا، آراستہ کرنا، مردے کو دفن کرنے کے لیے تیار کرنا۔ (فیروز اللغات)

تجہیز کی تعریف: مرنے کے بعد میت کے لیے جو سفر آخرت کی طرف ضروری امور ہیں ان کا انتظام کرنا، جیسے غسل کفن ودفن وغیرہ۔ (قواعد الفقہ ۲۲۰، بحوالہ خزائن التعریفات، ص ۸۰)

(۵۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْہُ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی روح قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے حتی کہ اس کا قرض ادا کردیا جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۱) وَعَنْ حُصَیْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ: "اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَۃَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِیْہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِہٖ وَعَجِّلُوْا بِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَھْرَانَیْ اَھْلِہٖ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ

◄ حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوگئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے پس فرمایا: میرا خیال ہے کہ طلحہ کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ تم مجھے اس کی وفات کی اطلاع دینا اور اس کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں جلدی کرنا کیونکہ کسی مسلمان کی لاش کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے درمیان روک لیا جائے۔

(ابوداؤد)

---

(۵۰) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1078)

(۵۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3159)

حل لغات:

آذِنْتُمُونِي: بمعنی آگاہ کرنا،

تعارفِ روای:

حصین ابن وحوح صحابی ہیں، انصاری ہیں، آپ سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ میت کے لیے اعلان عام کرنا بھی جائز ہے اور خاص بزرگ و اہل قرابت کو خبر کرنا بھی تا کہ وہ نماز اور دفن میں شرکت کرلیں۔ دوسرے یہ کہ حتی الامکان دفن میں جلدی کی جائے، بلاضرورت دیر لگانا جیسا کہ ہمارے پنجاب میں رواج ہے سخت ناجائز ہے کہ اس میں میت کے پھولنے پھٹنے اور اسکی بے حرمتی کا اندیشہ ہے، مگر اس حکم سے انبیاء کرام مستثنیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن شریف وفات سے تین دن بعد ہوا، مسئلہ خلافت پہلے طے کیا گیا تا کہ زمین خلیفۃ اللہ سے خالی نہ رہے، بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دفن وفات سے چھ ماہ یا ایک سال بعد ہوا۔ (قرآن شریف) خیال رہے کہ یہاں جیفہ بمعنی مردہ ہے نہ کہ مردار جیسے قرآن کریم میں ہے "کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ" لہٰذا اس لفظ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مردہ نجس ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،2 ص849)

۱۷۔ بَابُ الْمَوْعِظَۃِ عِنْدَ الْقَبْرِ

قبر کے پاس وعظ کرنے کا بیان

موعظہ کا لغوی معنی: پند و نصیحت، (فیروز اللغات)

موعظہ کی تعریف: وہ بات جو سخت دلوں کو نرم کردے، خشک آنکھوں کو رولادے، اور اعمال فاسدہ کی اصلاح کر دے، (کتاب التعریفات، ص۱۶۵، رحمانیہ)

(۵۲) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنَّا فِیْ جَنَازَۃٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ، وَقَعَدْنَا حَوْلَہٗ وَمَعَہٗ مِخْصَرَۃٌ فَنَکَّسَ وَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِہٖ، ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ" فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ

(۵۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1362 ،مسلم شریف، رقم الحدیث 6605 ،ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 4694 ،ترمذی شریف، رقم الحدیث 3344 ،مسند امام احمد، رقم الحدیث 1067 ،مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 582)

اللهِ، أَفَلا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ: "اعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ..." وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازہ میں شریک تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے پس آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکایا اور چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدنے لگے پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا جنت کا ٹھکانا اور دوزخ کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے'' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے اسی لکھے پر بھروسہ نہ کرلیں؟ فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لئے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے'' اور پھر مکمل حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْغَرْقَدِ: ایک درخت کا نام، جو کانٹے دار ہوتا ہے۔

تعارف رواۃ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی لوح محفوظ میں کام اور انجام دونوں لکھے جا چکے ہیں کہ فلاں نیکیاں کرے گا اور جنت میں جائے گا اور فلاں کفر وغیرہ کرے گا لہٰذا جہنمی ہوگا۔ بندوں پر رب تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے، نیز کوئی شخص دوزخی اور جنتی ہونے پر مجبور نہیں۔ دنیا میں اعمال عموماً انجام کی علامتیں ہیں۔ جنّتی کو نیکیاں آسان اور گناہ بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ دوزخی کو اس کا اُلٹا، مگر یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلّیہ نہیں، کبھی عمر بھر کا مجرم جنتی ہو کر مرتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،1 ص83)

١٨۔ بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهٖ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَاعَةً لِّلدُّعَاءِ لَهٗ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

میت کی تدفین کے بعد اس کے لئے دعا کرنے اور اس کی قبر کے پاس بیٹھنے اور اس کے لئے استغفار کرنے اور قرآن پڑھنے کا بیان

دفن کے معنے ہیں چھپانا مگر اب میت کو قبرستان یا مال کو زمین میں گاڑ دینے کا نام دفن ہے اسی لیے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہابیل کو دفن کیا گیا۔ قبر دو طرح کی ہوتی ہے: ایک لحد، یعنی بغلی یا

پنجابی میں سانویں۔دوسری شق یعنی صندوقی یا پنجابی میں چیر دیں،دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن اگر زمین مضبوط ہوتو لحد افضل ہے،دفن کے تفصیلی احکام فقہ کی کتاب میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،،باب دفن المیت،الفصل الاول،ج2،ص916)

(۵۳) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَقِیْلَ: اَبُوْ عَبْدِ اللهِ، وَقِیْلَ: اَبُوْ لَیْلٰی - عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فُرِغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ، وَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ، فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

◄◄ حضرت ابوعمرو اور بقول بعض حضرت ابوعبداللہ اور بقول بعض حضرت ابولیلیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور (اللہ تعالیٰ سے) اس کے لئے ثابت قدمی کی التجا کرو' کیونکہ اب اس سے سوال کئے جائیں گے۔(ابوداوٗد)

حل لغات:

التَّثْبِیْتَ: ثابت کرنا،دلائل سے مضبوط کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2،حدیث نمبر:485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیّدنا محمد بن علی مُرادانی قدِّس سرّہ الربانی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں (بادشاہِ مصر) احمد بن طولون کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم احمد بن طولون کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کیا تو وہی شخص نہیں جو احمد بن طولون کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟ تو وہ کہنے لگا: آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصال ثواب کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔

حضرت سیّدنا محمد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے پوچھا: پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟ وہ شخص کہنے لگا ایک رات میں نے خواب میں احمد بن طولون کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا تم میری قبر پر قرآن

(۵۳)(ابوداؤدشریف،رقم الحدیث 3221)

کی تلاوت نہ کیا کرو۔ میں نے کہا آپ مجھے تلاوتِ قرآن سے کیوں منع کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟ لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے احمد بن طولون کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی۔

(اللہ عزوجل ہمیں قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبر و حشر کے عذاب سے محفوظ رکھے، دین و دنیا میں عافیت اور کرم والا معاملہ فرمائے، قرآنِ حکیم کو ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اس کی برکت سے ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) (عیون الحکایات، حکایت نمبر: 194)

(۵۴) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ، فَأَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ، وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُّقْرَأَ عِنْدَهٗ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ، وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ عِنْدَهٗ كَانَ حَسَنًا.

◀ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو اتنی دیر تک میری قبر کے ارد گرد ٹھہرنا جتنی دیر میں قربانی کے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور میں جان سکوں کہ میں اپنے ربّ کے قاصدوں (منکر نکیر) کو کیا جواب دوں۔ (مسلم) اس سے قبل یہ حدیث مفصل بیان ہو چکی ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ قبر کے پاس قرآن حکیم کے کچھ حصہ کی تلاوت کی جائے اور اگر پورا قرآن حکیم ختم کریں تو یہ بہت اچھا ہے۔

حل لغات:

جَزُوْرٌ: ذبح کے لیے اونٹنی یا بکری،

تعارفِ روای:

عمرو ابن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں، ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آ کر مسلمان ہوئے، حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا، مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کر دیا، پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ تینتالیس میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبد اللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں، حضرت معاویہ نے معزول کر دیا، بہت

(۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 229، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2515، 3085)

لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیرہم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میّت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میّت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔

(''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱،)

سیّدی و مرشدی اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ سے ایسا ہی ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ یا شبِ جمعہ کے سوا کسی اور دن میں مسلمان کا انتقال ہو تو اس کو جمعہ کے سپرد کرنا یعنی جمعہ تک قبر پر بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے، مسنون ہے۔ صحیح مسلم شریف میں اس بارے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث وارد ہے [۲] اور زیادہ دیر یا دنوں تک بیٹھنا بھی ممنوع نہیں، بلکہ وہاں لغو بیہودہ باتیں کرنے، ہنسنے وغیرہ غفلت و قسوت کی حرکات سے بچیں، اور تلاوت و درود خوانی اور اعمال حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجب نزولِ رحمت ہوتے ہیں، اور احیاء کے پاس ہونے سے مردے کا دل بہلتا ہے کما بیناہ فی "حیاۃ الموات" جمعہ تک بیٹھنے کا منشاء غالباً وہ روایت ہے (صحیح مسلم کتاب الایمان نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۷۶)

جو امام نسفی نے بحر الکلام میں ذکر فرمائی کہ مسلمان پر معاذ اللہ عذابِ قبر اگر ہوتا ہے تو صرف جمعہ تک ہوتا ہے شبِ جمعہ آتے ہی اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر عود نہیں کرتا۔ امام سیوطی و علامہ علی قاری کو اگرچہ اس روایت میں توقف ہے مگر عقلاً و شرعاً امر نافع محض کو صرف احتمال کافی ہوتا ہے۔ اگر یہ روایت مطابق واقع ہے تو جب تک معاذ اللہ اندیشہ تھا۔ ایصالِ ثواب و استنزالِ برکات ذکر و قران سے اس کی مدد کی گئی، جب جمعہ آگیا خود رحمتِ الٰہی اس کی متکفل ہو لی۔ اور اگر نا مطابق ہے تو اتنے دنوں آخر مسلمان محتاج کی مدد و نفع رسانی ہی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکے پہنچائے، اسے مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۲۲۴)

بہر حال یہ کام خیر سے خالی نہیں جبکہ نیۃً یا عملاً اس کے ساتھ کوئی محذورِ شرعی نہ ہو۔ شرح الصدور شریف میں ہے:

عمم النسفی فی بحر الکلام فقال ان الکافر یرفع عنہ العذاب یوم الجمعۃ ولیلتھا وجمیع

شهر رمضان، قال واما المسلم العاصي فانه يعذب في قبره لكن يرفع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لايعود اليه الى يوم القيمة وان مات يوم الجمعة اوليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر كذلك ثم ينقطع عنه العذاب ولايعود اليه الى يوم القيمة انتهى وهذا يدل على ان عصاة المسلمين لا يعذبون سوى جمعة واحدة وحدة اودونها وانهم اذا وصلوا الى يوم الجمعة انقطع ثم لايعود وهو يحتاج الى دليل.

امام نسفی نے بحر الکلام میں عام لگاتے ہوئے کہا کہ روز شب جمعہ اور پورے ماہ رمضان میں کافر سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور گنہگار مسلمان کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے، مگر اس سے روز اور شب جمعہ اٹھالیا جاتا ہے پھر قیامت تک دوبارہ عذاب نہیں ہوتا، اور اگر روزِ جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کیا ہے تو صرف ایک ساعت عذاب ہوتا ہے۔ قبر کے دبانے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ پھر اس سے عذاب بند ہو جاتا ہے اور قیامت تک پھر نہیں لوٹتا۔ انتہی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ گنہگار مسلمانوں کو ایک جمعہ تک یا اس سے بھی کم عذاب ہوگا اور جب جمعہ کا دن آجائے گا تو بند ہو جائے گا پھر دوبارہ نہ ہوگا۔ اس بارے میں دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح منح الروض الازہر میں ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ (شرح الصدر بشرح حال الموتٰی والقبور باب عذاب القبر خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۷۶)

۱۹. بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے کا بیان

صدقہ کی تعریف: وہ عطیہ جس کے ذریعے اللہ سے ثواب کی جستجو کی جائے۔ (کتاب التعریفات، ۹۵، رحمانیہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ} (الحشر: 10).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت کردے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں''۔

حکم استغفار:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے ایصال ثواب واستغفار کا حکم فرمایا۔

انسان کی بدبختی ہے کہ اپنی زندگی ان پاک ہستیوں کی غیبت میں ضائع کردے جن کی تعریف وتوصیف سے قرآن

بھرا ہوا ہے۔ عمرو بن شرحبیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے۔ کہتے ہیں کہ رافضی، یہود و نصاری سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ، عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں کہ عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حواری، لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ **من شر اهل ملتكم**: تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے دعائیں مانگو، اپنے دلوں کو سابقہ مسلمانوں کے بغض سے پاک رکھو، لیکن راضیوں کی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان نفوس ذکیہ کے بارے میں نفرت و عناد پیدا کریں جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر دیا تھا۔ استغفر اللہ العظیم۔ اس آیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ پچھلوں کو پہلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

قولِ سعید بن مسیب رحمہ اللہ:

سعید (علیہ الرحمۃ) سے پوچھا گیا تم عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو انہوں نے کہا میں وہ کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہلوایا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ (مدارک تحت آیت مذکورہ)

مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے، حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لئے استغفار کریں، اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، سلف کے لیے بھی کرے، دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام و اہل بیت کے عرس، ختم، نیاز، فاتحہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لیے دعا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں، مہاجرین، انصار ان کے دعا گو مومن، لہٰذا روافض و خوارج ان تینوں سے خارج ہیں، کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے

دعا گو ہیں۔اوران کے سینے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لیے پاک ہیں۔

ایصالِ ثواب کی بَرَکتیں:

حضرتِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتًا (یعنی اچانک) رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا)۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اُس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

ذرا توجہ:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں شہر احمد آباد میں بعض "حافظ القرآن" حضرات اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر سوم وچہلم منائے جاتے ہیں، اور "کلام مجید" پڑھ کر اموات کی خدمت میں ایصال ثواب کرتے ہیں اور وہاں سے اجرت لیتے ہیں اور اِس میں جُہلاء بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا یہ ایصال ثواب کر کے اُجرت لینا جائز ہے یا حرام ہے۔

اُجرت لے کر ایصال ثواب کرے تو اموات کی خدمات میں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

اور جو حافظ القرآن اُجرت لے کر ثواب کرنے کے لئے احباب اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر تشریف لے جاتے ہیں ان کے پیچھے نماز ی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا:

الجواب: اُجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصال ثواب پڑھنا پڑھوانا دونوں ناجائز ہے، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہ گار۔ اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار۔ (فتاویٰ رضویہ ج19، ص529، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(۵۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي

(۵۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2222، بخاری شریف، رقم الحدیث 1388، 2605، 2609، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2881، 2882، ترمذی شریف، رقم الحدیث 669، نسائی، رقم الحدیث 3649، 3654، 3655، ابن ماجہ، رقم الحدیث 2717، 2123، 2716، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1451، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3504، 3508، 22512، ابن حبان، رقم الحدیث 3353، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2496، 2499، 2501، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1531، 8018، بیہقی، رقم الحدیث 6895، 12409، 12410، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 2515، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5370، 5379)

اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: بے شک میری ماں کو اچانک موت آ گئی ہے' اور اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں! (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۵۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کا عمل (اس سے منقطع نہیں ہوتا)۔ صدقہ جاریہ اور ایسا عمل جس سے لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہوں اور نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

اِنْقَطَعَ: بمعنی کٹنا، ختم ہونا، رک جانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

انسان سے مراد مسلمان ہے عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز وقرآن پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی لئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔

---

(۵۶) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4110' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2880' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1376' نسائی شریف' رقم الحدیث 3651' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 241' داری' رقم الحدیث 517' مسند امام احمد' رقم الحدیث 8831' ابن حبان' رقم الحدیث 93' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2494' بیہقی' رقم الحدیث 12415' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 6475' طبرانی' رقم الحدیث 6181)

یہ تین چیزیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے، وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتیٰ کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔

(مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 201:)

۲۰۔بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت کی تعریف کرنے کا بیان

ثناء کا لغوی معنی: تعریف، ستائش، توصیف، (فیروز اللغات)

ثناء کی تعریف: وہ فعل جو کسی کی تعظیم کا شعور دلائے، (کتاب التعریفات، ص ۵۳، رحمانیہ)

(۵۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ، اَثْنُوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى، فَاَثْنُوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ"، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: "هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ (کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس (میت) کی تعریف کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی'' پھر وہ دوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس (میت) کی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی''۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: (یارسول

(۵۷)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2095، بخاری شریف رقم الحدیث 1301، 1302، 2499، ابوداؤد رقم الحدیث 3233، ترمذی، رقم الحدیث 1058، 1059، نسائی رقم الحدیث 1932، 1933، 1934، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1419، 1492، مسند امام احمد رقم الحدیث 204، 389، 7543، ابن حبان رقم الحدیث 3023، 3024، 3025، بیہقی رقم الحدیث 6976، 6977، 6978، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 3352، 3760، طبرانی کبیر رقم الحدیث 6262)

اللہ!) کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: اس شخص کے لیے جس کی تم نے اچھی تعریف کی جنت واجب ہوگئی اور اس شخص پر جس کی تم نے برائی بیان کی دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اَثْنُوْا: از ثناءٌ، بمعنی تعریف کرنا، اچھائی بیان کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جسے عام مسلمان قدرتی طور پر ولی اللہ کہیں وہ واقعی ولی اللہ ہے، رب تعالیٰ اولیاء اللہ کی علامت بیان فرماتا ہے: "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" یعنی ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں کہ عام مسلمان انہیں جنتی کہتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ فرشتے انہیں جنتی کہیں گے، لہٰذا حضور غوث پاک، خواجہ اجمیری، داتا گنج بخش لاہوری، مجدد الف ثانی یقیناً اولیاء ہیں کہ انہیں مسلمان ولی سمجھتے ہیں، ولایت کے ثبوت کے لیے قرآنی آیت ہی ضروری نہیں۔ دوسرے یہ کہ جو کام مسلمان اچھا اور ثواب سمجھیں وہ واقعی اچھا ہے لہٰذا گیارھویں میلاد شریف، عرس بزرگان، ختم خواجگان وغیرہ کار ثواب ہیں کہ انہیں عام مسلمین، اولیاء، صالحین کارِ ثواب جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمانوں کی گواہی سے مومنین صالحین کی گواہی مراد ہے جو قدرتی طور پر منہ سے نکلتی ہے جس میں نفسانی بغض اور کینہ کو دخل نہیں ہوتا ورنہ روافض صحابہ کو خوارج اہلِ بیت کو بعض بیدین علماء و صالحین کو برا کہتے ہیں وہ گواہی اس میں داخل نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں اَنْتُمْ میں صرف صحابہ سے خطاب نہیں بلکہ تا قیامت سارے نیک مومنوں سے جیسے "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" میں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 885:)

(۵۸) وَعَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا. فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ. ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا. فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ. ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا. فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ. قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ، اَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1368)

◀◀ حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا' ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو جنازے والے شخص کی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی' پھر دوسرا جنازہ گزرا تو اس صاحب جنازہ کی بھی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو اس جنازے والے کی برائی کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی حضرت ابوالاسود کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: میں نے بھی وہی کچھ کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا' ہم نے عرض کیا: اور تین؟ فرمایا: تین کا بھی یہی حکم ہے' اور ہم نے عرض کیا دو؟ فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے' اور پھر ہم نے آپ سے ایک کے بارے میں سوال نہ کیا۔ (بخاری)

حل لغات:

وجبت: از وجوباً، بمعنی لازم ہونا، ثابت ہونا،

تعارفِ رواۃ:

عبداللہ ابن ابی قیس: آپ کی کنیت ابوالاسود ہے شامی عطیہ ابن عازب کے آزاد کردہ غلام ہیں، حضرت عائشہ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی التابعین،)

شرح:

یہ حدیث بہت امید افزاء ہے کہ دو مسلمانوں کا بھی کسی کو اچھا کہنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ رحمت والے نبی کی رحمت دیکھو کہ اس عدد میں شر کا ذکر نہیں صرف خیر کا ذکر ہے، یعنی دو ایک آدمیوں کے برا کہنے سے جہنمی نہ کہا جائے گا ہاں ان کے اچھا کہنے سے جنتی کہا جائے گا۔ مرقات نے فرمایا کہ شریعت میں گواہی کے نصاب دو ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَّاَشْہِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ"۔ تو جیسے دو گواہیوں سے مقدمہ ثابت ہوجاتا ہے یونہی دو کی گواہی سے جنتی ہونا ثابت ہوگا۔ یہاں شیخ نے فرمایا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلتا ہے وہی رب کے ہاں ہوتا ہے، صحابہ کی عرض پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہوں کی تعداد میں کمی کرتے گئے تو وہاں بھی کمی ہوگئی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، حدیث 886)

۲۱۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهُ اَوْلَادٌ صِغَارٌ

اس شخص کی فضیلت کا بیان جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

(۵۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَّمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِیَّاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کر دے گا۔ (متفق علیہ)

(۶۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَ"تَحِلَّةُ الْقَسَمِ" قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: {وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا} وَالْوُرُوْدُ: هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَی الصِّرَاطِ، وَهُوَ جِسْرٌ مَّنْصُوْبٌ عَلٰی ظَهْرِ جَهَنَّمَ، عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں اس کو آگ نہیں چھو سکے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔ (متفق علیہ)

"تحلہ القسم" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا "تم میں سے ہر کوئی اس میں داخل ہونے

حل لغات:

"تحلہ القسم" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا "تم میں سے ہر کوئی اس میں داخل ہونے والا ہے" اور داخل ہونے سے مراد پل صراط کو عبور کرنا ہے اور (صراط) وہ پل ہے جو جہنم کے اوپر نصب کیا گیا ہے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6574، بخاری شریف، رقم الحدیث 102، نسائی شریف، رقم الحدیث 1873، ابن ماجہ، 1605، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7707، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 238، بیہقی، رقم الحدیث 6931، مسند ابویعلیٰ 1581، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 294)

(۶۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6570، بخاری شریف، رقم الحدیث 1191، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1061، نسائی، رقم الحدیث 1874، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1603، موطا امام مالک، رقم الحدیث 556، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3554، ابن حبان، رقم الحدیث 2942، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 238، بیہقی، رقم الحدیث 6928، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 1581، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1441)

شرح:

قسم سے مرادرب کا وہ فرمان ہے:"وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" ہر ایک کو دوزخ میں وارد ہونا ہے کیونکہ محشر سے جاتے ہوئے جنت کے راستہ میں دوزخ پڑتی ہے یعنی ایسا صابر دوزخ سے گزرے گا تو ضرور مگر صرف اس قسم کو پورا کرنے نہ کہ عذاب پانے کے لیے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 951)

(٦١) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَائَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ. قَالَ: "اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا" فَاجْتَمَعْنَ، فَاَتَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَاثْنَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مردوں نے آپ کی احادیث حاصل کر لیں سو ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہم کو اس کی تعلیم دیں جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں فلاں دن تم اکٹھی ہو جانا پس عورتیں اکٹھی ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے تعلیم دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت بھی اپنے تین بچوں کو آگے بھیجے گی وہ اس کے لئے آگ سے حجاب بن جائیں گے۔ تو ایک عورت نے عرض کیا: اور دو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور دو کا بھی یہی حکم ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حِجَابًا: بمعنی ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو جائے،

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

(٦١) (بخاری شریف، رقم الحدیث 101، 1192، مسلم شریف، رقم الحدیث 6573، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11314، ابن حبان، رقم الحدیث 2944، مسند ابویعلی 1279، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 11876، سنن الکبریٰ بیہقی 6928، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5896)

شرح:

یعنی مَردوں نے آپ کا فیضِ صحبت بہت حاصل کیا ہر وقت آپ کی احادیث سنتے رہتے ہیں ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اتنا موقعہ نہیں ملتا مہینہ میں یا ہفتہ میں ایک دن ہم کو بھی عطا فرمائیں کہ اس میں صرف ہم کو وعظ فرمایا کریں۔اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ وغیرہ کے لیئے دن مقرر کرنا بالکل جائز بلکہ سنت ہے۔آج مدرسوں میں تعلیم،تعطیل،امتحان کے لیئے دن مقرر ہوتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔اسی طرح میلاد شریف،گیارھویں شریف،عرس بزرگانِ دین کے لیئے دن مقرر کرنا جائز ہے کہ ان سب میں دین کی تبلیغ ہوتی ہے،تبلیغ کے لیئے تعین درست۔یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف عورتوں کو وعظ سنانا جائز ہے بشرطیکہ غیر محرم عورتیں پردہ میں رہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عورت پر پردہ فرض نہ تھا کہ حضور امت کے لیئے مثل والد کے ہیں پھر بھی حضور بہت احتیاط فرماتے تھے۔

یوم سے مراد دن ہے اور جگہ شاید مسجد میں ہوگی یا کسی اور جگہ گھر میں۔اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استاد ہی شاگردوں کو اپنے گھر نہ بلائے بلکہ کبھی شاگردوں کے گھر جا کر بھی تعلیم دیا کرے یا کسی تیسری جگہ کو مقرر کر دے جو نہ استاد کا گھر ہو نہ شاگرد کا،لہذا یہ حدیث موجودہ دینی مدرسوں کی اصل ہے جہاں شاگرد استاد جمع ہو کر علم سیکھیں سکھائیں،اگرچہ بہتر یہ ہی ہے کہ شاگرد استاد کے پاس جا کر سیکھے،موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے پاس علم سیکھنے گئے تھے،خضر علیہ السلام آپ کے پاس نہ آئے تھے۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے تعلیم دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا) شاید یہ واقعہ ایک ہی بار ہوا اور ہوسکتا ہے کہ بارہا اس مدرسہ میں یہ اجتماع ہوتا رہا کیونکہ عَلَّم بابِ تفعیل سے ہے جو آہستگی و تدریج بتاتا ہے۔

(جو عورت بھی اپنے تین بچوں کو آگے بھیجے گی) آگے بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ماں کی زندگی میں بچے فوت ہوں اور وہ ان پر صبر کرے،یہ مطلب نہیں کہ انہیں ہلاک کر دے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَاثْنَیْنِ" یہاں واوَ،بمعنی اَوْ ہے اور اِثْنَیْنِ کی تکرار تاکید کے لیئے ہے یعنی یا دو فوت ہوں یا دو یا دو۔معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ الٰہی کے بااختیار قاسم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کُنْ کی کنجی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے تو رب تعالیٰ نے تین بچے فوت ہونے کے متعلق فرمایا تھا اچھا اب جب جبریل آئیں گے تو ان کے ذریعہ رب سے پوچھ لیں گے بلکہ خود ہی یہ جواب دے دیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج2،حدیث:975)

۲۲۔ بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِيْنَ وَمَصَارِعِهِمْ وَاِظْهَارِ الْاِفْتِقَارِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ.

ظالموں کی قبروں اوران کی تباہی کے مقامات کے پاس سے گزرتے وقت رونے اورخوف زدہ ہونے اوراللہ تعالیٰ کی طرف اپنی محتاجی کے اظہار کا بیان اوراس سے کوتاہی کرنے پرڈرانے کا بیان

نوٹ: بکاء کالغوی معنی اورتعریف باب نمبر ۱۰ جلد ہذا میں گزراچکا ہے۔

خوف کالغوی معنی باب نمبر ۵۰ جلد اوّل میں گزرچکا ہے۔

یہ باب ظالموں کی قبروں پرگزرنے وقت رونے اورخوف کے متعلق ہے لیکن ہم نے مناسب سمجھا کہ یہاں مسلمانوں کی قبروں پر حاضری کے متعلق کچھ بیان کردیں، تواس بارے میں میں مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اس جگہ چند مسائل یادرکھو: (۱) تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ زیارت قبور سنت ہے کیونکہ اس سے زائر کواپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہوکرآخرت کی طرف توجہ اوردنیا سے بےتوجہی حاصل ہوتی ہے۔(۲) زیارت قبور میں زائر کوبھی فائدے ہیں اورمیت کوبھی۔ زائر کوثواب آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی حاصل ہوتی ہے اورمیت کو زائر سے اُنس اوراس کے ایصال ثواب سے نفع میسر ہوتا ہے۔(۳) یہ کہ زائر قبر پرپہنچ کر پہلے صاحب قبر کوسلام کرے، پھر قبر کی طرف منہ اورکعبہ کوپشت کرکے کھڑا ہواورکچھ سورتیں پڑھ کراس کا ثواب صاحبِ قبر کوپہنچائے۔(۴) یہ کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ انبیائے کرام خصوصاً حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد لینا جائز ہے، غیر انبیاء کی قبروں کے متعلق بعض ظاہر بین علمائے اختلاف کیا، مگر محققین فقہا اورتمام صوفیاء فرماتے ہیں کہ اولیاء اورعلماء کی قبور سے مدد لینا جائز ہے، قبورِ اولیاء سے تاقیامت دینی و دنیاوی فیوض جاری رہیں گے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لیے مجرب تریاق ہے، امام غزالی فرماتے ہیں کہ جن بزرگوں سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے ان سے بعد وفات بھی مدد مانگی جائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چار شخصوں کو دیکھا جوزندگی سے زیادہ اپنی قبروں سے دنیا میں تصرف کررہے ہیں، ان میں سے معروف کرخی اورحضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی ہیں۔ سید احمد مرزوق فرماتے ہیں کہ زندے کی مدد سے مروے بزرگ کی مدد زیادہ قوی ہے، یہ توقرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ میت اپنے زائرین کودیکھتی ہے اوران کا کلام سنتی ہے، ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ بعد وفات روح کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اکیلی روح ایسے ایسے کام کردیتی ہے جو لاکھوں آدمی نہ کرسکیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق کی روح نے صدہا کافروں کو ایک آن میں تہ تیغ کردیا اورروح جنت میں رہتے ہوئے ہوئے مشرق ومغرب کودیکھ لیتی ہے۔(۵) قبر کے سامنے بلا آڑ نماز پڑھنا حرام، ہاں بزرگوں کی

قبروں کے پاس مسجد بنانا یا وہاں نمازیں پڑھنا، برکت کے لیئے دعائیں مانگنا جائز ہے۔(۶) حق یہ ہے کہ قبر یعنی تعویذ قبر کو بوسہ نہ دے، نہ وہاں ناک یا پیشانی خاک پر رگڑے کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے، ہاں آستانہ بوسی اور چیز ہے۔(۷) جمعہ کے اول دن میں زیارت قبور بہت بہتر ہے۔روایت میں ہے کہ اس دن میت کا علم و ادراک اور توجہ الی الدنیا زیادہ ہوتی ہے۔(۸) وفات کے بعد سات روز تک برابر صدقہ و خیرات کیا جائے، اس پر تمام علماء متفق ہیں اور اس بارے میں صحیح احادیث بھی وارد ہیں۔(۹) بعض روایتوں میں ہے کہ ہر جمعہ کی شب میت کی روح اپنے گھروں میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے زندے میرے واسطے کچھ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔

(از لمعات و اشعۃ اللمعات، مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب زیارۃ القبور)

(۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهِ - يَعْنِيْ لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ - دِيَارَ ثَمُوْدَ -: "لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ، قَالَ: "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ، اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ" ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهُ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِيَ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: یعنی جب وہ قوم ثمود کے علاقے حجر میں پہنچے۔ ان عذاب یافتہ لوگوں پر (یعنی ان کے علاقے میں) داخل نہ ہونا مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو اور اگر تم رو نہیں رہے ہو تو ان پر داخل نہ ہونا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے علاقے سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا کہ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا تھا مگر اس حال میں کہ تم پر گریہ طاری ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا اور رفتار کو تیز کر دیا حتیٰ کہ اس وادی سے گزر گئے۔

حل لغات:

وصلوا: از وصولاً، بمعنی پہنچنا۔

(۶۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 433، مسلم شریف، رقم الحدیث 7430، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4561، ابن حبان، رقم الحدیث 6199، بیہقی، رقم الحدیث 4160، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 5575)

قنع: از، قنعاً، بمعنی سر پر پردہ ڈالنا۔

اجاز: آگے بڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حجر وہ جگہ ہے جہاں صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود آباد تھی، یہ جگہ تبوک جاتے ہوئے راستہ میں پڑی اور یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے وہاں عذاب الٰہی آیا تھا اب اس کے کھنڈرات موجود تھے۔

معلوم ہوا کہ جہاں عذابِ الٰہی آ چکا ہو وہاں جانا نہ چاہیے کہ وہاں اللہ کی لعنت برس رہی ہے کہ تم بھی اسمیں گرفتار نہ ہوجاؤ۔ اس سے پتہ چلا کہ جہاں اللہ کی رحمتیں آ چکی ہوں وہاں ضرور جانا چاہیے کہ وہاں اب بھی نزول انوار ہے تم بھی اس میں کچھ پالو، مثلاً صفا مروہ پہاڑیاں، منیٰ مزدلفہ، عرفات، یوں ہی حضرات اولیاء اللہ کے آستانے تا قیامت انوار الٰہی کے مقامات ہیں۔

قوم ثمود کے کنویں کا پانی پینے سے بھی حضور نے منع فرمادیا بلکہ جن لوگوں نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا ان کا گوندھا ہوا آٹا بھی پھنکوادیا۔ اس سے پتہ لگا کہ مکین کا اثر مکان میں ہوتا ہے، یوں ہی بندوں کا اثر زمانہ میں ہوجاتا ہے۔ جس جگہ یا جس وقت اللہ کے مقبول بندے نے عبادت کی ہو وہ جگہ وہ وقت قبولیت کے ہوجاتے ہیں۔ سرکار دو عالم فرماتے ہیں کہ شہر میں بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ بازار ہیں، اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اچھے برے لوگوں کی صحبت میں تاثیر ہے۔ (مرقات) مصر میں فرعون پر عذاب نہ آیا لہٰذا وہاں رہنا ممنوع نہیں، طوفان نوح کفار کے لیے عذاب تھا مگر مؤمنوں کے لیے رحمت لہٰذا اس کا حکم کچھ اور ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، حدیث: 946)

كِتَابُ اٰدَابِ السَّفَر

باب: آداب سفر کا بیان

۲۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَاسْتِحْبَابِهٖ اَوَّلَ النَّهَارِ

جمعرات کے دن اور دن کے پہلے حصے میں سفر کے لئے روانہ ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

آداب جمع ہے ادب کی بمعنی طریقہ پسندیدہ۔ سفر مقابل ہے حضر کا اس کے لغوی معنی ہیں ظاہر ہونا روشن ہونا اس لے ب صبح کے اجالے کو اسفار کہا جاتا ہے، چونکہ سفر کے ذریعہ دوسرے شہروں ملکوں کے حالات ظاہر ہوتے ہیں اس لے ک اسے سفر کہتے ہیں۔ آداب سے مراد مطلقاً طریقے سفر ہیں خواہ سفر سے پہلے ہوں یا سفر کے دوران میں یا سفر کے بعد اور سفر سے مراد ہر سفر ہے خواہ جہاد کے لے ا ہو یا حج کے لے یا کسی دنیای جائز کاروبار کے لے۔ سفر فرض بھی ہے، واجب بھی، مستحب، مکروہ بھی اور حرام بھی جیسا سفر کا مقصد ویسا سفر کا حکم۔ چنانچہ فرض حج کے لے سفر کرنا فرض ہے اور چوری ڈکیتی کے لے سفر کرنا حرام۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔ (مراۃ المناجیح، ج5،ص 687)

(۶۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ۔

◀ ◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن (سفر کے لئے) روانہ ہوئے ہوں۔

تعارفِ روای:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۶۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2950)

شرح:

تبوک غیر منصرف ہے علمیۃ اور وزن فعل کی وجہ سے۔ بوک سے بنا ہے بمعنی پانی کا جوش مارنا لکڑی وغیرہ رہنے کی وجہ سے، شام کے ایک شہر کا نام تبوک ہے۔ یہ فقیر تبوک کے اوپر سے ہوائی جہاز سے گزرا، مدینہ منورہ سے خیبر ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک ہے، اس زمانہ میں مدینہ منورہ سے تبوک ایک ماہ کے فاصلہ پر تھا، غزوہ تبوک ۹ ھ میں ہوا اور یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے۔ (از مرقات) فقیر نے خیبر کی زیارات کی ہیں اب حجاز کی سرحد مقام مان تک ہے، مان تبوک سے تقریبًا دو سو میل ہے اور مان سے مقام عمان تین سو میل ہے، عمان اردن کا دار الخلافہ ہے، عمان سے ۹۸ میل بیت المقدس ہے جسے اب قدس کہتے ہیں بیت المقدس فلسطین میں ہے۔

یا تو سفر جہاد کے لیے جمعرات پسند فرماتے تھے یا ہر سفر کے لیے۔ خیال رہے کہ چند وجوہ سے جمعرات کو سفر کے لیے پسند فرمایا گیا: ایک یہ کہ جمعرات مبارک دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ عملی حج کی ابتداء اس دن سے ہو۔ دوسرے یہ کہ جمعرات ہفتہ کا آخری دن ہے۔ تیسرے یہ کہ جمعرات جمعہ کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ جمعرات کو عربی میں خمیس کہتے ہیں تو اس دن روانگی میں نیک فال ہے۔ پانچویں یہ کہ جمعرات کو خمیس کہتے ہیں جو خمیس بمعنی پانچ سے بنا ہے اور غنیمت سے اللہ رسول کے لیے خمس ہی نکالا جاتا ہے اللہ تعالیٰ خمیس کی برکت سے خمس والی غنیمت عطا فرمائے۔ خیال رہے کہ سفر کے لیے ہفتہ، سوموار اور جمعرات نہایت ہی مبارک ہیں جو کوئی ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے سفر کو نکل جائے ان شاء اللہ کامیاب اور بامراد واپس ہوگا۔ (از مرقات و اشعہ مع زیادۃ) مگر خیال رہے کہ اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت منحوس نہیں ہاں بعض دن بابرکت ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث:786)

(۶۴) وَعَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا" وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ. وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ، فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت صخر بن وداعہ الغامدی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے پہلے حصے میں برکت عطا فرما''۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مہم یا لشکر روانہ فرماتے تو اس کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے تھے اور حضرت صخر (راوی) تاجر تھے وہ اپنا مال تجارت دن کے پہلے حصے میں روانہ کرتے تھے۔ پس وہ بڑے مال دار ہو گئے (دن کے اوّل حصے میں مال

(۶۴) (ابوداؤد رقم الحدیث 2606' ترمذی شریف رقم الحدیث 1212)

تجارت بھیجنے اور خرید وفروخت کرنے سے) اور ان کے پاس مال و دولت کی کثرت ہوگئی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

بُکُوْرِہَا: از، بکوراً بمعنی آگے بڑھنا، دن کا اوّل وقت، صبح کا وقت، تازہ اور نیا پھل۔

تعارفِ روای:

صخر ابن وداعہ: آپ غامدی ہیں، ازدی ہیں، طائف میں رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الصاد، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

یعنی میری امت کے تمام ان دینی و دنیاوی کاموں میں برکت دے جو وہ صبح سویرے کیا کرے جیسے سفر طلب علم تجارت وغیرہ۔

حضور کی دعا وہ تھی جو ابھی بیان ہوئی اور عمل یہ تھا لہٰذا حضور کے دعا و عمل سے یہ وقت برکت والا ہے۔ صحابہ کا تجربہ بھی اس کے متعلق ہو چکا ہے کہ وہ حضرات اس سنت پر عمل کی برکت سے بہت فائدے اٹھا چکے ہیں۔ فقیر نے بھی تجربہ کیا کہ صبح سویرے کاموں میں بہت برکت ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو طالب علم مغرب وعشاء کے دوران اور فجر کے وقت محنت کرے پھر عالم نہ بنے تو تعجب ہے اور جو طالب علم ان دو وقتوں میں محنت نہ کرے اور عالم بن جاوے تو بھی حیرت ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، حدیث 802)

۲۴۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَتَأْمِيْرِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُّطِيْعُوْنَهٗ

سفر کا ساتھی تلاش کرنے اور اپنے میں سے ایک کو امیر کارواں بنانے اور اس کی اطاعت کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ!" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اکیلے سفر کرنے کے جو نقصانات میں جانتا ہوں اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی سوار رات کو اکیلے سفر نہ

---

(۶۵) (بخاری شریف رقم الحدیث 2998)

کرے۔ (بخاری)

(٦٦) وَعَنْ عَمرِو بْنِ شُعَيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک سوار ایک شیطان ہے' دو سوار دو شیطان ہیں اور تین قافلہ ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

الرَّاكِبُ: بمعنی سوار۔

تعارفِ روای:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جنگل میں اکیلا مسافر آفات کے نرغہ میں ہوتا ہے، نماز باجماعت سے محروم ہے، ضرورت کے وقت اسے مددگار کوئی نہ ملے گا، بلاؤں آفتوں کے خطرے میں ہے خصوصًا اس زمانہ پاک میں جب کہ راستے پرخطر تھے اب اس امن کے زمانہ میں بھی ریل کے ڈبہ میں اکیلے سفر کرنے والے چلتی ٹرین میں لٹ گئے حتی کہ حکومت نے انٹر کلاس کی زنانہ سواریوں کو اجازت دی کہ وہ رات میں اپنی تھرڈ کلاس کی سہیلی کو اپنے ساتھ انٹر میں بٹھا سکتی ہیں سرکار کے فرمان ہمیشہ ہی مفید ہیں۔

یعنی دو مسافر بھی آفات کے خطرے میں ہیں کہ اگر ایک بیمار ہو جائے تو دوسرا بے یار و مددگار رہ جائے۔

یعنی تین مسافر ہیں جنہیں صحیح معنی میں قافلہ کہا جاوے۔ رکب اسم جمع ہے جیسے نفر اور رھط اور صحب اس لیے ارشاد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ (رحمت) ہے۔ اس فرمان عالی میں بھی بڑی حکمتیں ہیں سفر میں کسی کی رضا قضا واقع ہو جائے تو باقی اور دو آسانی سے اسے سنبھال سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 804)

---

(٦٦) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2607' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1674)

(٦٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ"

حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے: دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔

یہ حدیث حسن ہے اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(٦٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ الٰافٍ، وَلَنْ يُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بہترین ساتھی (ہمسفر) چار ہیں۔ بہترین سریہ (چھوٹا لشکر) وہ ہے جس کی تعداد چار سو ہو اور بارہ ہزار کا لشکر تعداد کی کمی کے باوجود کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَلسَّرَايَا: سریة کی جمع، بمعنی فوج کا دستہ۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صحابہ جمع ہے صاحب بمعنی ساتھی کی اور فاعل کی جمع بروزن فعالہ اس کے سوا کہیں نہیں آئی۔ (مرقات) یہاں ساتھی سے مراد سفر کے ساتھی ہیں۔ چار ہم سفر ساتھیوں کو اس لیے افضل فرمایا گیا کہ اگر ان میں سے ایک راستہ میں فوت ہو جائے اور ان بقیہ میں سے ایک کو اپنا وصی و منتظم کر جائے تو باقی دو اس وصیت کے گواہ بن سکتے ہیں۔ بعض شارحین نے کہا کہ پانچ

(٦٧) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2680)

(٦٨) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2611، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1555)

ساتھی چار سے افضل ہیں بلکہ جس قدر ساتھی زیادہ ہوں اتنا ہی اچھا ہے۔(اشعہ) جیسے جماعت نماز میں جس قدر ساتھی زیادہ ہوں اسی قدر اچھا۔

سریہ چھوٹے لشکر کو بھی کہتے ہیں اور اس فوج کو بھی جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے جائیں یہاں پہلے معنی میں ہے کیونکہ اس کے مقابل جیوش آرہا ہے۔بہتر یہ ہے کہ لشکر جرار چار ہزار سے کم نہ ہو زیادہ ہو تو بہتر ہے۔

یعنی بارہ ہزار کا لشکر جرار کبھی کمی تعداد کی وجہ سے دشمن کے مقابل شکست نہیں کھائے گا کسی اور وجہ سے شکست کھا جائے جیسے آپس کے جھگڑے،امیر کی نافرمانی،بے صبری،مال غنیمت کی رغبت وغیرہ۔چنانچہ غزوہ حنین میں حضرات صحابہ نے اولاً ظاہری شکست کمی تعداد کی وجہ سے نہ کھائی بلکہ اپنی کثرت پر اعتماد کرنے رب تعالیٰ سے بے توجہ ہو جانے کی وجہ سے کھائی،رب تعالیٰ فرماتا ہے:"وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" اس جنگ میں ہوازن سے مقابلہ تھا،مسلمان بارہ ہزار تھے،دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار وہ مسلمانان مکہ جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔(مرقات) اولاً مسلمانوں کے قدم اکھڑے پھر جب مسلمانوں کی نظر گئی تو فتح پائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج5،حدیث:806)

۲۵۔بَابُ اٰدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السُّرٰى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مُصْلِحَتِهَا وَاَمْرِ مَنْ قَصَّرَ فِيْ حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا وَجَوَازِ الْاِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ اِذَا كَانَتْ تَطِيْقُ ذٰلِكَ

چلنے، پڑاؤ کرنے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے، چوپاؤں کے ساتھ نرمی برتنے، ان کی صحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جو چوپاؤں کے حقوق میں کوتاہی کرے اس کو ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرنے اور اگر سواری میں طاقت ہو تو کسی اور آدمی کو اپنے پیچھے سوار کر لینے کے جواز کا بیان

(۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ. فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ. وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ. فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ. وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا. وَاِذَا عَرَّسْتُمْ. فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ؛ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ. وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنٰى "اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اَيْ: اُرْفُقُوْا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعٰى فِيْ حَالِ سَيْرِهَا.

(۶۹)(مسلم شریف،رقم الحدیث 4844،ابوداؤد شریف،رقم الحدیث 2569،ترمذی شریف،رقم الحدیث 2858،مسند امام احمد،رقم الحدیث 8423،ابن حبان،رقم الحدیث 2703،ابن خزیمہ،رقم الحدیث 2548،بیہقی،رقم الحدیث 10120)

وَقَوْلُهٗ: "نِقْيَهَا" هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ وَهُوَ: الْمُخُّ.
مَعْنَاهُ: اَسْرِعُوْا بِهَا حَتّٰى تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ اَنْ يَّذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّيْرِ.
وَ"التَّعْرِيْسُ": النُّزُوْلُ فِي اللَّيْلِ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم سرسبز علاقے میں سفر کر رہے ہو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ ادا کرو اور جب تم چٹیل زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو تیز چلاؤ اور اونٹوں کے مغز ختم ہونے سے پہلے منزل پر پہنچنے کے لئے جلدی کرو اور جب تم رات کے لئے پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کرو کیونکہ وہ چوپاؤں کے راستے اور راستے کے کیڑوں مکوڑوں کی پناہ گاہ ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

"اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اونٹوں کو ان کا زمین سے حق دو'' کا مطلب ہے انہیں نرمی کے ساتھ چلاؤ تاکہ وہ چلتے چلتے چرتے بھی جائیں۔

نِقْيَهَا: نون کی زیر قاف ساکن اور یاء مثناۃ کے ساتھ' اس کا مطلب ہے: مغز یعنی تیز رفتاری سے چلانا تاکہ آہستہ رفتاری کی بنا پر منزل پر پہنچنے سے پہلے ان کی قوت ختم نہ ہو جائے۔

التعریس: رات کو پڑاؤ کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خصب خ کے فتحہ ص کے سکون سے بمعنی ارزانی کا سال یہاں مراد سرسبزی کا زمانہ ہے جب بارشیں مناسب ہو چکی ہوں جنگل ہر بھرے ہوں۔

(اونٹ کو حصہ دو) اس طرح کہ تھوڑی تھوڑی دور سفر کر کے اونٹ کو چرنے کے لیے چھوڑ دو کہ وہ بھی زمین کی سبزی کھالے راستہ میں ٹھہرتے اور چراتے ہوئے سفر طے کرو۔ راستہ میں بلاضرورت نہ ٹھہرو جلد سفر کر کے منزل پر پہنچو تاکہ اونٹ تھک کر راہ میں ہی نہ رہ جائیں جس سے تم کو بھی مصیبت پڑ جائے۔

عرستم بنا ہے تعریس سے عربی میں تعریس کے معنی ہیں مسافر کا آخری رات میں آرام کرنا، یہاں بطریق تجربہ مطلقاً رات میں آرام کرنا مراد ہے اول رات میں ہو یا آخر رات میں جیسا کہ آئندہ وجہ بیان فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے۔ یہ احکام استحبابی ہیں بطور مشورہ۔

دواب سے مراد مسافروں کے جانور ہیں، ھوام سے مراد زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ بہرحال راستے اور گزرگاہ میں اترنا ٹھہرنا تکلیف دہ بھی ہے خطرناک بھی۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ تعریس سے مراد مطلقًا اترنا ہے رات میں ہو یا دوپہری میں۔

نقی نون، قاف، ی بمعنی ہڈی کی مینگ یعنی اس سے پہلے سفر ختم کر کے گھر پہنچ جاؤ کہ جانوروں کی ہڈی کی مینگ ختم ہو جائے اور دبلے ہو کر تھک رہیں۔ بعض شارحین نے نقب ب سے روایت کی ہے بمعنی اونٹ کے پاؤں کا ہلکا ہو جانا یعنی ان کا پاؤں ہلکا پڑ جانے سے پہلے گھر پہنچ جاؤ جب بھی مطلب وہ ہی ہے، بعض لوگوں نے نقب بمعنی راستہ کہا مگر یہ غلط ہے کہ پھر مطلب ہی کچھ نہیں بنتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 791:)

(۷۰) وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ، فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِي النَّوْمِ، فَتَفُوْتَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر ہوتے اور رات کو پڑاؤ کرتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے ذرا پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنا ہاتھ کھڑا کرتے اور سر کو ہتھیلی پر رکھتے۔ (مسلم)

علماء کہتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس لئے کھڑا کرتے تا کہ نیند میں مستغرق نہ ہو جائیں اور کہیں نماز فجر کا وقت فوت نہ ہو جائے یا اول وقت گزر نہ جائے۔

(۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

"الدُّلْجَةُ": السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

(۷۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 683)

(۷۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2571)

حل لغات:

"الدُّلْجَة": کا معنی ہے: رات کو چلنا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اب بھی اہل عرب رات میں سفر زیادہ کرتے ہیں، سمندری جہاز رات میں تیز چلائے جاتے ہیں، تمام حجاج سے بعد نماز عشاء کہہ دیا جاتا ہے کہ اب آرام کرو جیسا کہ ہم نے تجربہ کیا۔ دلجہ رات کی اندھیری کو کہتے ہیں اسی سے ہے ادلاج۔ اس طرح کہ رات کا مسافر یہ ہی سمجھتا ہے کہ ابھی میں نے سفر کم کیا ہے مگر ہو جاتا ہے زیادہ۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رات میں بھی سفر کیا کرو صرف دن کے سفر پر قناعت نہ کیا کرو، بعض احادیث میں ہے کہ اول دن اور اول رات میں سفر کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث: 803)

(۷۲) وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطٰنِ!" فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀◀ حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مقام پر پڑاؤ کرتے تو مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں منتشر ہو جانا شیطان کی طرف سے ہے' سو اس کے بعد جب بھی وہ کہیں پڑاؤ کرتے تو بالکل ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۳) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِيْلَ: سَهْلِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: "اتَّقُوا اللهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا

(۷۲) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2628)

(۷۳) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2548)

صَالِحَةً وَّكُلُوْهَا صَالِحَةً
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن عمرو اور بقول بعض حضرت سہل بن ربیع بن عمرو انصاری جو ابن حنظلیہ کے نام سے مشہور ہیں اور اہل بیعت الرضوان میں سے ہیں' ان سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان پر سواری کیا کرو اور جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان کو کھایا کرو"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الْمُعْجَمَةِ: از، عجمة، بمعنی لکنت ہونا،

تعارفِ روای:

اگر یہ سہل بن ربیع ہیں تو آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے بڑے عابد، لوگوں سے علیحدہ رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ۔ (مرقات)

ورنہ یہ سہیل ابن عمرو: قرشی عامری ہیں، جندل کے والد ہیں، قریش کے سردار ہیں، غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے، حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس کے دانت نکال دیئے جاویں تاکہ یہ کبھی آپ کے خلاف تقریریں نہ کر سکے یہ بہت اعلیٰ مقرر تھے، حضور انور نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو عنقریب یہ درست ہوجائے گا، یہ صلح حدیبیہ میں حضور کی بارگاہ میں کفار کے نمائندے بن کر آئے تھے، حضور انور کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے ارتداد سے روکا، ۱۸ اٹھارہ میں عمواس کی طاعون میں وفات ہوئی، بعض نے فرمایا کہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے، آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ جانور پر ظلم انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ بڑا ہے کہ انسان تو اپنا دکھ درد کسی سے کہہ سکتا ہے بے

زبان جانور کسی سے فریاد بھی نہیں کرسکتا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کا چارہ پانی مالک پر واجب ہے، بعض آئمہ کے ہاں ظالم مالک کو حاکم جانور فروخت کردینے پر مجبور کرسکتا ہے۔

جو جانور سواری کے لائق ہو اس پر سوار ہو، بیمار اور کمزور، چھوٹے بچے پر نہ سواری کرو نہ بوجھ لادو، یہ ہے اسلامی عدل وانصاف اور یہ ہے حضور کی رحمت علی الخلق، آج حکومتیں جانوروں کے متعلق قوانین بناتی ہیں ظالم مالکوں کا چالان کرتی ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو) اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جانور کو بالکل تھکا کر نہ چھوڑو بلکہ ابھی اس میں قوت ہو کہ اسے کھول دو کہ وہ دانہ پانی کھا پی لیں اس سے جانور کی تندرستی اور قوت خراب نہ ہوگی۔دوسرے یہ کہ جانور کو بوڑھا ناکارہ کرکے محنت سے آزاد نہ کرو بلکہ ابھی اس میں کچھ طاقت ہو کہ اس سے کام لینا موقوف کردو، گائے، بھینس وغیرہ ہے تو انہیں ذبح کرادو، گھوڑا وغیرہ ہے تو اسے کام سے آزاد کردو، کچھ کھانا جاری رکھو اس سے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تمہارے گھر میں برکت دے گا یہ بہت آزمایا ہوا عمل ہے۔بعض لوگ بوڑھے جانور کو نکالتے نہیں بلکہ کام سے آزاد کردیتے ہیں، کھانا پانی جاری رکھتے ہیں، یہ ہی غلاموں، نوکروں سے برتاؤ کرو بوڑھے نوکروں کو پنشن دی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ حدیث ہوسکتی ہے۔شعر

رسم است کہ مالکان تحریر آزاد کنند بندہ پیر
اے بار خدا عالم آرا بر سعدی پیر خود بہ بخشا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، حدیث :285)

(۷۴) وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ خَلْفَہٗ، وَاَسَرَّ اِلَیَّ حَدِیْثًا لَّا اُحَدِّثُ بِہٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ، وَکَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِہٖ ہَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ. یَعْنِیْ: حَائِطَ نَخْلٍ.

رَوَاہُ مُسْلِمٌ ہٰکَذَا مُخْتَصِرًا. وَزَادَ فِیْہِ الْبَرْقَانِیْ بِاِسْنَادِ مُسْلِمٍ - بَعْدَ قَوْلِہٖ: حَائِشُ نَخْلٍ - فَدَخَلَ حَائِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا فِیْہِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ، فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ سَرَاتَہٗ - اَیْ: سِنَامَہٗ - وَذِفْرَاہُ فَسَکَنَ، فَقَالَ: "مَنْ رَبُّ ہٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ ہٰذَا الْجَمَلُ؟" فَجَآءَ فَتًی مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: ہٰذَا لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. قَالَ: "اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ فِیْ ہٰذِہِ الْبَہِیْمَۃِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰہُ اِیَّاہَا؟

(۷۴) (مسلم شریف، کتاب الحیض)

فَإِنَّهُ يَشْكُوْ إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وتُدْئِبُهُ"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ كَرِوَايَةِ الْبَرْقَانِيْ.

قَوْلُهُ "ذِفْرَاهُ": هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الذِّفْرَى: الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَعْرَقُ مِنَ الْبَعِيْرِ خَلْفَ الْأُذُنِ، وَقَوْلُهُ: "تُدْئِبُهُ" أَيْ: تُتْعِبُهُ.

◄◄ حضرت ابوجعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا اور مجھ سے ایک راز کی بات فرمائی جو میں لوگوں میں سے کسی کو نہیں بتاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے کسی بلند اوٹ یا کھجور کے جھنڈ (یعنی باغ) کے پردے میں تشریف لے جانا زیادہ پسند فرماتے تھے۔ مسلم نے اسی قدر مختصر حدیث روایت کی ہے' اور برقانی نے مسلم کی اسناد سے ''حائش نخل'' کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک اونٹ تھا جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی کوہان اور اس کے سر کے پچھلے حصہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ (اونٹ) پرسکون ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ تو ایک انصاری جوان حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ میرا ہے آپ نے فرمایا: کیا ان جانوروں کے بارے میں جن کا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مالک بنایا ہے' اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا' اس لئے کہ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کررہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے' اور زیادہ کام لے کر اسے تھکا دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے ''برقانی'' کی طرح روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ذِفْرَاہ: اس میں ذال کے نیچے زیر اور فاء پر جزم ہے۔ یہ لفظ مفرد اور مونث ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ ''ذِفْرٰی'' اونٹ کے کان کا وہ پچھلا حصہ ہے جہاں اونٹ کو پسینہ آتا ہے۔

تُدْئِبُہٗ: اس کا معنی ہے: تم اسے تھکا دیتے ہو۔

تعارفِ رواۃ:

عبداللہ ابن جعفر: آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں، آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں، حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے، حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے، آپ نے نوے سال عمر پائی ۸۰ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے، آپ کا لقب بحر الجود تھا، بڑے خوش طبع اور حلیم تھے، بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا

سخی نہیں پیدا ہوا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ۔)

شرح:

یہاں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانوروں کے متعلق چند معجزات بیان کرنا چاہتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانور کتنا پیار کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانتے تھے۔

احادیث کی اکثر کتابوں میں چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ آپ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ کو روکا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آکر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرمانبردار ہو گیا اور آپ نے اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنا چاہیے یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔

(زرقانی جلد ۵ ص ۱۴۰ تا ص ۱۴۱ و مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۴۰ باب المعجزات)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی دودھ پلاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں بلکہ ان کا چرواہا ہونے کی حیثیت سے امین ہوں، میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ کسی کو پلا سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے میں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں لے آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے تھن کو اپنا مقدس ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ نے اس کا دودھ دوہا، پہلے خود پیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے تھن! تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن سمٹ کر خشک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر قرآن مجید کی ستر سورتیں یاد کر لیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کو بہت بڑا دخل ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ومن خلفاء... الخ، عبداللہ بن مسعود، ج ۳، ص ۱۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن بکریوں کے چرواہے نے بھیڑیئے پر حملہ کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے چرواہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق دیا تھا مگر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج سے زیادہ کبھی کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا عربی زبان میں مجھ سے کلام کرتا ہے۔ بھیڑیا کہنے لگا کہ اے چرواہے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ کوئی نبی نہیں آیا۔ اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شانِ جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے۔ کاش! تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے لشکروں کا ایک سپاہی بن جاتا۔ چرواہے نے اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیئے نے جواب دیا کہ کرے گ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی نگہبانی کروں گا۔ چنانچہ چرواہے نے اپنی بکریوں کو بھیڑیئے کے سپرد کر دیا اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور واقعی بھیڑیئے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا۔ پھر چرواہے نے بھیڑیئے کے کلام کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ تم اپنی سب بکریوں کو زندہ و سلامت پاؤ گے۔ چنانچہ چرواہا جب لوٹا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اس کی کوئی بکری بھی ضائع نہیں ہوئی ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب کلام الذئب وشہادتہ... الخ، ج ۶، ص ۵۲۹)

(۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ. رَوَاهُ

(۵۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 682، ابوداؤد رقم الحدیث 2549، ابن ماجہ رقم الحدیث 340، دارمی رقم الحدیث 061، مسند امام احمد رقم الحدیث 1745، ابن حبان رقم الحدیث 1411، ابن خزیمہ رقم الحدیث 53، مستدرک حاکم رقم الحدیث 2485، بیہقی رقم الحدیث 451، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 6787، طبرانی کبیر رقم الحدیث 620)

اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

وَقَوْلُه: "لَا نُسَبِّحُ": اَیْ لَا نُصَلِّی النَّافِلَةَ. وَمَعْنَاهُ: اَنَّا - مَعَ حِرْصِنَا عَلَی الصَّلٰوةِ - لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰی حَطِّ الرِّحَالِ وَاِرَاحَةِ الدَّوَابِّ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم پڑاؤ کرتے تو ہم کجاوں کو کھولنے سے پہلے تسبیح (یعنی نفل نماز) نہیں پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے اس اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جو مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

حل لغات:

لانسبح: کا مطلب ہے کہ ہم نفل نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نفل نماز ادا کرنے کے بہت حریص مشتاق ہوتے تھے۔ اس کے باوجود ہم کجاوں کو کھولنے اور چوپاؤں کو آرام دینے سے پہلے نفلی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم نفلی عبادت پر اس کام کو مقدم رکھتے تھے کہ پہلے اونٹوں پر سے کجاوے وغیرہ اتارتے تھے تاکہ وہ ہلکے ہو جاویں پھر منزل پر نوافل وغیرہ ادا کرتے تھے اس میں اونٹوں کو راحت ہوتی تھی اور ان حضرات کو بے فکری ہو جاتی تھی جس سے نماز اطمینان سے ہوتی تھی اس ایک عمل میں بہت سی حکمتیں۔ سفر میں یہ ہی چاہیے خواہ سفر جہاد ہو یا سفر حج یا اور کوئی سفر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 811:)

۲۶۔ بَابُ اِعَانَةِ الرَّفِیْقِ

دوست کی مدد کرنے کا بیان

فِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ كَثِیْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِیْثِ: "وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ"۔ وَحَدِیْثِ: "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" وَاَشْبَاهِهِمَا۔

اس باب سے متعلق بہت زیادہ احادیث گزر چکی ہیں جیسے کہ یہ حدیث کہ "اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مدد میں ہوتا ہے جو بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (کوشاں) ہوتا ہے" اور یہ حدیث کہ "ہر نیکی صدقہ ہے" اور ان کی مثل۔

(٧٦) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَجَعَلَ یَصْرِفُ بَصَرَهٗ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ کَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ. وَمَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ". فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَکَرَهٗ حَتّٰی رَاَیْنَا. اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑانا شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس فالتو زادِراہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے' اور آپ نے اسی طرح مال کی مختلف اقسام کا ذکر کیا حتیٰ کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

یَصْرِفُ: از صرف، یصرف، صرفاً، بمعنی پھیرنا، ہٹانا، دفع کرنا۔

اَلظّهر: پیٹھ، کمر۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتیٰ کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔) یعنی حضور نے ایسی خیرات کو ایسی اہمیت دی کہ ہم سمجھے کہ ضرورت سے زیادہ مال ہماری ملک ہی نہیں۔ بس اپنے پر خرچ کرنے سے جو بچے وہ دوسرے کو دے دینا واجب ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں ہمارے مالوں کے مالک مطلق ہیں جیسے مولیٰ اپنے غلام کے جان و مال کا مالک ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" یہاں اولیٰ کے معنی قریب تر بھی کیے گئے ہیں اور مالک تر بھی، دیکھو ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب وغیرہ تین صاحبوں کو بائیکاٹ کے زمانہ میں فرمایا کہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤ وہ بیویاں ان کی منکوحہ تھیں مگر ان سے اختلاط منع فرمادیا، یہ ہے حضور کی ملکیت کچھ عرصہ حکم رہا کہ اپنی قربانیوں کے گوشت تین دن سے زیادہ استعمال نہ کرو تو یہ استعمال ممنوع ہو گیا، پھر زیادہ استعمال کی اجازت دی تب جائز ہوا۔ غرضیکہ ہم سب مسلمان حضور انور کے لونڈی غلام ہیں حضور ہمارے مالک اگر وہ ہم کو اپنی عبدیت وغلامیت میں قبول فرمالیں تو ہمارے نصیب کھل جائیں۔ ایک بار حضرت مرشدی

(٧٦) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4403' ابوداؤد' رقم الحدیث 1663' مسند امام احمد' رقم الحدیث 11311' ابن حبان' رقم الحدیث 5419' بیہقی' رقم الحدیث 7571' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 1064)

مولائی مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوۃ فرض نہیں، میرے نزدیک اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضور مالک ہیں سارے مسلمان حضور کے لونڈی غلام، مالک اپنے غلاموں کو زکوۃ نہیں دے سکتا، چونکہ حضور کے لیے مصرف زکوۃ موجود نہیں اس لیے آپ پر زکوۃ فرض نہیں، عرض کیا پھر تو ہم پر بھی زکوۃ فرض نہیں ہونی چاہیے کہ غلاموں پر زکوۃ فرض نہیں، فرمایا ہم لوگ عبد ماذون ہیں اور بعض خاص حالات میں ماذون غلام پر زکوۃ ہوجاتی ہے۔ ماذون غلام وہ ہے جسے کاروبار کی اجازت مولیٰ نے دے دی ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 792:)

(۷۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَّيْسَ لَهُمْ مَالٌ، وَلَا عَشِيْرَةٌ، فَلْيَضُمَّ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةَ، فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهٗ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ" يَعْنِيْ اَحَدِهِمْ. قَالَ: فَضَمَمْتُ اِلَيَّ اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً مَّا لِيْ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ اَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِيْ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سفر جہاد پر جانے کا ارادہ کیا اور فرمایا: اے گروہ مہاجرین وانصار! بے شک تمہارے بھائیوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے، جن کے پاس نہ تو مال ہے، اور نہ ان کا کوئی قبیلہ ہے، پس تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لے اور ہم میں سے کوئی شخص سوار نہ ہو مگر باری باری یعنی ان (جن کے پاس سواریاں نہیں) میں سے ہر ایک کی باری ہو۔ راوی فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھ دو یا (فرمایا) تین آدمیوں کو شامل کرلیا اور میرے اونٹ پر میری باری بھی اتنی ہی ہوتی جتنی ان کی باری ہوتی۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

فَلْيَضُمَّ: ضم، یضم، ضماً، بمعنی ملانا، جمع کرنا، ساتھ رکھنا۔

عُقْبَةٌ: باری، بدل،۔

تعارف روای:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو یا تین بھائیوں کو اپنے ساتھ ملا لے مطلب کہ ان کے سفر میں سواری ودیگر سامان دے کر ان کی مدد کرے۔

(۷۷) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2534)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔

(صحیح مسلم ※※، کتاب الذکر والدعاء۔۔۔الخ، باب فضل الاجتماع۔۔۔الخ، الحدیث: ۲٦٩٩، ص ۱۴۴۷-۱۴۴۸.)

(۷۸) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْ لَهُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے۔ پس آپ کمزور کو چلاتے اس کو پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

فَيُزْجِي: از، ازجی، یزجی، ازجاءً، بمعنی ہانکنا۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تمام سفروں جہاد وغیرہ میں صحابہ کرام کو آگے رکھتے تھے خود تواضع اور تعاون کے لیے پیچھے سفر کرتے تھے۔ سرکار ابد قرار کے پیچھے رہنے میں یہ حکمتیں تھیں کہ جو مسافر کمزوری کی وجہ سے لشکر کے پیچھے رہ جاتا یا کسی مسافر کی کوئی چیز رہ جاتی وہ خود سرکار لے آتے تھے اس کے علاوہ تمام صحابہ کو سامنے رکھ کر ان کے لیے دعائے خیر فرماتے تھے۔ سبحان اللہ! ایسے رحیم وکریم نبی پر جان قربان۔ شعر

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتی بان　　　چہ باک از موج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتی بان

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 804:)

۲۷۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً لِلسَّفَرِ

جب سواری پر سفر کے لیے سوار ہو تو کیا کہے؟

آیت نمبر: ۱۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوُوْا عَلٰى

(۷۸)(ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2639)

ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝} (الزخرف: 13-12).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اس نے تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے ہیں جن پر تم سوار ہوتے ہو جب تم ان کی پشت پر بیٹھ جاؤ تو پھر تم اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو جب تم ان پر سیدھی طرح بیٹھ جاؤ اور تم یہ پڑھو پاک ہے وہ اللہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا ہے ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے ۝ اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے ۝''

تشریح:

اسلام کی جامعیت کی یہ بین دلیل ہے کہ اس کی روشنی سے زندگی کے سارے گوشے منور ہو رہے ہیں اور اس کے فیض سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ان آیات میں کسی مرکب پر) جانور ہو یا کشتی ہو یا کوئی اور) پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جس وقت رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو الحمد للہ۔ پھر یہ آیت پڑھی: سبحان الذی.. الی لمنقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا۔ پھر تین مرتبہ کہا: لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ پھر آپ ہنس دیئے۔ عرض کی گئی امیر المومنین ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا۔ وہی کلمات کہے جو میں نے کہے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہنس دیئے۔ ہم نے عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیوں ہنسے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ الفاظ کہتا ہے رب اغفرلی الخ تو اللہ تعالیٰ اس کے یہ کلمات سن کر بہت خوش ہوتا ہے۔ تعجب کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا بندہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ گناہوں کو بخشنے والا میں ہی ہوں، اور کوئی نہیں بخش سکتا۔ جب منزل مقصود پر پہنچ جائے اور سواری سے اترے تو اس وقت یہ پڑھے۔

اللھم انزلنا منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین۔

کشتی یا جہاز میں سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے: بسم اللہ مجرھا ومرسھا ان ربی لغفور رحیم۔ جب گھر سے سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ آپ بھی اسے یاد کرلیں۔

اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال. اللھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابۃ المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاھل والمال.

اے اللہ! سفر میں تو میرا ساتھی ہے اور میرے اہل اور مال کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے اور

لوٹنے کی الْمنا کی سے اور حالات کی درستگی کے بعد ابتری سے اور اپنے اہل اور مال میں برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۷۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ: "اٰئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنٰى "مُقْرِنِيْنَ": مُطِيْقِيْنَ. وَ"الْوَعْثَاءُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِيَ: الشِّدَّةُ. وَ"الْكَآبَةُ" بِالْمَدِّ، وَهِيَ: تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَّنَحْوِهٖ. وَ"الْمُنْقَلَبُ": الْمَرْجِعُ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اپنی سواری پر جم کر بیٹھ جاتے تو پڑھتے: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنادیا ہے اسے ہمارے لئے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔ اے اللہ! ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارا یہ سفر آسان فرمادے اور اس کی دوری کو ہمارے لئے سمیٹ دے، اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے، اور تو ہی ہماری عدم موجودگی میں ہمارے اہل خانہ کا کفیل ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت، منظر کی خوفناکی اور واپسی پر مال اور آل و اولاد کے متعلق بری خبر سننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو مندرجہ بالا کلمات بھی پڑھتے فرماتے اور ان پر یہ اضافہ فرماتے: ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

مقرنین: طاقت رکھنے والے

(۷۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3171، ترمذی، رقم الحدیث 3447، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 3004، مسند امام احمد، رقم الحدیث 930، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2542)

الوعثاي: واؤ کے فتحہ عین مہملہ کے سکون ثاء مثلثہ اور مد کے ساتھ' اس سے مراد ہے: شدت۔

الکآبۃ: مد کے ساتھ غم وغیرہ کی وجہ سے دل کی حالت کا بدل جانا۔

المنقلب: لوٹنے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ٹرین یا بس وغیرہ میں بسم اللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ تین تین بار، لا الہ الا اللہ ایک بار پھر کہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" (الزخرف ۱۳، ۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب عزوجل کی طرف پلٹنا ہے۔ (فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج ۱۰، ص ۷۲۹)

جب کشتی میں سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ عزوجل ڈوبنے سے محفوظ رہیں گے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ "

ترجمہ: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

جب کبھی سفر پر جائیں تو ذکر و درود کا وِرد رکھیں یا اس عظیم مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انفرادی کوشش کرتے رہیں کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اگر ہم دورانِ سفر ذکرُ اللہ عزوجل میں مصروف رہیں گے تو فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا اور اگر معاذ اللہ عزوجل گانے باجے سنتے رہے یا فضول ٹھٹھا مسخری کرتے رہے تو شیطان شریکِ سفر ہوگا جیسا کہ تاجدار مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سفر کے دوران اللہ عزوجل کی طرف توجہ رکھے اور اس کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جو بیہودہ شعر وشاعری اور فضول باتوں میں مصروف رہے تو اللہ عزوجل اس کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتا ہے۔

(الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص ۱۳)

(۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ. وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ. وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۸۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 3172' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2598' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3439' نسائی' رقم الحدیث 5498' ابن ماجۃ رقم الحدیث 3888' دارمی 2672' مسند امام احمد رقم الحدیث 9597' ابن خزیمۃ 2533' بیہقی 10083)

هٰكَذَا هُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ: "اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ" بِالنُّوْنِ، وَ كَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنِّسَائِيُّ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَيُرْوٰى "اَلْكَوْرُ" بِالرَّاءِ، وَكِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّاءِ جَمِيْعًا: اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوِ الزِّيَادَةِ اِلَى النَّقْصِ. قَالُوْا: وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَأْخُوْذَةٌ مِّنْ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ وَهُوَ لَفُّهَا وَجَمْعُهَا. وَرِوَايَةُ النُّوْنِ، مِنَ الْكَوْنِ، مَصْدَرُ كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا: اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ.

◀◀ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سفر کی مشقتوں، خطرناک واپسی، استقامت کے بعد کوتاہی، مظلوم کی بددعا اور مال اور اہل و عیال میں بدحالی دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

صحیح مسلم میں ''الحور بعد الکون یعنی ''ن'' کے ساتھ ہی مروی ہے اور ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ترمذی فرماتے ہیں ''الکور'' را کے ساتھ بھی مروی ہے دونوں صورتوں میں اس کا معنی یہی ہے علماء فرماتے ہیں: ''ن'' یا ''راء'' دونوں صورتوں میں اس کا معنی ایک ہی ہے: استقامت یا زیادتی سے نقصان کی طرف لوٹنا۔ کہتے ہیں کہ ''را'' کے ساتھ یہ ''تکویر العمامۃ'' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے پگڑی لپیٹنا یا پگڑی باندھنا اور ''نون'' کی روایت ''کون'' سے ماخوذ ہے جو ''کان یکون کا مصدر ہے کسی چیز کا پایا جانا'' قرار پذیر ہونا۔

تعارفِ رواۃ:

عبداللہ ابن سرجس: آپ مزنی بصری ہیں، آپ کی احادیث بصرہ والوں میں بہت مشہور ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

وعثاء وعث سے بنا بمعنی نقصان یا وہ مشقت جو رب کے ذکر اور آخرت کی فکر سے روک دے، چونکہ سفر گو سفر یعنی دوزخ کا ٹکڑا ہے اس کے لیے یہ دعا فرماتے۔

(خطرناک واپسی سے) اس طرح کہ جب گھر لوٹوں تو کوئی نقصان دہ چیز نہ دیکھوں، اسی طرح جب سفر دنیا سے وطن آخرت کی طرف واپس جاؤں تو کوئی مصیبت نہ اٹھاؤں، اس دعا میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ"۔

کور عمامہ کے پیچ کو کہتے ہیں اور حور اس پیچ کا کھل جانا یعنی زیادتی کے بعد نقصان، اصلاح کے بعد فساد، جمع ہونے

کے بعد بکھرنا، جماعت میں ہونے کے بعد الگ ہوجانا، آرام کے بعد تکلیف، بھلائی کے بعد برائی، ثابت قدمی کے بعد بدل جانا ان سب سے تیری پناہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" اور فرماتا ہے: "يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ"۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ ترقی کے بعد تنزل، توبہ کے بعد گناہ، ذکر کے بعد غفلت، حاضری کے بعد غائب ہوجانا ان سب سے پناہ۔(لمعات، مرقات مع زیادت)

(مظلوم کی بددعا سے) چونکہ سفر میں ساتھیوں سے جھگڑے بھی ہوجاتے ہیں، خصوصاً عرب میں پانی پر اور کبھی ان جھگڑوں میں ظلم بھی ہوجاتا ہے اس لیے سفر کے موقعوں پر مظلوم کی بددعا سے خصوصیت سے پناہ مانگی گئی، مظلوم کی بددعا اور قبولیت کے درمیان حجاب نہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 39:)

(۸۱) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا. فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالَ: بِسْمِ اللهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا، قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ، فَقِيْلَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: اِنَّ رَبَّكَ تَعَالٰى يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ: اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ: حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ.

◀ حضرت علی بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ان کی خدمت میں سواری کے لئے ایک چوپایا پیش کیا گیا۔ پس آپ نے جب رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا: بسم اللہ! اور جب اس کی پشت پر جم کر بیٹھ گئے تو پڑھا: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے ہمارے لئے فرمانبردار بنادیا ہے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔ پھر آپ نے تین مرتبہ پڑھا: الحمد للہ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور پھر کہا: ''تیری ذات پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے معاف فرما دے بیشک کوئی گناہ کو معاف نہیں کرتا سوائے تیرے''۔ پھر آپ نے تبسم فرمایا: عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! آپ کس لئے مسکرائے؟ فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جس طرح کیا میں نے کہا، پھر آپ ہنسے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ

(۸۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2602، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3446)

نے تبسم کیوں فرمایا: تو آپ نے جواب دیا: ''بلاشبہ تمہارا رب سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے: میرے لئے میرے گناہ معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، اور بعض نسخوں میں ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حل لغات:

اِنَّ رَبَّکَ تَعَالٰی یَعْجَبُ: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے۔

شرح:

لغۃً دابۃ ہر جانور کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا" مگر اصطلاح میں دابۃ گھوڑے کو کہا جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے آپ کی خدمت میں گھوڑا حاضر کیا گیا تھا۔

رکاب بمعنی آلہ رکوب جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں) یہ حمد سواری ملنے کے شکریہ پر ہے یعنی خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے ہماری آسانی کے لیے ہم کو سواری بخشی، بہت لوگ مجبوراً پیدل سفر کرتے ہیں۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ) یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولیٰ ان قوی جانوروں کا ہم کمزور انسانوں کے قبضہ میں آجانا تیری مہربانی سے ہے ہم تو مچھر مکھی کو تابع نہیں کرسکتے، پھر ہم پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ ہم کو خود اپنے ہاتھ پاؤں پر بھی اختیار و قبضہ نہ رہے گا یعنی بعد موت ہم کو وہ وقت یاد ہے، ہم اس نعمت پر متکبر نہیں تیرے شکر گزار ہیں۔ سبحان اللہ! کیسی جامع اور برمحل دعا ہے۔

(سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ) یعنی میری خطاؤں و گناہوں کے باوجود تو نے مجھے یہ سواری وغیرہ کی نعمتیں بخشیں تو مجھے امید ہے کہ تو اپنے کرم سے مجھے معافی بھی دے دے گا میں نے وہ ہی کیا جو گنہگار کرتے ہیں تو وہ ہی کر جو ستار و غفار کی شان ہے۔

(ثُمَّ ضَحِكَ) یعنی مسکرائے ٹھٹھا نہ لگایا، مسکرانا اظہار خوشی کے لیے ہوتا ہے ٹھٹھا دل کی غفلت سے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے بہت تھے ٹھٹھا کبھی نہ لگا۔

(قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ) یعنی میں قولی و عملی سنتوں پر عمل کر رہا ہوں

اس موقعہ پر یہ دعا مانگنا سنت قولی ہے اور اس وقت تبسم کرنا سنت عملی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی نقل کرتے تھے اسے ثواب سمجھتے تھے اور یہ بھی پتہ لگا کہ حضور علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل کرنا باعث ثواب ہے حتی کہ ہنسنا اور رونا بھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں ہنس رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی موافقت میں تبسم فرمایا تھا تو یہ عملی سنت رسول بھی ہے اور سنت الٰہیہ بھی، رب تعالیٰ تعجب کرنے، ہنسنے سے پاک ہے اس لیے وہاں ان الفاظ کے معنے ہوتے ہیں خوش ہونا۔ رب تعالیٰ کی رضا خوشی اس کی شان کے لائق ہے، ہماری رضا و خوشی ہماری حیثیت کے موافق ہے۔

(اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ) معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اس بندے سے بہت راضی وخوشی ہوتا ہے جو اپنے کو بے کس و گنہگار جانے اور رب تعالیٰ کو قادر و غفار جانے، یہ ہی حال بارگاہِ مصطفوی کا ہے کہ وہاں بھی بے کسی پر رحم بہت ہوتا ہے۔ شعر

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا — گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

خیال رہے کہ گناہ تو اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے، اس کے محبوب بندے شفاعت تو کرتے ہیں مگر براہ راست گناہ بخشتے نہیں مگر حقوق بندے بھی معاف کر سکتے ہیں، میں اپنا قرض یا خون معاف کر سکتا ہوں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے گناہ یا کفارے معاف فرما دیئے وہ باذن الٰہی تھے، ان معافیوں کی بہت مثالیں ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "سلطنت مصطفیٰ" میں بیان کی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، حدیث 51:)

۲۸۔ بَابُ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيْحِهٖ اِذَا هَبَطَ الْاَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَنَحْوِهٖ

مسافر جب کسی چوٹی وغیرہ (بلند مقام) پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے اور جب کسی وادی وغیرہ میں اترے تو سبحان اللہ کہے اور تکبیر وغیرہ کے لئے بہت زیادہ آواز بلند کرنے کی ممانعت کا بیان

(۸۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے اور جب پستی کی طرف اترتے تو ''سبحان اللہ'' کہتے۔

(۸۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2993)

(۸۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجيُوشُهُ إِذَا عَلَوا الثَّنَايَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب پست جگہ کی طرف اترتے تو کہتے: ''سبحان اللہ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

هَبَطُوا: از هبط۔ یهبط۔ هبطاً، بمعنی اترنا،

تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم سفر میں جب کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے کہ وہ رب کریم تمام اونچوں سے بڑا ہے اور جب نشیبی زمین پر اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے کہ رب تعالیٰ نزول اور اترنے سے پاک ہے کہ اس میں کمی و نقصان کا شائبہ ہے۔ اسے ابو داؤد، نسائی نے بھی روایت کیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، حدیث 70:)

(۸۴) وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ، كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثاً، ثُمَّ قَالَ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ.

قَوْلُهُ: "أَوْفَى" أَيْ: ارْتَفَعَ. وَقَوْلُهُ: "فَدْفَدٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْفَائَيْنِ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ، وَآخِرُهُ دَالٌ أُخْرَى وَهُوَ: "الْغَلِيظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ".

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج یا

---

(۸۳) (ابو داؤد شریف، رقم الحدیث 2599)

(۸۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3174، بخاری شریف، رقم الحدیث 1797، مسند امام احمد، رقم الحدیث 15414)

عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو جب بھی آپ کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر چڑھتے تو آپ تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . اٰيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ"۔ "کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کے حضور سجدہ کرنے والے، اسی کی تعریف کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس نے اکیلے ہی تمام گروہوں کو شکست دے دی"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جب لشکر کشیوں، مہمات، حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے۔

حل لغات:

لفظ "اوفی" میں فاء پر زبر ہے، اور اس کا مطلب ہے: بلندی پر چڑھتے۔

"فد فد" دونوں میں فاء مفتوح اور ان کے درمیان دال مہملہ ساکن ہے، اور آخر میں ایک اور دال ہے اس کا معنیٰ ہے: سخت اور بلند زمین۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(صَدَقَ اللهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَہَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ) اس میں خدا کی تین نعمتوں کا ذکر ہے: ایک اسلام کے غلبے کا وعدہ فرمانا ہے اور اسے پورا کر دینا۔ دوسرے اپنے بندہ خاص حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مدد صحابہ کے ذریعہ اور باطنی مدد ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعہ فرمانا اور تیسرے غزوہ احزاب جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں اس میں کفار کے لشکر جرار کو تیز ہوا سے بھگا دینا ورنہ مسلمان اس وقت بچ نہ سکتے تھے کیونکہ بارہ ہزار کفار کا لشکر مدینہ منورہ پر باہر سے حملہ آور ہوا تھا اور ادھر خود مدینہ کے یہود نے عہد شکنی کر کے مسلمانوں کو فنا کرنے کی ٹھان لی تھی، اندیشہ تھا کہ اس موقعہ پر مسلمان ان بیرونی اور اندرونی دشمنوں میں پھنس کر ایسے پس جاتے تھے جیسے چکی میں دانہ، رب تعالیٰ خود فرماتا ہے: "اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا" اور ہوسکتا ہے کہ احزاب سے مراد کفار کی ساری جماعتیں ہوں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 43:)

(۸۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ

(۸۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3445)

فَأَوْصِنِي، قَالَ: "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے نصیحت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جب بھی کسی بلند مقام پر چڑھو تو ''اللہ اکبر'' کہو جب وہ آدمی واپس لوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی: ''اے اللہ اس کے لئے دوری کو سمیٹ دے اور سفر کو اس کے لئے آسان فرمادے''۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

(۸۶) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَاأَيُّهَا النَّاسُ، ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"ارْبَعُوا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ أَيِ: ارْفُقُوا بِأَنْفُسِكُمْ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے جب ہم اوپر سے کسی وادی میں جھانکتے تو ہم لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے آپ کے ساتھ نرمی کرو' کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اربعوا: باء موحدہ کی فتح سے یعنی اپنے آپ کے ساتھ نرمی کرو۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۸۶) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2992' مسلم شریف' رقم الحدیث 6735' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1526' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19538' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 7252)

شرح:

(فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا) اس طرح کہ جوش کے ساتھ تکبیر کے نعرے لگانے لگے نعرہ تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَر یہ نعرے برکت کے لیے تھے نہ کہ کسی خوشی کی وجہ سے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ یہ سفر غزوہ خیبر کا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے خیبر فتح فرمانے تشریف لے جا رہے تھے جیسا کہ دوسرے مقامات پر اس کی تصریح ہے۔

یہاں شیخ نے لمعات اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ اس نعرہ تکبیر سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا اس لیے نہ تھا کہ ذکر بالجہر منع ہے بلکہ اس لیے تھا کہ صحابہ پر سفر کرتے ہوئے یہ نعرے تکلیف کا باعث تھے اسی لیے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو ورنہ بہت موقعہ پر صحابہ کرام بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خوب بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ چنانچہ جماعتِ نماز کے بعد چیخ کر ذکر کرتے تھے، صحابہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے دوران نعرہ تکبیر لگاتے تھے، نیز اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ خیبر پر ہم اچانک جا پڑیں لوگوں کو اس حملہ کی خبر بھی نہ ہو سکے تاکہ کفار تیاری نہ کر سکیں اور بہت کم خون خرابہ ہو اور خیبر فتح ہو جائے اس نعرہ سے یہ مقصد فوت ہو جاتا۔ بہر حال ذکر بالجہر منع کرنے والوں کی یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی۔ ذکر بالجہر کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، حدیث 527)

۲۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَآءِ فِي السَّفَرِ

سفر میں دعا کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُّسْتَجَابَاتٌ لَّا شَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ: "عَلٰى وَلَدِهٖ"

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین قسم کی دعائیں مستجاب ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: (1) مظلوم کی دعا، (2) مسافر کی دعا، (3) باپ کی اپنے بیٹے کے لئے دعا۔

---

(۸۷) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1536، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1905)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کوابوداؤداورترمذی نے روایت کیااورکہاکہ یہ حدیث حسن ہے'اورابوداؤد کی روایت میں''عَلٰی وَلَدِہٖ'' کا ذکرنہیں ہے۔

حل لغات:

مُسْتَجَابَاتٌ: از استجاب، یستجاب، استجاباً، بمعنی جواب دینا م قبول ہونا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

یعنی یہ تین دعائیں بذات خود قابل قبول ہیں اوراپنے فاعلوں کی برکت سے بھی لائق قبول، اسی لیے وہاں عدل اور روزے کا ذکرفرمایا جس میں فاعل بہ تکلف مشقت اٹھاتا ہے۔ یہاں مسافراور باپ کا ذکر ہے جس میں تکلف ومشقت نہیں۔(مرقات)

اولاد کے حق میں باپ کی دعا قبول ہے اور بددعا بھی مگر چونکہ باپ اکثر دعائیں ہی دیتا ہے اس لیے دعاء کا ذکر فرمایا، والد سے مراد ماں باپ دونوں ہیں دادا بھی اس میں داخل ہے کہ بالواسطہ وہ بھی والد ہے ماں کی دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

یوں تو مسافر کی بحالت سفر تمام دعائیں ہی قبول ہیں مگر اپنے محسن کے لیے دعا اوراپنے ستانے والے پر بددعا بہت قبول ہے۔(مرقات) اسی طرح مظلوم کی بددعا قبول مگر ستانے والے کے لیے بددعا اور امداد کرنے والے یا بچانے والے کے لیے دعاء بہت قبول ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 474:)

۳۰۔ بَابُ مَا يَدْعُوبِهٖ اِذَا خَافَ نَاسًا اَوْ غَيْرَهُمْ

جب لوگوں سے یا کسی اور چیز سے ڈرے توکیا دعا کرے؟

(۸۸) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

(۸۸)(سنن الکبری نسائی رقم الحدیث 8631 'ابوداؤدشریف' رقم الحدیث 1537)

◀◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے خطرہ محسوس کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ '' اے اللہ! ہم تجھی کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

نُحُوْرِہِم: از، نحر، نحراً، بمعنی مقابلہ کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا) اس طرح کہ آپ کو پتہ چلتا کہ فلاں قوم ہمارے خلاف سازش یا جنگی تیاری کر رہی ہے۔ خیال رہے کہ خوف بہت طرح کا ہے خوف اطاعت و بندگی صرف رب تعالیٰ کا ہی ہونا چاہیے اور خوف نفرت شیطان وغیرہ دشمنوں سے اور خوف بمعنی خطرہ تکلیف ہر خطرناک چیز سے ہوسکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ سینا میں سانپ سے خوف ہوا، آپ نے فرعونیوں سے خوف کیا یہ واقعات اس آیت کے خلاف نہیں "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کہ وہاں خوف اطاعت مراد اس ہی کی نفی ہے اور خوف بمعنے خطرہ۔

نحر سینہ کو بھی کہتے ہیں اور جانور ذبح کرنے کو بھی "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"۔ چونکہ دشمن کے مقابلہ میں سینہ تان کر ہی کھڑے ہوتے ہیں اس مقابلہ کو اس لفظ سے تعبیر فرمایا، نیز اس میں نیک فال بھی ہے کہ خدایا دشمن کو ذبح کر دے کہ وہ ہمارے مقابلہ کے لائق ہی نہ رہے۔

(اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ) یعنی ہمارے اور دشمن کی شر کے درمیان تو آڑ ہو جا تا کہ ان کی شر ہم تک نہ پہنچ سکے، یہ دعا بہت ہی مجرب ہے، ایک دشمن کے مقابل بھی کام آتی ہے اور بہت دشمنوں کے مقابل بھی فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی برکت سے شر اعدا سے محفوظ ہے۔

اسے نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیں۔ حصن حصین شریف میں ہے دشمن کے خوف کے وقت "لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ" پڑھنا بڑی امان ہے۔ امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا کہ لِاِيْلٰفِ کو بہت اولیاء اللہ نے آزمایا ہے بہت مجرب ہے۔ حضرت زید ابن علی عن عتبہ ابن غزوان عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت، نیز حصن حصین شریف میں اسے

نقل کیا کہ جب مدد درکار ہو خصوصا سفر میں تو کہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ان شاء اللہ بہت جلد مدد پہنچے گی، کہ بعض اللہ کے غیبی بندے اس پر مامور ہیں۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ یہ حدیث یا عباد اللہ حدیث حسن ہے و مشائخ کی مجرب، مسافروں کو اس کی بہت ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے پکارنا بھی سنت ہے اور ان سے مدد لینا بھی سنت، یہ شرک نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 58:)

۳۱۔ بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

جب کسی منزل پر اترے تو کیا کہے؟

(۸۹) عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهِ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو شخص کسی منزل پر اترے اور کہے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی' حتیٰ کہ وہ اس منزل سے کوچ کر جائے۔) (مسلم)

حل لغات:

اعوذ: ازعاذ، یعوذ، عیاذاً، ومعاذاً، بمعنی پناہ لینا،

تعارفِ رواۃ:

خولہ بنت حکیم: آپ حضرت عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں، نہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابیات،)

شرح:

(عُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) ان کلمات سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا ساری آسمانی کتب یا اسمائے الہیہ یا رب کا کلام نفسی یا اس کا علم یا اس کے فیصلے۔ تام سے مراد ہے نقصان وعیب سے پاک۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمات اللہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ان کی ہر بات وحی الٰہی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور ہمارے حضور کلمات اللہ۔ مخلوق سے وہ مخلوق مراد ہے جس سے شر ہو سکے، اس میں اپنا نفس بھی داخل ہے

---

(۸۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 982)

اور چیزیں بھی۔

کفارِ عرب سفر کی منزلوں میں اترتے وقت کہتے تھے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں یعنی جنات کی، اللہ کے محبوب نے تو ہم کو اس کے عوض یہ دعا سکھائی۔ یہ دعا سفر و حضر میں ہمیشہ ہی صبح شام پڑھا کریں، زہریلی چیزوں سے محفوظ رہو گے بہت مجرب ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 40:)

(۹۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ، قَالَ: "يَا أَرْضُ، رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللهُ، أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَّأَسْوَدٍ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

وَ"الْأَسْوَدُ": الشَّخْصُ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ: وَ"سَاكِنُ الْبَلَدِ": هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْأَرْضِ. قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ: مَا كَانَ مَأْوَى الْحَيَوَانِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ بِنَاءٌ وَّمَنَازِلُ. قَالَ: وَيُحْتَمِلُ أَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" إِبْلِيْسُ: "وَمَا وَلَدَ": الشَّيَاطِيْنُ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے: ''اے زمین میرا بھی اور تیرا بھی پروردگار صرف اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر ہے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اوپر رینگ رہی ہے۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیر اور سیاہ (شخص) سے اور سانپ سے اور بچھو سے، زمین میں رہنے والے سے اور جننے والے سے اور اس چیز سے جس کو اس نے جنا''۔(ابوداؤد)

حلِ لغات:

الاسود: سیاہ شخص۔

خطابی کہتے ہیں: ساکن البلد سے مراد جن ہیں جو زمین کے باسی ہیں۔

والبلد من الارض: زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں، جہاں حیوانات رہتے ہوں، خواہ اس میں عمارت وغیرہ نہ ہو۔

اور کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ ''الوالد'' سے مراد: ابلیس ہے اور ''ماولد'' سے مراد: شیاطین ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۹۰)(ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2603)

شرح:

حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام شجر و حجر کلام بھی کرتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نداو کلام کو سنتے بھی ہیں لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین کو یہ خطاب فرمانا حقیقت پر مبنی ہے، رب تعالیٰ نے زمین و آسمان سے یوں خطاب فرمایا تھا: "یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ" اے زمین اپنا پانی نگل جانا اور اے آسمان اپنا پانی روک لے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نائب جنابِ کبریا ہیں، زمین و آسمان حضور علیہ السلام کا کلام سنتے اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔(از مرقات) رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ" ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان کے لیے مسخر و تابع کر دیا کہ ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی۔

زمین کی شر زلزلہ، دھنسا، گر جانا، راستہ بھول جانا وغیرہ ہیں اور اندرونی زمین کی شر سیلاب، سخت گرمی، سخت ٹھنڈک وغیرہ۔ زمین کی مخلوقات کی شر اندرونی کیڑے مکوڑے وغیرہ ہیں کہ سفر میں انہی کی وجہ سے حادثات زیادہ پیش آتے ہیں۔

(وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ) اگرچہ یہ چیزیں بھی زمین پر چلنے والوں میں داخل تھیں لیکن چونکہ ان کی شر خصوصًا مسافر کو بہت زیادہ پہنچتی ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا بعض لوگوں نے والد سے مراد ابلیس اور ولد سے اس کی ذریت لی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو عام رکھا جائے۔(لمعات) کیونکہ مسافر واجنبی شہر میں چورا چکوں سے بھی بہت تکلیف پہنچ جاتی ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 56:)

۳۲۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيْلِ الْمُسَافِرِ الرُّجُوْعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِذَا قَضٰى حَاجَتَهٗ

جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو مسافر کے لئے مستحب ہے کہ جلدی گھر کی طرف لوٹے

(۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ. فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ، فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"نَهْمَتُهٗ": مَقْصُوْدُهٗ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے وہ تم کو کھانے پینے اور سونے سے روکے رکھتا ہے پس جب تم سفر کا مقصود حاصل کر چکو تو جلدی سے اپنے گھر کو لوٹا کرو۔(متفق علیہ)

---

(۹۱)(مسلم شریف، رقم الحدیث 4846، بخاری شریف، رقم الحدیث 1710، ابن ماجہ شریف، 2882، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1768، دارمی، رقم الحدیث 2670، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7224، ابن حبان، رقم الحدیث 2708، بیہقی، رقم الحدیث 10141)

حلِ لغات:

نھمتہ: کا معنیٰ ہے: اس کا مقصد۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں عذاب سے مراد تکلیف دہ ہے نہ کہ سزا کیونکہ بعض سفر تو ثواب ہیں جیسے سفر جہاد، سفر حج، سفر طلب علم وغیرہ مگر یہ سارے سفر تکلیف دہ ضرور ہیں جن میں وہ تکالیف ہوتی ہیں جو آگے مذکور ہیں۔

عموماً سفر میں انسان وقت پر کھانے، وقت پر سونے، وقت پر با جماعت نماز گھر کی طرح نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اب بھی یہ دیکھا جاتا ہے اگرچہ اب ریل، بس، ہوائی جہازوں کے سفر میں بڑی آسانیاں ہو چکی ہیں۔

نہمہ کے معنی ہیں بلوغ الہمتہ اور وجھہ سے مراد اپنی سفر کی جہت ہے یعنی جس طرف سفر کر کے گیا تھا تو جس مقصد کے لیے گیا تھا سفر میں وہ مقصد پورا ہو جائے۔ (مرقات)

(فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِه) تاکہ نماز کی جماعتیں حقوق کی ادائیگی اچھی طرح سے ہوسکیں، بعض علماء نے فرمایا کہ دنیاوی سفروں کے لیے یہ فرمان ہے۔ سفر حج و سفر جہاد وغیرہ کا یہ حکم نہیں مدینہ منورہ یا مکہ معظّمہ میں جتنی حاضری نصیب ہوجائے بہتر ہے اسی لیے یہاں نھمتہ فرمایا۔ نہمہ کہتے ہیں دنیاوی ضرورت و حاجت کو، فقیر اس کو ترجیح دیتا ہے، حاکم و بیہقی نے بروایت حضرت عائشہ بجائے نہمتہ کے حجہ روایت کی یعنی حج سے فارغ ہو کر جلد لوٹو جیسا کہ مرقات میں ہے مگر مدینہ آخر مدینہ ہی ہے وہ تو ہر مؤمن کا دیس ہے پردیس ہے ہی نہیں جیسا سکون قلب اداء عبادات میں وہاں میسر ہوتا ہے گھر میں میسر نہیں ہوتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 793)

۳۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلٰی اَھْلِهٖ نَھَارًا وَّ كَرَاھَتِهٖ فِی اللَّیْلِ لِغَیْرِ حَاجَتِهٖ

اہل خانہ کے پاس دن کو آنے کے استحباب اور بغیر ضرورت رات کو آنے کے مکروہ ہونے کا بیان

(۹۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اِذَا اَطَالَ اَحَدُ كُمُ الْغَیْبَةَ فَلَا یَطْرُقَنَّ اَھْلَهٗ لَیْلًا".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّطْرُقَ الرَّجُلُ اَھْلَهٗ لَیْلًا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۹۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1801، مسلم شریف، رقم الحدیث 715)

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص زیادہ عرصہ گھر سے باہر رہے تو وہ رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔
اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (متفق علیہ)

(۹۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا، وَكَانَ يَأْتِيْهِمْ غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
"اَلطُّرُوْقُ": اَلْمَجِیْءُ فِی اللَّيْلِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے پاس نہیں آتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو یا شام کو ان کے پاس تشریف لاتے تھے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

الطروق: رات کو واپس آنا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا) کیونکہ بغیر اطلاع اچانک رات میں مسافر کا گھر پہنچنا گھر والوں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور اس زمانہ میں خبر رسانی کے ذرائع بہت محدود تھے اب تو خط، تار ٹیلی فون وغیرہ سے خبر دی جا سکتی ہے۔ یطرق بنا ہے طرق سے بمعنی دروازہ بجانا کواڑ کھڑکانا، چونکہ رات میں آنے پر اس کھڑکانے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے رات میں آنے والے مسافر کو طارق کہتے ہیں ستارہ کو بھی طارق کہا جاتا ہے کہ وہ رات میں ہی چمکتا ہے۔ (مرقات)

صبح صادق سے زوال تک کا وقت غدوہ ہے اور زوال سے سورج ڈوبتے تک کا وقت عشیہ یعنی حضور کی مدینہ منورہ میں آمد یا صبح کے وقت ہوتی تھی یا بعد ظہر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، حدیث 796)

(۹۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1800، مسلم شریف، رقم الحدیث 4847، دارمی، رقم الحدیث 444، مسند امام احمد، رقم الحدیث 12285، بیہقی، رقم الحدیث 10148، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 11626)

٣٤۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ وَاِذَا رَاٰى بَلْدَتَهٗ

جب سفر سے لوٹے اور اپنے شہر کو دیکھے تو کیا کہے؟

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِيْ بَابِ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا۔

اس باب میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہے جو "تَكْبِيْرُ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ" کے باب میں گزر چکی ہے۔

(٩٤) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: "اٰيِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب ہم مدینہ طیبہ کے سامنے پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اٰيِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" "ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ (مسلم)

حل لغات:

ظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ: مدینہ کے اطراف۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 79 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(٩٤) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3176، بخاری شریف، رقم الحدیث 1462، نسائی شریف، رقم الحدیث 2660، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 337، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5595، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2616، بیہقی، رقم الحدیث 10047، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 5460، طبرانی کبیر، 13172)

۳۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَآءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِیْ فِیْ جِوَارِہٖ وَصَلَاتِہٖ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ

مستحب یہ ہے کہ سفر سے واپس آنے والا سب سے پہلے پڑوس کی مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعتیں (نمازِ نفل) ادا کرے

(۹۵) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت (نمازِ نفل) ادا کرتے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

فَرَکَعَ: از، رکوعاً۔ بمعنی رکوع کرنا، رکعت، نماز۔

تعارفِ روای:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی پہلے اہل مدینہ سے ملاقات فرماتے، ان کے دکھ درد سنتے، ان کے مقدمات کے فیصلے فرماتے، انہیں شرف زیارت بخشتے، پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔ طبرانی اور حاکم نے بروایت ثعلبہ حدیث نقل فرمائی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد سے ابتدا فرماتے پھر حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے پھر اپنے گھر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 800)

۳۶ بَابُ تَحْرِیْمِ سَفَرِ الْمَرْاَۃِ وَحْدَھَا

عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت کا بیان

(۹۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یَحِلُّ

(۹۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1556 'بخاری شریف، رقم الحدیث 2922 'ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2773 '2781 'نسائی، رقم الحدیث 731 'دارمی، رقم الحدیث 1520 'مسند امام احمد 15810 '15812 '15813 'مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1797 'بیہقی، رقم الحدیث 10158 'طبرانی کبیر، رقم الحدیث 106 '107 '108)

لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا بھی (اکیلے) سفر کرے"۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مَسِيْرَةَ: از، سار، یسیر، سیراً و مسیراً، مسیرۃ، بمعنی مسافت، مقدار سفر۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس ممانعت کے حکم سے مہاجرہ اور کفار کی قید سے چھوٹنے والی عورت خارج ہے کہ یہ دونوں عورتیں بغیر محرم اکیلی ہی دارالسلام کی طرف سفر کرسکتی ہیں بلکہ یہ سفر ان پر واجب ہے، اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ عورت اکیلی بصرہ سے بیت اللہ آئے گی اور بجز رب تعالیٰ کے کسی سے خوف نہ کرے گی۔ (بخاری) لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس حدیث کے مخالف ہے نہ حکم فقہاء اس حدیث کے خلاف۔ (مرقات وغیرہ)

محرم کے معنی کہ جس عورت سے نسبی و رضاعی رشتہ کی بنا پر نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو لہٰذا بہنوئی کے ساتھ سالی، دیور کے ساتھ بھاوج، یوں ہی بالشبہ ہو، موطوہ کی ماں اس داماد کے ساتھ سفر نہیں کرسکتی کہ دیور اور بہنوئی سے نکاح دائما حرام نہیں اور بالشبہ موطوہ کی ماں سے اگرچہ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے مگر وہ محرم نہیں ان سے پردہ فرض ہے۔ خیال رہے کہ یہاں تو ایک دن رات کا ذکر ہوا اور بعض روایات میں دو دن دو رات کا ذکر ہے، بعض میں تین دن تین رات کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ ان احادیث میں حد بندی مقصود نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹا بڑا کوئی سفر اکیلے نہ کرے یا یہ احکام مختلف حالات میں ہیں، نازک حالات میں ایک دن رات کا سفر بھی اکیلے نہ کرے، بعض نارمل (normal) حالات میں تین دن سے کم کا سفر اکیلے کرسکتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، حدیث 131)

---

(۹۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3162، بخاری شریف، رقم الحدیث 1036، ابوداؤد رقم الحدیث 1726، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1170، نسائی شریف، رقم الحدیث 3525، ابن ماجہ شریف 2898، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1766، دارمی رقم الحدیث 2678، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3231، ابن احبان، رقم الحدیث 2718، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2521، مستدرک حاکم رقم الحدیث 1615، بیہقی رقم الحدیث 5188، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1166، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12202)

(۹۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا؛ قَالَ: "انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے پاس خلوت میں نہ جائے اور کوئی عورت کسی محرم کی معیت کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بیوی حج کے لئے چلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اُكْتُتِبْتُ: رجسٹر میں نام لکھنا،

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس وقت جہاد فرض عین نہ تھا فرض کفایہ تھا کہ تھوڑے مسلمان کفار کا مقابلہ کر سکتے تھے اس لیے اس کا نام مجاہدین کی فہرست سے خارج کر دیا گیا۔ خیال رہے کہ امام شافعی کے ہاں چند عورتیں ثقہ مل کر حج کر سکتی ہیں، امام مالک کے ہاں ثقہ مرد کے ساتھ بھی حج جائز ہے جیسے ہجرت، بعض اماموں کے ہاں اگر چہ چند عورتیں مل کر حج کریں اور ان میں سے ایک عورت کا محرم ساتھ ہو تو سب کا حج درست ہے مگر مذہب احناف قوی ہے، چونکہ اس شخص کی جگہ دوسرا آدمی جہاد کر سکتا تھا مگر دوسرا آدمی اس کی بیوی کو حج نہیں کرا سکتا تھا اس لیے مجاہدین سے نکال کر حج کرانے کا حکم دیا گیا کہ ابھی انکی بیوی حج کو روانہ نہ ہوئی تھی بلکہ تیاری کر رہی تھی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 129)

✿✿✿✿

(۹۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3168، بخاری شریف، رقم الحدیث 1036، ابوداؤد، رقم الحدیث 1726، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1170، نسائی، رقم الحدیث 3525، ابن ماجۃ، رقم الحدیث 2898، موطا امام مالک، 1766، دارمی، رقم الحدیث 2678، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3231، ابن حبان، 2718، ابن خزیمۃ، رقم الحدیث 2521، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1615، بیہقی، رقم الحدیث 5188، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 1166، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12202، دار قطنی، رقم الحدیث 32)

كِتَابُ الْفَضَائِل

فضائل کا بیان

۳۷۔ بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

تلاوت قرآن کی فضیلت کا بیان

فضائل فضیلت کی جمع ہے فضیلت فضل سے بنا بمعنی زیادتی عرف میں فضیلت اس خصوصی بزرگی کو کہتے ہیں جو دوسرے کو حاصل نہ ہو۔ خیال رہے کہ فضل صفت ہے اور فضول عیب یعنی عبث یا فائدہ سے خالی۔ قرآن کی وجہ تسمیہ ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد اول کے مقدمہ میں ملاحظہ کیجئے کہ یہ لفظ قرئٌ سے بنا یا قراۃ سے یا قرن سے قرآن کے فضائل بعض عمومی ہیں یعنی سارے قرآن کے فضائل اور بعض خصوصی یعنی بعض سورتوں یا بعض آیتوں کے خصوصی فائدے و تاثیریں، جن آیات میں حمد و نعت ہیں وہ ذکر بھی افضل، ذاکر بھی اعلیٰ اور مذکور بھی بہتر مگر جن آیات میں کفار کا ذکر ہے وہاں ذکر اعلیٰ ذاکر افضل مگر مذکور بدترین خلق، اسی لیے قل ھواللہ تین بار پڑھنے میں سارے قرآن کی تلاوت کا ثواب ہے کہ یہ حمد کی سورت ہے اور تبت یدا تین سو بار بھی پڑھ لو تو بھی یہ ثواب نہیں کعبہ معظّمہ سارا ہی خدا کا گھر ہے مگر رکن اسود بہت اعلیٰ ہے، مسجد ساری بیت اللہ ہے مگر محراب و منبر اعلیٰ ہیں لہٰذا اس فضیلت پر منکرین حدیث کا یہ اعتراض نہیں پڑسکتا کہ سارا ہی قرآن کلام الٰہی ہے پھر یہ فرق مراتب کیسا نبیوں، ولیوں میں فرق مراتب موجود ہے حالانکہ وہ سارے اللہ کے پیارے ہیں "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،، باب فضائل القرآن، الفصل الاول، ج8،ص 1)

(۹۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُوْلُ: "اقْرَؤُوا الْقُرْاٰنَ؛ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

---

۹۸)(مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1771' دارمی' رقم الحدیث 3311' 3312' مسند امام احمد' 22200' 22211' 22247' ابن حبان' رقم الحدیث 116' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2057' 2071' 3135' بیہقی' رقم الحدیث 3862' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7542' 7544' 8118)

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۹۹) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن قرآن اور قرآن والوں کو جو اس دنیا میں اس پر عمل کیا کرتے تھے لایا جائے گا تو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس کے آگے آگے ہوں گی اور وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر:593 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی یہ سورتیں بعض بڑے مخلصین کے لیے سفید بادل کی طرح اور ان سے کم درجہ والوں کے لیے سیاہ شامیانہ کیطرح اوپر سایہ کئے ہوں گی، جن سے یہ لوگ گرمی محشر سے محفوظ ہوں گے یہ بادل وشامیانے ان لوگوں کے ساتھ چلتے ہوں گے تمام محشر والے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ حضرات قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں، اب جو کہے کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مؤمن وکافر کی بھی پہچان نہ ہوگی وہ جھوٹا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 347)

(۱۰۰) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (بخاری)

(۱۰۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَّذِيْ

---

(۹۹) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1773' دارمی' رقم الحدیث 3394' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17674)

(۱۰۰) (بخاری شریف' رقم الحدیث 993)

يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اور عمدگی سے قرآن حکیم پڑھتا ہے تو وہ قیامت کے دن نیکوکار اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اور ہکلاتا ہے اور اس کو پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ (متفق علیہ)

(۱۰۲) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ. وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن حکیم پڑھتا ہے نارنگی کی ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن حکیم نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ اس کی بو تو نہیں ہے اور اس کا ذائقہ عمدہ ہے اور وہ منافق جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اس کی مثال نازبو کی طرح ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا ذائقہ تلخ ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اندرائن (تمبے) کی طرح ہے کہ اس کی بو بھی نہیں ہے اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الْاُتْرُجَّةِ: نارنگی، لیموں، لیموں کا درخت،

الْحَنْظَلَةِ: اندرائن کا درخت، اندرائن اپنے کڑوے پن میں ضرب المثل ہے۔

(۱۰۱) (بخاری شریف رقم الحدیث 4553 مسلم شریف رقم الحدیث 798 ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1454 ترمذی شریف رقم الحدیث 2904 ابن ماجہ شریف 3779 دارمی رقم الحدیث 3368 مسند طیالسی 1499 مسند امام احمد 24257 ابن حبان رقم الحدیث 767 سنن الکبریٰ نسائی 8045 بیہقی رقم الحدیث 3860 مسند ابن الجعد رقم الحدیث 956 مسند اسحاق رقم الحدیث 1313 مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث 6016 مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 30036)

(۱۰۲) (بخاری شریف کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث 4732، 4772، 5111، 7121 ابوداؤد شریف 1454، 4829 ترمذی شریف رقم الحدیث 2904، 2865 نسائی شریف رقم الحدیث 5038 ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3779، 214 درامی رقم الحدیث 3368 دارمی رقم الحدیث 3363، 3364 مسند امام احمد رقم الحدیث 24247، 24678، 24711 ابن حبان رقم الحدیث 767، 121 بیہقی رقم الحدیث 3860، 3861 مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 7237 طبرانی کبیر رقم الحدیث 8670)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی بے دین جو ریاء کے لیے یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے قرآن پڑھے، اگر چہ خود تو بدمزہ ہے کہ منافق ہے مگر اس کی تلاوت سے سننے والوں کو کچھ نہ کچھ راحت ضرور مل جاتی ہے، جیسے ریحانہ گھاس (نیاز بو) کہ ہے تو بدمزہ مگر اس کی خوشبو سے دماغ ضرور معطر ہوجا تا ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن کا اثر ظاہر و باطن میں ہوتا ہے کہ اس سے زبان، کان، دل، دماغ ایمان سب ہی تازہ ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن پاک کی تاثیریں مختلف ہیں جیسے پڑھنے والے کی زبان ویسے ہی تاثیر قرآن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انڈے پر" قل ھواللہ" پڑھ کر دم کر دیا تو سونا ہو گیا، اور فرمایا کہ کلام ربانی کے ساتھ زبان فرید ہونی چاہیے دیکھو یہاں مؤمن ومنافق کی تلاوتوں میں فرق فرمایا گیا پھر جیسا مؤمن ویسی ہی تلاوت کی تاثیر۔ تیسرے یہ کہ ہر تلاوت قرآن کرنے والے سے دھوکہ نہ کھاؤ ان میں کبھی منافق بھی ہوتے ہیں، قرآن کریم ریڈیو کی پیٹی ہے، تلاوت والے کے دل کی سوئی اگر شیطان کیطرف لگی ہوئی ہے تو اس کے سامنے تو قرآن ہوگا مگر اس کے منہ سے شیطان بولے گا اور اگر دل کی سوئی مدینہ پاک کی طرف ہے تو ان شاءاللہ زبان سے مدینہ کے فیضان نکلیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،ج3،حدیث 340:)

(۱۰۳) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بعض اقوام کو رفعتیں عطا فرماتا ہے، اور بعض اقوام کو پستی میں گرادیتا ہے۔ (مسلم)

(۱۰۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ مَالًا،

(۱۰۳)(مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1794' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 210)

(۱۰۴)(بخاری شریف' رقم الحدیث 73' 1343' 6722' مسلم شریف' رقم الحدیث 1791' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1936' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 4208' 4209' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3651' 4109' 4550' ابن حبان' رقم الحدیث 90' 125' 126' بیہقی' رقم الحدیث 7615' 7616' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 5078' 5186' 5227' طبرانی کبیر' 13162)

فَهُوَ يُنْفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"والْاٰنَاءُ": السَّاعَاتُ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کے علاوہ کسی شخص پر حسد (رشک) کرنا صحیح نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کا علم عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس پر عمل پیرا رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا رہتا ہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الاناي: کا مطلب ہے گھڑیاں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنے ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

(رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ) یعنی عالم دین ہو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے　　　یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاء اللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورۂ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں آئے گا۔

چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث:339)

(۱۰۵) وَعَنِ البراء بْنِ عازِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَّقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ، وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلشَّطَنُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَلْحَبْلُ۔

◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ایک بادل اس کے اوپر چھا گیا اور قریب سے قریب تر ہونے لگا اور گھوڑا اس بادل کے خوف سے اچھلنے کودنے لگا جب صبح ہوئی تو وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سکینہ (یعنی تسلی) ہے جو قرآن حکیم کی برکت سے نازل ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

الشطن: شین معجمہ پر زبر اور طاء مہملہ کے ساتھ رسی کو کہتے ہیں۔

(۱۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، لَا اَقُوْلُ: الٓمّٓ حَرْفٌ، وَلٰكِنْ: اَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيْمٌ حَرْفٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"۔

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے قرآن حکیم کے ایک حرف کی تلاوت کی اس کو ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے' لام ایک حرف ہے' اور میم ایک حرف ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۰۵) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1753' بخاری شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 5011' 4724' 4730' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2885' مسند امام احمد' رقم الحدیث 11783' 18614' 18660' ابن حبان' رقم الحدیث 779' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2034' 2035' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 561' 566)

(۱۰۶) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 2910)

شرح:

الف، لام، میم کو حرف فرمانا مجازاً ہے ورنہ یہ حرفوں کے نام یعنی اسمائے حروف ہیں اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ الف میں تین حرف ہیں، ا، ل، ف مگر اس کو ہم ایک حرف ہی مانتے ہیں کہ قرآنی تلاوت میں یہ ایک حرف ہو کر آتا ہے، اگرچہ اس کے اجزا تین ہیں بعض شارحین نے کہا کہ الم ترکیف میں الم کی تیس نیکیاں ہیں اور "الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ" میں الٓمّٓ کی نوے نیکیاں ہیں، کیونکہ اس میں حرف نو ہیں اسمائے حروف اگرچہ تین ہیں مگر یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ مکتوبی یعنی لکھے ہوئے حرف مراد ہیں نہ کہ مقروئی یعنی پڑھے ہوئے حرف اور مکتوبی حرف سورۂ فیل و بقرہ میں یکساں ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 362)

(۱۰۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۰۸) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور بلندی کی طرف چڑھ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا بے شک تیری منزل وہ ہے جہاں تو اس کی آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۰۷) (ترمذی شریف' کتاب ثواب القرآن' رقم الحدیث 2913)

(۱۰۸) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1464' ترمذی شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 2914)

حل لغات:

اِرْتَقِ: ارتقی، یرتقی، ارتقاءً بمعنی چڑھنا۔

رَتِّلْ: از، رتّل، یرتّل، ترتیلاً ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا عمدہ طریقے سے پڑھنا،۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قرآن والے سے مراد وہ مسلمان ہے جو ہمیشہ تلاوت کرتا ہو اور اس پر عامل ہو، وہ شخص نہیں جو قرآن پڑھتا ہو، اور قرآن اس پر لعنت کرتا ہو کہ یہ تلاوت تو عذاب الٰہی کا باعث ہے، بعض آریہ اور عیسائی بھی قرآن پاک پر اعتراضات کرنے کے لیے قرآن پاک پڑھتے بلکہ حفظ تک کر لیتے ہیں، پنڈت کالی چرن چودہ پاروں کا حافظ ہوا۔ (مرقات۔)

جنت کے درجات اوپر تلے ہیں جس قدر درجے کی بلندی، اسی قدر بہتر ان شاء اللہ اس دن تلاوت قرآن مؤمن کے لیے پروں کا کام دے گی، یا اس سے مراتب قرب الٰہی میں ترقی کرنا مراد ہے، یعنی تلاوت کرتا جا اور مجھ سے قریب تر ہوتا جا۔

(فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا) یعنی جہاں تیرا پڑھنا ختم، وہاں تیرا چڑھنا ختم، وہاں اسی قدر تلاوت کر سکے گا جس قدر تلاوت دنیا میں کرتا تھا اور جس طرح آہستہ یا جلدی یہاں تلاوت کرتا تھا اسی طرح وہاں کرے گا۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنت کے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ درجے ہیں کیونکہ قرآن کریم کی آیات اتنی ہی ہیں اور ہر آیت پر ایک درجہ ملتا ہے، اگر درجے اس سے کم ہوں، تو یہ حساب کیسے درست ہو اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان مرقات۔ دوسرے یہ کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی سوائے تلاوت قرآن کے، مگر یہ تلاوت لذت اور ترقی درجات کے لیے ہوگی، جیسے فرشتوں کی تسبیح۔ تیسرے یہ کہ دنیا میں تلاوت قرآن کریم کا عادی بعد موت ان شاء اللہ حافظ قرآن ہو جائے گا، ورنہ یہ شخص وہاں بغیر قرآن دیکھے سارا قرآن کیسے پڑھتا۔ چوتھے یہ کہ بغیر ترجمہ سمجھے بھی تلاوت بہت مفید ہے کہ یہاں تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ قرآن میں تفکر کرنا محض تلاوت سے افضل ہے، اسی لیے حضرت صدیق اکبر حفاظ صحابہ سے افضل ہوئے جنت میں ساری امت سے اونچے درجے میں وہ ہی ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 359:)

۳۸۔ بَابُ الْاَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِیرِ عَنْ تَعْرِیضِهٖ لِلنِّسْیَانِ

قرآن حکیم کی حفاظت کے حکم اور اسے بھلا دینے سے ڈرنے کا بیان

(۱۰۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس قرآن حکیم کی ہمیشہ تلاوت کرتے رہا کرو اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں (مجھ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' قرآن حافظے سے نکلنے کے معاملے میں اس سے بھی زیادہ سخت ہے جو اونٹ ڈھنگے سے نکل جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حافظ قرآن کی مثال اس اونٹ کے مالک جیسی ہے جس کا گھٹنا بندھا ہوا ہو اگر اس کا مالک اس کا خیال رکھے گا تو وہ اس کو روکے رکھے گا اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اَلْمُعَقَّلَةِ: اونٹ کی ٹانگ ران ملا کر باندھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اونٹ تو مضبوط رسی سے کھونٹے پر رہتا ہے اور قرآن شریف ہمیشہ دور کرنے اور تکرار کرتے رہنے سے ذہن میں

(۱۰۹) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1741' بخاری شریف' رقم الحدیث 4735' 4736' 7044' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1469' 1472' 1473' نسائی' رقم الحدیث 1017' 1018' دارمی' رقم الحدیث 1488' 491' 3490' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7657' 7819' 9804' ابن حبان' رقم الحدیث 120' 751' 752' بیہقی' رقم الحدیث 2256' 4485' 20829' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 5959' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 501)

(۱۱۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1736' بخاری شریف' 4743' نسائی شریف' رقم الحدیث 942' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 3783' موطا امام مالک' 474' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4665' 4845' 4845' ابن حبان' رقم الحدیث 764' 765' بیہقی' رقم الحدیث 3857)

ٹھہرتا ہے، پھر جیسے اونٹ اگر ٹھہر جائے تو بڑے فائدے پہنچاتا ہے، سواری، بار برداری، گوشت، دودھ، نسل، اون وغیرہ سب ہی دیتا ہے ایسے ہی قرآن اگر ذہن میں ٹھہر جائے تو ایمان، عرفان رضائے رحمان وغیرہ سب کچھ اسی سے میسر ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 414)

۳۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِیْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

خوش الحانی سے قرآن حکیم پڑھنے کے استحباب اور اچھی آواز والے شخص کو قرآن حکیم سنانے کے لئے کہنے اور اس کو سننے کا بیان

(۱۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا اَذِنَ اللهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
مَعْنٰی "اَذِنَ اللهُ": اَیْ اِسْتَمَعَ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَی الرِّضَاءِ وَالْقَبُوْلِ.

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس طرح نہیں سنتا جیسا کہ کسی خوش الحان نبی کو بلند آواز سے ترنم کے ساتھ قرآن حکیم پڑھتے ہوئے سنتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۱۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهٗ: "لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهٗ: "لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ".

◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزامیر (سُروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا: کاش کہ اگر تم مجھے دیکھتے کہ میں گزشتہ رات تمہیں قرآن حکیم پڑھتے سن رہا تھا۔

---

(۱۱۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1742، بخاری شریف، رقم الحدیث 5043)

(۱۱۲) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1749)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابوسَعِید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدنا اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے اصطبل میں قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے کہ ان کا گھوڑا چکر لگانے لگا۔ انہوں نے دوبارہ قرآن کی تلاوت شروع کی تو گھوڑا دوبارہ اُچھلنے لگا، تیسری مرتبہ بھی ایسے ہی ہوا۔ حضرتِ سیّدنا اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا (میرے بیٹے) یحیٰ کو نہ روند ڈالے، جب میں گھوڑے کو پکڑنے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک چھتری سایہ کناں ہے جس میں چراغ روشن ہے اور وہ چھتری فضا میں معلق ہے پھر وہ فضاء میں گم ہوگئی اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گزشتہ رات اپنے اصطبل میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ میرا گھوڑا مست ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابن حضیر! قرآن پڑھو۔ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا، اے ابن حضیر! پڑھو۔ تو میں پڑھنے لگا اور گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا، اے ابن حضیر پڑھتے رہو۔ پھر جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے سر پر ایک چھتری کو سایہ کناں دیکھا جس میں چراغ روشن تھے اور وہ فضاء میں معلق تھی پھر وہ فضاء میں بلند ہوتی گئی یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی، اسوقت (میرا بیٹا) یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے روند نہ ڈالے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ ملائکہ تھے جو تمہاری قراءت سننے آئے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح لوگ انہیں دیکھتے اور ان میں سے کوئی پوشیدہ نہ رہتا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، رقم ۷۹۶، ص ۳۹۹)

(۱۱۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ، فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱۱۳)(مسلم شریف، رقم الحدیث 942، بخاری شریف، رقم الحدیث 769)

زیادا چھی آواز والانہیں سنا۔ (متفق علیہ)

(۱۱۴) وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ.

مَعْنٰی "یَتَغَنّٰی": یُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ.

◀◀ حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قرآن حکیم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یتغنی: کا معنی ہے: اچھی آواز سے قرآن حکیم پڑھنا۔

(۱۱۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ"، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَقْرَأُ عَلَیْكَ، وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ؟! قَالَ: "اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ، حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ: {فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا} قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْهِ، فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھے قرآن حکیم پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو قرآن حکیم پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا ہے فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن حکیم سنوں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ نساء پڑھ کر سنائی حتیٰ کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: {فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا} "اور کیا حال ہوگا جب ہم لے کر آئیں گے ہر امت سے گواہ اور لے آئیں گے آپ کو ان پر گواہ" تو فرمایا: بس اب کافی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حَسْبُکَ: الحسب، مصدر، بمعنی کافی ہونا،

(۱۱۴) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1471)

(۱۱۵) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1764' بخاری شریف' 4715' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3591' 4033' بیہقی' رقم الحدیث 17292' مسند ابویعلی رقم الحدیث 5098' 5193' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9712' 9713)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھنا، پڑھوانا، سننا، سنانا سب عبادت اور سنت رسول ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پڑھوانا نہ تو تعلیم کی لیے تھا نہ اصلاح کے لیے بلکہ صرف سننے کے لیے تھا۔

(میں آپ کو قرآن حکیم پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا ہے) یعنی حضور آپ کو تو حضرت جبریل قرآن سناتے ہیں تو میری کیا حقیقت ہے، یا قرآن کریم حکمت ہے حضور حکیم ہیں، جنہیں اللہ عزیز حکیم نے سکھایا، حکمت حکیم کے منہ سے سجتی ہے، میرا حضور کے سامنے پڑھنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔

(فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن حکیم سنوں) کیونکہ قرآن پڑھنا بھی عبادت ہے اور دوسرے سے پڑھوا کر سننا بھی، پہلی عبادت تو ہم کرتے رہتے ہیں، آج چاہتے ہیں کہ دوسری عبادت بھی ادا کریں، عرب شریف میں اب بھی دستور ہے کہ جہاں چند احباب جمع ہوتے ہیں تو وہاں ایک دوسرے سے قرآن شریف سنتے ہیں، یہ اس حدیث پر عمل ہے۔

{فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا} اے محبوب قیامت کے دن ان کفار کا کیا بنے گا جب کہ ان کے انبیاء ان کے خلاف گواہی دیں گے اور اے محبوب تم ان تمام انبیاء کی تائیدی گواہی دو گے کہ مولیٰ یہ سارے انبیاء سچے ہیں ان کی قوموں نے واقعی بہت سرکشی کی تھی اپنے نبیوں کی بات نہ مانی تھی، اس آیت کریمہ کی نفیس تفسیر ہماری کتاب" شان حبیب الرحمان" اور" تفسیر نعیمی" میں ملاحظہ کرو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی یا تو ہیبت الٰہی سے قیامت کے اس مقدمہ کے تصور سے یا اپنی امت پر رحمت کی وجہ سے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس آیت پر بعض لوگ بے ہوش ہو گئے اور بعض حضرات مر بھی گئے۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھ کر یا سن کر رونا سنت ہے بشرطیکہ بناوٹ سے نہ ہو۔ بیہقی شریف میں ہے کہ قرآن کریم غم و رنج لیے ہوئے آیا ہے، اس لیے تم اس کی تلاوت پر روؤ۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 420)

۴۰۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰى سُوَرٍ وَّآيَاتٍ مَّخْصُوْصَةٍ

مخصوص سورتوں اور آیات پر ابھارنے کا بیان

(۱۱۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟" فَاَخَذَ بِيَدِيْ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّكَ قُلْتَ: لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◄◄ حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تجھے قرآن حکیم کی عظیم ترین سورۃ کے متعلق تجھے نہ بتاؤں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ آپ مجھے قرآن حکیم کی عظیم ترین سورۃ بتائیں گے۔ فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (یعنی سورۃ فاتحہ) یہ بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں ہیں اور قرآن حکیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

ابوسعید ابن معلیٰ: آپ کا نام حارث ابن معلیٰ ہے، انصاری زرقی ہیں، چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

خلاصہ فرمان یہ ہے کہ سورہ فاتحہ بہت سی خوبیوں کی جامع سورۃ ہے اس میں حمد الٰہی، نعت پاک مصطفوی، وعدے وعیدیں، حشر ونشر کا ذکر، محبوب ومردود بندوں کا تذکرہ، رب تعالیٰ سے سوال کی تعلیم، دین برحق کی پہچان وغیرہ تمام مضامین ہیں دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کلاں، اس میں سات آیتیں ہیں جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں ان کا نزول دوبارہوا ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد یہ سورۃ سات حرفوں سے خالی ہے: ث، ج، خ، ز، ش، ظ، ف لہٰذا یہ سبع مثانی ہے یعنی سات مقرر آیتیں، نیز یہ سورت اس امت کی خصوصیات سے ہے کسی کو ہم سے پہلے نہ ملی، اس لیے رب تعالیٰ نے اس کی عطاء کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کہ ارشاد ہوا: "وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ" اگرچہ قرآن پاک میں یہ سورۃ بھی تھی مگر اس کا ذکر مستقل طور پر فرمایا لمعات، مرقات۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے اعلیٰ وافضل ہیں اس کی تحقیق پہلے کی جا چکی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 344:)

(۱۱۷) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيْ:

(۱۱۶) (بخاری شریف رقم الحدیث 5006)

{قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ}: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ". وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِاَصْحَابِهٖ: "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْاٰنِ فِيْ لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوْا: اَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: "{قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اَللهُ الصَّمَدُ}: ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھنے کے متعلق فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ سورت (اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بھی نہیں کرسکتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر یہ بات شاق گزری انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کون شخص اس کی استطاعت رکھتا ہے۔ فرمایا: قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اَللهُ الصَّمَدُ ایک تہائی قرآن ہے۔

(۱۱۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ: "قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کو قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا، وہ شخص اس سورت کو بار بار دہرا رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی اور وہ شخص اس (قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ) کے پڑھنے کو کم عمل سمجھتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

يَتَقَالُّهَا: از، تقال الشئی، بمعنی کم گننا،

لتعدل: از، عدلاً بمعنی برابری کرنا، انصاف کرنا۔

(۱۱۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1783، ترمذی، رقم الحدیث 2893، 2894، 2899، نسائی، رقم الحدیث 996، ابن ماجہ رقم الحدیث 3787، 3788، مؤطا امام مالک رقم الحدیث 487، دارمی رقم الحدیث 3428، 3432، 3433، مسند امام احمد، رقم الحدیث 6613، 9531، 11197، 11410، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2078، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1017، 6180، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 4024، 10245، 10484)

(۱۱۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5013)

تعارفِ روای:

حضرت رضی ابوسعید خدری اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، جوشخص دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ حضرتِ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! پھر تو ہم اسے کثرت سے پڑھا کریں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل بہت زیادہ عطا فرمانے والا اور پاک ہے۔ (مسند احمد، حدیث معاذ بن انس، رقم ۱۵۶۱۰ ج۵، ص ۳۰۸)

(۱۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ فِیْ: {قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ} "اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ کے متعلق فرمایا: بیشک یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

(۱۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَارَسُوْلَ اللهِ. اِنِّیْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: {قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ} قَالَ: "اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ". وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ تَعْلِیْقًا۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سورۃ (یعنی قُلْ هُوَ اللهُ اَحَد) سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کردیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۱۹) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 812)

(۱۲۰) (بخاری شریف' رقم الحدیث 774' ترمذی شریف' کتاب فضائل قرآن' رقم الحدیث 2901)

شرح:

اس عرض کرنے والے کا نام کلثوم یا کرزم ہے، پہلا قول زیادہ قوی ہے (مرقات)

سبحان اللہ! کیسا مختصر اور جامع جواب ہے یعنی تو اس سورت سے محبت کی بناء پر اللہ کا پیارا بن جائے گا اور اللہ کے پیارے کی جگہ جنت ہی تو ہے، بعض لوگ سورۂ اَلَم نَشرَح، وَالضُّحٰی اور سورۂ فتح واحزاب سے بڑی محبت کرتے ہیں اس لیے کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی سورتیں ہیں، ان کی یہ محبت بھی ان شاء اللہ جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 355:)

(۱۲۱) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ {قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} وَ {قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ}" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے ان آیات کو نہیں دیکھا جو آج رات نازل ہوئیں کہ ان جیسی آیات کبھی نہیں دیکھی گئیں وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورتوں کی آیات) ہیں۔ (مسلم)

(۱۲۲) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ، وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ، حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین (یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) کے نازل ہونے سے قبل جنوں سے اور انسانوں کی نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاوت کو معمول بنالیا اور ان کے علاوہ تعوذ کے باقی کلمات ترک کر دیے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۱۲۱)(مسلم شریف، فضائل القرآن، رقم الحدیث 814)

(۱۲۲)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 2058)

حل لغات:

اَخَذَبِهِمَا :از، اخذاً بمعنی لینا، پکڑنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی نظر سے بچنے کے لیے مختلف دعائیں پڑھتے تھے مثلاً اعوذ باللہ من الجان وغیرہ یا اعوذ باللہ من عین الانسان الحاسد۔

دیگر دعاؤں کی کثرت چھوڑ دی زیادہ تر سورۂ فلق و ناس ہی سے عمل فرمایا، یہ مطلب نہیں کہ بالکل چھوڑ دیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 401:)

(۱۲۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ، وَهِیَ: {تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ}".
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ". وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ: "تَشْفَعُ".

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن حکیم میں ایک سورۃ ہے جس کی تیس آیات ہیں اس سورت نے ایک شخص کی شفاعت کی حتیٰ کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، اور ابوداؤد کی ایک روایت میں (شفعت کے بجائے) ''تشفع'' ہے۔

حل لغات:

شَفَعَتْ: از، شفع، یشفع، شفاعةً بمعنی سفارش کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۲۳) (ابوداؤد شریف، کتاب شہر رمضان، رقم الحدیث 1400، ترمذی، فضائل القرآن، رقم الحدیث 2891)

شرح:

حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو شخص روزانہ رات میں تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھے گا اللہ عزوجل اسے عذابِ قبر سے محفوظ فرمادے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اسے مانِعہ (یعنی عذاب قبر سے بچانے والی) کہا کرتے تھے اور بیشک یہ قرآن کی ایک ایسی سورت ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے وہ بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبری للنسائی الجزء الثالث، رقم ۱۰۵۴۷، ج۶، ص۱۷۹)

(۱۲۴) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

قِیْلَ: کَفَتَاہُ الْمَکْرُوْہَ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ. وَقِیْلَ: کَفَتَاہُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔

◀ ◀ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کرے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

(متفق علیہ)

کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو آیات اس رات کے لئے ناپسندیدہ حالات کے پیش آنے سے اس کے لئے کافی ہوں گی اور اس کا مطلب یہ بھی بتایا گیا کہ دو آیات اس کے لئے رات کے قیام سے کفایت کریں گی۔

حلِ لغات:

تعارفِ روای:

ابو مسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ انہوں نے اپنے سر پر ایک آواز سنی تو اپنے سر کو اوپر اٹھایا اور کہا، یہ آسمان کا دروازہ ہے

(۱۲۴) (بخاری شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 5040' مسلم شریف' رقم الحدیث 807)

جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اترا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ پھر اس نے سلام کیا اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دونوروں کی خوشخبری لیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں، آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے، وہ سورۃ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم پر عطائیں کی جائیں گی۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرۃ، رقم ۸۰۶، ص ۴۰۳)

(۱۲۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ. اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(مسلم)

(۱۲۶) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا الْمُنْذِرِ، اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟" قُلْتُ: {اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ} فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ، وَقَالَ: "لِیَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے پاس قرآن حکیم کی جو آیات ہیں ان میں سے عظیم ترین آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

یَهْنِكَ: از، ھنا یھنیئُھنائ، بمعنی خوشگوار ہونا، مبارک ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 137 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۲۵) (مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1721)

(۱۲۶) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث (1782)

شرح:

پہلی بار نہ بتانے اور پھر بتادینے کی شارحین نے بہت وجوہ بیان کی ہیں فقیر کی نظر میں قوی وجہ یہ ہے کہ ان دو سوالوں کے درمیان کے وقفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل میں جواب بطور فیضان القاء فرمادیا پھر پوچھا تو آپ نے وہ ہی القاء کیا ہوا جواب عرض کردیا حضرات صوفیاء کبھی نظر سے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھ کر کبھی مرید کو سامنے بٹھا کر کبھی کوئی بات پوچھ کر فیض دیتے ہیں، ان طریقوں کی اصل یہ حدیث ہے (از لمعات واشعہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعب کو نظر بھر کر دیکھا جس سے ان کے سینہ میں علوم کے دریا بہ گئے۔

یہ فرمان ہمارے عرض کئے ہوئے مطلب کی تائید ہے یعنی اے ابی تمہیں یہ علم لدنی مبارک ہو کہ بغیر کتابیں پڑھے داتا کی دین اور راہبر کامل کی ایک نگاہ کرم سے تمہیں سب کچھ مل گیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 348:)

(١٢٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ، فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَیَّ عِیَالٌ، وَبِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ، فَخَلَّیْتُ عَنْهُ، فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً وَّعِیَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَقَالَ: اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَیَعُوْدُ" فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ، لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَصَدْتُهٗ، فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَیَّ عِیَالٌ لَّا اَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ، فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً وَّعِیَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَقَالَ: "اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَیَعُوْدُ" فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ، فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّكَ لَا تَعُوْدُ! فَقَالَ: دَعْنِیْ فَاِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ یَّنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰیَةَ الْكُرْسِیِّ، فَاِنَّهٗ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَا یَقْرَبُكَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ، فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ

(١٢٧) (بخاری شریف رقم الحدیث 2311)

اللهِ، زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ. قَالَ: "مَا هِيَ؟" قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ: {اَللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ} وَقَالَ لِي: لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطٰنٌ حَتّٰى تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟" قُلْتُ: لَا. قَالَ: "ذَاكَ شَيْطَانٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ رمضان (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور وہ غلے سے کچھ اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا: میں ضرورت مند آدمی ہوں مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے' اور میں بڑا ہی محتاج ہوں تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! آج رات تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے اپنی حاجت مندی اور اہل عیال کا شکوہ کیا تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تمہارے سامنے جھوٹ بولا ہے' اور وہ پھر آئے گا سو مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس میں اس کی تاک میں رہا پس وہ آیا اور غلہ اٹھانے لگا تو میں نے کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور عیالدار ہوں پھر نہیں آؤں گا پس میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کہا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے اپنی حاجت مندی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے' اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کی تاک میں رہا۔ وہ آیا اور غلہ اٹھانے لگا' تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا: (اب) میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری بار ہے تو کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا لیکن تو پھر آجاتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع پہنچائے گا۔ میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں۔ اس نے کہا: جب تو سونے کے لئے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مسلسل تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھادے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا' تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: اس نے مجھ سے کہا: جب تو بستر پر جائے تو اول سے

آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریعنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور اس نے مجھ سے کہا: اللہ کی طرف سے محافظ مسلسل تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے تجھ سے سچ کہا ہے حالانکہ وہ بڑا ہی جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون تھا جس سے تو تین دن تک باتیں کرتا رہا؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

حل لغات:

یحثو: از، حثواً، بمعنی ڈالنا، لینا۔

فرصدتہ: از، رصداً، بمعنی انتظار کرنا، گھات میں بیٹھنا۔

اویت: از، اواءً، بمعنی ٹھکانا لینا، پناہ لینا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ) اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان قرآن شریف سے بھی واقف ہے اور آیات قرآنیہ کے احکام و اسرار و اشارات سے بھی خبردار ہے، امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ شیطان ہر دین کے اچھے برے اعمال سے تفصیل وار واقف ہے اور ہر شخص کی نیت و ارادہ پر مطلع ہے، اس کے بغیر وہ خلق کو بہکا نہیں سکتا، جب اس بہکانے والے کے علم کا یہ حال ہے تو خلق کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہیے قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنَّہٗ یَرٰىكُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ" شیطان اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھتے یعنی وہ حاضر ناظر ہے کیوں، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو جس کے ذمہ خلق کی ہدایت ہے وہ بھی حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ شیطان کافر بھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ مؤمن کو چاہیے جہاں سے اسے علم ملے لے لے، ہاں بے دین کو استاد دین کا نہ بنائے یہاں حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو استاد نہ بنایا جیسے قابیل کو کوے نے طریقہ دفن سکھایا، مگر کوا ان کا استاد نہ تھا۔ خیال رہے کہ کافر و بے دین کی اچھی بات پر جلد اعتماد نہ کرے ممکن ہے وہ شہد میں زہر دے رہا ہو، یہاں جناب ابو ہریرہ نے شیطان کی جب مانی جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید و تصدیق فرمادی۔ چوتھے یہ کہ آیۃ الکرسی دفع شیطان کے لیے اکسیر ہے خود شیطان اس کی خبر دے گیا کہ میرے بھاگنے کا ذریعہ آیۃ الکرسی ہے بھگانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید فرمادی، اور بھاگنے والے مردود نے بھی اس کی خبر دے دی۔ پانچویں یہ کہ کافر کی سچی بات کی مسلمان تصدیق و تائید کر سکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، حدیث 349:)

(۱۲۸) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ" رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ کہف کی آخری دس آیات۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت کیا۔

حل لغات:

عُصِمَ: از، عصمۃ، بمعنی محفوظ رکھنا، بچانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ دجال سے مراد وہ ہی بڑا دجال ہے جو قرب قیامت نکلے گا اس کا فتنہ اتنا سخت ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا یعنی اگر اس کی تلاوت کرنے والے کے زمانے میں دجال ظاہر ہوا تو ان شاء اللہ اس کے فتنے سے یہ محفوظ رہے گا اور ہو سکتا ہے کہ دجال سے مراد تمام فتنہ گر بے دین لوگ مراد ہوں جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے ان آیات کی برکت سے یہ شخص ہر بے دین فتنہ گر کے شر سے بچا رہے گا۔ سورۂ کہف میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا ان کی آیات پڑھنے والے پر ان شاء اللہ وہی فیضان ہوتا ہے بعض روایات میں تین آیات ارشاد ہوئیں مگر دس میں تین بھی داخل ہیں لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 352)

(۱۲۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ

(۱۲۸) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1780، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 4323، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2886، دارمی، رقم الحدیث 3385، 3405، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21760، مسند امام احمد، رقم الحدیث 27556، 27580، ابن حبان، رقم الحدیث 785، 786، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2072، 3391، بیہقی، رقم الحدیث 5793، طبرانی کبیر 8672)

(۱۲۹) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1774، ابن حبان، رقم الحدیث 778، مستدرک حاکم، 2052، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 2488، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12255)

اَلْیَوْمَ وَلَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ. فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَهُمَا لَمْ یُؤْتَهُمَا نَبِیٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهَا اِلَّا اُعْطِیْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلنَّقِیْضُ": اَلصَّوْتُ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس دوران کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے' اور آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا اس سے ایک فرشتہ اترا تو (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے) فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے جو زمین پر اترا ہے' اور آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے سلام کیا اور کہا: آپ کو ان دونوں نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ ایک سورۃ فاتحہ ہے' اور دوسری سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے اس پر آپ کو وہ (نور) عطا ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

"اَلنَّقِیْضُ": آواز کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سمع کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں کیونکہ اگلی ضمیریں بھی انہیں کی طرف راجع ہیں نقیض نقض سے بنا بمعنی ٹوٹنا چونکہ لکڑی وغیرہ کے ٹوٹنے کے وقت سخت آواز پیدا ہوتی ہے، اس لیے اب ہر سخت آواز کو نقیض کہہ دیتے ہیں۔

خیال رہے کہ آسمان کے بے شمار دروازے ہیں، جن سے مختلف چیزیں آتی جاتی ہیں، بعض دروازوں سے رزق آتے ہیں، بعض سے عذاب بعض سے دعائیں وتوبہ جاتی ہیں، بعض سے خاص فرشتے اترتے ہیں، ایک دروازہ وہ بھی ہے جو صرف معراج کی رات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھولا گیا، آج کا یہ دروازہ اس فرشتے کے لیے کھولا گیا تھا اس سے پہلے نہ یہ فرشتہ کبھی زمین پر آیا تھا اور نہ یہ دروازہ کبھی کھلا تھا۔

(اور آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا) یعنی نہ کسی کام کے لیے یہ زمین پر آیا نہ کسی پیغمبر کو کوئی پیغام سنانے کے لیے یہ فرشتہ صرف آج ہی آیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں آیا ہے اس فرشتہ کا نزول حضو انور صلی اللہ علیہ وسلم کی

کرامت وعزت کے اظہار کے لیے ہے ورنہ یہ پیغام تو حضرت جبریل بھی عرض کر سکتے تھے۔

چونکہ یہ دونوں سورتیں (سورہ فاتحہ وبقرہ) دنیا میں سیدھے راستہ کی ہادی ہیں اور پل صراط پر روشنی جس کے ذریعہ ان کی تلاوت کرنے والا آسانی سے اسے طے کر لے گا۔ اس لیے انہیں نور فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود نور ہیں پھر آپ پر یہ نور اترے تو بفضلہ تعالیٰ نورٌ علےٰ نور ہوئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 350)

۴۱۔ بَابُ اسۡتِحۡبَابِ الۡاِجۡتِمَاعِ عَلَى الۡقِرَآءَةِ

تلاوت کے لئے جمع ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

(۱۳۰) وَعَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا اجۡتَمَعَ قَوۡمٌ فِیۡ بَيۡتٍ مِّنۡ بُيُوۡتِ اللّٰهِ يَتۡلُوۡنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُوۡنَهٗ بَيۡنَهُمۡ، اِلَّا نَزَلَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّكِيۡنَةُ وَغَشِيَتۡهُمُ الرَّحۡمَةُ، وَحَفَّتۡهُمُ الۡمَلَآئِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيۡمَنۡ عِنۡدَهٗ" رَوَاهُ مُسۡلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے وہاں وہ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے اور قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینہ (تسلی) نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) ان کا ذکر فرماتا ہے۔

(مسلم)

حل لغات:

يَتَدَارَسُوۡنَ: تدارس، باہم پڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ بیٹھنے سے مراد کھڑے ہونے کے مقابل ہے، لہٰذا اس جملہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ذکر اللہ

(۱۳۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6726، بخاری شریف، رقم الحدیث 2310، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 4893، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1425، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 225، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5646، ابن حبان، رقم الحدیث 533، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 8159، بیہقی، رقم الحدیث 11292، مسند ابویعلی، 2789، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 4801)

بیٹھ کر کرنا افضل ہے کہ اس میں سکون زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ذکر اللہ جماعت میں کرنا افضل ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے ممکن ہے کہ بیٹھنے سے مراد ہمیشہ ذکر اللہ کرنا ہو یعنی ہمیشہ کرنا افضل ہے۔

یہاں فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں ذکر الٰہی کے طبقے ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور رحمت سے مراد خاص رحمت الٰہی ہے جو ذاکرین کے لیے مخصوص ہے لہٰذا اس جملہ پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو انسان کو ہر وقت ہی گھیرے رہتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے والے فرشتے حافظین ہیں۔

سکینہ کی شرح" یہ ہے کہ یا تو اس سے مراد خاص ملائکہ ہیں یا دل کا نور یا دلی چین وسکون ہے اللہ کے ذکر سے دل کو چین نصیب ہوتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے:"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" اور فرماتا ہے:"هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ"۔

(اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) ان کا ذکر فرماتا ہے۔) یعنی اللہ تعالیٰ کے ملائکہ مقربین ہیں جو ہمیشہ اس کے پاس رہتے ہیں انتظام عالم کے لیے نہیں آتے اور ارواح انبیاء علیہم السلام واولیاء عظام میں لوگوں کا ذکر فخر سے عزت وعظمت سے کرتے ہیں۔(مرقاۃ) یہ حدیث اس آیت کی شرح ہے "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" پھر جس طرح بندہ رب کو یاد کرتا ہے اسی طرح رب بندے کو مثلاً بندہ کہتا ہے کہ مولیٰ میں گنہگار ہوں رب فرماتا ہے بندے مت گھبرا میں غفار ہوں وغیرہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 485)

۴۲۔ بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

وضو کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر: 1۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ} اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: {مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝} (المائدۃ:6)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:''اے ایمان والو! جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اپنے چہروں کو دھو لو''۔اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک:''اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی حرج کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اچھی طرح پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کردے تاکہ تم شکر گزار بنو۝''۔

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرض ہیں: چہرہ دھونا۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت

دونوں پاؤں دھونا۔

وضو کے چند احکام:

جتنا دھونے کا حکم ہے اس سے کچھ زیادہ دھو لینا مستحب ہے کہ جہاں تک اَعضائے وضو کو دھویا جائے گا قیامت کے دن وہاں تک اعضاء روشن ہوں گے۔ (بخاری کتاب الوضوء باب فضل الوضوء۔۔۔)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے جبکہ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب تک وضو ٹوٹ نہ جاتا اسی وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں ادا فرماتے، ایک وضو سے زیادہ نمازیں ادا کرنے کا عمل تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ (بخاری کتاب الوضوء، باب الوضوء بغیر حدث)

اگر چہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرائض و نوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت و ثواب کا ذریعہ ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا (اور جب تک بے وضو کرنے والی کوئی چیز واقع نہ ہو ایک ہی وضو سے فرائض و نوافل سب کا ادا کرنا جائز ہو گیا۔)

(مدارک تحت آیت مذکورہ)

یاد رہے کہ جہاں دھونے کا حکم ہے وہاں دھونا ہی ضروری ہے وہاں مسح نہیں کر سکتے جیسے پاؤں کو دھونا ہی ضروری ہے مسح کرنے کی اجازت نہیں، ہاں اگر موزے پہنے ہوں تو اس کی شرائط پائے جانے کی صورت میں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں کہ یہ احادیثِ مشہورہ سے ثابت ہے۔

جنابت کے اسباب اور ان کا شرعی حکم:

جنابت کے کئی اسباب ہیں: (۱) جاگتے میں شہوت کے ساتھ اچھل کر منی کا خارج ہونا۔ (۲) سوتے میں احتلام ہو جانا۔ (۳) ہم بستری کرنا اگر چہ منی خارج نہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ غسل کئے بغیر نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن کرنا، قرآنِ پاک کو چھونا اور مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ جو کام جنابت کی حالت میں منع ہیں حَیض و نِفاس کی حالت میں بھی منع ہوں گے لیکن جب تک عورت حائضہ یا نفاس کی حالت میں ہے غسل کرنے سے پاک نہ ہو گی جبکہ جُنُبی غسل کرنے سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا بھی منع ہے جبکہ جنابت کی حالت میں صحبت کرنا منع نہیں۔ (احکام القرآن، سورۃ مائدہ، باب غسل من الجنابۃ)

حیض و نفاس سے بھی غسل لازم ہو جاتا ہے۔

(۱۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ"

مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک قیامت کے دن میری امت کو لایا جائے گا اور ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں (آثارِ وضو کی وجہ سے) چمک رہے ہوں گے۔پس تم میں سے جو شخص اپنی (پیشانی کی) چمک کو طویل کرسکتا ہے وہ ایسا کرے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

غُرًّا : چمک والا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

المحجل (پنج کلیان) وہ سرخ یا سیاہ گھوڑا ہے جس کے چاروں ہاتھ، پاؤں اور پیشانی سفید ہوں یہ بہت قیمتی خوب صورت اور طاقتور ہوتا ہے۔امت سے مراد سارے نمازی مسلمان ہیں کہ قیامت میں انکا چہرہ اور ہاتھ، پاؤں آثارِ وضوء سے چمکتے ہوں گے۔خیال رہے کہ اگرچہ پچھلی امتوں نے بھی وضوء کیا مگر یہ نور صرف امت محمدی پر ہوگا، نیز جو صحابہ نماز کی فرضیت سے پہلے وفات پاگئے، یا اب مسلمانوں کے چھوٹے بچے، یا اسلام قبول کرتے ہی فوت ہوجانے والے لوگ جنہیں نماز اور وضو کا وقت ہی نہ ملا ان پر بھی ان شاءاللہ یہ آثارِ وضوء ہوں گے کیونکہ وہ نمازیوں کے گروہ سے تو ہیں۔ہاں بے نمازی، فساق جنھوں نے بلاوجہ نماز نہ پڑھنے کی عادت ڈال لی وہ سزاءً اس سے محروم ہوں گے۔خیال رہے کہ حضور کا اپنی امت کو پہچاننا اس نور پر موقوف نہ ہوگا کیونکہ آپ نیک کار نورانیوں کو بھی پہچانیں گے اور گنہگار ظلمانیوں کو بھی۔

(فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ) غالبًا یہ آخری جملہ سیّدنا ابوہریرہ کا ہے۔مطلب یہ ہے کہ اعضائے وضوء حد مفروض سے زیادہ دھوئے تاکہ روشنی اور چمک لمبی ہو اور ممکن ہے کہ سرکار کا فرمان ہو۔مطلب یہ ہے اعضائے وضوء حد سے کم نہ دھوؤ، زیادہ کچھ دھل جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔خیال رہے کہ غرّہ چہرے کی سفیدی کو کہتے

(١٣١)(مسلم شریف' رقم الحدیث 487' بخاری شریف' رقم الحدیث 140' 184' 194' ابوداؤد' رقم الحدیث 137' 100' 129' ترمذی' رقم الحدیث 47' 145' 37' نسائی' رقم الحدیث 84' 99' 101' ابن ماجہ' رقم الحدیث 404' 471' 1675' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 71' دارمی' رقم الحدیث 701' 708' 709' مسند امام احمد' رقم الحدیث 472' 487' 1197' ابن حبان' رقم الحدیث 1049' 1058' 1078' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 148' 156' 151' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 521' 527' 600' بیہقی' رقم الحدیث 218' 246' 256' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2486' 633' 2670' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 1285' 10759' 11091' دارقطنی' رقم الحدیث 10' 12' 1)

ہیں اور تحجیل ہاتھ پاؤں کی سفیدی کو۔ چونکہ اکثر لوگ چہرہ دھونے میں بے احتیاطی کرتے ہیں کہ کنپٹی وغیرہ خشک رہ جاتی ہے لہٰذا اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 278)

(۱۳۲) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہمیں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: زیورات (جنت میں) مومن کے جسم کے ان حصوں تک پہنچیں گے جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔ (مسلم)

(۱۳۳) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے گناہ اس کے جسم سے خارج ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔ (مسلم)

(۱۳۴) وَعَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: "مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے اب وضو کیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چلنا اس کے لیے زائد عبادت ہو جائے گی'۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۳۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 494' نسائی شریف' رقم الحدیث 149' مسند امام احمد' رقم الحدیث 8827' بیہقی' رقم الحدیث 260' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6202)

(۱۳۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 486' نسائی شریف' رقم الحدیث 147' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19087' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7563' 11091)

(۱۳۴) (مسلم شریف' رقم الحدیث 452)

شرح:

• سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص رحمت ہے کہ صرف وضو کرنے سے ہی گناہوں کو معاف کیا جا رہا ہے وضو میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ مٹی ڈھل جاتی ہے جسم صاف ہو جاتا ہے طبیعت پر سکون ہو جاتی ہے لیکن ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اس پر بانیت ثواب، ثواب بھی دیتا ہے اور گناہ بھی معاف فرماتا ہے۔ سبحان اللہ۔

(١٣٥) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان یا فرمایا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے وہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے سارے گناہ پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں جن کا ارتکاب اس نے ہاتھوں کے ساتھ کیا پس جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو سارے گناہ پانی کے ساتھ یا صرف پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں جن کی طرف وہ پاؤں کے ساتھ چل کر گیا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

نَقِیًّا: بمعنی صاف ستھرا،

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(١٣٥) (مسلم شریف، رقم الحدیث 485، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2، نسائی شریف، رقم الحدیث 103، ابن ماجہ، رقم الحدیث 23، موطا امام مالک، رقم الحدیث 61، دارمی، رقم الحدیث 718، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8007، ابن حبان، رقم الحدیث 1040، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 4، بیہقی رقم الحدیث 386، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 7560، 7567)

شرح:

اگرچہ انسان کان، ناک، منہ سب سے گناہ کرتا ہے مگر زیادہ گناہ آنکھ سے ہوتے ہیں۔ جیسے اجنبی عورت یا غیر کا مال ناجائز نگاہ سے دیکھنا اسی لئے صرف آنکھ کا ذکر فرمایا ورنہ ان شاء اللہ چہرے کے ہر عضو کے گناہ منہ دھوتے ہی معاف ہوجاتے ہیں۔

چلنے سے مراد ناجائز مقام پر جانا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صرف ان اعضاء کے گناہوں کی ہی معافی مراد نہیں بلکہ سارے گناہ مراد ہیں حتی کہ دل و دماغ کے بھی گناہ، ان اعضاء کا ذکر اس لیئے ہے کہ زیادہ گناہ انہیں سے صادر ہوتے ہیں، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث حضرت عثمان کے خلاف نہیں اور ہوسکتا ہے کہ پہلی حدیث میں وضو کامل کا ذکر تھا جس سے سارے سنن و مستحبات ادا کیئے جائیں وہ تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے اور یہاں وہ وضو مراد ہے جو اتنا کامل نہ ہو اس سے صرف ان اعضاء کے گناہ ہی معاف ہوں گے، لہٰذا دونوں حدیثیں درست ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، حدیث 273:)

(۱۳۶) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا" قَالُوْا: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ: "اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ" قَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے تو فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ" "تم پر سلام ہو اے ان گھروں کی مکین جماعت مومنین! ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی نہیں فرمایا: تم میرے صحابی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے صحابہ کرام رضی اللہ

(۱۳۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 492، ابوداؤد، رقم الحدیث 3237، نسائی، رقم الحدیث 150، 2038، 2039، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1546، 4306، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 58، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7980، 8865، 9281، ابن حبان، رقم الحدیث 1046، 3171، 3172، ابن خزیمہ رقم الحدیث 6، بیہقی، رقم الحدیث 392، 7001، 7002، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 4593، 4619، 4620، طبرانی کبیر، 1236، 12613، 1059)

تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو ابھی نہیں آئے آپ ان کو کیسے پہچان لیں گے؟ فرمایا: یہ بتاؤ کہ ایک آدمی کا گھوڑا ہو اس کی پیشانی بھی سفید ہو اور اس کے پاؤں بھی سفید ہوں اور وہ گھوڑا سیاہ گھوڑوں کے درمیان ہو تو کیا اس گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور پہچان لے گا۔ فرمایا: وہ (یعنی میرے) (امتی) آئیں گے اور وضو کی وجہ سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے اور میں ان کا حوض پر پیش رو ہوں گا۔ (مسلم)

حل لغات:

مُحَجَّلِیْنَ: از، حجّل، یحجّل، ٹانگوں میں سفیدی والا ہونا، وہ گھوڑا جس کے پانچ اعضاء یعنی چار ٹانگیں اور سر سفید ہو اس کو بھی مُحَجَّل کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! جو ابھی نہیں آئے آپ ان کو کیسے پہچان لیں گے؟) صحابہ کا یہ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی بنا پر نہیں، ذریعۂ علم کے متعلق ہے، یعنی جن مسلمانوں کو دنیا میں آپ نے زندگی شریف میں ظاہری نگاہ سے نہیں دیکھا انہیں کل قیامت میں کیسے پہچانیں گے اور کیسے شفاعت کریں گے، محض نور نبوت یا وحی سے کچھ ان میں علامتیں بھی ہوں گی جن سے ہم بھی پہچان سکیں ورنہ صحابہ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ حضور کو اپنی ساری امت کے کھلے چھپے ایک ایک عمل کی خبر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تھا کہ کیا آپ کی امت میں کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں؟ فرمایا ہاں عمر کی، یہ سوال وجواب علیم وخبیر سے ہی ہو سکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 286:)

(۱۳۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ؛ فَذٰلِكُمْ

(۱۳۷)(مسلم شریف، رقم الحدیث 495، ترمذی، رقم الحدیث 51، نسائی، رقم الحدیث 143، ابن ماجہ، رقم الحدیث 427، 428، 776، موطا امام مالک، رقم الحدیث 384، داری، رقم الحدیث 698، مسند امام احمد، رقم الحدیث 6599، 7208، 7715، ابن حبان، رقم الحدیث 402، 1038، 1039، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 5، 177، 357، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 456، 689، بیہقی، رقم الحدیث 391، 2098، 4749، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 488، 1355، 6503، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 321، 593، 594)

الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے' اور درجات بلند فرما دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: جب وضو کرنا تکلیف دہ ہو' اس وقت کامل وضو کرنا' مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا' سو یہی رباط ہے' یہی رباط ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرِّبَاطُ: اپنے آپ کو اطاعت کے لیے وقف کر دینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خطاؤں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں نہ کبیرہ نہ حقوق العباد۔ محو سے مراد ہے بخش دینا یا نامۂ اعمال سے ایسا مٹا دینا کہ اس کا نشان باقی نہ رہے۔ درجوں سے مراد جنت کے درجے ہیں یا دنیا میں ایمان کے درجے۔

(کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے' اور درجات بلند فرما دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سوال و جواب اس لیئے ہے کہ تاکہ اگلا فرمان غور سے سنا جائے ورنہ حضور کی تبلیغ ان کی عرض پر موقوف نہیں۔

(کامل وضو کرنا') پورے کرنے سے اعضائے وضو کامل دھونا، اور تین بار دھونا، اور وضو کی سنتوں کا پورا کرنا ہے۔ مشقت سے مراد سردی، یا بیماری، یا پانی کی گرانی کا زمانہ ہے، یعنی جب وضو مکمل کرنا بھاری ہو تب مکمل کرنا۔

(مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا) یا اسی لئے کہ گھر مسجد سے دور ہو یا قدم قریب قریب ڈالے۔ مطلب یہ کہ ہر وقت نماز مسجد میں پڑھنا، نماز کے علاوہ وعظ وغیرہ کے لئے بھی مسجد میں حاضری دینا موجب ثواب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ قریب کی مسجد چھوڑ کر دور جا کر نماز پڑھے۔

(ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا') یعنی ایک وقت کی پڑھ کر دوسری نماز کا منتظر رہنا، خواہ مسجد میں بیٹھ کر، یا اس طرح کہ جسم گھر میں، یا دکان میں ہو اور کان اذان کی طرف اور دل مسجد میں لگا ہو۔

رباط کے لغوی معنی ہیں گھوڑا پالنا۔ اصطلاح میں جہاد کی تیاری یا سرحدِ اسلام پر رہ کر کفار کے مقابلے میں ڈٹا رہنا رُبَاط ہے۔ رباط بڑی عبادت ہے، رب فرماتا ہے: "وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا" حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کے مقابل

مورچے سنبھالنا ظاہری رباطہے اور مذکورہ بالا اعمال باطنی رباط یعنی نفس شیطان کے مقابل حدود ایمان کی حفاظت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 271:)

(۱۳۸) وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ فِيْ بَابِ الصَّبْرِ۔ وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِيْ اٰخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ عَظِيْمٌ، مُشْتَمِلٌ عَلٰى جُمَلٍ مِّنَ الْخَيْرَاتِ۔

◀ ◀ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طہارت نصف ایمان ہے۔ (مسلم)

یہ حدیث ''باب الصبر'' میں مکمل گزر چکی ہے' اور اس بات سے متعلق حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ''باب الرجاء'' کے آخر میں گزر چکی ہے' اور یہ وہ عظیم حدیث ہے جو بھلائی کے کئی جملوں پر مشتمل ہے۔

تعارفِ روای:

ابو مالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ کرام۔)

شرح:

اس کی شرح بھی مذکورہ بالا حوالہ جات میں حدیث کے ساتھ گزر چکی ہے۔

(۱۳۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ - اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ: اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"۔

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی

---

(۱۳۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 442' ترمذی' رقم الحدیث 3517' 3518' 3519' نسائی' رقم الحدیث 2437' ابن ماجہ' رقم الحدیث 280' دارمی' رقم الحدیث 653' 654' مسند امام احمد' رقم 18313' 22953' 22959' ابن حبان' رقم الحدیث 844' بیہقی' رقم الحدیث 185' 186' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 3423)

(۱۳۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 234' ترمذی شریف' رقم الحدیث 55)

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور عمدہ وضو کرے اور پھر کہے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو۔ (مسلم)

اور امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ'' ''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور اچھی طرح پاک وصاف ہونے والوں میں سے بنادے''۔

حل لغات:

يُسْبِغُ: بمعنی کامل ومکمل کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مبالغہ سے مراد ہے کہ اس کی خوبیوں کو انتہاء پر پہنچادے، پورا کرنے سے مراد ہے کہ پورے اعضاء دھوئے، بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔ مِنْکُم فرما کر اشارہ فرمایا کہ سارے نیک اعمال مسلمانوں کو مفید ہیں، گمراہوں، بے دینوں کو نہیں، دوائیں زندہ کو فائدہ پہنچاتی ہیں نہ کہ مُردوں کو۔

(اور پھر کہے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) یعنی ہر وضو کے بعد دوسرا کلمہ پڑھ لیا کرے، بعض روایات میں ہے کہ "اِنَّا اَنْزَلْنَا" پڑھے، بعض میں ہے کہ یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ"۔ بہتر یہ ہے کہ یہ سب کچھ پڑھ لیا کرے تو ان شاءاللہ ان کی برکت سے جسمانی طہارت کے ساتھ روحانی صفائی بھی نصیب ہوگی، مرقاۃ نے فرمایا کہ بعد غسل بھی یہ دعائیں اور استغفار پڑھنا مستحب ہے۔

(تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو) یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابوبکر صدیق کے غلاموں میں فرمائے گا کہ وہ ان سرکار کے ساتھ جنت میں جائے گا اور جیسے انہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا کہ ادھر سے آؤ ایسے ہی ان کے صدقے میں اسے بھی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آٹھوں دروازے کھلنا حضرت صدیق اکبر کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ ان کے فضائل میں آئے گا کیونکہ ان کا یہ داخلہ ان کے صدقے سے ہے۔ خیال رہے کہ اگرچہ ہر جنتی داخل ایک ہی دروازہ سے ہوگا مگر ہر دروازہ سے پکارا جانا اس کی عزت افزائی کے لئے ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، حدیث 277)

۴۳۔بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ

اذان کی فضیلت کا بیان

اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع عام ہے۔رب فرماتا ہے:"وَاَذٰنٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ" اورفرماتا ہے:"فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ"۔شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔سب سے پہلی اذان ہے جبریل امین نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی،مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد ا؁ھ میں شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے رہا ہے۔(درمختار)خیال رہے کہ اذان نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا کسی نماز کے لیے سنت نہیں۔نماز کے علاوہ ۹ جگہ اذان کہنا مستحب ہے:بچے کے کان میں،آگ لگتے وقت،جنگ میں،جنات کے غلبہ کے وقت،غمزدہ اور غصے والے کے کان میں،مسافر جب راستہ بھول جائے،مرگی والے کے پاس،میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔(درمختار،وشامی)مرقات میں ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ فرماتے ہیں ایک دن مجھے حضور نے غمگین پایا فرمایا علی!اپنے کان میں کسی سے اذان کہلوالو،اذانِ نماز اسلامی شعار میں سے ہے اگر کوئی قوم اذان چھوڑ دے تو ان پر جہاد کیا جا سکتا ہے۔خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک اذان وتکبیر یکساں ہیں،تکبیر میں صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" زیادہ ہے۔)مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ،،باب الاذان،الفصل الاول۔ج1،ص60)

اذان دینے کے فضائل بیشمار ہیں۔حق یہ ہے کہ اذان سے امامت افضل ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اذان نہ دی،جن روایات میں حضور کے اذان دینے کا ذکر ہے وہاں حکم اذان مراد ہے۔اذان کا جواب عملی بھی ہے اور قولی بھی،عملی جواب تو مسجد میں حاضر ہوجانا ہے،قولی جواب کلمات اذان کا دہرانا ہے۔صحیح یہ ہے کہ پہلی اذان سننے پر دنیاوی باتوں سے خاموش ہوجانا اور جوابًا کلمات اذان ادا کرنا واجب ہے۔ہاں کھانے والا،استنجا کرنے والا،علم دین پڑھانے والا اس حکم سے علیحدہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ،،باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن،الفصل الاول،ج1،ص615(

(۱۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَیْهِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْهِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۴۰)(مسلم شریف،رقم الحدیث 884،بخاری شریف،رقم الحدیث 590،ابوداؤد،رقم الحدیث 679،ترمذی،رقم الحدیث 225،نسائی،رقم الحدیث 540،671،ابن ماجہ،رقم الحدیث998،موطا امام مالک،رقم الحدیث149،مسند امام احمد،رقم الحدیث 7225،7724،8009،ابن حبان،رقم الحدیث 1659،ابن خزیمہ،رقم الحدیث 391،بیہقی،رقم الحدیث 4973،21198،مسند ابویعلی،رقم الحدیث 6475)

"اَلْاِسْتِھَامُ": اَلاِقْتِرَاعُ وَ "التَّھْجِیْرُ": اَلتَّبْکِیْرُ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں (کھڑا ہونے میں) کتنا ثواب ہے تو پھر اگر انہیں (ان اعمال کے لئے) قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو قرعہ اندازی کریں' اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ جلدی نماز کے لئے جانے میں کتنا ثواب ہے تو وہ اس میں سبقت کرنے کی کوشش کریں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشا اور صبح کی نماز میں کتنا ثواب ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے آئیں خواہ انہیں (اپنے) ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

الاستہام: قرعہ اندازی کرنا۔

تہجیر: نماز کی طرف جلدی آنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو پھر اگر انہیں (ان اعمال کے لئے) قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو قرعہ اندازی کریں') یعنی ہر شخص چاہے کہ یہ دونوں کام میں کروں تو ان میں جھگڑا پیدا ہو جس کا فیصلہ قرعہ سے ہو۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں میں جھگڑنا بھی عبادت ہے اور قرعہ سے جھگڑا چکانا محبوب۔

(اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ جلدی نماز کے لئے جانے میں کتنا ثواب ہے تو وہ اس میں سبقت کرنے کی کوشش کریں) یعنی ظہر و جمعہ کی نماز اگر چہ دیر میں ہو مگر اس کے لئے جلدی پہنچنا کہ پہلی صفوں میں جگہ ملے بہت بہتر ہے، مدینہ پاک میں نماز ظہر کے لئے لوگ گیارہ بجے سے پہنچ جاتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن۔

(خواہ انہیں اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔) یعنی اگر پاؤں میں چلنے کی طاقت نہ ہوتی تو چوتڑوں کے بل پہنچتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معذور پر اگر چہ مسجد کی حاضری واجب نہیں لیکن اگر پہنچ جائے تو ثواب پائے گا۔ عشاء کو عتمہ فرمانا ممانعت سے پہلے ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، حدیث 590:)

(۱۴۱) وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(۱۴۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 387)

◀ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

(۱۴۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ: اَنَّ اَبَا سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ لَهٗ: "اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ - اَوْ بَادِیَتِكَ - فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ. فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ. فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلَا اِنْسٌ، وَلَا شَیْءٌ. اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوصعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بھیڑوں اور جنگلوں سے محبت ہے پس جب تم اپنی بھیڑوں (کے ریوڑ) یا جنگل میں ہو اور اذان کہو تو آواز کو بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو جن، انسان، یا کوئی اور شے سنے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا: میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

اَلْغَنَمَ: بمعنی بکریاں، اس کے لیے اس لفظ سے واحد نہیں آتا واحد کے لیے لفظ شاۃ بولا جاتا ہے لیکن جمع آتی ہے جیسے اغنام، غنوم اور اغانم وغیرہ۔

وَالْبَادِیَةَ: بمعنی جنگل۔

تعارف راوی:

عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ: آپ مازنی انصاری ہیں، ۱۳۹ ایک سو انتالیس میں وفات واقع ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

عرض کریں گے کہ مولے یہ مسلمان ہے، نمازی ہے، ہم نے اسے اذان دیتے دیکھا، اور کلمۂ شہادت پڑھتے سنا۔ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانات، جمادات کو سمجھ گویائی سننے کی طاقتیں بخشیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کا ثبوت قرآن کریم کی صریح آیات سے ہے۔ مرقاۃ میں اس جگہ ایک حدیث منقول ہے کہ روزانہ شام کے وقت پہاڑ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ پر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا بھی گزرا، جب

(۱۴۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 609)

ان میں سے کوئی کہتا ہے ہاں تو سب خوش ہوتے ہیں۔ چاہیئے کہ اذان بلند آواز سے دی جائے تا کہ گواہ زیادہ میسر ہوں غالبًا جن میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انسان سے عام انسان مراد ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، حدیث:617)

(۱۴۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ، اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ، فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ، حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ، حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ - حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"التَّثْوِيْبُ": الْاِقَامَةُ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے' اور ہوا خارج کرتا جاتا ہے تا کہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہ پڑے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس چلا آتا ہے' اور جب اقامت ہوتی ہے تو پیٹھ پھیر (کر بھاگ) جاتا ہے حتیٰ کہ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے' اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے کہتا ہے: فلاں بات یاد کرو' فلاں بات یاد کرو' جو بات پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ نمازی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

التثویب: اقامت کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خواہ اذان نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یا کسی اور مقصد کے لئے، جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ۔ لِلصَّلٰوۃ اس لیے فرمایا تا کہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے۔

یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثر سے ہے۔ بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان

(۱۴۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 608، مسلم شریف، فضل الاذان، رقم الحدیث 389)

موجود ہوتا ہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے، اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا، نیز میت کے دل کو سکون ہوگا، نئے گھر میں دل لگ جائے گا، نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے۔اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔گوز مارنے سے مراد اس کی انتہائی ذلت اور خوف ہے کہ ایسی حالت میں ڈرنے والا گوز مارتا ہوا ہی بھاگا کرتا ہے۔

تثویب سے مراد اقامت یعنی تکبیر ہے اس میں بھی اذان کی طرح اثر ہے۔

(:فلاں بات یاد کرو،فلاں بات یاد کرو) فلاں بات سے مراد نماز سے غیر متعلق خیالات ہیں، تجربہ ہے کہ نماز میں وہ باتیں یاد آتی ہیں جو نماز کے باہر یاد نہیں آتیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لئے، کتنی ہی کوشش کی جائے مگر ان وسوسوں سے کلی نجات نہیں ملتی۔ چاہیئے کہ وسوسوں کی پرواہ نہ کرے نماز پڑھتا رہے، مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑے۔

مسئلۂ فقہی یہ ہے کہ اگر پہلی بار یہ واقعہ پیش آئے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر آتا رہتا ہو تو کم رکعتوں کا لحاظ کرے، مثلاً اگر شبہ ہو گیا کہ چار پڑھیں یا تین تو تین مانے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل سے مفضول کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔دیکھو نماز، تلاوت قرآن اور رکوع اور سجود سے شیطان نہیں بھاگتا۔ بھاگتا ہے تو اذان سے حالانکہ اذان سے نماز افضل ہے، حضور فرماتے ہیں کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے حالانکہ ابوبکر صدیق افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، حدیث:616)

(۱۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ؛ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ؛ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر میرے اوپر درود پڑھو بے شک جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو حاصل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں اور جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرتا ہے اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی۔(مسلم)

(۱۴۴)(مسلم شریف،رقم الحدیث 384)

(۱۴۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ. فَقُوْلُوْا کَمَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ. وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ. اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ. وَالْفَضِیْلَةَ. وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ. حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سنے اور یہ کلمات کہے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ. وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ. اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ. وَالْفَضِیْلَةَ. وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" "اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ کے رب! اے اس قائم ہونے والی نماز کے رب! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے' قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی"۔ (بخاری)

حلِ لغات:

حَلَّتْ: از، حل یحل، حلاً، وحلالاً' بمعنی حلال ہونا، یہاں بمعنی واجب ہونے کے ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مقام کا نام "وسیلہ" ہے اور قیامت میں حضور کے مقام کا نام "مقام محمود" ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بنائے جائیں گے، سارے اولین وآخرین، کفار ومؤمنین، انبیاء ومرسلین، بلکہ خود رب العالمین حضور کی ایسی تعریفیں کریں گے جو آج ہمارے خیال ووہم سے وراء ہیں، وہ مقام نہ معلوم کیسا عظیم الشان ہے جس کا رب نے قرآن شریف میں اعلان فرمایا اور ہم لوگوں کو ہر اذان کے بعد اس کی دعا مانگنے

(۱۴۵) (بخاری شریف' رقم الحدیث 611 'مسلم شریف' رقم الحدیث 383)

(۱۴۶) (بخاری شریف' رقم الحدیث 614)

کا حکم دیا گیا، اسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شفاعت کبریٰ" فرمائیں گے اور یہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر "دروازۂ شفاعت" کھلے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 620:)

(۱۴۷) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اَنَّہٗ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ "جو شخص اذان سنے اور کہے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

ذَنْبُہٗ: ذنب، بمعنی گناہ، خطاء، لغزش،

تعارفِ راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ دعا اذان کے اول پڑھی جائے گی، جب مؤذن کی اذان کی آواز کان میں آئے کیونکہ درمیان میں یہ دعا پڑھنے سے جواب اذان میں خلل واقع ہوگا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 622)

(۱۴۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۱۴۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 386)

(۱۴۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 212، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 521)

۴۴۔بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ

نمازوں کی فضیلت کا بیان

صَلٰوۃ صَلیٰ سے بنا بمعنی گوشت بھوننا، آگ پر پکانا، رب فرماتا ہے: "سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ"۔نیز آگ سے لکڑی سیدھی کرنے کو تصلیہ کہا جاتا ہے، چونکہ نماز اپنے نمازی کے نفس کو مجاہدہ و مشقت کی آگ پر جلاتی ہے، نیز اسے سیدھا کرتی ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کہتے ہیں۔اب صلوٰۃ کے معنی دعا، رحمت، انزال، رحمت، استغفار، سرین ہلانا ہیں۔چونکہ یہ سب چیزیں نماز میں ہوتی ہیں اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔اسلام میں سب اعمال سے پہلے نماز فرض ہوئی، یعنی نبوت کے گیارہویں سال ہجرت سے دو سال کچھ ماہ پہلے، نیز ساری عبادتیں اللہ تعالیٰ نے فرش پر بھیجیں مگر نماز اپنے محبوب کو عرش پر بلا کر دی اس لئے کلمہ شہادت کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔جو نماز سیدھی کر کے پڑھے تو نماز اسے بھی سیدھا کر دیتی ہے۔نماز کے اسرار اور نکات ہماری کتاب "اسرار الاحکام" اور "تفسیر نعیمی" پارہ اول میں دیکھو۔نمازیں چار قسم کی ہیں: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، نفل۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول، ج1)

آیت نمبر: 1۔

قَالَ اللہُ تَعَالٰی: {اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ} (العنکبوت:45)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

تشریح:

فرمایا نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔اس پر کئی صاحبان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے کئی نمازیوں کو دیکھا ہے کہ ساری عمر نماز پڑھتے پڑھتے گزر گئی لیکن وہ جھوٹ بولتے ہیں، چور بازاری سے وہ باز نہیں آتے۔کم تولنے اور کم ماپنے سے انہیں احتراز نہیں تو ہم کیسے یہ تسلیم کرلیں کہ نماز کے متعلق قرآن کا یہ ارشاد مبنی برحقیقت ہے۔ان کی خدمت میں بصد ادب یہی گزارش کی جائے گی کہ آپ نے یہ اعتراض کرنے میں بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے اور قرآن کے کلمات میں غور کی زحمت گوارا نہیں کی۔قرآن کریم نے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

یعنی نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرو۔نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان بجالائے جائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تو سراپا عجز و نیاز بنا ہوا ہو۔احسان کی کیفیت تجھ پر طاری ہو۔یعنی تو محسوس کر رہا ہو کہ کانک تراہ گویا تو اپنے رب کریم کو دیکھ رہا ہے ورنہ کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ فانہ یراک: تیرا رب کریم

تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس ذوق وشوق اور خضوع وخشوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ یہی وہ نماز ہے جو گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی اور بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔ مومن کی ساری خوشیاں اور مسرتیں انہیں چند لمحوں میں سمٹ کر رہ جاتی ہیں جب وہ سراپا نیاز بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور دل وزبان سے اس کی تعریف وثنا کرتا ہے۔ وہ عذاب سے ڈر کر وہاں حاضری لگوانے کے لیے نہیں جاتا بلکہ اس کا قلب ناصبور اس کی روح بیتاب کشاں کشاں اسے کوئے محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔

وہ نماز جس کا آغاز بھی غفلت سے ہو اور جس کی انتہاء بھی غفلت سے ہو اور ان کے مابین بھی بیخبری کی حالت طاری رہی ہو اسے پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کہاں ہے اور کس کے آگے کھڑا ہے تو اس نے نماز پڑھی سہی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ نماز پڑھنا بھی اسے کبھی نہ کبھی اس کیف ومستی سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک نوجوان انصاری کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن کسی گناہ سے بھی باز نہیں آتا لا یدع شیئا من الفواحش والسرقۃ الا رکبہ۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ان الصلوٰۃ ستنھاہ۔ یہ نماز ہی نہ ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے کہ اس کی حالت یکسر بدل گئی۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی۔ یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا الم اقل لکم، کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا۔

اس لیے وہ صاحبان جو چند نماز پڑھنے والوں کو) نماز قائم کرنے والوں کو نہیں) بعض گناہوں میں مبتلا دیکھ کر نماز سے بیزار اور اس کی برکات کا انکار کر دیتے ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ ان گنہگاروں کے اصلاح پا جانے کا تو امکان ہے کیونکہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ ان لوگوں کی راہ ہے جو صالح اور پارسا تھے، ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ ان ست نہاد رہروؤں پر نظر رحمت فرما دے اور انہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی لذت سے آشنا کر دے کیونکہ: ع

مے شود از جبر پیدا اختیار

لیکن آپ لوگ تو اس راستہ سے ہی دور بھاگ رہے ہیں آپ نے بھی کبھی اپنے انجام پر غور کیا۔

بہر حال حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان غافل نمازیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے خوب جھنجھوڑا ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔

"من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم تزدہ من اللہ الا بعدا ولم یزدد بھا من اللہ الا مقتا"

جس آدمی کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی۔ وہ نماز اسے خدا سے دور کر دے گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا نہیں بلکہ ناراضگی کا باعث ہوگی۔

نیز آیت میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ نماز فحشاء اور منکر امور سے روکتی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ لیکن ان امور سے رکنا یا نہ رکنا ہمارا کام ہے۔ نماز تو ہمارے قلب و روح کی تربیت کا زریں موقع فراہم کرتی ہے۔ دنیا کے جھمیلوں سے نکال کر احکم الحاکمین کی بارگاہ میں لے جا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ اب بھی اگر کوئی طبیعت متاثر نہیں ہوتی اور اسے یہ خیال نہیں آتا کہ ظہر کے وقت تو مجھے اپنے رب کے حضور میں جا کر کھڑا ہونا ہے اگر میں نے اپنا دامن اس کی نافرمانی سے داغدار کر لیا تو میں کس منہ سے اس کے حضور میں حاضر ہوں گا۔ اس طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دربار الٰہی میں حاضری سے دل میں اطاعت و انقیاد کا جذبہ یقیناً پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو گناہوں سے نفرت سی ہو جاتی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۱۴۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟" قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ، قَالَ: "فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے پاس سے ایک نہر بہتی ہو اور وہ شخص روزانہ پانچ مرتبہ اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا صحابہ نے عرض کی: اس پر تو کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

دَرَن: میل، میلا ہونا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں خطاؤں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں کہ وہ نماز سے معاف نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ کو نہر سے تشبیہ دی نہ کہ کنوئیں سے دو وجہ سے: ایک یہ کہ کنوئیں میں اگر گھسا جائے تو اکثر اس کا پانی نہانے کے لائق نہیں رہتا کیونکہ وہ پانی جاری نہیں، نہر کا پانی جاری ہے ہر ایک کو ہر طرح پاک کر دیتا ہے، یوں ہی نماز ہر طرح پاک کر دیتی ہے کیسا ہی گندا ہو۔ دوسرے یہ کہ کنوئیں کا پانی تکلف سے حاصل ہوتا ہے، رسی ڈول کی ضرورت پڑتی ہے کمزور آدمی پانی کھینچ نہیں سکتا مگر نہر کا پانی بے تکلف حاصل

(۱۴۹): بخاری شریف' کتاب مواقیت الصلاۃ' رقم الحدیث 528

ہوتا ہے، ایسے ہی نماز بے تکلف ادا ہوجاتی ہے جس میں کچھ نہیں کرنا پڑتا اور جب دروازے پر نہر ہو تو غسل کے لئے دور جانا بھی نہیں پڑتا۔ خیال رہے کہ گناہ دل کا میل ہے اور نماز میلِ دل کے لیے پانی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 530:)

(۱۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْغَمْرُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَلْكَثِيْرُ۔

◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایک جاری نہر کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے"۔ (مسلم)

الغمر: غین معجمہ کے فتحہ کے ساتھ بہت زیادہ کو کہتے ہیں۔

(۱۵۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: {اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ} (ھود: 114) فَقَالَ الرَّجُلُ اِلَيَّ هٰذَا؟ قَالَ: "لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لیا، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصے میں بے شک نیکیاں بدیوں کو ختم کر دیتی ہیں''۔ تو اس آدمی نے عرض کیا: کیا یہ میرے لئے ہے؟ فرمایا: میری ساری امت کے لئے ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قُبْلَةً: بوسہ۔

---

(۱۵۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 668)

(۱۵۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6871، بخاری شریف، رقم الحدیث 503، ابوداؤد، رقم الحدیث 4468، ترمذی، رقم الحدیث 3114، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1398، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3653، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 312، بیہقی، رقم الحدیث 16861، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 5240، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 10482)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مرد کا نام ابوالیسر ہے، کھجوروں کی دکان کرتے تھے، ایک عورت خریدنے کے لئے آئی، ان کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا، بولے اچھی کھجوریں گھر میں ہیں، اس بہانے سے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا، وہ بولی اللہ کے بندے خدا سے ڈر، یہ سخت نادم ہوئے اس لئے ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے تنہائی بڑی خطرناک ہے۔ (اشعۃ مرقاۃ)

صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ" الایہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانۂ رحمت ہیں۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہٰذا یہ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ"۔

{اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ} (ہود: 114) یعنی یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہو کر توبہ کرے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں مِنْ اُمَّتِی فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 531)

(۱۵۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں

(۱۵۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 233)

کا ارتکاب نہ کیا جائے۔(مسلم)

(۱۵۳) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ اِمْرِئٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا؛ وَخُشُوْعَهَا، وَرُكُوْعَهَا، اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس مسلمان پر بھی فرض نماز کا وقت آ جاتا ہے اور وہ عمدگی سے وضو کرتا ہے اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ وہ کبیر گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے۔(مسلم)

حل لغات:

اَلدَّھْرَ: طویل زمانہ، لمبی مدت۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے، اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہو گئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر وشرک، زنا، چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ و ادائے حقوق معاف نہ ہوتے۔

خیال رہے کہ جو اعمال گنہگاروں کی معافی کا ذریعہ ہیں وہ نیک کاروں کی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں، چنانچہ معصومین اور محفوظین نماز کی برکت سے بلند درجے پاتے ہیں۔لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر چاہیئے کہ نیک لوگ نمازیں نہ پڑھیں کیونکہ نمازیں گناہوں کی معافی کے لئے ہیں وہ پہلے ہی سے بے گناہ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 529:)

---

(۱۵۳)(مسلم شریف، رقم الحدیث 228)

۴۵۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان

(۱۵۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَلْبَرْدَانِ": الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

◄◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے صبح اور عصر کی نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (متفق علیہ)

البردان: صبح اور عصر کو کہتے ہیں۔

(۱۵۵) وَعَنْ اَبِیْ زُهَیْرٍ عُمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا" یَعْنِیْ: اَلْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابوزہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے نمازیں ادا کیں یعنی فجر اور عصر کی نمازیں۔ (مسلم)

حل لغات:

لَنْ یَّلِجَ: ولج، یلج، ولجاً بمعنی داخل ہونا۔

تعارف روای:

عمارہ ابن رویبہ: آپ ثقفی ہیں، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ فجر و عصر کی پابندی کرنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہ جائے گا، اگر گیا تو عارضی طور پر، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ بعض لوگ قیامت میں نمازیں لے کر آئیں گے مگر

(۱۵۴) (بخاری شریف' کتاب مواقیت الصلاۃ' رقم الحدیث 574' مسلم شریف' رقم الحدیث 635)

(۱۵۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 634)

ان کی نمازیں اہل حق کو دلوادی جائیں گی۔ دوسرے یہ کہ فجر وعصر کی پابندی کرنے والوں کو ان شاء اللہ باقی نمازوں کی بھی توفیق ملے گی اور سارے گناہوں سے بچنے کی بھی کیونکہ یہی نمازیں زیادہ بھاری ہیں جب ان پر پابندی کرلی تو ان شاء اللہ بقیہ نمازوں پر بھی پابندی کرے گا، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ نجات کے لئے صرف یہ دو نمازیں ہی کافی ہیں باقی کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ ان دو نمازوں میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، نیز یہ دن کے کناروں کی نمازیں ہیں، نیز یہ دونوں نفس پر گراں ہیں کہ صبح سونے کا وقت ہے اور عصر کاروبار کے فروغ کا، لہٰذا ان کا درجہ زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 586:)

(۱۵۶) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ اٰدَمَ. لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اے ابن آدم! ہوشیار رہ اللہ تعالیٰ تجھ سے کچھ بھی اپنی حفاظت کے سلسلہ میں باز پرس نہ فرمائے۔ (مسلم)

(۱۵۷) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَاٰتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور صبح اور عصر کی نمازوں میں وہ جمع ہوتے ہیں پھر جن فرشتوں نے تمہارے اندر رات گزاری وہ اوپر جاتے ہیں تو اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خود سب کچھ جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

يَتَعَاقَبُوْنَ: بمعنی باری باری آنا، پے در پے آنا۔

(۱۵۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 657)

(۱۵۷) (بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم الحدیث 555)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں فرشتوں سے مراد یا تو اعمال لکھنے والے دو فرشتے ہیں یا انسان کی حفاظت کرنے والے ساٹھ فرشتے۔ ہر نابالغ کے ساتھ ساٹھ فرشتے رہتے ہیں اور بالغ کے ساتھ ۶۲، اسی لئے نماز کے سلام اور دیگر سلاموں میں ان کی نیت کی جاتی ہے، ان ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں دن میں اور رات میں مگر فجر وعصر میں پچھلے فرشتے جانے نہیں پاتے کہ اگلے ڈیوٹی والے آجاتے ہیں تا کہ ہماری ابتداء وانتہا کے گواہ زیادہ ہوں۔

كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: یہ سوال یا تو ان فرشتوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے یا نمازوں کی عظمت ان کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے کیونکہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے کہا تھا کہ اے رب تو فسادی اور خون ریزیاں کرنے والوں کو خلافت کیوں دے رہا ہے؟ معلوم ہوا کہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں اگر حضور نے کسی سے کوئی بات پوچھی تو اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔

تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ: اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ فرشتے نمازیوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں کہ آس پاس کی نیکیوں کا ذکر اور درمیان کے گناہوں سے خاموشی یا یہ مطلب ہے کہ اے مولا جن بندوں کی ابتداء اور انتہا ایسی اعلیٰ ہو ان کے درمیانی اعمال بھی اچھے ہوں گے، جس دکان کی بونی اچھی ہو اس میں ہمیشہ برکت ہی رہتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 588:)

(۱۵۸) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. فَقَالَ: "اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ. لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ. فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. فَافْعَلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ".

◀◀ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱۵۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1333، بخاری شریف، رقم الحدیث 529، 547، 773، ابوداؤد، رقم الحدیث 4729، 4730، ترمذی، رقم الحدیث 2551، ترمذی، رقم الحدیث 2554، ابن ماجہ، رقم الحدیث 177، 178، ابن ماجہ، 179، دارمی، رقم الحدیث 2801، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7914، 9046، 19213، ابن حبان، رقم الحدیث 4642، 6141، 1567، بیہقی، رقم الحدیث 1567، 2015، 19679، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1006، 6689، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 2224، 2225)

وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کامل والی رات کے چاند کو دیکھا تو فرمایا: ''بے شک تم اپنے رب کریم کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور رویت باری تعالیٰ میں تمہیں مشقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اگر تمہاری استطاعت میں ہو کہ تم طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازوں میں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کی رات کو چاند کی طرف دیکھا۔

حل لغات:

تُضَامُوْنَ: از، ضیم، بمعنی تکلیف ومشقت۔

تعارفِ روای:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 173 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: ''لَنْ تَرٰنِیْ'' کا معنی یہ ہے کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا یعنی ان آنکھوں سے سوال کر کے۔ بلکہ دیدارِ الٰہی بغیر سوال کے محض اس کی عطا وفضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر مجھے دُنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روزِ قیامت مؤمنین اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرتِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امرِ ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا، ''جَعَلَهٗ دَكًّا'' اس کو پاش پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی مجعول (بنی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہوا گر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امرِ ممکن ہے، محال نہیں اور جو چیز امرِ ممکن پر معلّق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی۔ لہٰذا دیدارِ الٰہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلّق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو اُن کا قول باطل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار محال بتاتے ہیں۔

(۱۵۹) وَعَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱۵۹) (بخاری شریف' کتاب مواقیت الصلاۃ' رقم الحدیث 553)

جس شخص نے عصر کی نماز ترک کی اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

۲۶۔ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

مساجد کی طرف چلنے کی فضیلت کا بیان

مسجد کے لغوی معنے ہیں سجدہ گا۔ مگر شریعت میں وہ جگہ مسجد ہے جو نماز کے لیے وقف ہو۔ وہ حدیث شریف جس میں ہے کہ ساری زمین میرے لیے مسجد ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر جگہ نماز جائز ہے۔ پچھلے دینوں میں سوائے عبادت خانوں کے اور کہیں نماز نہ ہوتی تھی۔ نماز کے مقامات سے مراد وہ جگہ ہیں جہاں نماز مکروہ یا غیر مکروہ ہے۔ خیال رہے کہ گھر میں بنائی ہوئی مسجد افضل ہے مگر وقف نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، الفصل الاول، ج 1، ص 650)

(۱۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو وہ جب بھی صبح و شام مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۶۱) وَعَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى اِلَى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِّنْ فَرَائِضِ اللهِ، كَانَتْ خُطْوَاتُهُ اِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً، وَالْاُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرے تو اس کے (مسجد کی طرف اٹھائے ہوئے) قدموں میں سے ہر ایک قدم پر اس کی ایک خطا معاف ہوگی اور دوسرے قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

خُطُوَاتُه: جمع، خطوۃ، بمعنی قدم کا نشان۔

---

(۱۶۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 662)

(۱۶۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 666)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل۔ بعض لوگ بیمار پرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔

یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔ نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الاول، ج 1، ص 662)

(۱۶۲) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِّتَرْكَبَهُ فِي الظَّلْمَآءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس کی نسبت مسجد سے زیادہ دور رہتا ہو اور اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی' اس سے کہا گیا: اگر تم ایک گدھا خرید لو جس پر سوار ہو کر تم تاریکی اور گرمی میں آ سکو تو تمہارے لیے بہتر ہو'اس شخص نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے پاس ہو'میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں مسجد کی طرف آ ؤں یا مسجد سے واپس اپنے گھر کی طرف لوٹوں تو میرا یہ چلنا لکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمام کچھ (ثواب) اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جمع فرما دیا ہے۔

حلِ لغات:

اَلظَّلْمَآءِ: تاریکی، اندھیری۔

الرَّمْضَاءِ: بمعنی گرمی کی شدت، اسی سے رمضان آتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:137 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۶۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 663)

شرح:

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد کی طرف جائے اسے کامل حج کرنے والے جیسا ثواب ملے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۷۳، ج۸، ص۹۴)

(۱۶۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ: "بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللهِ، قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ. فَقَالَ: "يَا بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" فَقَالُوْا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: مسجد کے اردگرد کچھ قطعات زمین خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں سو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں رہوتا کہ تمہارے (قدموں کے) نشانات لکھے جائیں گے۔ انہوں نے کہا: پس ہمیں یہ بات پسند نہیں آئی کہ ہم اپنے گھروں سے منتقل ہوں۔ (مسلم)

اور بخاری نے اس روایت کے مفہوم کو حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حل لغات:

اَلْبِقَاعُ: جمع بقعة، بمعنی قطعۂ زمین، زمین کا ٹکڑا۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بنوسلمہ انصار کا ایک قبیلہ ہے جن کے گھر مسجد نبوی شریف سے بہت دور تھے۔

ان لوگوں نے یہ کوشش نہ کی کہ اپنے محلے میں الگ مسجد بنالیں، بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے لئے اپنے گھر چھوڑ دینا اور محلہ خالی کر دینا گوارا کرلیا۔

(۱۶۳) (بخاری، شرح ..., رقم الحدیث 655)

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں رہو تا کہ تمہارے (قدموں کے) نشانات لکھے جائیں گے۔) تمہارے نامۂ اعمال میں ثواب کے لیے کیونکہ مسجد کی طرف ہر قدم عبادت ہے یا تمہاری اس مشقت کا تذکرہ حدیث کی کتب میں اور علماء کی تصانیف میں لکھا جائے گا، واعظین اس پر وعظ کریں گے، جو تمہارے واقعے سن کر دور سے مسجد میں آیا کریں گے، ان سب کا ثواب تمہیں ملا کرے گا۔ خیال رہے کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا متقی کے لئے باعث ثواب ہے کہ وہ دور سے جماعت کے لئے آئے گا مگر غافلوں کے لئے ثواب سے محرومی کہ وہ دوری کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھ لیا کریں گے، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ منحوس وہ گھر ہے جس میں اذان کی آواز نہ آئے یعنی غافلوں کے لیے دوری گھر نحوست ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 660:)

(۱۶۴) وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى، فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِّنَ الَّذِي يُصَلِّيهَا ثُمَّ يَنَامُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے نماز کا زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو ان میں سے زیادہ دور سے نماز کے لئے چل کر آتا ہے، اور پھر اسے جو اس کے بعد زیادہ دور سے آتا ہے، اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ امام کے ساتھ (باجماعت) نماز ادا کرتا ہے تو اس کو اس سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے جو (اکیلے) نماز پڑھے اور پھر سو جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جس کا گھر اپنی مسجد سے دور ہو، پھر وہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کرے اسے بقدر قدم ثواب ملے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ محلے کی مسجد چھوڑ کر خواہ مخواہ دور کی مسجد میں پہنچا کرے، ہاں اگر محلے کی مسجد کا امام بدعقیدہ ہے تو اور جگہ جاسکتا ہے۔

(نماز پڑھے اور پھر سو جائے۔) خواہ اکیلے نماز پڑھ کر، خواہ دوسرے امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ کر کیونکہ جماعت اول کا زیادہ ثواب ہے اور جماعت اول وہی ہے جو امام مسجد کے ساتھ پڑھی جائے، ہاں اگر وہ امام وقت مکروہ میں نماز پڑھتا ہو تو اکیلا ہی پڑھ لے، جیسا کہ گزشتہ احادیث میں گزر چکا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 659:)

() (بخاری شریف، رقم الحدیث 651)

(۱۶۵) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَشِّرُوا الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيمَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

◀ ▶ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف زیادہ چلنے والوں کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت سنا دو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(۱۶۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلوةِ بَعْدَ الصَّلوةِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ"

رَوَاهُ مُسلِم۔

◀ ▶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دے اور درجات کو بلند فرما دے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ چلنا' اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی تمہارے لیے پہریداری ہے' یہی تمہارے لیے پہریداری ہے۔ (مسلم)

(۱۶۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قال الله - عَزَّوَجَلَّ : ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ الْآيَة"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وقال: "حَدِيثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ▶ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجدوں (میں جانے) کا عادی ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آباد کرتا ہے مساجد کو وہی شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر''۔

---

(۱۶۵) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 561' ترمذی شریف رقم الحدیث 223)

(۱۶۶) (مسلم شریف' رقم الحدیث 251)

(۱۶۷) (ترمذی شریف' کتاب تفسیر القرآن' رقم الحدیث 3093)

حل لغات:

یَعْتَادُ: بمعنی کثرت سے آنا۔

یَعْمُرُ: عمارت بنانا تعمیر کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جن تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجدوں (میں جانے) کا عادی ہے) اس طرح کہ ہر نماز کے لیے وہاں حاضر ہو، وہاں کی صفائی کرے، مرمت کا خیال رکھے، جائز زینت میں مشغول ہو، وہاں بیٹھ کر دینی مسائل بیان کرے، وہاں درس دے یہ سب مسجد کی خبر گیری میں داخل ہیں۔

(تو تم اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔) کیونکہ یہ چیزیں ایمان کی علامتیں ہیں۔ خیال رہے کہ یہ گواہی ایسی ہی ہے جیسے کسی کا لباس اور شکل دیکھ کر ہم اسے مؤمن سمجھتے اور کہتے ہیں۔ گواہی سے مراد قطعی فیصلہ نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث "باب الایمان بالقدر" کی احادیث کے خلاف نہیں کہ عائشہ صدیقہ نے ایک انصاری بچے کو جو فوت ہو گیا تھا، جنت کی چڑیا کہا، حضور علیہ السلام نے اس سے منع کیا، فرمایا تمہیں کیا خبر یہ کہاں جائے گا۔ نیز اگر کسی کا کفر ظاہر ہو اور وہ مسجد کی خدمت کرے تو اسے مؤمن نہ کہا جائے گا، جیسے اس زمانہ کے نمازی منافق اور اس زمانہ کے نمازی اور مسجدوں کے خدمت گار مرزائی، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ "اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمٰلُکُمۡ" یا "قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمٰنِکُمۡ"۔

{اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ} اس آیت کی دو تفسیریں ہیں: ایک یہ کہ مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عموماً مؤمنوں ہی کو ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مسجدیں بنانے اور آباد کرنے کا حق صرف مؤمنوں کو ہے کفار کو نہیں اسی لیے منافقوں کی مسجد ضرار گرادی گئی تھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ یہاں مسجد کی آبادی میں مسجدوں میں چراغاں کرنا، اس کو سجانا سب داخل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 681)

۱۹۴۔ بَابُ فَضۡلِ انۡتِظَارِ الصَّلٰوۃِ

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

(۱۶۸) وَعَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ: اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَزَالُ اَحَدُکُمۡ فِیۡ صَلٰوۃٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ تَحۡبِسُہٗ، لَا یَمۡنَعُہٗ اَنۡ یَّنۡقَلِبَ اِلٰۤی اَھۡلِہٖۤ اِلَّا الصَّلٰوۃُ"

(۱۶۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 659)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اس کو روکے رکھے اور اس کو گھر کی طرف لوٹ جانے سے نماز کے علاوہ کوئی چیز نہ روکتی ہو"۔ (متفق علیہ)

(۱۶۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب تک اس نماز کی جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو جائے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

حل لغات:

يُحْدِثُ: از، حدثاً بمعنی ناپاک ہونا، بے وضو ہونا، کسی نئے کام کا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تم میں سے کوئی شخص جب تک اس نماز کی جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے) انتظارِ نماز کے سوا اور کسی وجہ سے مسجد میں نہیں بیٹھتا گویا نماز ہی میں رہتا ہے، اسی لیے اس وقت انگلیوں کی "تشبیک" منع ہے۔

فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں، اور وہاں ریح نہ نکالے۔ خیال رہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے، معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئے اسے معافی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 662)

(۱۷۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَمَا صَلّٰى، فَقَالَ: "صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا، وَلَمْ

(۱۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 445)

(۱۷۰) (بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 572)

تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْھَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو نصف شب تک مؤخر فرمادیا پھر جب آپ نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جب سے تم اس کا انتظار کر رہے ہو۔ (بخاری)

حل لغات:

اَقْبَلَ: متوجہ ہونا، سامنے آنا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ ان لوگوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی مسجدوں میں عشاء پڑھ لی یا وہ عورتیں، بچے جو گھروں میں اکیلے عشاء پڑھ کر سو گئے، اہل کتاب مراد نہیں کیونکہ ان کے دین میں عشاء تھی ہی نہیں۔
شطر لیل سے مراد تقریبًا آدھی رات ہے یعنی تہائی۔ اَخَّرَتُ سے معلوم ہوا کہ حضور کو نمازیں آگے پیچھے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، آپ بعطاء الٰہی احکام شرعیہ کے مالک ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ نماز کا انتظار مطلقًا عبادت ہے مگر مسجد میں بیٹھ کر انتظار بڑی عبادت، اسی لئے اس حالت میں انگلیوں میں انگلی ڈالنا منع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، حدیث 580)

۴۸۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ

نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان

خیال رہے کہ جمعہ اور عیدین کے لیے جماعت فرض ہے، تہجد وغیرہ نوافل کے لیے اہتمام سے جماعت مکروہ، نماز پنجگانہ کے لیے حق یہ ہے کہ جماعت واجب۔ جن لوگوں نے فرمایا سنت ہے ان سب کا مطلب یہ ہے کہ سنت سے ثابت ہے، بعض علماء نے فرض عین مانا بعض نے فرض کفایہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ جماعت علیٰحدہ چیز ہے اور مسجد کی حاضری علیٰحدہ، یہ بھی ضروری ہے۔ اس کے باقی احکام کتب فقہ میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الجماعۃ وفضلہا، الفصل الاول، ج2، ص276)

(۱۷۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلٰوۃُ

(۱۷۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 1377)

الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز باجماعت اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الْفَذ: بمعنی تنہا وا کیلا ہونا۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح جلد اوّل حدیث نمبر: 11 کے تحت ہو چکی ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

(۱۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ، فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ یُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا یَزَالُ فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کو باجماعت نماز ادا کرنے پر گھر میں یا بازار میں نماز ادا کرنے کی بہ نسبت پچیس گنا ثواب ملتا ہے' اور وہ اس طرح کہ جب اس نے وضو کیا تو اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف نکلا تو اس کو نماز ہی نے گھر سے نکالا پھر جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے' اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا' فرشتے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر مہربانی فرما' اے اللہ! اس پر رحم فرما اور وہ ہمیشہ نماز میں ہی رہتا ہے جب تک کہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

(متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

(۱۷۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1405)

حل لغات:

تُضَعَّفُ: ضعف یضعف، تضعیفاً، بمعنی دو گنا کرنا، کمزور کرنا۔

لَمْ یَخْطُ: خطا یخطو، خطواً، بمعنی چلنا، دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بندہ فقط نماز کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے تو اسے یہ عظیم ثواب حاصل ہوگا اور اگر وہ گھر سے نماز اور کسی دوسرے مقصد کے لئے نکلے تو ہر قدم پر ملنے والا ثواب اسے کامل طور پر حاصل نہ ہوگا اور یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ با جماعت نماز ادا کرنے سے تنہا نماز کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷۳) وَعَنْهُ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَّقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ، فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَخِّصَ لَہٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِہٖ، فَرَخَّصَ لَہٗ، فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاہُ، فَقَالَ لَہٗ: "ھَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ؟" قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: "فَاَجِبْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا کوئی رہنما نہیں جو مجھے مسجد میں لے جائے۔ پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کو گھر میں ہی نماز ادا کرنے کی اجازت دے دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی پھر جب وہ واپس پلٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا: کیا تو نماز کے لئے اذان کی آواز سنتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تو پھر اذان کی آواز پر لبیک کہا کرو۔ (مسلم)

حل لغات:

قَائِدٌ: از، قاد یقود، قوداً، بمعنی کھینچنا، قیادت کرنا۔

---

(۱۷۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 653)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ نے فرمایا: تو پھر اذان کی آواز پر لبیک کہا کرو۔) یعنی مؤذن کے بلاوے کو قبول کرو اور مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے وہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے، وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے مگر اتنی سختی نہیں، اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ "لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّافِی الْمَسْجِد"۔ دوسرے یہ کہ ہر بیماری عذر نہیں جو جماعت یا مسجد کی حاضری کو معاف کردے بلکہ وہ بیماری عذر ہے جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے، دیکھو نابینا ہیں بیمار ہیں مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا، بعض روایات میں ہے کہ عتبان ابن مالک نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور ہوگا جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہوگی یا ان کا راستہ اتنا خراب ہوگا کہ بغیر ساتھی کے مسجد نہ پہنچ سکیں اور ساتھی کوئی ہوگا نہیں، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اذان کی آواز پہنچے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔ بعض علماء نے ان احادیث کی بناء پر جماعت کو فرض عین مانا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، حدیث 278)

(۱۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ - وَقِيْلَ: عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ - الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَحَيَّهَلًا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀◀ حضرت عبد اللہ اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرو بن قیس جو ابن ام مکتوم موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہیں سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مدینہ طیبہ میں زہریلے کیڑے بکثرت ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی آواز سنتے ہو تو آؤ (یعنی مسجد کی طرف)۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

(۱۷۴) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 553)

حل لغات:

وَمَعْنٰی "حَیَّھَلاً": تَعَالَ (آنا)

تعارفِ روای:

آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے، آپ کے والد کا نام قیس ماں کا نام عاتکہ ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی خالہ ہیں، آپ مشہور صحابی ہیں، نابینا تھے، حضور انور نے بہت موقعوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا، قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے۔ (مراۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج8، تحت حدیث 22)

شرح:

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، اللہ عزوجل باجماعت نماز پڑھنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم ۵۱۱۲، ج ۲، ص ۳۰۹)

حضرتِ سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتِمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔ (سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی، رقم ۲۴۱، ج ۱، ص ۲۷۴)

(۱۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ، ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں اور اذان کہی جائے پھر ایک آدمی کو حکم دوں اور وہ لوگوں کی امامت کرائے اور پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے، پس میں ان پر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (متفق علیہ)

(۱۷۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللهَ تَعَالٰى غَدًا مُّسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَاِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(۱۷۵) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 644)

(۱۷۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 654)

وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى، وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِی الصَّفِّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى؛ وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ۔

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جسے یہ بات پسند ہے کہ کل یعنی قیامت کے دن اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی پابندی کرے جب ان کے لئے اذان کہی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں اور یہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم گھروں میں نمازیں پڑھو جس طرح یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کیا اور اگر تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کردو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے دیکھا کہ ہم میں سے وہی شخص جماعت سے پیچھے رہتا ہے جو منافق ہے اور جس کا نفاق ظاہر ہے اور بلاشبہ ایک آدمی کو دو آدمی سہارا دے کر لاتے اور اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقوں کی تعلیم دی اوران ہدایت کے طریقوں میں سے ایک مسجد میں نماز ادا کرنا بھی ہے جس میں اذان دی جائے۔

حل لغات:

الْمُتَخَلِّفُ: بمعنی پیچھے رہنا۔

الْهُدٰى: ہدایت، راہنمائی۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صحابہ میں یہ عمل کیوں نہ ہوتا، انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بیماری کی حالت میں اُس طرح مسجد میں آتے دیکھا تھا۔ خیال رہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے پیارے ہیں اور جماعت کی نماز، مسجد کی حاضری، مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسے یہ چیزیں

پیاری ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری کام مسواک کیا کہ مسواک کر کے جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث:296)

(۱۷۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مِنْ ثَلَاثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ، وَلَا بَدْوٍ، لَا تُقَامُ فِیْہِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْہِمُ الشَّیْطٰنُ. فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ، فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِیَۃَ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو تین آدمی کسی گاؤں یا جنگل میں جمع ہوں اور وہاں نماز قائم نہ کی جائے تو شیطان ان پر غلبہ پالیتا ہے تم جماعت کو معمول بناؤ کیونکہ اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداوٗد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْقَاصِیَۃَ: بوڑھی بھیڑ۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو شیطان ان پر غلبہ پالیتا ہے) کہ انہیں دوسرے ذکر واذکار سے بھی روک دیتا ہے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنا غفلت کا دروازہ ہے۔

(تم جماعت کو معمول بناؤ کیونکہ اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔) کیونکہ وہ چرواہے کی نگاہ سے دور ہو جاتی ہے ایسے ہی جماعت کا تارک جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے محروم ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی حُضُوْرِ الْجَمَاعَۃِ فِی الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

صبح اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے پر ابھارنے کا بیان

(۱۷۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

---

(۱۷۷) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 547)

يَقُولُ: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ"

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◄ ◄ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی' گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے ساری رات قیام کیا۔ (مسلم)

اور ترمذی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ آپ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا اس کے لیے آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے' اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو اس شخص کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔

حکم حدیث:

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب آدھی رات کی عبادت کے برابر ہے اور فجر کی باجماعت نماز کا ثواب باقی آدھی رات کی عبادت کے برابر، تو جو یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھ لے اسے ساری رات عبادت کا ثواب۔ دوسرے یہ کہ عشاء کی جماعت کا ثواب آدھی رات کے برابر ہے اور فجر کی جماعت کا ثواب ساری رات عبارت کے برابر کیونکہ یہ جماعت عشاء کی جماعت سے زیادہ بھاری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ جماعت سے مراد تکبیر اولی پانا ہے جیسا کہ بعض علماء نے فرمایا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث: 592)

(۱۷۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1390' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 555' ترمذی شریف' رقم الحدیث 221' دارمی' رقم الحدیث 1224' مسند امام احمد' رقم الحدیث 408' 409' 491' ابن حبان' رقم الحدیث 2058' 2059' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2060' 1473' بیہقی' رقم الحدیث 2195' 2012' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 148)

(۱۷۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں کا کتنا درجہ ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ (متفق علیہ) یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے۔

(۱۸۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافقوں کے لئے سب سے بوجھل عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان پر کتنا درجہ ملتا ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حَبْوًا: از حبوۃ، وہ کپڑا جس کے ساتھ پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ منافق صرف دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور وقتوں میں تو خیر جیسے تیسے پڑھ لیتے ہیں مگر عشاء کے وقت نیند کا غلبہ، فجر کے وقت نیند کی لذت انہیں مست کر دیتی ہے۔ اخلاص و عشق تمام مشکلوں کو حل کرتے ہیں وہ ان میں ہے نہیں، لہٰذا یہ دو نمازیں انہیں بہت گراں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان ان دو نمازوں میں سستی کرے وہ منافقوں کے سے کام کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 591)

---

(۱۷۹) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 615)

(۱۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 651)

۵۰۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَی الصَّلٰوتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَالنَّهْيِ الْاَكِيْدِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِيْ تَرْكِهِنَّ

فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے حکم اوران کوترک کرنے کی سخت ممانعت اور وعید شدید کا بیان

آیت نمبر : ۱

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: {حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی} (البقرة:238).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص کر درمیانی نماز کی پابندی کرو۔

تشریح:

ذکر الٰہی اسلام کی روح ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے انسان بخوشی شریعت کے تمام قوانین پر عمل کرسکتا ہے۔اس لئے قرآن کا یہ اسلوبؒ ہے کہ جہاں قوانین واحکام کا بیان ہواوہاں ساتھ ہی ذکر الٰہی کی طرف دلوں کوراغب کردیا تاکہ وہ ان احکام کی پابندی آسانی سے کرسکیں۔ یہاں بھی خانگی زندگی سے متعلق احکام طلاق، خلع، عدت وغیرہ بیان کرکے نماز کو پابندی سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ نماز ہی ذکر الٰہی کا سب سے اعلیٰ اور موثر طریقہ ہے۔اس میں جسم وروح، دل ودماغ سب مصروف عبادت ومناجات ہوتے ہیں۔ یہاں قرآن کے الفاظ غور طلب ہیں۔ حافظوا علی الصلوات فرمایا احفظوھا نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مفاعلہ کا صلہ علیٰ آجائے تو اس وقت اس کے معنی بار بار اور علی الدوام کرنے کے ہوتے ہیں) المنار)

یہاں بھی مقصد یہی بتانا ہے کہ بار بار ہمیشہ نماز ادا کرتے رہو۔ یہ نہیں کہ ایک بار نماز ادا کرلی اور ہفتہ بھر کے لئے چھٹی مل گئی۔ اسلام میں نماز کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قرآن کریم میں اس کا حکم سو دفعہ کے قریب ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے دین کا ستون فرمایا ہے۔ اور ہم مسلمان ہوکر نماز کے معاملہ میں جتنی سستی کرتے ہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس سے کوئی خوش نصیب ہدایت پاجائے۔

"من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا وبرھانا ونجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف) رواہ احمد والطبرانی)

ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جو نماز پابندی سے ادا کرے گا قیامت کے دن یہ اس کے لئے نور ہوگی۔ اس کے ایمان کی واضح دلیل ہوگی۔ اور اس کی نجات کا باعث ہوگی۔ اور جس نے نماز کی پابندی نہ

کی تو اس کے پاس نہ نور ہوگا نہ اپنے ایمان کی کوئی دلیل اور نہ بخشش کا کوئی وسیلہ۔ اور اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اے اللہ ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار کر اور اپنی عبادت اور اپنے محبوب کی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ بجاہ حبیبک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے۔ اس میں علما کے اقوال مختلف ہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز عصر ہے۔ حضرت علی۔ ابن مسعود و عائشہ وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہی قول ہے۔ اور امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہی مسلک ہے جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہوگئی تھی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا۔

ملا اللہ بیوتھم وقبورھم نارا کما شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی حتی غابت الشمس۔ متفق علیہ۔

آیت نمبر:2

وقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ} (التوبۃ:5)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دینے لگیں، تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

(۱۸۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا میں نے عرض کیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمیاا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

(۱۸۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بُنِيَ

(۱۸۱) (مسلم شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 156، بخاری شریف، رقم الحدیث 26، 1447، 504، 2382، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1658، 173، 1898، نسائی، رقم الحدیث 2526، 2624، 3130، دارمی، رقم الحدیث 1424، 2738، 2738، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7502، 7580، 7629، ابن حبان، رقم الحدیث 4595، 4595، 4598، 1477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 327، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 674، 676، 675، 2386، بیہقی، رقم الحدیث 4466، بیہقی، رقم الحدیث 7562، 10169، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9811، 809، 791، 793)

(۱۸۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 19، بخاری شریف، رقم الحدیث 8، ترمذی شریف، 2609، نسائی شریف، رقم الحدیث 5001، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4798، 6015، 6301، ابن حبان، رقم الحدیث 158، 1446، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 309، 1880، 1880، بیہقی، رقم الحدیث 1561، 1561، 7680، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 7502، 7507، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 2363، 2364، 2368)

اَلْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے) یعنی اسلام مثل خیمہ یا چھت کے ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے ایک کا انکار کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا، اور اس کا اسلام منہدم ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ ان اعمال پر کمال ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف، لہٰذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یا نماز روزہ کا پابند نہ ہو، وہ اگرچہ مؤمن تو ہے مگر کامل نہیں، اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اس سے سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکر ہے وہ حضور کی رسالت ہی کا منکر ہے۔ حضور کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جائے۔

(نماز قائم کرنا) ہمیشہ پڑھنا، صحیح پڑھنا، دل لگا کر پڑھنا، نماز قائم کرنا۔

(زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا) اگر مال ہو تو زکوۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر انکا ماننا بہر حال لازم ہے۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی، زکوۃ و روزہ ۲ھ میں، اور حج ۹ھ میں فرض ہوئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 ، تحت حدیث 2:)

(۱۸۳) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ، اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ

(۱۸۳) (بخاری شریف رقم الحدیث 25)

عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں' حتیٰ کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کریں' اور زکوۃ ادا کریں' اور اگر وہ یہ احکام بجالائیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کرلیا۔ ہاں اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ قدرت پر ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۸۴) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ، فَقَالَ:

"اِنَّکَ تَأْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ، فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ. فَاِنْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا: تم اہل کتاب کے ایک گروہ کے پاس جاؤ گے' تم ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اور اگر وہ اس بات میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ اس بات میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے امیروں سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں کو دیا جائے گا اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل کریں تو ان کے نفیس مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

کَرَائِمَ: نفیس، عمدہ، عظمت والا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۸۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 19)

شرح:

(تم ان کواس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں) یعنی صرف مشرکین کو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کی دعوت دو اور تمام کفار کو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" کی کیونکہ مشرکین توحید کے منکر ہیں اور باقی موحد، کفار و اہل کتاب توحید کے تو قائل ہیں مگر رسالت مصطفوی کے منکر۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہر کافر کو مسلمان بناتے وقت وہ ہی چیز پڑھائی جائے جس کا وہ منکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار شرعی احکام کے مکلف نہیں اور یہ کہ کفار کو اسلام لانے پر مجبور نہ کیا جائے گا "لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ" اور یہ کہ تبلیغ نرمی وخوش اخلاقی سے چاہیئے اور یہ کہ ذمی کفار کو تبلیغ اسلام کرنا سنت ہے اور حکام اور آفیسران صرف ملکی انتظام ہی نہ کریں بلکہ دینی تبلیغ بھی کریں حاکم مبلغ بھی ہونا چاہیئے اور یہ کہ آفیسران و حکام خود بھی شرعی احکام سے واقف ہونے چاہئیں ورنہ وہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 1:)

(۱۸۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، تَرْكَ الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق نماز کو ترک کرنا ہے۔ (مسلم)

(۱۸۶) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور ان (منافقوں) کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ پس جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے، بیعت الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے، پھر بصرہ چلے گئے، وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید

(۱۸۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 82)

(۱۸۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2621)

ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں، ۶۲ھ میں وفات ہوئی، مرو میں آپ کی قبر شریف ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ کرام۔)

شرح:

اس حدیث کی شرح اگلی حدیث کے ساتھ ہی کی جائے گی۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

(۱۸۷) وَعَنْ شَقِيْقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰى جَلَالَتِهٖ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاِيْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◄◄ حضرت شقیق بن عبداللہ تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت شان پر سب لوگوں کا اتفاق ہے آپ نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نماز کے سوا کسی عمل کے متعلق یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا ترک کرنا کفر ہے۔

حکمِ حدیث:

ترمذی نے اس حدیث کو کتاب الایمان میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

یہ روایات تارکِ نماز کے کفر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں حالانکہ وقت گزار کر نماز پڑھنے والا اور کسی بھی ایک نماز کو چھوڑنے والا شخص کبیرہ کا مُرتکِب ہے اور زنا کرنے اور چوری کرنے والے کی طرح ہے کیونکہ کسی بھی ایک نماز کو ترک کرنا یا اسے قضا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جو یہ فعل بار بار کرے وہ اہلِ کبائر میں سے ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے لہٰذا جو نماز ترک کرنے پر اِصرار کرے وہ نقصان اٹھانے والے بدبخت مجرموں میں سے ہے (کافر نہیں)۔

......بعض علما فرماتے ہیں: نماز ترک کرنے والا ان چار (فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف) کے ساتھ اس لئے اٹھایا جائے گا کہ وہ اپنے مال، حکمرانی، وزارت اور تجارت کے باعث نماز کو چھوڑے گا۔ اگر اس نے اپنے مال میں مصروف ہونے کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا، حکمرانی کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا، وزارت کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر (فرعون کے وزیر) ہامان کے ساتھ ہوگا اور اگر تجارت کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر مکہ مکرمہ کے بہت بڑے کافر تاجر اُبَیّ بن خَلَف کے ساتھ ہوگا۔

ان روایات میں کفر یا تو ناشکری کے معنی میں ہے یا پھر وہ شخص مراد ہے جو ترک نماز کو گناہ نہ سمجھے ایسا شخص کفر کا مرتکب ہے۔ واللہ اعلم۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

---

(۱۸۷) (ترمذی شریف رقم الحدیث 2622)

(۱۸۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ. فَاِنْ صَلَحَتْ، فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ، فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْءٌ، قَالَ الرَّبُّ-عَزَّوَجَلَّ-: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَیُکَمَّلُ مِنْهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ؛ ثُمَّ تَکُوْنُ سَائِرُ اَعْمَالِهٖ عَلٰی هٰذَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اس کی نماز صحیح نکلی تو وہ کامیاب و کامران ہوگیا اور اگر اس کی نماز خراب نکلی تو وہ ناکام و نا کامران ہوگیا اور اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ عزوجل ارشاد فرمائے گا: دیکھو میرے بندے کی کچھ نفلی عبادت بھی ہے کہ اس سے اس کے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے؟ پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَنْجَحَ: کامیاب ہونا، سرخرو ہونا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل وخون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ پہلے قتل اور خون کا حساب ہوگا یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ ٹھیک نکلا تو اگلے حساب ان شاء اللہ آسان ہوں گے، اور اگر ان میں بندہ پھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرمادے گا، مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق والے کو جنت دے کر اسے معاف کرا دے گا اور اگر حقوق اللہ ہیں تو انہیں رحم خسروانہ اور الطاف شاہانہ سے خود بخش دے

(۱۸۸) (ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 413)

گا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز کے پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کرنے کی دنیا ہی میں توفیق مل جاتی ہے لہٰذا وہاں جس کی نمازیں ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے۔ غرض کہ حدیث بالکل صاف ہے اس پر چکڑالویوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

یہاں کمی سے ادا میں کمی مراد نہیں بلکہ طریقۂ ادا میں کمی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقہ سے ادا کیئے ہوں گے تو وہ کمی نوافل سے پوری کردی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بندہ فرض نماز نہ پڑھے نفل پڑھتا رہے اور وہاں نفل فرض بن جائیں۔ (ازلمعات) لہٰذا حدیث پر چکڑالویوں کا اعتراض نہیں پڑسکتا۔

فرائض کی کمی سنتوں اور نوافل سے پوری کی جائے گی، کمی کے معنی ابھی عرض کیئے جاچکے کیوں نہ ہو کہ وہ سنتوں والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہماری کمی پوری کرنے ہی تشریف لائے ہیں۔ گرتوں کو اٹھانا اور بگڑتوں کا بنانا انہیں کا کام ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 561:)

۵۱۔ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ وَتَسْوِيَتِهَا وَالتَّرَاصِّ فِيْهَا

پہلی صف کی فضیلت اور اگلی صفوں کو مکمل کرنے کا حکم اور انہیں سیدھا رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے کی فضیلت کا بیان

صف سیدھی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی صف میں ملے ملے کھڑے ہوں نہ آگے پیچھے ہوں، نہ دور دور جس سے صف میں کشادگی ہو، صف کا ٹیڑھا ہونا نمازیوں میں ٹیڑھا پن پیدا کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، ج2، ص309)

(۱۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: "اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: "يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ. وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا: اگلی صفوں کو مکمل

---

(۱۸۹) (مسلم شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 430)

کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

وَیَتَرَاصُّوْنَ: دیوار میں ایک انیٹ کو دوسری انیٹ کے ساتھ ملانا۔ برابر کرنا۔ سیدھا کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 823 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم مسجد میں الگ الگ حلقے بنائے بیٹھے تھے ہر شخص اپنے دوستوں کے ساتھ الگ حلقے میں تھا تب آپ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ مسجدوں میں یہ امتیازات مٹا دو، یہ واقعہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے پیش آیا تھا جیسا کہ باب الجمعہ میں آئے گا۔ خیال رہے کہ عزین جمع عِزَّۃٌ کی ہے، بمعنی جماعت۔

(کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں) یعنی مسجد میں صفیں بنا کر بیٹھا کرو تاکہ تم فرشتوں کے مشابہ ہو جاؤ۔ خیال رہے کہ ملائکہ مقربین تو ہمیشہ سے صفیں باندھے رب کی عبادتیں کر رہے ہیں اور مدبرات امر اپنی ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر صفیں بنا کر عبادتیں کرتے ہیں، بعض زمین پر، بعض آسمان پر، بعض عرش اعظم کے پاس جس کی تحقیق ان شاء اللہ آیندہ کی جائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث:315)

(۱۹۰) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے تو پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔ (متفق علیہ)

(۱۹۱) وَعَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُھَا، وَشَرُّھَا اٰخِرُھَا، وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُھَا، وَشَرُّھَا اَوَّلُھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 884، بخاری شریف، رقم الحدیث 590، 2543، ابوداؤد، رقم الحدیث 679، ترمذی، رقم الحدیث 225، نسائی، رقم الحدیث 540، 671، ابن ماجہ، رقم الحدیث 998، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 149، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7225، 7724، 8009، ابن حبان، رقم الحدیث 1659، 2153، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 391، 19954، 4973، بیہقی، رقم الحدیث 4973، 21198، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6475)

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف پہلی صف ہے' اور سب سے بری صف آخری صف ہے' اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف آخری صف ہے' اور سب سے بری صف پہلی صف ہے۔(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ مردوں کی پہلی صف امام سے قریب ہوگی، اس کے حالات دیکھے گی، اس کی قرأت سنے گی، عورتوں سے دور رہے گی اور عورتوں کی آخری صف میں پردہ حجاب زیادہ ہوگا، مردوں سے دور ہوگی، بعض منافقین آخری صف میں کھڑے ہوتے اور بحالت رکوع جھانکتے تھے ہوسکتا ہے کہ یہاں ان کی طرف اشارہ ہو، اس صورت میں لفظ شرّ اپنے ظاہری معنی پر ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 316:)

(۱۹۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا، فَقَالَ لَھُمْ: "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ. لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَّتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں پیچھے رہنے کا رجحان دیکھا تو ان سے فرمایا: آگے بڑھو اور میرے پیچھے کھڑے ہوجاؤ اور جو بعد میں آئیں وہ تمہارے پیچھے کھڑے ہوجائیں ایک گروہ مسلسل پیچھے رہتا رہے گا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں مؤخر کردے گا۔(مسلم)

(۱۹۳) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ، وَیَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ، لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

(۱۹۱)(مسلم شریف' رقم الحدیث 888' ابوداؤد' رقم الحدیث 671' 677' 678' ترمذی' رقم الحدیث 224' نسائی' رقم الحدیث 818' 820' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1000' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1001' دارمی' رقم الحدیث 1268' مسند امام احمد' رقم الحدیث 6356' 8407' 8467' ابن حبان' رقم الحدیث 2179' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1546' 1547' 1567' بیہقی' رقم الحدیث 4908' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 1120' طبرانی' کبیر' رقم الحدیث 3416' 11497)

(۱۹۲)(مسلم شریف' رقم الحدیث 438)

(۱۹۳)(مسلم شریف' رقم الحدیث 432)

◀ ◀ حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: برابر (سیدھے) ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ تم میں سے جو لوگ صاحب عقل وبصیرت ہیں وہ میرے نزدیک کھڑے ہوں اور پھر جوان سے قریب ہیں اور پھر جوان میں سے قریب ہیں۔ (مسلم)

حلِ لغات:

مَنَاکِبَنَا: مناقب. جمع. منکب، بمعنی شانہ، کندھا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس وعبداللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم وعقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

(برابر (سیدھے) ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔) یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے واختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مَردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 312:)

(۱۹۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ، فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ: فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو، کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا بھی نماز کو مکمل کرنا ہے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: بے شک صف کو سیدھا کرنا بھی نماز قائم کرنا ہے۔

(۱۹۴) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 723)

(۱۹۵) وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ. فَقَالَ: "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا، فَإِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور ہماری طرف پھیرا اور فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور باہم مل کر کھڑے ہو جاؤ کیونکہ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری نے اس کو ان الفاظ سے ہی روایت کیا ہے' اور مسلم نے اس کا مفہوم روایت کیا ہے

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے ملاتا تھا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھ آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجیالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ وہ حدیث کہ میں دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا بالکل بے اصل ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا اور اصلے نیست اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے حضرت عیسیٰ روح اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم گھر میں کھا کر بچا کر آتے ہو میں بتا سکتا ہوں، یہ تو حبیب اللہ کی آنکھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 310:)

(۱۹۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا، حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَاٰى

---

(۱۹۵) (بخاری شریف' رقم الحدیث 725)

(۱۹۶) (مسلم شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 436)

رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: "عِبَادَ اللهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُمْ، اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللهُ بَیْنَ وُجُوهِکُمْ"۔

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اس قدر سیدھی ہوجاتیں کہ ان کی مدد سے تیر سیدھے کیے جاسکتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اب ہم اس حکم کو سمجھ گئے ہیں تو پھر ایک دن آپ باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے والے ہی تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنا سینہ صف سے آگے نکالا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔

تعارفِ روای:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا") اگر تمہاری نماز کی صفیں ٹیڑھی رہیں تو تم میں آپس میں اختلاف اور جھگڑے پیدا ہوجائیں گے، شیرازہ بکھر جائے گا یا تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے کہ ان میں سوز و گداز، درد، خشوع خضوع نہ رہے گا یا اندیشہ ہے کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجائیں جیسے گزشتہ قوموں پر عذاب آئے تھے، یعنی یہاں وجہ بامعنی ذات ہے یا بمعنی چہرہ۔ خیال رہے کہ عام مسخ وغیرہ ظاہر عذاب حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بند ہوگئے لیکن خاص مسخ وغیرہ اب بھی ہوسکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 309:)

(۱۹۷) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَّاحِیَةٍ اِلٰی نَاحِیَةٍ، یَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاکِبَنَا، وَیَقُوْلُ: "لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ" وکَانَ یَقُوْلُ: "اِنَّ اللهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

---

(۱۹۷) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 664)

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صف میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک تشریف لے جاتے۔ ہمارے سینوں اور کندھوں پر دست اقدس رکھتے اور فرماتے: اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہوجائے گا اور فرمایا کرتے: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَقِيمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطٰنِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کے ساتھ کندھے ملاؤ اور خلا کو پر کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجاؤ اور شیطان کے لئے خلاء نہ چھوڑو جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملا دے گا اور جس نے صف کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کر دے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

لِلشَّیْطٰنِ: شطنہ، شطناً بمعنی مخالفت کرنا۔ دور کرنا، رسی سے باندھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صف کا ملانا یہ ہے کہ صف میں جگہ دیکھے اس میں کھڑا ہو کر جگہ پر کر دے اور توڑنا یہ ہے کہ اپنے ساتھی سے دور کھڑا ہو، یا ملا ہوا کھڑا تھا اور بلا عذر وہاں سے ہٹ جائے۔ یہ کلام یا دعا ہے یا خبر یعنی جو صف کو ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت و کرم سے ملائے، اور جو صف میں فاصلہ اور کشادگی رکھے خدا اسے اپنے کرم و رحمت سے دور رکھے یا جو صف میں ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت سے ملائے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 326)

(۱۹۸) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 666)

(۱۹۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رُصُّوْا صُفُوْفَکُمْ، وَقَارِبُوْا بَیْنَھَا، وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ؛ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، کَاَنَّھَا الْحَذَفُ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"اَلْحَذَفُ" بِحَاءٍ مُّھْمَلَۃٍ وَّذَالٍ مُّعْجَمَۃٍ مَفْتُوْحَتَیْنِ ثُمَّ فَاءٌ وَھِیَ: غَنَمٌ سُوْدٌ صِغَارٌ تَکُوْنُ بِالْیَمَنِ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں کو ملاؤ اور صفوں میں قریب قریب کھڑے ہوا کرو اور گردنیں برابر رکھو اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے خلاء میں داخل ہو جاتا ہے گویا کہ وہ کالے رنگ کی چھوٹی سی بکری ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے مسلم کی شرائط کے مطابق روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الحذف: حاء مہملہ اور ذال معجمہ دونوں پر زبر ہے پھر خاء ہے اس کا مطلب ہے: چھوٹی چھوٹی کالی بکریاں جو یمن میں ہوتی ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے خلاء میں داخل ہو جاتا ہے) یعنی خزب شیطان جو نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ صف کی کشادگی میں بکری کے بچے کی شکل میں داخل ہو کر نمازیوں کو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، دیکھو اس شیطان کی شکل اپنی تو کچھ اور ہے مگر اس وقت بکری کی شکل میں بن جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت بخشی ہے کہ خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب شیطان جیسی غیبی مخلوق آپ کی نگاہ سے غائب نہیں تو انسان آپ سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 317:)

(۲۰۰) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرو پھر اس صف کو جو اس کے ساتھ ہو اور اگر کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۲۰۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَفِيْهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِيْ تَوْثِيْقِهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصے پر رحمت بھیجتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو مسلم کی شرط پر ہے اور اس میں ایک راوی ایسا ہے جس کی ثقاہت میں اختلاف ہے۔

حل لغات:

مَيَامِنِ: جمع، میمن کی بمعنی دائیں طرف، داہنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پہلی صف والوں پر عمومی رحمت تھی اور داہنی صف والوں پر خصوصی رحمت ہے، پھر صف اول کے داہنے والوں پر اور زیادہ خاص رحمت ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں رب کی رحمتیں لاکھوں قسم کی ہیں۔ خیال رہے کہ داہنی صف پر رحمت اس وقت آئے گی جب بائیں طرف بھی نمازی برابر ہوں اگر سارے نمازی داہنی طرف ہی کھڑے ہو جائیں بائیں طرف کوئی نہ ہو یا تھوڑے ہوں تو یہ داہنے والے ناراضی الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 320:)

(۱۹۹) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 667) (۲۰۰) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 671)

(۲۰۱) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 676)

(۲۰۲) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ-اَوْ تَجْمَعُ-عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو ہم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کھڑے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب رخِ انور پھیریں سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا: اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا فرمایا: جمع کرے گا۔ (مسلم)

(۲۰۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَسِّطُوا الْاِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗد۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو پر کرو"۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

وَسُدُّوا: بمعنی بند کرنا، رکنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح خلا پُر کرو کہ ایک مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو باقی داہنے بائیں برابر کسی جانب زیادہ نہ ہوں اگر کوئی شخص صف میں شامل ہوتے وقت دیکھے کہ دوطرفہ برابر ہیں تو یہ داہنی طرف کھڑا ہو کہ اتنی زیادتی معاف ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ)

۵۲۔ بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا

مؤکدہ سنتوں کو فرائض کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت اور ان کی کم از کم اور مکمل اور درمیانی صورت کا بیان

(۲۰۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1539)

(۲۰۳) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 681)

یہاں وہ سنتیں مراد ہیں جو دن رات میں فرض نماز کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ، سنت مؤکدہ کو روایت بھی کہا جاتا ہے۔(لمعات) خیال رہے کہ سنت، نفل تطوع، مندوب، مستحب، مرغب، حسن یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں جن کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔ بعض سنتیں مؤکدہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھیں، بعض غیر مؤکدہ جو کبھی کبھی پڑھیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں فرائض کا نقصان نوافل سے پورا کیا جائے گا۔(مرقاۃ)

(۲۰۴) وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ حَبِیْبَۃَ رَمْلَۃَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یُصَلِّیْ لِلّٰہِ تَعَالٰی کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً تَطَوُّعًا غَیْرَ الْفَرِیْضَۃِ، اِلَّا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ، اَوْ اِلَّا بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان بندہ ہر روز بارہ رکعت نماز نفل ادا کرتا ہے، فرضوں کے علاوہ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ یا فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔(مسلم)

(۲۰۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّہْرِ، وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَہَا، وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ، وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے، اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد ادا کیں۔(متفق علیہ)

---

(۲۰۴)(مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1591، بخاری شریف، رقم الحدیث 895، 1112، 1119، ابوداؤد، رقم الحدیث 1252، 1272، ترمذی، رقم الحدیث 414، 424، 425، نسائی، رقم الحدیث 873، 1770، 1794، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1140، 1141، 1142، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 398، دارمی، رقم الحدیث 1437، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4506، 4660، 5127، ابن حبان، رقم الحدیث 2454، 2473، 2452، 1188، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1189، 1197، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1173، 1174، بیہقی، رقم الحدیث 2862، 4258، 4259، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 4525، 5776، 7124، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 7998، 9441، 9442)

(۲۰۵)(بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1165)

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں ساتھ پڑھنے سے مراد جماعت سے پڑھنا نہیں کیونکہ سوائے تراویح باقی سنن کی جماعت مکروہ ہے بلکہ ہمراہی میں پڑھنا مراد ہے یعنی میں نے بھی پڑھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جیسے رب بلقیس کا قول یوں نقل فرماتا ہے:"اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ" اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے ظہر سے پہلے دو سنتیں مؤکدہ مانیں، ہمارے ہاں مؤکدہ چار ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں ہے یہاں تحیۃ المسجد کے نفل مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنت ظہر گھر میں ادا کر کے تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی روایت یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

(اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد ادا کیں۔) یعنی میں نے مغرب وعشاء کے بعد کی سنتیں حضور کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پڑھیں اس گھر سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ہے، چونکہ وہ آپ کی ہمشیرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک تھیں اس لیئے آپ کو وہاں جانا درست تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ سنت فجر جو گھر میں پڑھے اور ہلکی پڑھے۔ بعض صوفیاء اس کی رکعت اول میں الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھتے ہیں بعد میں ۷۰ بار استغفار پھر مسجد میں آکر باجماعت فرض، اس عمل سے بواسیر سے امن رہتی ہے، گھر میں برکت واتفاق، چونکہ حضرت ابن عمر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ ہوتے تھے اس لیئے حضرت حفصہ سے روایت کی۔ (مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 384)

(۲۰۶) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ. بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ. بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ. قَالَ فِی الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَاءَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اَلْمُرَادُ بِالْاَذَانَیْنِ: اَلْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے، ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے، ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے۔ (متفق علیہ)

(۲۰۶) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 627)

دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو اذانوں سے مراد اذان و اقامت ہے، جیسے چاند و سورج کو قمرین، حضرت صدیق و فاروق کو عمرین، حضرت حسن وحسین کو حسنین کہہ دیتے ہیں یا اذان سے مراد اطلاع ہے، اذان تو وقت نماز کی اطلاع کے لیے ہوتی ہے اور اقامت تیاریٔ جماعت کی اطلاع کے لیے، بہر حال حدیث پر اعتراض نہیں۔

یا تو صلوٰۃ بمعنی دعا ہے، یعنی اذان و تکبیر کے درمیان دعا مانگا کرو کہ یہ وقت قبولیت ہے یا بمعنی نماز، یعنی اذان و اقامت کے درمیان نفل پڑھا کرو، کہ یہ وقت افضل ہے تو اس میں نماز بھی افضل، نیز اس سے نماز میں سستی نہ ہوگی، انسان جماعت سے اتنے پہلے مسجد میں پہنچے گا کہ وضو کر کے نفل پڑھ کر تکبیر اولی پا سکے۔ خیال رہے کہ احناف کے نزدیک اس حکم سے مغرب علیحدہ ہے کہ اذان مغرب کے بعد نفل مکروہ ہیں، فرض کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا حضرت بریدہ اسلمی کی روایت میں ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے،" خلا صلوٰۃ المغرب" سواء نماز مغرب کے۔ (مرقاۃ وغیرہ)

(' ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے) یعنی یہ نماز مؤذن کے ساتھ خاص نہیں جو مسلمان چاہے پڑھے، یا یہ نماز فرض نہیں جس کا چھوڑنا سخت جرم ہے۔ خیال رہے کہ فجر اور ظہر کی پہلی سنتیں مؤکدہ ہیں جس کے چھوڑنے کی عادت نہایت بری ہے، عصر اور عشاء کی غیر مؤکدہ، مغرب کی منع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 623)

۵۳۔ بَابُ تَاكِيدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبحِ

فجر کی دو سنتوں کی تاکید کا بیان

(۲۰۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور فجر سے پہلے دو رکعتیں ترک نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

(۲۰۸) وَعَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ

(۲۰۷) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1182)

تَعَاهُدًا مِّنهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے کسی نماز کا اتنا سخت اہتمام نہیں فرماتے تھے' جتنا اہتمام فجر کی دو رکعتوں کا فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۲۰۹) وَعَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا".

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کی دو رکعتیں دنیا و مافیھا سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

اور ایک میں ہے کہ یہ دو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سنت فجر مال واولاد اور تمام دنیاوی سامان سے پیاری ہونا چاہیں اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 388:)

(۲۱۰) وَعَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِيُؤْذِنَه بِصَلٰوةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتّٰى أَصْبَحَ جِدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلّٰى بِالنَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "إِنِّيْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ: "لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ، لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا".

---

(۲۰۸) (بخاری شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 1169)

(۲۰۹) (مسلم شریف' کتاب صلوۃ المسافرین' رقم الحدیث 1585' ترمذی شریف' رقم الحدیث 416' نسائی' رقم الحدیث 1750' مسند امام احمد' رقم الحدیث 25886' 26208' 25206' ابن حبان' رقم الحدیث 2456' 2457' 2458' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1108' 1107' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1151' بیہقی' رقم الحدیث 4255' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 4766' 4849)

(۲۱۰) (ابوداؤد شریف' کتاب التطوع' رقم الحدیث 1257)

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ عرض کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کوئی بات پوچھنے کے سلسلے میں ان کو مشغول کر لیا حتیٰ کہ صبح زیادہ روشن ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے وقت کی اطلاع دی اور پھر اذان کو دوہرایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں کوئی بات پوچھنے کے لئے روک لیا تھا۔ حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور میں نکلنے کی جلدی ہی کر رہا تھا تو آپ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے فجر کی دو رکعتیں ادا کی تھیں، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح بہت روشن کر دی ہے۔ فرمایا: اگر صبح اس سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی تو بھی میں یہ دو رکعتیں ادا کرتا اور بڑے حسین و جمیل انداز سے ادا کرتا۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد نے اس حدیث کو اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

لِیُؤْذِنَهٗ: از، اذن، ایذاناً، جتلانا، آگاہ کرنا،

تعارفِ روای:

بلال ابن رباح: آپ حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں، سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، آخر میں شام میں رہے، آپ کی اولاد کوئی نہیں، آپ سے صحابہ و تابعین کی جماعت نے روایات لیں، ۲۰ بیس میں دمشق میں وفات پائی، باب صغیر میں دفن ہوئے، ۶۳ تریسٹھ سال عمر پائی۔ بعض نے کہا کہ حلب میں وفات ہے باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے۔ مترجم احمد یار کہتا ہے کہ فقیر نے دمشق میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی ہے بی بی سکینہ کی قبر سے متصل ہے، آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولیٰ امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں۔ امیہ جمحی خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھیدا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سید ہیں، انہوں نے ہمارے سید کو آزاد فرمایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

سنت فجر میں تَحِیَّۃُ الْوُضُو یا تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد کی نیت کرنا

عرض: بعد طُلُوعِ فَجْر کے سُنَّت الفجر میں تَحِیَّۃُ الْوُضُو اور تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد کی نِیَّت جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں، کہ بعد طُلُوعِ فَجْر سوائے سُنَّتِ فَجْر کے اور کوئی نَفْل پڑھنا ناجائز ہے

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۲)

ہاں بغیر نِیَّت کے تَحِیَّۃُ الْوُضُو" و "تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد" سُنَّتِ فَجْر ہی سے ادا ہو جائیں گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

۵۴۔ بَابُ تَخْفِیفِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَبَیَانِ مَا یَقْرَأُ فِیْهِمَا وَبَیَانِ وَقْتِهِمَا

صبح کی دو رکعتوں میں تخفیف کرنے اور ان میں کیا پڑھا جائے اس کا اور ان کے وقت کا بیان

(۲۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وفی روایۃٍ لَّهُمَا: یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، فَیُخَفِّفُهُمَا حَتّٰی اَقُوْلَ: هَلْ قَرَاَ فِیْهِمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَیُخَفِّفُهُمَا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی) ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتیں پڑھتے اور انہیں مختصر کرتے حتیٰ کہ میں کہتی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب (صبح کی) اذان سنتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور انہیں مختصر کرتے اور ایک روایت میں ہے، جب فجر طلوع ہوتی۔

حلِ لغات:

خَفِیْفَتَیْنِ: خفیفۃ، کی تثنیہ، بمعنی ہلکی سی مختصر سی۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۱۱) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 724)

شرح:

سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔

مسئلہ:۔ سنت مؤکدہ یہ ہیں دو رکعت سنت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں مغرب کے بعد دو رکعت سنت عشاء کے بعد دو رکعت سنت جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے ان مؤکدہ سنتوں کو سُنَنُ الْھُدٰی بھی کہتے ہیں۔ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۵)

مسئلہ:۔ سنت غیر مؤکدہ یہ ہیں چار رکعت عصر سے پہلے چار رکعت عشاء سے پہلے اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت۔ سنت مغرب کے بعد چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین اور دو رکعت تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو دو رکعت نماز اشراق کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد صلوٰۃ التسبیح نماز استخارہ نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے ان سنتوں کو سنن الزوائد اور کبھی سنت مستحبہ کہتے ہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲ / الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۶، ۵۴۷)

(۲۱۲) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

◀ ◀ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب موذن صبح کی اذان کہتا اور صبح ظاہر ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختصر رکعتوں کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ

(۲۱۲) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 618)

(۲۱۳) (بخاری شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 995)

اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی، وَیُوْتِرُ بِرَکْعَۃٍ مِّنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ، وَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ، وَکَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَیْہِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت نماز نفل ادا کرتے اور رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھتے (اور اتنی جلدی پڑھتے) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں اقامت کی آواز پڑگئی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْغَدَاۃِ: صبح۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نماز وتر کا وقت:۔ وہی ہے جو نماز عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھے جاسکتے کیونکہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھ لی جائے اس کے بعد وتر پڑھی جائیں۔ اگر کسی نے قصداً عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لئے تو وتر ادا نہیں ہوں گے۔ بلکہ عشاء پڑھنے کے بعد پھر وتر پڑھنے پڑیں گے۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لئے۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ پڑھے تو وہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لئے ہیں وہ ادا ہو گئے اس کو دہرانا ضروری نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج۱، ص۵۱۔۵۳)

(۲۱۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَاُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فِی الْاُوْلٰی مِنْہُمَا: {قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا} اَلْاٰیَۃُ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَۃِ، وَفِی الْاٰخِرَۃِ مِنْہُمَا: {اٰمَنَّا بِاللہِ وَاشْہَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ} وَفِیْ رِوَایَۃٍ: وَفِی الْاٰخِرَۃِ الَّتِیْ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ: {تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ} رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتوں کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی یہ آیت پڑھتے: قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھتے: اٰمَنَّا بِاللہِ وَاشْہَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ اور ایک روایت میں ہے دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی یہ آیت پڑھتے: تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ۔ (مسلم)

(۲۱۴) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 727)

(۲۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ: {قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ} وَ {قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ} رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو رکعتوں (یعنی سنتوں) میں یہ سورتیں پڑھیں: قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ۔ (مسلم)

(۲۱۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. شَهْرًا فَکَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: {قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ} وَ {قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ} رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا مہینہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں (یعنی سنتوں) میں قل یاایھاالکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ عزوجل وصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے (جماعت کے بعد) تاخیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی قراءَت کرتا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جتنے جلال وشدت میں اس دن نصیحت کرتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے اتنی شدت کبھی بھی نہ دیکھی تھی، آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو متنفر کرتے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو نماز کو مختصر رکھے کیونکہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب امر الائمۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۴۴، ص ۷۵۱، بتغیرِ قلیل)

---

(۲۱۵) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 726)

(۲۱۶) (ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 417)

۵۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ عَلٰی جَنْبِہِ الْاَیْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَیْہِ سَوَاءٌ کَانَ تَھَجَّدَ بِاللَّیْلِ اَمْ لَا

صبح کی دو رکعتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینے کے استحباب کا بیان خواہ رات کو نماز تہجد پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو

(۲۱۷) عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ لیتے تو اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری)

(۲۱۸) وَعَنْھَا، قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً، یُسَلِّمُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ، وَیُوْتِرُ بِوَاحِدَۃٍ، فَاِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ، وَتَبَیَّنَ لَہُ الْفَجْرُ، وَجَآءَہُ الْمُؤَذِّنُ، قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ، ھٰکَذَا حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُھَا: "یُسَلِّمُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ" ھٰکَذَا ھُوَ فِیْ مُسْلِمٍ وَّمَعْنَاہُ: بَعْدَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ۔

◀◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا کرتے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور جب موذن صبح کی نماز کے لئے اذان کہہ کر خاموش ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کا وقت (قریب) ہونے کا علم ہو جاتا اور موذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور دو مختصر رکعتیں پڑھتے اور پھر اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے' حتیٰ کہ موذن اقامت کی اطلاع دینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا۔ (مسلم)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے تھے۔ مسلم میں بھی اسی طرح ہے' اور اس کا معنیٰ ہے: ہر دو رکعتوں کے بعد (سلام پھیرتے تھے)۔

حل لغات:

شِقِّ: الشق، بمعنی طرف، کنارہ، سائیڈ۔

(۲۱۷) (بخاری شریف' رقم الحدیث 1160)

(۲۱۸) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 736)

اِضْطَجَعَ: ضجع، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(گیارہ رکعتیں ادا کرتے) اس طرح کی آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے تین رکعت وتر۔ خیال رہے کہ بغیر عشاء پڑھے تہجد نہیں ہو سکتی۔

(ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے) اس آخری جملہ سے بہت لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے، بعض نے اس کے یہ معنی کیئے دس رکعتیں تہجد پڑھی ہر دو رکعت پر سلام اور ایک رکعت وتر پڑھی مگر اس بناء پر یہ روایت ان تمام روایات کے خلاف ہوگی جن میں تین رکعت وتر کی تصریح ہے یا جن میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی رکعت اول میں سورۂ اعلیٰ پڑھی دوسری میں "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ"، تیسری میں "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ"۔ بعض لوگوں نے یہ معنے کیئے کہ تہجد آٹھ رکعتیں پڑھیں اور وتر تین رکعتیں اگر اس طرح کہ وتر کی دو رکعت ایک سلام سے اور ایک رکعت ایک سلام سے مگر یہ معنی ان احادیث کے خلاف ہیں جن میں وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص نماز ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا، ارشاد فرمایا کہ مغرب دن کے وتر ہیں اور وتر رات کے وتر، لہٰذا اس حدیث کے معنی وہی درست ہیں جو احناف نے کیئے وہ یہ کہ دو دو رکعت پر سلام تو تہجد میں پھیرا اور وتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملالی جس سے یہ ساری نماز وتر یعنی طاق ہوگئی یعنی بِرَکْعَۃٍ کی ب تعدیہ کی نہیں بلکہ استعانت کی ہے اب یہ کسی حدیث سے متعارض نہیں۔

۳۔ یعنی نماز تہجد کا ہر سجدہ یا وتر کا ہر سجدہ یا تہجد سے فارغ ہو کر شکر کا ایک سجدہ اتنا دراز ادا کرتے کہ تم میں سے کوئی آدمی اتنی دیر میں پچاس آیات تلاوت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنا کہ رب نے اس نماز کی توفیق بخشی بہتر ہے۔

جب خوب روشنی ہوجاتی تو سنت فجر ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر اجیالے میں پڑھنا سنت ہے اس طرح کہ سنتیں بھی بلکہ اذان فجر بھی اجیالے میں ہو ورنہ ام المؤمنین تَبَیَّنَ نہ فرماتیں۔

(حتیٰ کہ مؤذن اقامت کی اطلاع دینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا) حضرت بلال جماعت کے وقت دردولت پر حاضر ہو کر عرض کرتے کہ کیا تکبیر کہوں آپ اجازت دیتے تب وہ صف میں پہنچ کر تکبیر شروع کرتے جب "حی علی الفلاح" پر پہنچتے تو آپ دروازہ شریف سے مسجد میں داخل ہوتے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سنت فجر سے بعد داہنی کروٹ پر کچھ دیر لیٹ جانا سنت ہے بشرطیکہ نیند نہ آجائے ورنہ وضو جاتا رہے گا۔ دوسرے یہ کہ

سلطان اسلام عالم دین کو اذان کے علاوہ بھی نماز کی اطلاع دینا جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 414:)

(۲۱۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ چکے تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

فَلْيَضْطَجِعْ: ضجع، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے اور اس کے لیئے ہے جو تہجد میں جاگتا رہا ہو تا کہ کچھ آرام کر کے فرض فجر بہ آسانی ادا کرے۔ اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ یہ عمل گھر میں کرے مسجد میں نہ کرے تا کہ لوگوں کو اپنی تہجد پر مطلع نہ کرے مگر خیال رہے کہ اس طرح لیٹے کہ نیند یا اونگھ نہ آنے پائے ورنہ وضو جاتا رہے گا اور سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتیں و فرض ایک وضو سے پڑھے اگر تہجد نہ پڑھنے والا بھی سنت پر عمل کرنے کی نیت سے اس وقت کچھ لیٹ جائے تو حرج نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 432)

۵۶۔ بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ

ظہر کی سنتوں کا بیان

(۲۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۱۹) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1261)

(۲۲۰) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 729)

رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔ (متفق علیہ)

(۲۲۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنها: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں (سنتیں) ترک نہیں فرماتے تھے۔

(۲۲۲) وَعَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا، ثُمَّ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ. وَکَانَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ، وَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَیَدْخُلُ بَیْتِیْ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز مغرب پڑھاتے پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں ظہر کی سنتوں کا بیان ہے جن کو ہم بالتفصیل ماقبل ذکر کر چکے ہیں واللہ اعلم۔

(۲۲۳) وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ رَضِیَ اللهُ عَنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَافَظَ عَلٰی اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَی النَّارِ"

(۲۲۱) (بخاری شریف، کتاب التھجد، رقم الحدیث 1182)

(۲۲۲) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 730)

(۲۲۳) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1269، ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 427)

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄◄ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پابندی سے ادا کیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ السَّائِبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّھْرِ، وقَالَ: "اِنَّھَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِیْھَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْھَا عَمَلٌ صَالِحٌ".

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ وقت ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میں میرا نیک عمل اوپر جائے۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عنھا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ، صَلَّاھُنَّ بَعْدَھَا.

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ظہر سے پہلے چار رکعتیں (سنتیں) نہ پڑھتے تو ظہر کے بعد پڑھ لیتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۲۴) (ترمذی شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 478)

(۲۲۵) (ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 426)

شرح:

مسئلہ:۔فرض نمازوں کی قضا فرض ہے وتر کی قضا واجب ہے اور فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہو اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے ساتھ سنت بھی پڑھے اور اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں جمعہ اور ظہر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لیا اگر وقت ختم ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا نہیں اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلے فرض کے بعد والی سنتوں کو پڑھے پھر ان چھٹی ہوئی سنتوں کو پڑھے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲ ص ۶۴۳)

۵۷۔بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

عصر کی سنتوں کا بیان

(۲۲۶) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀◀ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں، مومنوں اور مسلمانوں پر سلام کہنے سے فصل کرتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر:6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر ہے کہ درمیان کے سلام سے نماز کا سلام ہی مراد ہے جس پر نماز ہوتی ہے یا ان میں دو رکعتیں تحیۃ الوضو کی تھیں اور دو عصر کی یا چاروں عصر کی، بیان جواز کے لیئے ان کے درمیان سلام پھیرا گیا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سلام سے مراد التحیات ہے کیونکہ اس میں سلام ہوتا ہے اس صورت میں یہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے ہوں گی مگر پہلے معنی

(۲۲۶)(ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 429)

زیادہ ظاہر ہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 395:)

(۲۲۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَحِمَ اللّٰهُ امْرَئًا صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۲۸) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀◀ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی کبھی چار کبھی دو لہٰذا یہ حدیث گزشتہ کے خلاف نہیں اسی لیئے امام اعظم فرماتے ہیں نمازی کو اختیار ہے کہ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے یا دو۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 396:)

۵۸۔ بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

مغرب کے بعد اور پہلے سنتیں پڑھنے کا بیان

تَقَدَّمَ فِي هٰذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ عَائِشَةَ، وَهُمَا صَحِيْحَانِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

(۲۲۷)(ابوداؤد شریف کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 1271)

(۲۲۸)(ابوداؤد کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 1272)

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ.

اس باب سے متعلق حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزر چکی ہیں اور وہ دونوں صحیح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ" قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: "لِمَنْ شَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھو اور تیسری مرتبہ ساتھ یہ بھی فرمایا: جو چاہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

"لِمَنْ شَاءَ" اس لیئے فرمایا کہ لوگ ان رکعتوں کو سنت مؤکدہ یا واجب نہ جان لیں یہ سمجھ کر "صَلُّوْا" امر ہے اور امر وجوب کے لیئے آتا ہے۔ خیال رہے کہ بعض امام اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے پہلے دو نفل مستحب ہے لیکن امام اعظم، امام مالک اور اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ نفل مکروہ ہیں۔ اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہ حکم تھا پھر نہ رہا چند وجھوں سے: ایک یہ کہ تیسری فصل میں بحوالہ مسلم آرہا ہے کہ عمر فاروق اس نفل پڑھنے والوں کو سزا دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ بروایت بخاری اسی دوسری فلس میں آرہا ہے صحابہ نے ابوتمیم کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو تعجبا ایک دوسرے سے شکایت کی۔ تیسرے یہ کہ تمام صحابہ نے یہ نفل بعد میں چھوڑ دیئے۔ چوتھے یہ کہ ان نفلوں سے مغرب میں تاخیر ہوگی حالانکہ اسے جلدی پڑھنے کا حکم ہے۔ پانچویں یہ کہ ہم باب فضل اذان میں ایک حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے سوا مغرب کے۔ بہر حال جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث قابلِ عمل نہیں۔ اس کی کچھ بحث باب فضل اذان میں گزر چکی اور اس کی پوری تحقیق فتح القدیر شرح ہدایہ میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 389:)

(۲۳۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۲۲۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1123، 6934، ابوداؤد رقم الحدیث 1281، مسند امام احمد رقم الحدیث 20571، ابن حبان رقم الحدیث 1588، ابن خزیمہ رقم الحدیث 1289، سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث 4269)

(۲۳۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 503)

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت (مسجد کے) ستونوں کی طرف جانے میں جلدی کرتے تھے۔ (یعنی سنتیں ادا کرنے کے لئے) (بخاری)

حل لغات:

یَبْتَدِرُوْنَ: ابتدر، یبتدر، ابتدارًا، بمعنی جلدی کرنا،

(۲۳۱) وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيْلَ: اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غروب آفتاب کے بعد مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھتے دیکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہمیں ان کا حکم دیا اور نہ منع فرمایا۔ (مسلم)

(۲۳۲) وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں تھے پس جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے اذان کہتا تو لوگ جلدی جلدی مسجد کے ستونوں کی طرف جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے حتیٰ کہ اگر کوئی اجنبی آدمی مسجد میں آتا تو وہ بہت زیادہ لوگوں کو یہ نماز (نفل) پڑھتے دیکھ کر سمجھتا کہ جماعت ہو گئی ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ: اجنبی آدمی،

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۳۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 836)

(۲۳۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 837)

شرح:

اس حدیث میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا بیان ہے اس کی شرح کے لیے اسی جلد میں حدیث نمبر: 229 کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابو الاحمد غفرلہ)

۵۹ بَابُ سُنَّةِ الْعِشَآءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

عشاء کے بعد اور پہلے کی سنتوں کا بیان

فِیْهِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَحَدِیْثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: "بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. کَمَا سَبَقَ۔

اس باب میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن مغفل والی ہے کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ (متفق علیہ) جیسا کہ گزر چکا۔

شرح:

پہلی روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "باب فضل السنن الراتبة مع الفرائض وبیان اقلها الخ" میں گزری، اور دوسری بھی اسی باب میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ گزری۔

۶۰۔ بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی سنتوں کا بیان

جمعہ ج اور م کے پیش سے، جَمْع سے بنا، بمعنی مجتمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ چونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع ہوئی کہ تکمیلِ خلق اسی دن ہوئی، نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اس دن ہی جمع ہوئی، نیز اس دن میں لوگ نماز جمعہ جمع ہو کر ادا کرتے ہیں ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں ہفتہ کے دنوں کے نام حسب ذیل تھے: اوّل، اَہْوَن، جُبار، دبار، مونس، عروبہ، شیاء۔ (اشعہ) نماز جمعہ فرض ہے، شعار اسلام میں سے ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے مگر اس کی فرضیت کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ چنانچہ یہ نماز مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، آزاد، تندرست، شہری پر فرض ہے اس کی ادا کے لیئے جماعت، آزاد جگہ، شہر اور خطبہ شرط ہیں۔ نہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ گاؤں میں جمعہ ادا ہو۔ اس کے مکمل دلائل ہمارے "فتاویٰ نعیمیہ" میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الجمعۃ، الفصل الاول، ج2، ص584)

(۲۳۳) فِیْهِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّهُ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اس باب میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت ابن عمر چونکہ مکہ معظمہ میں مسافر ہوتے تھے اس لیئے جمعہ کی سنتیں مسجد ہی میں ادا کرتے مگر فرق کے لیئے جگہ بدل دیتے تاکہ فرائض ونفل میں جدائی بھی ہو جائے اور مسجد کے چند مقامات گواہ بھی بن جائیں۔ یہ حدیث امام ابو یوسف کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چھ سنت مؤکدہ ہیں مگر وہ فرماتے ہیں کہ پہلے چار پڑھے پھر دو اور یہاں ہے کہ آپ نے پہلے دو پڑھیں پھر چار۔

سنت جمعہ مکہ معظمہ میں مسجد ہی میں پڑھتے تھے اور مدینہ منورہ میں گھر میں اور بعد جمعہ چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ بعد جمعہ چار سنتیں بالاتفاق مؤکدہ ہیں اور دو کے مؤکدہ ہونے میں اختلاف ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد جمعہ چار سنتیں پہلے پڑھے دو بعد میں تاکہ فرض اور سنت مؤکدہ میں فاصلہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مختلف رہے ہیں کبھی کسی طرح ادا فرمائیں، کبھی کسی طرح لہٰذا جائز ہر طرح ہیں صرف بہتر ہونے میں اختلاف ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ،باب الجمعۃ، الفصل الاول، ج2، ص413)

(۲۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ. فَلْیُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعتیں (سنت) پڑھے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۳۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 881)

شرح:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چار سنت مؤکدہ ہیں، امام یوسف کے ہاں چھ، اس طرح کہ فرض جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھے پھر دو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث390)

(۲۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ. فَيُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ فِیْ بَيْتِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ (گھر) لوٹ جاتے پس اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

٦١۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِی الْبَيْتِ سَوَاءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَّوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ

نفلی نمازیں خواہ سنت مؤکدہ ہوں یا اس کے علاوہ گھر میں پڑھنے کے استحباب کا بیان اور نفل نماز کے لئے فرض پڑھنے والی جگہ سے ہٹ جانے یا دونوں نمازوں کے درمیان کلام کے ذریعے فصل کرنے کا حکم

(۲۳۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِیْ بُيُوْتِكُمْ. فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو بے شک بہترین نماز وہ ہے جو آدمی اپنے گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے۔ (متفق علیہ)

(۲۳۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا. عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ. وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

---

(۲۳۵) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 882)

(۲۳۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1722، بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 6860، نسائی شریف، رقم الحدیث 1599، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21622، بیہقی رقم الحدیث 5018)

(۲۳۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1717، بخاری شریف، رقم الحدیث 422، 1131، ابوداؤد، رقم الحدیث 1043، 1448، ترمذی، رقم الحدیث 451، نسائی، رقم الحدیث 1598، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4511، 4653، 6045، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1205، 1290، بیہقی رقم الحدیث: 2860، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6761، 4867، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5278، 5279)

فرمایا: اپنی کچھ نمازیں (نفلی) اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں (اپنے گھروں کو) قبریں نہ بناؤ۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قُبُوْرًا: قبور جمع ہے قبر کی

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو) اس طرح کہ فرض مسجد میں پڑھو اور سنت و نفل گھر میں آکر یا نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھو اور نماز تہجد، چاشت وغیرہ گھر میں، تاکہ نماز کا نور گھروں میں رہے اور عورتوں و بچوں کو تمہیں دیکھ کر نماز کا شوق ہو، نیز گھر کی نماز میں ریا کم ہوتی ہے۔

یعنی گھروں کو قبرستان کی طرح انہیں نماز سے خالی مت رکھو یا گھروں میں مردے دفن نہ کرو۔ خیال رہے کہ گھر میں دفن ہونا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کو یہ شرف نصیب ہوا۔ دوسروں کو شہر سے باہر قبرستان ہی میں دفن کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ اپنی تعمیر شدہ مسجد یا مدرسے میں اپنی قبر کی جگہ رکھتے ہیں اور وہیں دفن کئے جاتے ہیں اور وہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے کیونکہ اس سے وہ جگہ قبرستان نہیں بن جاتی۔ "قبورا" میں اسی طرف اشارہ ہے نہ ان کی قبر کھود کر لاش نکالنا جائز کہ بعد دفن میت نکالنا جائز نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث:673)

(۲۳۸) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ؛ فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں (فرض) نماز ادا کرلے تو اس کو چاہئے کہ نماز (نفلی) کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی عطا کرنے والا ہے۔ (مسلم)

(۲۳۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهٗ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهٗ عَنْ

(۲۳۸) (مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1719، بخاری شریف، رقم الحدیث 6044، ابن حبان، رقم الحدیث 854، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 7306)

(۲۳۹) (مسلم شریف، الجمعۃ، رقم الحدیث 883)

شَیْئٍ رَآہُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ: نَعَمْ، صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ، قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ. اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ؛ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ، اَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عمر بن عطاء سے مروی ہے کہ حضرت نافع ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حضرت نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے اس چیز کے متعلق پوچھوں جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز میں دیکھی تھی تو انہوں (سائب) نے کہا: ہاں! میں نے ان (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ مقصورہ میں نماز جمعہ ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز (نفل) پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اس کے ساتھ کسی اور نماز کو نہ ملانا جب تک کہ تم کلام نہ کرلو یا وہاں سے نکل نہ جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں۔ حتیٰ کہ ہم کلام کریں یا وہاں سے ہم نکل جائیں۔ (مسلم)

حل لغات:

نَعَمْ: کلمہ ایجاب ہے اور اس میں چار لغت اور ہیں، نَعِم، نِعِم، نَعَام، نَعَم،

تعارفِ رواۃ:

عمر ابن عطا ابن خواری: آپ مکی ہیں، تابعی ہیں، آپ کی احادیث مکہ معظمہ میں بہت مشہور ہیں، عموماً آپ حضرت ابن عباس سے احادیث لیتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، اصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی التابعین،)

شرح:

نافع ابن جبیر ابن مطعم نے عمرو ابن عطا کو حضرت سائب کے پاس یہ پوچھنے بھیجا کہ کیا تمہاری کوئی نماز یا نماز کا کوئی عمل حضرت معاویہ نے دیکھا ہے اور اس کی تائید یا تردید کی ہے چونکہ امیر معاویہ فقیہ صحابہ سے ہیں اس لیئے ان کی تائید یا تردید حجت شرعیہ ہے۔ خیال رہے کہ عمرو ابن عطا اور جبیر ابن مطعم دونوں تابعی ہیں اور حضرت سائب اور امیر معاویہ دونوں صحابی مگر حضرت معاویہ فقیہ صحابی ہیں۔

مقصورہ جامع مسجد کا وہ خاص مقام ہے جہاں مکبر یا سلطان اسلام کھڑے ہو کر جماعت سے نماز ادا کریں، چونکہ یہ جگہ ان لوگوں پر مقصور و محدود ہوتی ہے اس لیئے اسے مقصورہ کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ جب سے حضرت عمر فاروق کو نماز

میں شہید کیا گیا تب سے بادشاہوں کے لیئے مسجد میں خاص جگہ مقرر کی جانے لگی جہاں صرف وہی کھڑے ہوں آس پاس ان کے خاص آدمی پیچھے حفاظتی پولیس تا کہ نماز میں ان پر کوئی حملہ نہ کر سکے۔

(امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی) یعنی سنت ونفل وہاں ہی ادا کر لیئے جگہ نہ بدلی فرض وسنن میں فاصلہ بھی نہ کیا۔

(جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اس کے ساتھ کسی اور نماز کو نہ ملانا جب تک کہ تم کلام نہ کرلو یا وہاں سے نکل نہ جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ فرائض ونوافل میں کچھ فاصلہ ضروری ہے جگہ کا فاصلہ ہو یا دعا وظیفہ یا کلام کا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دعا بھی مانگے جگہ بھی قدرے بدل لے بلکہ مقتدی لوگ صفیں بھی توڑ دیں پھر سنتیں ادا کریں تا کہ آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ جماعت ہو رہی ہے اسی لیئے بعد نماز جنازہ صفیں توڑ کر بلکہ بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں۔ اور نوافل فرائض سے نہ ملاؤ یہ حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 412:)

۶۲۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلٰوةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ اَنَّهٗ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهٖ

وتر پڑھنے کی ترغیب اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے اور اس کے وقت کا بیان

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد جفت یعنی شفع کا مقابل، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ"۔ شریعت میں وتر خاص نماز کا نام ہے جو عشاء کے بعد متصل یا تہجد کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ وتر میں علماء کے پانچ اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سنت ہیں یا واجب؟ ہمارے ہاں واجب ہیں۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین؟ ہمارے ہاں تین رکعت۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو دو سلام سے یا ایک سلام سے؟ ہمارے ہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن میں؟ ہمارے ہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الوتر، الفصل الاول ج 2، ص 492)

(۲۴۰) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح تو لازم نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنت قرار دیا ہے' اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ وتر (یعنی ایک) ہے' اور وتر کو پسند فرماتا ہے پس اے اہل قرآن! وتر ادا کیا کرو۔

(۲۴۰) (ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1416 ' ترمذی شریف' رقم الحدیث 543)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر:6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اے قرآن ماننے والو مسلمانو! نماز وتر پڑھا کرو اس پر بہت ثواب ہے یا اے قرآن ماننے والو دنیا سے منقطع ہو کر رب کے ہو رہو۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کی بنا پر کہا کہ وتر ایک رکعت ہے کیونکہ یہاں وتر کو اللہ تعالیٰ سے نسبت دی گئی اللہ تو ایک ہے وتر بھی ایک ہونی چاہیے مگر یہ بات بہت کمزور ہے کیونکہ یہاں مناسبت صرف وتر یعنی طاق ہونے میں ہے اور طاق تو تین بھی ہیں ایک ہونے میں نسبت نہیں، ورنہ رب تعالیٰ اجزا سے پاک ہے اور وتر نماز اگرچہ ایک رکعت ہی ہو اجزا والی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 504)

(۲۴۱) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ اَوْسَطِهٖ، وَمِنْ اٰخِرِهٖ، وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں نماز وتر ادا کی ہے رات کے پہلے حصے میں بھی' درمیانی حصے میں بھی' اور آخری حصہ میں بھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر ادا کرنے کا وقت سحری تک پہنچا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سحر سے مراد رات کا آخری چھٹا حصہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عشاء کے وقت وتر پڑھ لیئے اور کبھی عشاء پڑھ کر سوئے اور درمیان رات جاگ کر تہجد و وتر پڑھے مگر آخری عمل یہ رہا کہ صبح صادق کے قریب تہجد کے بعد وتر

(۲۴۱) (مسلم شریف' کتاب صلوۃ المسافرین' رقم الحدیث 1633' بخاری شریف' رقم الحدیث 951' ابوداؤد' رقم الحدیث 1435' 1437' ترمذی' رقم الحدیث 456' 469' 2924' نسائی' رقم الحدیث 1681' 1721' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1185' 1186' 1187' دارمی' رقم الحدیث 1587' مسند امام احمد' رقم الحدیث 651' 653' 825' ابن حبان' رقم الحدیث 2443' 2446' 2565' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1080' 1085' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1121' بیہقی' رقم الحدیث 916' 4548' 4611' 4612' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 322' 1905' 2106' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 679)

پڑھے، مسلمان جس پر عمل کرے سنت کا ثواب پائے گا اگرچہ آخر رات میں پڑھنا افضل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 تحت حدیث 499)

(۲۴۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (متفق علیہ)

(۲۴۳) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔ (مسلم)

(۲۴۴) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهٗ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ، اَيْقَظَهَا فَاَوْتَرَتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ: "قُوْمِيْ فَاَوْتِرِيْ يَا عَائِشَةُ".

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (نوافل) ادا کرتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوتیں پس جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جگاتے تو وہ وتر پڑھتیں۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو۔

حلِ لغات:

مُعْتَرِضَةٌ: سامنے لیٹی ہوئی تھیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۴۲) (بخاری شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 998)

(۲۴۳) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 754)

(۲۴۴) (بخاری شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 997)

شرح:

حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو وَصیَّت فرمائی کہ''سونے سے پہلے وِتر پڑھ کر سویا کرو۔'' صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ مُفْتی محمد امجد علی اَعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں:''وتر واجب ہے اگر سَہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے۔'' (بہارشریعت،۱/ ۶۵۳)

مزید فرماتے ہیں:''جو شخص جاگنے پر اِعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مُستَحَب ہے، ورنہ سونے سے قبل (ہی) پڑھ لے۔'' (بہارشریعت،۱/ ۶۵۳)

وِتر کو رات کے آخری حصے تک مُؤخَّر کرنا بھی اَفضل ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبودار ہے:''جسے اَندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اُٹھے گا وہ (رات کے) اوَّل (وقت) میں پڑھ لے اور جسے اُمید ہو کہ پچھلے (پہر) کو اُٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملائکہ رَحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ اَفضل ہے۔''

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف ان لا یقوم من آخر اللیل، ص ۳۸۷، حدیث:۷۵۵)

(۲۴۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح سے پہلے جلدی وتر پڑھا کرو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ اَنْ لَّا یَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ. فَلْیُوْتِرْ اَوَّلَهٗ. وَمَنْ طَمِعَ اَنْ یَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْیُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّیْلِ. فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَشْهُوْدَةٌ. وَذٰلِكَ اَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ خوف ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے چاہئے کہ رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لے اور جسے رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی خواہش ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔ (مسلم)

---

(۲۴۵)(ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1436' ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 467)

(۲۴۶)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 755)

حل لغات:

طَمِعَ: از، طمعاً، بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو اسے چاہئے کہ رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لے) یہ امر وجوبی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمر تم قوت واجتہاد پر۔ خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنی ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 498:)

٦٣۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الضُّحٰی وَبَیَانِ اَقَلِّھَا وَاَکْثَرِھَا وَاَوْسَطِھَا، وَالْحَثِّ عَلَی الْمُحَافَظَۃِ عَلَیْھَا

نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی قلیل، کثیر اور درمیانی مقدار اور اس کی پابندی کرنے پر ابھارنے کا بیان

ضُحٰی ضَحْوٌ سے بنا، بمعنی دن کی بلندی یا آفتاب کی شعاع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا"۔ عرف میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔ نماز اشراق کا وقت سورج کے چمکنے کے بیس ۲۰ منٹ بعد سے سورج کے چہارم کے چہارم آسمان پر پہنچنے تک اور نماز چاشت کا وقت چہارم دن سے دوپہر یعنی نصف النہار تک ہے کبھی نماز اشراق کو بھی نماز چاشت کہہ دیا جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں سنت مستحبہ ہیں، نماز اشراق مسجد میں ادا کرنا بہتر ہے اور چاشت گھر میں، اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور چاشت کی چار۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب صلوۃ الضحی، الفصل الاول، ج2، ص543)

(۲۴۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصِیَامِ

(۲۴۷) صحیح بخاری، رقم: ۱۱۷۸، صحیح مسلم، رقم: ۱۷۰۵، السنن الکبرٰی للبیہقی، رقم: ۵۰۳۷، سنن ابوداؤد، رقم: ۱۴۳۴، سنن الدارمی، رقم: ۱۴۵۴

ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَي الضُّحٰى، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَالْاِيْتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ اِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا يَثِقُ بِالْاِسْتِيْقَاظِ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنْ وَثِقَ، فَاٰخِرُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھوں اور سونے سے پہلے نماز وتر ادا کروں۔ (متفق علیہ)

سونے سے قبل وتر پڑھنا اور اس شخص کے لئے مستحب ہے جسے جاگنے پر وثوق نہ ہو سو اگر اسے وثوق ہو (کہ جاگ جائے گا) تو رات کے آخری حصے تک مؤخر کرنا افضل رہے۔

حل لغات:

الاسْتِيقَاظِ: بیدار ہونا، جاگنا،

تعارفِ رواى:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ابھی ماقبل حدیث میں گزری ہے واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

(۲۴۸) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر صبح سے تمہارے جسم کے ہر جوڑ کے ذمہ ایک صدقہ ثابت ہو جاتا ہے' پس ہر دفعہ ''سبحان اللہ'' کہنا ایک صدقہ ہے۔ ہر دفعہ ''الحمد للہ'' کہنا ایک صدقہ ہے۔ ہر دفعہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا ایک صدقہ ہے' اور ہر دفعہ ''اللہ اکبر'' کہنا ایک صدقہ ہے' اور نیکی کا حکم دینا بھی ایک صدقہ ہے' اور برائی سے روکنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور ان سب سے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے۔ (مسلم)

(۲۴۸) صحیح مسلم' رقم: ۱۷۰۴' مسند امام احمد' مسند ابی ذر' رقم: ۲۱۵۱۳' مسند ابوعوانہ' رقم: ۲۱۲۱' معجم لابن عساکر' رقم: ۱۰۷۶' رقم: ۸۱۰۵

تعارفِ روای:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ان تمام مذکورہ اعمال میں میں صدقہ نفلی کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکریہ بھی ہے لہٰذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفلی نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکریہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔

(اوران سب سے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے۔) یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے، اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاء اللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث: 545)

(۲۴۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا، وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں جو اللہ چاہتا اضافہ فرما لیتے۔ (مسلم)

(۲۵۰) وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ، صَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ، وَذٰلِكَ ضُحًی. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ اِحْدٰی رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ.

◀◀ حضرت اُمّ ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس پر گئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے ہوئے پایا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھیں اور یہ چاشت کی نماز تھی۔ (متفق علیہ) اور یہ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کی عبارت کا اختصار ہے۔

تعارفِ روای:

ام ہانی کا نام فاختہ یا عاتکہ بنت ابی طالب ہے، علی مرتضی کی حقیقی بہن ہیں، آپ مجبوراً مکہ معظمہ سے ہجرت نہ کر سکی تھیں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 868 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۴۹) صحیح مسلم، رقم: ۱۶۹۸، سنن النسائی، رقم: ۱۷۹۷، مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۲۴۹۶۸

(۲۵۰) صحیح مسلم، رقم: ۷۰۲، السنن الصغری، رقم: ۶۸۳۱، موطاء امام مالک، رقم: ۱۰۳

شرح:

یہ حدیث نماز چاشت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے (اور یہ چاشت کی نماز تھی۔) یعنی یہ نماز شکرانہ وغیرہ کی نہ تھی بلکہ چاشت کی تھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث :543)

۶۴۔ بَابُ تَجْوِيزِ صَلٰوةِ الضُّحٰى مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلٰى زَوَالِهَا وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَلّٰى عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰى

سورج بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک نماز چاشت پڑھنے کے جواز اور سخت گرمی کی حالت میں جبکہ سورج خوب بلند ہو گیا ہو اس وقت چاشت پڑھنے کے افضل ہونے کا بیان

(۲۵۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهُ رَاٰى قَوْمًا يُّصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى، فَقَالَ: اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ، اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِيْمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، يَعْنِيْ: شِدَّةَ الْحَرِّ۔

وَ"الْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِيْلٍ وَّهُوَ: الصَّغِيْرُ مِنَ الْاِبِلِ۔

◀◀ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا ان کو معلوم نہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز (چاشت) پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلوۃ الاوابین اس وقت پڑھی جائے جبکہ اونٹوں کے بچے گرمی محسوس کرتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

ترمض: تاء اور میم اور ضاء معجمہ پر زبر کے ساتھ اس کا مطلب ہے: سخت گرمی۔

الفصال: یہ فصیل کی جمع ہے اور اس کا مطلب ہے: چھوٹا سا اونٹ (اونٹ کا بچہ)

تعارفِ رواۃ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۵۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1569، بخاری شریف، رقم الحدیث 1124، 1880، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1432، 1433، ترمذی، رقم الحدیث 760، نسائی، رقم الحدیث 1112، 1977، 1678، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3022، دارمی، رقم الحدیث 1454، 1745، مسند امام احمد، رقم الحدیث 122، 7138، 7180، ابن حبان، رقم الحدیث 2536، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1083، بیہقی، رقم الحدیث 2574، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 6266)

شرح:

(انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا) اشراق سے متصل چہارم دن گزرنے سے پہلے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

(اس کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز (چاشت) پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔) بعض علماء نے فرمایا کہ چاشت کا وقت بھی طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور نصف النہار پر ختم ہوتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ چہارم دن گزرنے پر پڑھے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ زید ابن ارقم نے افضل فرمایا، یہ نہ کہا کہ یہ نماز وقت سے پہلے پڑھ رہے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں گھڑی نہ تھی اس لیے اوقات کا ذکر علامت سے ہوتا تھا آپ نے دوپہر کو اسی علامت سے بیان فرمایا کہ اونٹ کے بچے اون کی وجہ سے جب گرم ہو جائیں یعنی خوب دن چڑھ جائے وقت گرم ہو جائے، چونکہ اس وقت دل آرام کرنا چاہتا ہے اس لیے اس وقت نماز بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 546:)

۶۵۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلٰوةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَآءٌ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ اَوْ صَلٰوةِ فَرِيْضَةٍ اَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

نماز تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کی ترغیب اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے بیٹھنے کے مکروہ ہونے کا بیان اور دو رکعتیں خواہ تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھے خواہ نماز فرض ادا کرے اور خواہ سنت مؤکدہ ادا کرے

(۲۵۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (متفق علیہ)

(۲۵۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو رکعتیں پڑھ لو۔ (متفق علیہ)

---

(۲۵۳) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 748)

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مسجد سے مراد یا حضرت جابر کے محلے کی مسجد ہے یا مسجد نبوی شریف دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے مسجد اللہ کا گھر ہے وہاں حاضر ہونا گویا رب تعالیٰ سے ملاقات کرنا ہے اس کا استحباب حدیث فعلی سے بھی ثابت ہے اور حدیث قولی سے بھی۔(مرقات)(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 801:)

٦٦۔ بَابُ اسۡتِحۡبَابِ رَكۡعَتَيۡنِ بَعۡدَ الۡوُضُوۡءِ

وضو کے بعد دو رکعتوں کے استحباب کا بیان

(۲۵۴) عن اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ: اَنَّ رَسُوۡلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: "يَا بِلَالُ، حَدِّثۡنِیۡ بِاَرۡجٰی عَمَلٍ عَمِلۡتَهٗ فِی الۡاِسۡلَامِ، فَاِنِّیۡ سَمِعۡتُ دَفَّ نَعۡلَيۡكَ بَيۡنَ يَدَیَّ فِی الۡجَنَّةِ" قَالَ: مَا عَمِلۡتُ عَمَلًا اَرۡجٰی عِنۡدِیۡ مِنۡ اَنِّیۡ لَمۡ اَتَطَهَّرۡ طُهُوۡرًا فِیۡ سَاعَةٍ مِّنۡ لَيۡلٍ اَوۡ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيۡتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوۡرِ مَا كُتِبَ لِیۡ اَنۡ اُصَلِّیَ. مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ، وَهٰذَا لَفۡظُ الۡبُخَارِیِّ.

"اَلدَّفُّ" بِالۡفَاءِ: صَوۡتُ النَّعۡلِ وَحَرَكَتُهٗ عَلَی الۡاَرۡضِ، وَاللهُ اَعۡلَمُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے اسلام میں اپنے اس عمل کے متعلق بتا جس پر تجھے ثواب کی سب سے زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے قدموں کی آواز سنی ہے۔ (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا: میں نے ایسا تو کوئی عمل نہیں کیا جس پر مجھے ثواب کی اس سے زیادہ امید ہو سوائے اس کے کہ میں نے دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں جب کبھی بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو سے نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

---

(۲۵۴) (مسلم شریف' کتاب صلوٰۃ المسافرین' رقم الحدیث 1551' بخاری شریف' رقم الحدیث 1110' 433' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 467' 468' ترمذی شریف' رقم الحدیث 316' نسائی شریف' رقم الحدیث 1395' 730' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1012' 1013' موطا امام مالک' رقم الحدیث 386' دارمی' رقم الحدیث 1551' 1553' 1393' مسند امام احمد' رقم الحدیث 22576' 22582' 22631' ابن حبان' رقم الحدیث 2497' 2501' 2495' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1827' 1831' 1325' بیہقی' رقم الحدیث 4701' 4702' 5001' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2117' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 3280' دارقطنی' رقم الحدیث 3)

حل لغات:

رَجی : اسم تفضیل زیادہ امید کے لائق کام،

الدّف: فاء کے۔ تھ جوتوں کی زمین پر چلتے ہوئے آواز کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

غالب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شب خواب میں معراج ہوئی تب اس کے سویرے کو حضرت بلال سے یہ سوال فرمایا کیونکہ جسمانی معراج کے سویرے تو فجر جماعت سے پڑھی نہ تھی یا یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی معراج میں ملاحظہ فرمایا تھا مگر یہ سوال کسی اور دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا، یہ ہی معنی زیادہ ظاہر ہیں۔

حضرت بلال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جنت میں جانا ایسا ہے جیسے نوکر چاکر بادشاہوں کے آگے ہٹو بچو کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے بلال! تم نے ایسا کون سا کام کیا جس سے تم کو میری یہ خدمت میسر ہوئی۔ خیال رہے کہ معراج کی رات نہ تو حضرت بلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں گئے نہ آپ کو معراج ہوئی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات وہ واقعہ ملاحظہ فرمایا جو قیامت کے بعد ہوگا کہ تمام خلق سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اس طرح کہ حضرت بلال خادمانہ حیثیت سے آگے آگے ہوں گے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے انجام پر خبردار کیا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی اور کون کس درجہ کا جنتی دوزخی ہے، یہ علوم خمسہ میں سے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان و آنکھ لاکھوں برس بعد ہونے والے واقعات کو سن لیتے ہیں، دیکھ لیتے ہیں۔ یہ واقعہ اس تاریخ سے کئی لاکھ سال بعد ہوگا مگر قربان ان کانوں کے آج ہی سن رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ انسان جس حال میں زندگی گزارے گا اسی حال میں وہاں ہوگا۔ حضرت بلال نے اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری وہاں بھی خادم ہوکر ہی اٹھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت بلال کے صدقے مجھے نصیب کرے کہ وہاں بھی اپنے پیارے محبوب کے گن گاؤں، ان کی نعتیں لکھوں اور پڑھوں۔ شعر

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لیے

(میں نے دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں جب کبھی بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو سے نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی۔ یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وضو یا غسل کیا تو دو نفل تحیۃ الوضو پڑھ لیے مگر یہاں اوقات غیر مکروہ میں پڑھنا

مراد ہے تا کہ یہ حدیث ممانعت کی احادیث کے خلاف نہ ہو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال سے یہ پوچھنا اسی لیے تھا تا کہ آپ یہ جواب دیں اور امت اس پر عمل کرے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے ہر چھپے کھلے عمل سے واقف ہیں، نیز یہ درجہ صرف حضرت بلال کو ان نوافل کا ہے۔ ہزار ہا آدمی یہ نوافل پڑھیں گے یا پابندی کریں گے مگر انہیں یہ خدمت نصیب نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 554)

٦٧۔ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبْكِيرِ إِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ بَيَانِ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ إِكْثَارِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کی فضیلت' اس کے وجوب' اس کیلئے غسل کرنے' خوشبو لگانے' اوّل وقت میں جمعہ کے لئے جانے' جمعہ کے دن دعا کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے' اور اس میں قبولیت کی دعا کی گھڑی کا بیان اور جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝} (الجمعة: 10)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

تشریح:

ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار سے منع کر دیا گیا تھا اب اس کی اجازت دی گئی ہے اور کئی سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس حکم کی تعمیل میں بازار کا چکر لگایا کرتے تھے تا کہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو صرف نماز تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ آپ کوئی کام کر رہے ہوں اس وقت بھی آپ کو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کے ذکر کی کثرت سے ہی فلاح دارین نصیب ہو سکتی ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

فضل اللہ سے کیا مراد ہے:

فضل اللہ سے۔ نمبرا۔ رزق مراد ہے۔ نمبر ۲۔ طلب علم نمبر ۳۔ عیادۃ المریض۔ نمبر ۴۔ دینی بھائی کی ملاقات۔

(مدارک تحت آیت مذکورہ)

(۲۵۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تخلیق ہوئی' اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، بے شک جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس ساعتیں (یعنی گھنٹے) ہیں اور ہر ساعت میں اللہ عزوجل چھ لاکھ افراد کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے۔ بعض راویوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جن میں سے ہر ایک پر جہنم واجب ہوچکی تھی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، رقم ۳۰۰۸، ج ۲، ص ۳۷۵)

حضرتِ سیّدنا ابولُبابہ بن عَبْدُ الْمُنْذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں، (۱) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا اور (۲) اسی دن اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور (۳) اسی دن میں اللہ عزوجل نے حضرتِ سیّدنا آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی، (۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ عزوجل سے جو کچھ مانگے گا اللہ عزوجل اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام شے طلب نہ کرے، (۵) اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔ (ابن ماجہ، کتاب الاقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸)

(۲۵۶) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى، فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس شخص نے وضوکیااور عمدہ وضوکیا پھر جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا اور خوب توجہ سے سنتا رہااور خاموش رہا تواس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھواتو اس نے فضول کام کیا۔(مسلم)

حل لغات:

مَسّ: از مساً، مسیساً، بمعنی چھونا۔

اَلْحَصٰی: کنکریاں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے وضوکیااور عمدہ وضوکیا) اس طرح کہ وضو کے فرائض، سنتیں، مستحبات سب ادا کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں، سنت ہے۔جو صرف وضو ہی کرے وہ گنہگار نہیں۔امام مالک کے ہاں یہ غسل واجب ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

(پھر جمعہ ادا کرنے کے لئے آیااور خوب توجہ سے سنتا رہااور خاموش رہا) اس طرح کہ اگر دور ہوتو صرف خاموش رہے اوراگر امام سے قریب ہوکہ خطبہ کی آواز آرہی ہوتو کان لگا کر سنے۔

(اور جس نے کنکریوں کو چھواتو اس نے فضول کام کیا۔) یعنی خطبہ کے وقت صرف زبان سے خاموشی کافی نہیں بلکہ سکون واطمینان سے بیٹھنا بھی ضروری ہے، کنکر پتھروں سے کھیلنا بھی ممنوع ہے۔اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت دامن یا پنکھے سے ہوا کرنا بھی منع ہے اگرچہ گرمی ہو، اس وقت ہمہ تن خطبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث:611)

---

(۲۵۶)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1872 ' ابوداؤد، رقم الحدیث 1946 ' ترمذی، رقم الحدیث 488 ' 491 ' نسائی، رقم الحدیث 1373 ' موطا امام ملک، رقم الحدیث 241 ' مسند احمد، رقم الحدیث 9196 ' 10552 ' 10653 ' ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1728 ' 1729 ' مستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1026 ' 1030 ' 3999 ' بیہقی، رقم الحدیث 5799 ' مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6586 ' طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9000)

(۲۵۷) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَی الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلٰی رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیان میں کئے جانے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

(۲۵۸) وَعَنْهُ، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ عَلٰی أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ: "لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کی لکڑیوں پر بیٹھ کر فرماتے سنا: لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں وگرنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا اور وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔ (مسلم)

حل لغات:

اَعْوَادِ: جمع العود، بمعنی لکڑی، کٹی ہوئی ٹہنی۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جو سستی سے جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سست۔ خیال رہے کہ یہاں روئے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آئندہ آنے والے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ کوئی صحابی تارک جمعہ نہ تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 600:)

(۲۵۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۲۵۷) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 857)

(۲۵۸) (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ، رقم الحدیث 233)

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔ (متفق علیہ)

(۲۶۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اَلْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: اَلْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوَاجِبِ: وُجُوْبُ اخْتِیَارٍ، کَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِہٖ: حَقُّکَ وَاجِبٌ عَلَیَّ. وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کا غسل ہر بالغ آدمی کے لئے ضروری ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

المحتلم: سے مراد بالغ ہے۔

الواجب: سے وجوب اختیاری مراد ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنے کسی دوست سے کہتا ہے: تمہارا حق تو مجھ پر واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اگر واجب بمعنی ثابت ہو تو حدیث محکم ہے منسوخ نہیں اور اگر بمعنی ضروری ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ (یعنی اس آگے آنے والی حدیث میں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ جمعہ کے دن کی وجہ سے ہے، نماز جمعہ فرض ہو یا نہ ہو۔ بہت سے علماء کا یہ بھی قول ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 504:)

(۲۶۱) وَعَنْ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّاَ

(۲۵۹) (مسلم شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 1898' نسائی شریف' رقم الحدیث 1370' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 794' دارمی' رقم الحدیث 1570' مسند امام احمد' رقم الحدیث 2132' 2290' 3099' ابن حبان' رقم الحدیث 2785' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1855' بیہقی' رقم الحدیث 5360' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 5742' 5765' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 197)

(۲۶۰) (بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 895)

(۲۶۱) (مسلم شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 846)

يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ"
رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز وضو کیا تو وہ کافی ہے اور اچھا ہے اور جو شخص غسل کرے تو غسل زیادہ بہتر ہے۔

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۶۲) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى"
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اور حسب استطاعت طہارت حاصل کرتا ہے، تیل لگاتا ہے، اور اپنے گھر کی خوشبو لگاتا ہے پھر نکلتا ہے (جمعہ کے لئے) اور دو آدمیوں کے درمیان علیحدگی نہیں کرتا، پھر اس پر جو نماز فرض ہے وہ ادا کرتا ہے، پھر جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو خاموش رہتا ہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

حل لغات:

يَدَّهِنُ: از، دهن دهناً بمعنی تیل لگانا،

تعارف روای:

حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 48 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 831 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض احادیث میں عورتوں کا ذکر ہے وہاں عبارت یہ ہے: "مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" اس لیئے جمعہ میں عورتوں کو آنا بھی مستحب ہے، مگر اب زمانہ خراب ہے عورتیں مسجدوں میں نہ آئیں۔ (مرقاۃ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں سینماؤں، بازاروں، کھیل

(۲۶۱) (ترمذی شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 497، ابوداؤد شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 354)

تماشوں، اسکولوں، کالجوں میں جائیں، صرف مسجد میں نہ جائیں گھروں میں رہیں، بلاضرورت شرعیہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔اسی لیئے فقیر کا یہ فتویٰ ہے کہ اب عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اگر ہم انہیں روکیں تو یہ وہابیوں، مرزائیوں، دیوبندیوں کی مساجد میں پہنچتی ہیں جیسا کہ تجربہ ہوا۔ان لوگوں نے عورتوں کے لیئے بڑے بڑے انتظامات اپنی اپنی مسجدوں میں کیئے ہوئے ہیں عورتوں کو گمراہ کر کے ان کے خاوندوں اور بچوں کو بہکاتے ہیں۔

(اور اپنے گھر کی خوشبو لگاتا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

(اور دو آدمیوں کے درمیان علیحدگی نہیں کرتا) اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

(پھر اس پر جو نماز فرض ہے وہ ادا کرتا ہے) تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آیندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

(جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو خاموش رہتا ہے) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہٰذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آیندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 609:)

(۲۶۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْاُوْلٰی فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

قَوْلُهٗ: "غُسْلَ الْجَنَابَةِ" اَیْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِی الصِّفَةِ.

---

(۲۶۳)(بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 883)

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا اور پھر چل پڑا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا تو اس نے گویا گائے کی قربانی سے قرب (خداوندی) حاصل کیا' اور جو تیسری ساعت میں چلا تو گویا اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی' اور جو چوتھی ساعت میں چلا تو گویا اس نے مرغی کی قربانی دی' اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا قربان کیا' اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر (خداوندی) سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

آپ کا فرمان: غسل الجنابۃ: اس سے مراد ہے جیسے کہ غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ (ایسا غسل کرنا)۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ فرشتے مخصوص ہیں جن کی ڈیوٹی جمعہ کو لگتی ہے، اعمال لکھنے والے نہیں، بعض نے فرمایا کہ جمعہ کی طلوع فجر سے کھڑے ہوتے ہیں، بعض کے نزدیک آفتاب چمکنے سے، مگر حق یہ ہے کہ سورج ڈھلنے سے شروع ہوتے ہیں کیونکہ اسی وقت سے وقت جمعہ شروع ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ فرشتے سب آنے والوں کے نام جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ اگر اولاً سو آدمی ایک ساتھ مسجد میں آئیں تو وہ سب اول ہیں۔

(جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا اور پھر چل پڑا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی) یعنی جو سورج ڈھلتے ہی وقت جمعہ داخل ہوتے ہی مسجد میں آجائے اسے مکہ معظّمہ اونٹ، گائے کہ ہدی بھیجنے والے کا ثواب ہے۔

(اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا تو اس نے گویا گائے کی قربانی سے قرب (خداوندی) حاصل کیا' اور جو تیسری ساعت میں چلا تو گویا اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی' اور جو چوتھی ساعت میں چلا تو گویا اس نے مرغی کی قربانی دی' اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا قربان کیا') اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حج صرف امیروں پر فرض ہے اسی لیئے ان کی ہدی صرف اونٹ، گائے کی ہوگی مگر جمعہ غریبوں پر بھی فرض ہے اسی لیئے ان کی یہ ہدی مرغی کے انڈے کی بھی قبول ہے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ہدی تو صرف اونٹ، گائے، بکری کی ہوتی ہے یہاں مرغی، انڈے کا ذکر کیوں ہوا۔ خیال رہے کہ ہدی قربانی کا وہ جانور ہے جو مکہ معظّمہ ذبحہ کے لیئے بھیجا جائے گا کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے۔

(اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر (خداوندی) سننے کے لئے حاضر ہوجاتے ہیں) یعنی جب امام خطبہ کے لیئے منبر پر آتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر انسانوں کے ساتھ خطبہ سننے لگتے ہیں، اب جو اس وقت آئے گا نہ اس کا نام ان کے دفتر میں لکھا جائے گا نہ اسے جلد آنے کا ثواب ملے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 تحت حدیث 612:)

(۲۶۴) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: "فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللهَ شَيْئًا، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ" وَاَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اس گھڑی کو اس حالت میں پائے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس گھڑی کا مختصر ہونا بتایا۔ (متفق علیہ)

(۲۶۵) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد ماجد کو جمعہ کی ساعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ (حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں نے انہیں یہ کہتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: یہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے نماز کے ادا ہوجانے تک کے درمیان آتی ہے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

شَاْنِ سَاعَةِ: مقبول گھڑی

---

(۲۶۴) (بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 881)

(۲۶۵) (بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 935)

تعارفِ روای:

ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے یعنی ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبداللہ ابن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے، آپ حضرت علی کے ساتھ رہے، قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا، اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی التابعین کرام،)

شرح:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ ساعت جس کی جمعہ کے دن امید کی جاتی ہے وہ عصر کے بعد سے آفتاب ڈوبنے تک ڈھونڈو۔ (ترمذی)

خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت سے خبردار ہیں آپ پر کون سی چیز چھپے گی۔ یہ ساعت بلکہ ساری ساعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے بنیں، چونکہ یہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے اس لیئے اس کا اظہار نہ فرمایا جیسے شب قدر تاکہ لوگ اس کی تلاش میں عبادتیں زیادہ کریں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ شاید جمعہ میں قبولیت کی ساعتیں بہت ہیں مگر شاندار ساعت پوشیدہ ہے یا گھومتی رہتی ہے کسی جمعہ میں کسی وقت اور کسی جمعہ میں دوسرے وقت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 590:)

(۲۶۶) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ؛ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد نے یہ حدیث صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

مَعْرُوْضَةٌ: پیش کی ہوئی۔

(۲۶۶) (مسلم شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 853)

تعارفِ روای:

اوس ابن اوس: آپ کو اوس ابن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے، قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں، عمرو ابن اوس کے والد ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الف، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے اس کی مفصل شرح ہم نے جلد دوم حدیث نمبر:583 کے تحت کر دی ہے وہاں سے مطالعہ فرمائیے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

۶۸۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ اَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

کسی ظاہری نعمت کے حصول یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹل جانے پر سجدہ شکر کے استحباب کا بیان

یعنی دینی یا دنیوی خوشی کی خبر سن کر سجدے میں گر جانا اسے سجدۂ شکر کہا جاتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ بدعت اور ممنوع ہے، بعض کے ہاں سنت ہے، امام محمد کا یہی قول ہے، بعض علماء نے مکروہ فرمایا، یہ فرماتے ہیں کہ سجدۂ شکر کی احادیث میں سجدہ سے نماز مراد ہے، یعنی جز سے کل۔ (لمعات) مگر قول سنیت صحیح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے قتل، صدیق اکبر نے مسیلمہ کذاب کے قتل اور سیّدنا علی المرتضٰی نے ذوالثدیہ خارجی کے قتل کی خبریں سن کر سجدۂ شکر ادا کیے اور کعب ابن مالک قبول توبہ کی بشارت پر سجدہ میں گر گئے۔ (از لمعات واشعہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب فی سجود الشکر، ج2، 718)

(۲۶۷) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ. فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَمَكَثَ طَوِيْلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: "اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ، وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِي الثُّلُثَ الْاٰخَرَ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے ارادہ سے نکلے جب ہم مقام ''عزوراء'' کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ

(۲۶۷) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2775)

علیہ وسلم اترے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند کئے کچھ دیر آپ اللہ سے دعا کرتے رہے پھر سجدے میں گر گئے اور کافی دیر حالت سجدہ میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے' کچھ دیر تک' پھر سجدے میں گر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا اور فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی اور اپنی امت کے لئے سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ایک تہائی امت عطا فرمادی اور میں اپنے رب کا شکرادا کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا پھر میں نے سراٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک تہائی امت عطا فرمائی پس میں اپنے رب کا شکر کرنے کے لئے پھر سجدے میں گر گیا پھر میں نے سراٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آخری تہائی بھی عطا فرمادی تو میں اپنے رب کے حضور سربسجود ہو گیا۔(ابوداؤد)

حل لغات:

عَزْوَرَایَ: ایک جگہ کا نام۔

خَرَّسَاجِدًا: سجدے میں گرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: شفاعتِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بے واسطہ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ ہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء، اولیاء وعلماء علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی۔ بارگاہِ عزت (عَزَّ وَجَلَّ) میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ولھٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِہِمْ وَلَا فَخْرَ

شفاعتِ انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

(ملخصًا، مسند احمد، الحدیث ۲۱۳۱۳، ج ۸، ص ۵۳)

ابرِ کرم:

ایک بندہ حاضر ہوگا۔ ربُّ العزت (عَزَّ وَجَلَّ) کا حکم ہوگا ،اس کا نامہ اعمال اُسے دیا جائے گا۔ وہ تُومار (یعنی صحیفہ) حدِ نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا۔ اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا ،اس میں صغائر وکبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو چھوڑتا جائے گا۔ ربعَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا پڑھ

لیا؟ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: اے میرے فرشتو! اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔ اُس وقت چِلّا اُٹھے گا کہ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) میرے بڑے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے تو صرف صغائر (یعنی صغیرہ گناہ) پڑھے۔ یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ (جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب عشر، حدیث ۲۶۰۵، ج ۴، ص ۲۶۸)

سجدہ شُکر مَسنُون ہے یا مُستَحَب؟:

اعلیٰ حضرت سے کسی نے سوال کیا کہ: سجدہ شکر مسنون ہے یا مستحب؟

ارشاد: سُنّتِ مستحبہ ہے۔ جس وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا تو سجدہ شکر فرمایا۔

(ردالمحتار علی درمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۷۲۰، ملفوظات اعلیٰ حضرت)

۶۹۔ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

رات کے قیام کی فضیلت کا بیان

رات کے قیام سے تہجد مراد ہے۔ یہ نماز اسلام میں اولاً سب پر فرض رہی، پھر امت سے فرضیت منسوخ ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آخر تک رہی۔ (اشعہ) تہجد کم از کم دو رکعتیں ہیں زیادہ سے زیادہ بارہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آٹھ پڑھتے تھے کبھی کم وبیش۔ حق یہ ہے کہ تہجد ہمارے لیئے سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کوئی نہ پڑھے تو سب تارک سنت ہوئے اور اگر ایک بھی پڑھ لے تو سب بری الذمہ ہوئے۔ تہجد کا وقت رات میں سو کر جاگنے سے شروع ہوتا ہے صبح صادق پر ختم مگر آخری تہائی رات میں پڑھنا بہتر ہے اور قبل تہجد عشا پڑھ کر سونا شرط ہے اور بعد تہجد کچھ سونا یا لیٹ جانا سنت ہے۔ چونکہ یہ بہترین نوافل ہیں اسی لیئے ان کا علیٰحدہ باب ہوا جو شخص تہجد پڑھنا شروع کردے پھر نہ چھوڑے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

ضروری مسئلہ: تہجد سے پہلے سو لینا ضروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافل تہجد نہ ہوں گے۔ جن بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے تیس یا چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسے حضور غوث اعظم یا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما وہ حضرات رات میں اس قدر اونگھ لیتے تھے جس سے تہجد درست ہوجائے لہٰذا ان بزرگوں پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے تہجد کیوں نہ پڑھی حضرت ابوالدرداء، ابوذر غفاری وغیرہم صحابہ جو شب بیدار تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب صلوۃ اللیل، الفصل الاول، ج 2، ص 414)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللہُ تَعَالٰی: {وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا}

(بنی اسرائیل: 79)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے' قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب مقام محمود پر فائز فرمائے۔''

تشریح:

ہجود اضداد سے ہے۔ سونے اور بیدار ہونے، دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت کے امام الازہری نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے تھجد ترک ہجود) یعنی نیند کو ترک کرنا (کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے تھرج اور تاثم ھرج اور اثم کے ترک کو کہتے ہیں۔ (رازی)

پہلے نماز پنجگانہ کے اوقات بیان ہوئے۔ جو ہر کس و ناکس پر فرض تھیں۔ اب اس مخصوص نماز کی ادائیگی کا ذکر ہو رہا ہے جو حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بطور فرض یا زائد عبادت لازم ہے۔ یہ نماز تہجد ہے یعنی جب لوگ سو رہے ہوں۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہو۔ آغوش شب میں ہر چیز محو خواب ہو۔ اے حبیب اس وقت اٹھ! اور خلوت گاہ ناز میں شرف باریابی حاصل کر کے جبین نیاز کو لذت سجدہ سے آشنا کر۔ تیری یہ بے خوابیاں، یہ قلق اور بے کلی، یہ اشک کا سیل رواں، یہ شان بندگی کا ظہور سب کو شرف قبول بخشا جائیگا۔ اور آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائیگا جس کی جلالت شان کو دیکھ کر دنیا بھی کی زبانیں تیری ثنا گستری اور حمد و ستائش میں مصروف ہو جائیں گی۔ عسی کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ اس وقت اس کا معنی یقین ہوتا ہے عسی ولعل من اللہ تعالیٰ واجبتان (البرہان)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: هو المقام الذی اشفع فیه لامتی یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ اما مسلم نے حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ ایک روز غمگسار عاصیاں اور چارہ ساز بیکساں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خلیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اس قول کو پڑھا۔

''رب انهم اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم''

اے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جنہوں نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہوں گے۔ اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو تو غفور رحیم ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اس جملہ کو دہرایا۔

''ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك وانت العزيز الحكيم۔

(اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی عزیز و حکیم ہے)

پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی امتی امتی ثم بکی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'

''یا جبرئیل اذهب الی محمد فقل اله انا سنرضيك في امتك ولا نسوٶك۔

اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو۔ اے حبیب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں

راضی کریں گے۔ اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

روز محشر جب ہر دل پر خوف و ہراس طاری ہوگا جلال خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے۔ ساری مخلوق خدا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے لے کر حضرت کلیم تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن کہیں شنوائی نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچے گی اور ان سے شفاعت کی ملتجی ہوگی۔ آپ جواب دینگے کہ میں خود تو آج لب کشائی کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ہاں تمہیں ایک کریم کا آستاں بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد واپس نہیں لوٹا۔ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اور وہاں جاکر عرض حال کرو۔ چنانچہ سب بارگاہ محبوب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستان غم پیش کرینگے۔ حضور سن کر فرمائیں گے انا لھا۔ انا لھا۔ ہاں میں تمہاری دستگیری کے لیے تیار ہوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے۔ اپنی پاک اور مطہر زبان نور سے سبوح وقدوس رب کی حمد وثناء کرینگے۔ ادھر سے آواز آئے گی یا محمد ارفع رأسک قل تسمع تعط اشفع تشفع اے سراپا خوبی وزیبائی! اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ۔ کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے۔ تم شفاعت کرتے جاؤ۔ ہم شفاعت قبول فرماتے جائینگے۔ اس طرح شفاعت حبیب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابوالفضل عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پرنور سرور عالمیاں پانچ شفاعتیں فرمائینگے۔ ۱۔ شفاعت عامہ جس سے مومن اور کافر، اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔

۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لیے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

۳۔ وہ موحد جو اپنے گناہوں کے باعث عذاب دوزخ کے مستحق قرار پا جائیں گے۔ حضور کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

۴۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا حضور شفاعت فرما کر ان کو وہاں سے نکالیں گے۔

۵۔ اہل جنت کے مدارج میں ترقی کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

خود سوچئے جس کا دامن کرم سب کو ڈھانپے ہوگا۔ جس کی محبوبیت کا ڈنکہ ہر جگہ بج رہا ہوگا۔ جس کی جلالت شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کون سا دل ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کون سی زبان ہوگی جو اس کی تعریف وتوصیف میں زمزمہ سنج نہ ہوگی۔

یہاں بتایا جارہا ہے کہ اے مکہ کے باشندہ! تم جس کی راہ میں کانٹے بچھانا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہو۔ جسے طرح طرح سے اذیت دے کر اپنی تفریح کا سامان کرتے ہو۔ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں گرفتار ہو کر میرے برگزیدہ بندے

کی جلالت شان کا انکار کرتے ہو۔ اس کی حقیقت سے پردہ تب اٹھے گا جب داورِ محشر عزت وجلال کے عرش پر متمکن ہو کر ہر چیز کو اپنے دربار میں جوابدہی کے لیے طلب فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید الخدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:۔

"انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم ومن سواه الا تحت لوائی۔ (ترمذی شریف)

یعنی قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا۔ حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا۔ سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے۔ یہ ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ فخر ومباہات مقصود نہیں۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ستائیس صحابہ سے حدیث شفاعت مروی ہونے کی تصدیق کی ہے۔ لیکن ان صریح احادیث صحیحہ کے باوجود معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا انکار کیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ پس بڑا بدبخت ہے وہ آدمی جو شفاعت کا منکر ہے۔ قال السیوطی هذا حدیث متواتر فتعس من انکر الشفاعة۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت فاروق اعظم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا انه سیکون فی هذه الامة قوم یکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعة آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک طبقہ بڑی شدومد سے اس کا منکر ہے اور جب دلائل صحیحہ کے باعث انکار نہیں کر سکتے تو شفاعت کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جس میں شانِ مصطفیٰ کا انکار پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ جسارت کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو آج شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: {تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ} (السجدة:16) الْاٰيَة.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے"۔

تشریح:

اہل ایمان کی مذکورہ بالا صفات (جو ماقبل آیات میں بیان ہوئیں) کے علاوہ ایک یہ صفت بھی ہے کہ جب دوسرے لوگ اپنے نرم وگداز بستروں پر محو استراحت ہوتے ہیں، گہری اور میٹھی نیند کے مزے لوٹتے ہیں تو یہ دردِ محبت کے مارے اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے دور رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہو کر کبھی اس کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ کبھی اس کی بارگاہ اقدس میں جبین نیاز جھکاتے ہیں، کبھی دعا کے لیے دامن پھیلا دیتے ہیں اور اپنے کریم و رحیم پروردگار سے اس کے فضل وکرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ ان کی دعا کرنے اور مانگنے کا انداز بھی نرالا ہے۔ ساری رات اس کے ذکر میں گزر گئی۔ لیکن پھر بھی اپنی کوتاہیوں کا احساس بے چین کر رہا ہے اور اس کی بے نیازی کا تصور کر کے دل

کانپ رہا ہے، لیکن اس کی بے نیازی اور اپنی کوتاہیوں کے شدید احساس کے باوجود مایوس نہیں ہیں بلکہ اس کے فضل وکرم پر تکیہ کیے ہوئے دامن پھیلا رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کا رب بڑا رحیم وکریم ہے۔ جو شخص اس کے حضور میں دست سوال پھیلاتا ہے، اس کی شان کریمی اسے خالی واپس نہیں کرتی۔ بیم ورجا کی اسی کشمکش میں وہ اپنے شب وروز گزارتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو رات ڈھلنے کے بعد اپنے بستروں سے اٹھتے ہیں اور نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ بعض علماء نے اس سے ادابین کے نفل بھی مراد لیے ہیں جو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔ "تجافی" کا معنی دوری اور بعد ہے۔ مضاجع، مضجع کی جمع ہے، اس کا معنی سونے کی جگہ ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ٥} (الذاریات: 17)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''وہ رات میں کم سویا کرتے''۔

تشریح:

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے غلاموں کو سحری کے وقت اٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی بڑے دلنشیں انداز میں ترغیب دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔

"قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) ینزل الله الی السماء الدنیا کل لیلة حین یبقی ثلث اللیل ویقول انا الملك من الذی یدعونی فاستجیب له، مع الذی یسئلنی فاعطیه، من الذی یستغفرنی فاغفرله"

یعنی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔

حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) بلا ناغہ تہجد ادا فرمایا کرتے اور اس کے بعد جو ذکر اور دعا حضور فرمایا کرتے وہ پیش خدمت ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب دل اس کو یاد کرلے اور اسے اپنا وظیفہ بنالے۔

"اللهم لك الحمد انت قیم السموت والارض ومن فیهن ولك الحمد انت ملك السموت والارض ومن فیهن ولك الحمد انت الحق وعدك الحق یقاءك حق وقولك حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعة حق اللهم لك اسلمت وبك امنت وعلیك توکلت والیك انبت وبك خاصمت والیك حاکمت انت ربنا والیك المصیر

فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت ولا اله غیرک"

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کو قائم رکھنے والا ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کا بادشاہ ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری بقاء حق ہے۔ تیرا فرمان حق ہے۔ آگ حق ہے۔ سارے نبی حق ہیں اور (تیرا محبوب) محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنا سر تیرے آگے خم کر دیا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لے آیا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔ میں تیری طرف ہی دل سے مائل ہوں۔ میں تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں اور تجھے ہی اپنا حکم تسلیم کرتا ہوں۔ تو ہی سب کا رب ہے اور تیری طرف ہی ہم نے لوٹنا ہے۔

(اے اللہ!) میرے گزشتہ گناہ بھی بخش دے اور آئندہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے چھپ کر کیے ہیں اور جو میں نے اعلانیہ کیے ہیں اور میری وہ خطائیں بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے۔ تو ہی سب سے بعد بھی ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۲۶۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا، يَا رَسُولَ اللهِ، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "اَفَلَا اَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ پر سے اگلے پچھلے الزامات دور کر دیئے گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اور حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَتَفَطَّرَ: تفطر وانفطر، بمعنی پھٹنا۔

(۲۶۸) (مسلم شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث 6995، بخاری شریف، رقم الحدیث 4556، ترمذی، رقم الحدیث 412، مسند امام احمد، رقم الحدیث 25847، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1184، بیہقی، رقم الحدیث 13052، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1010)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے) دراز قیام کے باعث یعنی تہجد میں اتنا دراز قیام فرمایا کہ کھڑے کھڑے قدم پرورم آگیا یہ حدیث شبینہ پڑھنے والوں اور ان صوفیا کی دلیل ہے جو تمام رات نماز پڑھتے ہیں جیسے حضور غوث پاک اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین ان بزرگوں پر اعتراض نہ کرو۔

(میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں) یعنی یا حبیب اللہ اتنا لمبا قیام ہم لوگ کریں تو مناسب ہے کہ ہم گنہگار ہیں اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے پھر اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ بخشنے کی بہت توجیہیں عرض کی جاچکی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے جو ابھی عرض کی گئی۔

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔) یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیئے نہیں بلکہ مغفرت کے شکریہ کے لیئے ہے۔ خیال رہے کہ ہم لوگ عبد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ہیں، ہم لوگ شاکر ہوسکتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم شکور ہیں یعنی ہر طرح ہر وقت ہر قسم کا اعلیٰ شکر نے والے مقبول بندے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جنت کی لالچ میں عبادت کرنے والے تاجر ہیں، دوزخ کے خوف سے عبادت کرنے والے عبد ہیں مگر شکر کی عبادت کرنے والے احرار ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 449)

(۲۶۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا، فَقَالَ: "اَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"طَرَقَهُ": اَتَاهُ لَيْلًا.

◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نماز (نفل) نہیں پڑھتے ہو۔ (متفق علیہ)

طرقہ: وہ اس کے پاس رات کو آیا۔

(۲۷۰) وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ

(۲۶۹) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 775)

(۲۷۰) (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم الحدیث 3739)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو نماز (نفل) پڑھا کرے۔ حضرت سالم فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت عبداللہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

سالم ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، قرشی، عدوی مدنی ہیں، فقہاء مدینہ اور افضل تابعین سے ہیں، ۱۰۶ ایک سو چھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی التابعین،)

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، تم میں سے جو رات کو عبادت کرنے، اپنے مال کو راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے اور دشمن سے جہاد کرنے سے عاجز ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

(شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم ۵۰۸، ج۱، ص ۳۹۰)

(۲۷۱) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا اور پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

(۲۷۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ، قَالَ: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ - أَوْ قَالَ: فِيْ أُذُنِهِ -" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۲۷۱) (بخاری شریف' التہجد' رقم الحدیث 1152)

(۲۷۲) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 774)

◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو ساری رات صبح تک سویا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے یا فرمایا: اس کے کان میں۔ (متفق علیہ)

(۲۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ، اِذَا هُوَ نَامَ. ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ. فَاِنِ اسْتَيْقَظَ. فَذَكَرَ اللهَ تَعَالٰى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَاِنْ تَوَضَّأَ. انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَاِنْ صَلَّى، انْحَلَّتْ عُقَدُهُ. فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ. وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"قَافِيَةُ الرَّأْسِ": اٰخِرُهٗ.

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے میں تین گرہیں لگا تا ہے وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے تیرے سامنے رات بڑی طویل ہے سو یا رہ سو اگر وہ آدمی جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرے تو ایک گرہ اور کھول جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو بہت ہشاش بشاش اور نیک نفس ہوتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو صبح کو خبیث النفس اور سست ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قافیۃ الرأس: سر کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں گرہ کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بلا وجہ تاویل کی ضرورت نہیں جادوگر دھاگے یا بالوں میں کچھ دم کر کے گرہ لگا دیتے ہیں جس کا اثر مسحور پر ہو جاتا ہے ایسے ہی شیطان انسان کے بالوں میں یا دھاگے میں صبح کے وقت غفلت کی تین گرہیں لگا دیتا ہے اسی لیئے صبح کے وقت بڑے مزے کی نیند آتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین گرہوں کے کھولنے

(۲۷۳) (مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1716، بخاری شریف، کتاب التہجد، 1091، 3096، ابو داؤد 1306، نسائی 1607، ابن ماجہ رقم الحدیث 1329، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 424، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7306، 7434، 10457، ابن حبان، رقم الحدیث 2553، 2554، 2556، ابن خزیمہ رقم الحدیث 1131، 1132، 1133، بیہقی رقم الحدیث 4418، 4503، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 2298، 6278، 6333)

کے لیئے تین عمل ارشاد فرمائے۔

(وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے تیرے سامنے رات بڑی طویل ہے سو یا رہ سو) یعنی یہ لفظ کہہ کر دم کرتا ہے اور گرہ لگا دیتا ہے جس کے اثر سے انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ مشائخ اللہ کا ذکر کر کے دھاگے پر پھونکتے اور گرہ لگاتے ہیں پھر مریض کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اس کا ماخذ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ معلوم ہوا کہ گنڈا حق ہے جس گنڈے کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے وہ وہ گنڈا ہے جس پر شرکیہ الفاظ پڑھ کر دم کیا جائے۔

(اگر وہ آدمی جاگ کر اللہ کا ذکر کرے) یہاں اللہ کے ذکر سے وہ ذکر مراد ہے جو اٹھتے ہی مومن کرتا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا یہ ذکر اس جادو کا اتار ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پر درود شریف بھی اللہ کا ذکر ہے اگر درود پر آنکھ کھلے تب بھی یہ ہی فائدہ ہوگا۔

(اور وہ صبح کو بہت ہشاش بشاش اور نیک نفس ہوتا ہے) یعنی نماز تہجد کی برکت سے دل میں خوشی، نفس میں پاکی نصیب ہوتی ہے جو اس سے محروم ہے وہ ان دونوں کے کمال سے محروم ہے۔ (مرقاۃ) اور جو نماز فجر سے غافل رہا اسے سستی بہت ہی ہوتی ہے، صبح کا اٹھنا تندرستی کی اصل ہے صبح سوتے رہنا بیماریوں کی جڑ ہے اسی لیئے سمجھ دار کفار بھی اندھیرے منہ جاگتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 448:)

(۲۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَیُّھَا النَّاسُ: اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄◄ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

اَفْشُوا: از۔ افشاءً، بمعنی پھیلانا، ظاہر کرنا۔

---

(۲۷۴) (ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث 2485)

تعارفِ رواى:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر 852 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح "باب فضل السلام والامر بافشائه" جلد دوم حدیث نمبر: 851 میں گزر چکی ہے۔

(٢٧٥) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ: صَلٰوةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض کے بعد افضل ترین نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

(٢٧٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جائیں اور اگر تم کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لو۔'' (متفق علیہ)

(٢٧٧) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ۔ متفقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ رواى:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں باب سنن میں گزر چکی ہے واللہ اعلم۔ ابو الاحمد غفرلہ۔

---

(٢٧٥) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1163)

(٢٧٦) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1137، مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 749)

(٢٧٧) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 749)

(۲۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ مِنَ الشَّھْرِ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَا یَصُوْمَ مِنْہُ، وَیَصُوْمُ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَّا یُفْطِرَ مِنْہُ شَیْئًا، وَکَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاہُ مِنَ اللَّیْلِ مُصَلِّیًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ، وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ کے روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کسی دن بھی افطار نہیں کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اگر تم چاہتے کہ آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر تم چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں آرام فرما دیکھو تو دیکھ لیتے۔ (بخاری)

(اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز اور سونے کے اوقات میں تبدیلی فرماتے تھے)۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ کے روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کسی دن بھی افطار نہیں کریں گے) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے سوا کسی مہینہ میں سارا ماہ روزے نہ رکھتے تھے بلکہ کچھ تاریخوں میں مسلسل روزے اور کچھ مسلسل افطار۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داؤدی کی تعریف فرمائی یعنی ہمیشہ ایک دن روزہ ایک دن افطار مگر خود اپنا یہ عمل ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ داؤدی سنت قولی ہے اور اس طرح روزے سنت فعلی اس کا ثواب زیادہ اس عمل کا قرب زیادہ جیسے بعد وتر نفل کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب زیادہ بیٹھ کر پڑھنے کا قرب زیادہ کہ یہ عملی ہے۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اگر تم چاہتے کہ آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر تم چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں آرام فرما دیکھو تو دیکھ لیتے۔) یعنی نہ تمام رات سوتے تھے نہ تمام رات جاگتے تھے اول رات سوتے اور آخر رات جاگتے اور بعد تہجد پھر سو جاتے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 479:)

(۲۷۸) (بخاری شریف، ابواب التہجد، رقم الحدیث 1090، 1871، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1872، مسند امام احمد، رقم الحدیث 769، ابن حبان، رقم الحدیث 12031، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2618، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 2434، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 4511، مسند طیالسی، رقم الحدیث 3828)

(٢٧٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِيْ فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے یعنی رات کو اوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اتنا لمبا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر لیتا اور صبح کی نماز سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ منادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلانے آتا۔ (بخاری)

(٢٨٠) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ - فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ - عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں پر اضافہ نہیں کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ رمضان کے علاوہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے اور یہ نہ پوچھو کہ وہ چار رکعتیں کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن اور طوالت کے متعلق نہ پوچھو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَزِیْدُ: از، زاد، یزید، زیادۃ، بمعنی بڑھانا، زیادہ کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(٢٧٩) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1139)

(٢٨٠) (مسلم شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1147)

شرح:

وهل يجوز ان يكون ذلك لاحد من اكابر الامة وراثة منه صلى الله عليه وسلم قال المولى ملك العلماء بحر العلوم عبدالعلى محمد رحمه الله تعالىٰ فى الاركان الاربعة ان قال احد ان كان فى اتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم من بلغ رتبة لا يغفل فى نومه بقلبه انما تغفل عيناه بيمن اتباعه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كالشيخ الامام محى الدين عبدالقادر الجيلانى قدس سرّه وغيره ممن وصل الى هذه الرتبة وان لم يصل مرتبته رضى الله تعالىٰ عنه لم يكن قوله بعيدا عن الصواب فافهم۔

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سرکار اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وارثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟

ملک العلما بحر العلوم مولانا عبدالعلی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل غافل نہ ہوتا صرف اس کی آنکھیں غافل ہوتیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اوران کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگر چہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہوگا، فافہم۔

(رسائل الارکان، الرسالۃ الاولی فی الصلوۃ، فصل فی الوضو، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ص ۱۸)

(۲۸۱) وَعَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں سوتے اور رات کے آخری حصہ میں اٹھتے اور نماز پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۲۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً. فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ! قِيْلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۸۱) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 739)

(۲۸۲) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1084، مسلم شریف، رقم الحدیث 773، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1418، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3646، ابن حبان، رقم الحدیث 2414، ابن خزیمہ رقم الحدیث 1145، سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث 4460، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 5165)

کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے حتیٰ کہ میں نے ایک غلط کام کا ارادہ کر لیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں۔ (متفق علیہ)

(۲۸۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا: إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ ► حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ شروع کی تو میں نے سوچا آپ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے گزر گئے تو میں نے سوچا کہ اس کے آخر میں رکوع کریں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نساء شروع کر دی اسے پڑھا پھر سورۃ آل عمران شروع کر دی اور اسے پڑھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے رہے جب کسی تسبیح والی آیت پر پہنچتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب کوئی سوال والی آیت پڑھتے تو سوال کرتے اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت پر پہنچتے تو پناہ مانگتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور سبحان ربی العظیم پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع بھی قیام جتنا طویل تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک حمد۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قومہ تقریباً رکوع کے برابر تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور کہا: سبحان ربی الاعلی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

نَحْوًا : بمعنی مثل، مقدار، جانب،

شرح:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۸۳) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 772)

بقرہ سے مراد پوری سورۂ بقرہ ہے یعنی ایک رکعت میں پوری سورۂ بقرہ پڑھی، پھر رکوع بھی اس قدر دراز فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ شبینہ کرنا جائز ہے کیونکہ شبینہ میں ایک رکعت میں ڈیڑھ پارہ آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں ڈھائی پارہ پڑھے ہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 426)

(۲۸۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اَلْمُرَادُ "بِالْقُنُوْتِ": اَلْقِيَامُ.

◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کا قیام طویل ہو۔(مسلم)

قنوت سے مراد قیام ہے۔

(۲۸۵) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوٗدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے' اور اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے' آپ نصف رات سوتے' رات کا ایک ایک تہائی حصہ قیام کرتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے اور آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔(متفق علیہ)

(۲۸۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَّسْاَلُ اللهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ جو مسلمان مرد اس ساعت کو پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھلائی عطا فرمادیتا ہے' اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔(مسلم)

---

(۲۸۴)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 756)

(۲۸۵)(مسلم شریف' رقم الحدیث 1159)

(۲۸۶)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 757)

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض علماء نے فرمایا کہ روزانہ شب کی یہ ساعت قبولیت پوشیدہ ہے جیسے جمعہ کی ساعت مگر حق یہ ہے کہ پوشیدہ نہیں گزشتہ حدیثوں میں بتادی گئی ہے یعنی رات کا آخری تہائی خصوصًا اس تہائی کا آخری حصہ جو ساری رات کا آخری چھٹا حصہ ہے جو صبح صادق سے متصل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وقت مومن کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی اگر قبولیت چاہتے ہو تو ایمان کامل کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 453)

(۲۸۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے' (تہجد پڑھنے لگے) تو دو مختصر رکعتوں سے نماز کا آغاز کرے۔ (مسلم)

(۲۸۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو آپ دو مختصر رکعتوں سے نماز شروع کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲۸۹) وَعَنْهَا رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّیْلِ مِنْ وَّجَعٍ اَوْ غَیْرِهٖ، صَلّٰی مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے' فرماتی ہیں کہ اگر تکلیف یا کسی اور وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تہجد) قضا ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مسلم)

(۲۹۰) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۲۸۷)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 768)

(۲۸۸)(مسلم شریف' صلوٰۃ المسافرین' رقم الحدیث 767)

(۲۸۹)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 746)

(۲۹۰)(مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 747)

"مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ، اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَاَهٗ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وصَلٰوةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کئے بغیر سو جائے اور اسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی کو اسے پڑھا۔ (مسلم)

(۲۹۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ، فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَآءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ". رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے اور وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے اور اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے' اور اپنے خاوند کو جگائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

نَضَحَتْ: از۔ نضح۔ ینضح۔ نضحًا، بمعنی پانی کے چھینٹے دینا، پانی چھڑکنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اور اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے' اور اپنے خاوند کو جگائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔) بیوی کا یہ پانی چھڑکنا خاوند کی نافرمانی یا اس کی بے ادبی نہیں بلکہ اسے نیکی کی رغبت دینا اور اس پر امداد کرنا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے جبرًا نیکی کرانا ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (مرقاۃ) خیال رہے کہ لوگ عوام کی بزرگوں کی مشائخ کی دعا لینے کے لیئے بڑے بڑے پاپڑ بیلتے

(۲۹۱) (ابوداؤد شریف' کتاب التطوع' رقم الحدیث 1308)

ہیں۔ دوستو اگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لینی ہے تو خود بھی تہجد پڑھو اور اپنی بیویوں کو بھی پڑھاؤ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس جوڑے کو ہرا بھرا رکھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 453:)

(۲۹۲) وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا - اَوْ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ جَمِیْعًا، كُتِبَا فِی الذَّاكِرِیْنَ وَالذَّاكِرَاتِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد رات کے وقت اپنی بیوی کو جگائے پس دونوں نماز پڑھیں یا دو رکعتیں اکٹھے پڑھیں تو مرد کو ذاکرین اور عورت کو ذاکرات میں لکھ لیا جائے گا۔

یہ حدیث ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

(۲۹۳) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ، فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰی وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ یَذْهَبُ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبَّ نَفْسَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں اونگنے لگے تو اسے چاہئے کہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند ختم ہو جائے کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اونگتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کر دے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نَاعِسٌ: نعس، نعسا، بمعنی اونگھنا،

---

(۲۹۲) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1309)

(۲۹۳) (بخاری شریف، کتاب الوضوء رقم الحدیث 209، مسلم شریف، رقم الحدیث 786، ابوداؤد، رقم الحدیث 1310، ترمذی، رقم الحدیث 355، نسائی، رقم الحدیث 162، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1370، موطا امام مالک، رقم الحدیث 257، دارمی، رقم الحدیث 1383، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24332، ابن حبان 2583، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 907، سنن الکبری نسائی، رقم الحدیث 154، سنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث 4504، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 2800، مسند حمیدی، رقم الحدیث 185، مسند اسحاق 617، مصنف عبدالرزاق 4222)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ وممنوع ہے کہ جس کی وجہ آگے آرہی ہے۔

(کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اونگتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کردے) مثلاً اونگھتے ہوئے بجائے اِغْفِرْ لِیْ کے اِعْفِرْ لِیْ کہہ جائے غفر کے معنی ہیں بخشنا، عفر کے معنی ہیں مٹی میں ملانا، ذلیل وخوار کرنا اور بعض ساعتیں قبولیت کی ہوتی ہیں کہ جو زبان سے نکلے وہ ہو جاتا ہے اس لیئے بہت احتیاط چاہیئے۔ خیال رہے کہ بعض دفعہ مقتدی امام کے پیچھے اونگھ جاتے ہیں انہیں منہ دھو کر کھڑا ہونا چاہیے مگر اس اونگھ کی وجہ سے نماز باجماعت نہ چھوڑنی چاہیئے، یہاں تہجد وغیرہ نوافل کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 483:)

(۲۹۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى لِسَانِهٖ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ، فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے اور اس کی زبان سے الفاظ قرآنی کی ادائیگی مشکل ہو رہی ہو اور وہ یہ نہ سمجھ رہا ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے چاہئے کہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

حل لغات:

اِسْتَعْجَمَ : عجز سے چپ ہو جانا،

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مطلب یہ کہ اگر دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے یا نیند کی وجہ سے اس کے لیے قرآن پڑھنا مشکل ہو گیا ہے کہ وہ پڑھتا کچھ ہے اور پڑھا کچھ جاتا ہے تو اس کو آرام کرنا چاہیے یہ نہ ہو کہ وہ اپنے لیے دعا کی بجائے کسی عذاب کا سوال کرے جیسا

(۲۹۴) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 787)

کہ حدیث نمبر: 293 میں گزرا۔ واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

۷۰۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

قیام رمضان (تراویح) کے استحباب کا بیان

یعنی تراویح کا باب۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی بھی ہیں اور اس کا حکم بھی دیا ہے مگر تعداد رکعات کے متعلق کوئی یقینی روایت نہ مل سکی، اس لیئے کہا جائے گا کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا، باجماعت پڑھنا سنتِ صحابہ ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ اور اس باب میں بھی کچھ عرض کیا جائے گا۔ ہم نے بیس تراویح پر ایک مستقل رسالہ "لمعات المصابیح" بھی لکھا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب قیام شھر رمضان، الفصل الاول، ج 2، ص 530)

(۲۹۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ماہ رمضان میں ایمان اور ثواب کی امید سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اِحْتِسَابًا: گمان کرنا، شمار کرنا، آزمائش کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

احتساب حسبٌ سے بنا، بمعنی گمان کرنا اور سمجھنا، احتساب کے معنی ہیں ثواب طلب کرنا یعنی جس روزہ کے ساتھ ایمان اور اخلاص جمع ہو جائیں اس کا نفع تو بے شمار ہے۔ دفع ضرر یہ ہے کہ اس کے سارے صغیرہ گناہ، حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کے برت (روزہ) اور کافروں کے اپنے دینی روزوں کا کوئی ثواب نہیں کہ وہاں ایمان نہیں اور جو شخص بیماری کے علاج کے لیے روزہ رکھے نہ کہ طلب ثواب کے لیے تو کوئی ثواب نہیں کہ

(۲۹۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 37، 1904، 1905، ابوداؤد رقم الحدیث 759، ترمذی رقم الحدیث 683، نسائی، رقم الحدیث 1602، 1326، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 249، دارمی، رقم الحدیث 1776، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9459، ابن حبان، رقم الحدیث 2546، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2203، سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث 1295، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 4374)

وہاں احتساب نہیں۔

اس قیام سے مراد نماز تراویح ہے جو صرف رمضان میں ادا ہوتی ہے یا نماز تہجد۔

(اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔) مرقات نے فرمایا کہ ان جیسے نیک اعمال سے گناہ صغیرہ تو معاف ہوجاتے ہیں اور گناہ کبیرہ صغیرہ بن جاتے ہیں اور بے گناہوں کے درجات بڑھ جاتے ہیں لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رمضان میں روزوں کی برکت سے گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں اور تراویح کی برکت سے گناہ کبیرہ ہلکے پڑ جاتے ہیں اور شب قدر کی عبادت کی برکت سے درجے بڑھ جاتے ہیں لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ جب روزوں سے گناہ معاف ہوگئے تو پھر تراویح اور شب قدر کی عبادت سے کیا ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 184:)

(۲۹۶) وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ، فَيَقُوْلُ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں قیام کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا سختی سے حکم نہیں دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: جس نے ایمان اور ثواب کی امید سے رمضان میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

يُرَغِّبُ: رغّب، یرغّب، ترغیبًا، بمعنی رغبت دلانا، ترغیب دینا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تراویح کی پابندی کی برکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں، اس کا ذکر بارہا گزر چکا۔ لوگ باقاعدہ پابندی سے تراویح کی جماعت نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عذر تو معلوم ہو چکا۔ صدیق اکبر نے مختصر سے زمانۂ خلافت میں جہادوں سے فراغت نہ پائی، عہدِ فاروقی میں اس کا باقاعدہ انتظام ہوگیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 531:)

---

(۲۹۶) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 759)

۷۱۔ بَابُ فَضْلِ قِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَبَیَانِ اَرْجٰی لَیَالِیْھَا

لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کس رات کے لیلۃ القدر ہونے کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے

شبِ قدر اس امت محمدیہ کی خصوصیات سے ہے ہم سے پہلے کسی کو نہ ملی۔ قدر کے معنے ہیں اندازہ لگانا، عزت و عظمت وتنگی، چونکہ اس رات میں سال بھر کے ہونے والے واقعات فرشتوں کے صحیفوں میں لکھ کر انہیں دے دیئے جاتے ہیں، ملک الموت کو سال بھر میں مرنے والوں کی فہرست مل جاتی ہے، حضرت میکائیل کو تقسیم رزق کی فہرست عطا ہوتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فِیہَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیم"۔ نیز اس رات میں اتنے فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیہَا" اس لیے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں، نیز اس رات کی عزت وعظمت بہت زیادہ ہے، اس شب میں عبادت کرنے والا رب تعالیٰ کے ہاں عزت پاتا ہے لہٰذا اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اس میں بہت اختلاف ہے کہ یہ رات کب ہوتی ہے۔ بعض کے خیال میں یہ مقرر نہیں کسی سال کسی مہینہ اور کسی تاریخ میں، دوسرے سال کسی مہینہ اور تاریخ میں، بعض کا خیال ہے کہ رمضان شریف میں ہوتی ہے مگر تاریخ مقرر نہیں، بعض کے خیال میں رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں ہے اکیسویں تیئسویں وغیرہ مگر زیادہ قوی قول یہ ہے کہ ان شاءاللہ شب قدر ہمیشہ ستائیسویں رمضان کی شب ہے کیونکہ لیلۃ القدر میں ۹ حرف ہیں، یہ لفظ سورۂ قدر میں تین جگہ ارشاد ہوا ہے تو تیہ ستائیس ہوتے ہیں، نیز سورۂ قدر میں تیس حرف ہیں جن میں سے ستائیسواں حرف ہے "ھی" یہ ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹتی ہے۔ (روح البیان) اس کی پوری تحقیق اور اس رات میں کرنے کے اعمال ہماری کتاب "مواعظ نعیمیہ" اور "اسلامی زندگی" میں ملاحظہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب لیلۃ قدر، ج3، ص310،)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللہُ تَعَالٰی: {اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ○} (القدر: ۱)

اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا'' ○ (آخر سورت تک)

تشریح:

اگرچہ یہاں قرآن مجید کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن انزلناہ کی ضمیر مفعول کا مرجع بالاتفاق قرآن مجید ہی ہے۔ فرمایا قرآن کسی فرشتے یا کسی انسان کا کلام نہیں۔ نہ ان میں سے کسی ایک فرد یا مجمع علمی کی تصنیف ہے۔ اس کو اتارنے والے ہم ہیں،

یہ ہمارا کلام ہے۔ اس میں کسی غیر کے اختراع کا کوئی وجود نہیں۔ اور ہم نے اس کو اس رات میں اتارا ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے بے مثل رات ہے، یا اس رات میں اتارا جو تقدیر ساز ہے، جس کی برکت سے صرف اہل مکہ اور ساکنان حجاز کے مقدر کا ستارہ ہی طلوع نہیں ہوا بلکہ ساری انسانیت کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ اس رات میں ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں بنی نوع انسان کو اپنی پہچان اور اپنے خالق کا عرفان عطا فرمایا۔

امام زہری فرماتے ہیں

"سمیت بها للعظمة والشرف۔ لان العمل فيه يكون ذا قدر عند الله (مظهری)

علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے

"قيل سميت بذلك لانه انزل فيها كتاب اذا قدر على رسول ذى قدر على امة ذات قدر۔

یعنی اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑی قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کے لیے نازل فرمائی۔ اس کی شان نزول یہ بیان کی گئی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمر میں اتنے اعمال صالحہ نہ کر سکیں گے جتنے پہلی امتوں نے اپنی طویل عمروں میں کیے ہیں۔ فاعطاه الله لهلة القدر خير من الف شهر۔) مظہری) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہت رہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ} (الدخان: 3) الْاٰيَاتِ۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا''۔

تشریح:

اس کتاب کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ نہ یہ انسانوں اور جنوں میں سے کسی فرد واحد کی تصنیف ہے اور نہ دانشوروں کے کسی بورڈ نے باہمی مشوروں سے اس کا مسودہ تیار کیا ہے۔

یعنی ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اس کو نازل کیا ہے۔ وہ کون سی رات تھی، علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ حضرات ابن عباس، قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی، کیونکہ سورۃ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے انا انزلناه فی لیلة القدر۔ اور عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ویسے نصف شعبان کی رات بھی بڑی برکتوں والی رات ہے۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان الله تعالیٰ ینزل فیها الغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الامستغفر اغفر له۔ الامسترزق فارزقه۔ الا مبتلی فاعافیه۔ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ (ابن ماجه والبیهقی روح المعانی)

ترجمہ: رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ تاکہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں نکلی۔ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سر اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

"ان الله تعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔ رواه الترمذی وغیره۔

اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ بعض اوقات اور مقامات کو ذاتی لحاظ سے دوسروں پر فضیلت ہے یا نہیں۔ عز بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں، البتہ کسی خاص وقت یا مکان میں بعض اعمال کے رو پذیر ہونے کے باعث ان کو فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔ نیز ان کی نسبت کسی مقدس شخصیت کی طرف ہوجائے تو اس کے باعث وہ وقت اور وہ جگہ مشرف ومحترم ہوجاتی ہے۔ اس مقام پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

البقعة التی ضمته (صلی الله علیه وسلم) فانها افضل البقاع الارضیة والسماویة حتی قیل وبه اقول انها افضل من العرش (روح المعانی)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) استراحت فرما ہیں وہ زمین وآسمان کے تمام مقامات سے افضل ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے اور میرا مذہب بھی یہی ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اصحاب طریقت ومعرفت فرماتے ہیں۔

" اشد الليالى بركة وقدرا ليلة يكون العبد فيها حاضرا بقلبه مشاهد الربه يتنعم بانوار الوصله۔ "

یعنی وہ رات برکت اور منزلت کے اعتبار سے بہت بڑی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہوتا ہے ، اپنے رب کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور نور وصال سے لذت حاصل کرتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۲۹۷) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے لیلۃ القدر کو ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

(۲۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کچھ اشخاص کو (رمضان کے) آخری سات دنوں میں خواب میں لیلۃ القدر دکھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات دنوں میں باہم موافق ہو گئے ہیں۔ پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَوَاطَأَتْ: از، مواطاۃ، بمعنی موافقت کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مطلب یہ ہے کہ کسی صحابی نے خواب دیکھا کہ وہ رمضان کی اکیسویں شب ہے، کسی نے دیکھا کہ تیئسویں ہے، کسی نے پچیسویں اور کسی نے ستائیسویں یا انتیسویں کہا ہے یعنی آخری عشرہ کی طاق راتیں، چونکہ ان میں اکثر راتیں آخری ہفتہ

(۲۹۷) (بخاری شریف، کتاب صلاۃ التراویح، رقم الحدیث 2008، مسلم شریف رقم الحدیث 760)

(۲۹۸) صحیح بخاری رقم: ۲۰۱۵، صحیح مسلم، رقم: ۲۸۱۸، موطاء امام مالک رقم: ۱۱۴۴، سنن النسائی الکبریٰ رقم: ۶۲۸/۷)

میں ہیں یعنی تیئسویں سے انتیسویں تک اس لیے آخری ہفتہ ارشاد ہوا۔اس جملہ کی شرح میں شارحین کو بہت دشواری ہوئی ہے،فقیر نے جو عرض کیا وہ زیادہ قریب ہے۔واللہ ورسولہ اعلم!

(میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات دنوں میں باہم موافق ہو گئے ہیں) یعنی اے صحابہ تمہاری خوابیں شخصی تعیین میں تو مختلف ہیں مگر نوعی تعیین میں متفق ہیں کہ ہر شخص نے اسے رمضان کے آخری ہفتہ میں دیکھا۔

(پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے) اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کا خواب معتبر ہے خصوصًا جب کہ نبی کی تصدیق بھی ہو جائے،دیکھو اذان خواب ہی میں صحابہ نے دیکھی تھی جو آج تک اسلام میں جاری ہے بلکہ اسلام کا شعار ہے،ایسے ہی یہ بھی ہے لہٰذا اکیسویں،تیسویں،پچیسویں،ستائیسویں،انتیسویں میں اس کی تلاش کی جائے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از،مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج3،تحت حدیث 311:)

(۲۹۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُوْلُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" متفقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور فرماتے:لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔(متفق علیہ)

(۳۰۰) وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(بخاری)

حلِ لغات:

تَحَرَّوا:از،تحریاً،بمعنی قابل استعمال چیز کو تلاش کرنا،دو چیزوں میں سے اولیٰ کو طلب کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1،حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے اتنا معلوم ہوا کہ شبِ قدر ہر سال ماہ رمضان میں ہوتی ہے اور ہوتی بھی ہے آخری عشرہ میں،وہ بھی

(۲۹۹) صحیح بخاری،رقم:۲۰۲۰،صحیح مسلم،رقم:۲۸۳۳،السنن الکبریٰ للبیہقی،رقم:۸۷۹۰،سنن ترمذی،رقم:۷۹۲،مسند امام احمد،رقم:۲۵۷۳۱

(۳۰۰) (بخاری شریف،فضل لیلۃ القدر،رقم الحدیث2020)

طاق تاریخوں میں، قرآن کریم بھی اس کی تائید فرما رہا ہے کیونکہ ایک جگہ ارشاد ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ"۔ جس سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن ماہ رمضان میں ہے دوسری جگہ ارشاد ہے: "إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ" جس سے معلوم ہوا کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا یہ دونوں آیتیں جب ہی جمع ہوسکتی ہیں جب کہ شب قدر رمضان میں ہو۔ خیال رہے کہ شبِ قدر کو رب تعالیٰ نے ہم سے چھپالیا تا کہ ہم اس کی تلاش میں بہت راتوں میں عبادات کریں۔ تلاش کرنے سے مراد عبادتیں کرنا ہے۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کا علم دیا مگر اس کے اظہار کی اجازت نہ دی۔ اسمِ اعظم کی طرح عوام سے اسے چھپا رکھا تا کہ اس کی تلاش رہے اور اچھی چیز کی تلاش بھی عبادت ہے لہٰذا یہ چھپانا ہمارے لیے بہتر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 310:)

(۳۰۱) وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے اور خوب کوشش کرتے اور کمر بستہ ہوجاتے۔ (متفق علیہ)

(۳۰۲) وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت خداوندی میں جتنی محنت رمضان میں کرتے تھے اتنی رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں نہیں کرتے تھے اور جتنی محنت رمضان کے آخری عشرے میں کرتے اتنی اس مہینے کے دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

یَجْتَهِدُ: از، اجتھد، یجتھد، اجتھاداً، و تجاھداً، بمعنی کوشش کرنا، پوری طاقت صرف کرنا، واللہ اعلم۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۳۰۱) (بخاری شریف، فضل لیلۃ القدر، رقم الحدیث 2024)

(۳۰۲) (مسلم شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 2684، ترمذی شریف، رقم الحدیث 796، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1767، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24572، 24957، 26231، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2215، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 5990، بیہقی، رقم الحدیث 8344)

شرح:

چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بھی کرتے تھے اور عموماً شب بیداری بھی یا تو اس لیے کہ اس عشرہ میں شب قدر ہے یا اس لیے کہ مہمان جارہا ہے الوداع سامنے ہے جو اوقات مل جائیں غنیمت ہے یا اس لیے کہ مہینہ کا خاتمہ زیادہ عبادتوں پر ہو۔ بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں دنیا سے کنارہ کر کے عبادت زیادہ کرتے ہیں کہ اب چلتا وقت ہے جو ہو سکے کرلیں۔ شعر

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے　　　اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 316:)

(۲۰۳) وَعَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: "قُوْلِي: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس رات میں کیا کہوں؟ فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي کہو! اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرمادے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

عَفُوٌّ: بمعنی درگزر کرنا، معاف کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر کبھی میری آنکھوں سے حجاب اٹھ جائیں اور میں شجر و حجر کو سجدہ کرتے، فرشتوں کو اترتے، شب قدر کا نور پھیلتے، روح فرشتہ کو زمین پر آتے دیکھوں جس سے معلوم کرلوں کہ یہ شب قدر ہے تو میں اس میں دعا کیا مانگوں۔ معلوم ہوا

(۲۰۳)(ترمذی شریف رقم الحدیث 3513)

کہ بعض اولیاء کبھی شب قدر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں مگر انہیں بھی چھپانے کا حکم ہے کہ شب قدر کو چھپانا سنت ہے۔(مرقاۃ)

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" یہ دعا مختصر ہے اور بہت جامع ہے کیونکہ جب رب تعالیٰ نے بندے کو معافی دے دی تو سب کچھ دے دیا۔خیال رہے کہ گنہگار گناہوں سے معافی مانگتے ہیں اور نیک کار نیکی کر کے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں کہ خداوند تیری بارگاہ کے لائق نیکی نہ ہوسکی تو معاف فرمانے والا ہے معافی پسند کرتا ہے مجھے معافی دے دے۔شعر

زاہداں از گناہ توبہ کنند عارفاں از اطاعت استغفار

حضرت عائشہ صدیقہ رب تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے محفوظ ہیں، پھر بھی معافی مانگنے کا حکم دیا گیا، گناہوں سے معافی نہیں بلکہ وہ معافی جو عرض کی گئی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 318)

۴۲۔بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

مسواک اور خصائل فطرت کا بیان

مسواک اور سواک سُوْک سے بنا بمعنی مَلنا،مسواک دانتوں کے ملنے کا آلہ۔شریعت میں مسواک وہ لکڑی ہے جس سے دانت صاف کیے جاتے ہیں۔سنت یہ ہے کہ یہ کسی پھول یا پھلدار درخت کی نہ ہو،کڑوے درخت کی ہو،موٹائی چھنگلی کے برابر ہو،لمبائی بالشت سے زیادہ نہ ہو،دانتوں کی چوڑائی میں کی جائے نہ کہ لمبائی میں،بے دانت والا انسان اور عورتیں انگلی پھیر لیا کریں۔مسواک اتنے مقام پر سنت ہے:وضوء میں،قرآن شریف پڑھتے وقت،دانت پیلے ہونے پر،بھوک،یا دیر تک خاموشی،یا بے خوابی کی وجہ سے منہ سے بو آنے پر۔احناف کے ہاں مسواک سنتِ وضو ہے نہ کہ سنت نماز،لہٰذا باوضو آدمی نماز کے لیے مسواک نہ کرے۔امام شافعی کے ہاں سنت نماز ہے نہ کہ سنت وضو اور وجہ ظاہر کہ ان کے ہاں خون وضو نہیں توڑتا تو اگر مسواک سے دانت میں خون نکل بھی آیا تو نماز درست ہوگی۔لیکن ہمارے ہاں بہتا خون وضو توڑ دیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،،باب السواک،الفصل الاول،ج1،ص359)

(۳۰۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ

(۳۰۴)(مسلم شریف' کتاب الطہارت' رقم الحدیث 497' بخاری شریف' رقم الحدیث 847 '6813' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 47' 48' ترمذی' رقم الحدیث 23' 22' 167' نسائی' رقم الحدیث 534' 7' ابن ماجہ' رقم الحدیث 287' 690' 691' موطا امام مالک' رقم الحدیث 145' 146' دارمی' رقم الحدیث 683' 1484' مسند امام احمد' رقم الحدیث 967' 7406' 9589' ابن حبان' رقم الحدیث 1531' 1540' 1068' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 140' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 516' بیہقی' رقم الحدیث 147' 144' 146' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6617' 6270' 6343' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 11125' 5223' 5224)

عَلٰی اُمَّتِیْ -اَوْعَلَی النَّاسِ- لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ میری امت یا فرمایا: لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوگا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (متفق علیہ)

(۳۰۵) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الشَّوْصُ": الدَّلْكُ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو منہ مبارک میں مسواک ملتے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الشوص: کا مطلب ہے ملنا، رگڑنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی وضو بلکہ استنجے سے بھی پہلے، پھر وضو میں اس کے علاوہ کیونکہ مسواک بیدار ہونے کی بھی سنت ہے اور وضو کی بھی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب السواک، الفصل الاول، ج 1، حدیث، 359)

(۳۰۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتیں۔ پس رات کے جس حصے میں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرتا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے' وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

(۳۰۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثَرْتُ

---

(۳۰۵) (بخاری شریف' کتاب الوضوء' رقم الحدیث 245)

(۳۰۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 746)

عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کرتا ہوں۔(بخاری)

(۳۰۸) وَعَنْ شُرَیْحِ بْنِ ہَانِئٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا: بِأَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَأُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَیْتَہُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاکِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کس چیز سے ابتداء کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مسواک سے۔(مسلم)

تعارفِ روای:

صحیح یہ ہے کہ حضرت شریح مجتہدین تابعین سے ہیں، اور آپ کے والد ہانی ابن یزید صحابی ہیں، حضرت شریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوچکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانی سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ عرض کیا تین۔ شریح، عبداللہ اور مسلم۔ فرمایا تمہاری کنیت ابو شریح ہے، آپ سیّدنا علی مرتضٰی کے مخصوص ساتھی ہیں، بلکہ آپ کے قاضی رہے ہیں، جنگ جمل و صفین میں آپ کے ساتھ تھے، ۷۸ھ میں شہید کئے گئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،، باب السواک، الفصل الاول، ج1، حدیث، 360)

شرح:

معلوم ہوا کہ مسواک وضو کے علاوہ بھی کرنی چاہیئے۔ مرقاۃ وغیرہ میں ہے کہ مسواک کے ستر فائدے ہیں: جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے، یہ "پائیریا" سے محفوظ رکھتی ہے، گندہ ذہنی دور کرتی ہے، دانتوں و معدے کو قوی کرتی ہے، آنکھوں میں روشنی دیتی ہے۔ دیکھو شامی وغیرہ۔ اور افیون میں ستر برائیاں ہیں: جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے خرابیٔ خاتمہ کا اندشیہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،، باب السواک، الفصل الاول، ج1، حدیث، 360)

(۳۰۹) وَعَنْ أَبِی مُوسَی الْأَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۳۰۷)(بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 888)

(۳۰۸)(مسلم شریف' کتاب الطہارۃ' رقم الحدیث 253)

(۳۰۹)(مسلم شریف' کتاب الطہارت' رقم الحدیث 500' ابوداؤد' رقم الحدیث 49' نسائی' رقم الحدیث 3' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19752' ابن حبان' رقم الحدیث 1073' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 141' بیہقی' رقم الحدیث 140)

وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسواک کا سرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

(۳۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ"

رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وابنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِأَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۳۱۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْاِسْتِحْدَادُ": حَلْقُ الْعَانَةِ، وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِيْ حَوْلَ الْفَرْجِ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت ہیں' یا فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا' زیر ناف بال دور کرنا' ناخن کاٹنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں تراشنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الاستحداد: زیر ناف بال مونڈنا' یہ وہ بال ہیں جو شرمگاہ کے آس پاس ہوتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۳۱۰) (نسائی شریف' رقم الحدیث 5)

(۳۱۱) (مسلم شریف' کتاب الطہارت' رقم الحدیث 505' بخاری شریف' رقم الحدیث 5549' 5550' 5551' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 53' 54' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2756' 2757' نسائی' رقم الحدیث 10' 11' 12' ابن ماجہ' رقم الحدیث 292' 293' 294' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 1641' مسند امام احمد' رقم الحدیث 5988' ابن حبان' رقم الحدیث 5479' 5479' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 1627' 4517' دارقطنی' رقم الحدیث 1)

شرح:

سنت قدیمہ جو گزشتہ انبیاء کرام کا بھی طریقہ رہا ہو اسے فطرت کہتے ہیں گویا وہ انسان کی پیدائشی عادت ہے۔ یہاں پانچ کا ذکر حد کے لیے نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی سنتیں انبیاء ہیں جو دوسری احادیث میں مذکور ہیں۔

ختنہ شدہ پیدا ہونے والے انبیاء کرام:

ختنہ امام اعظم کے ہاں سنت ہے، امام شافعی کے ہاں فرض۔ (مرقات) سات سال کی عمر تک ختنہ کر دینا چاہیے، نو مسلم جوان آدمی کا نکاح ایسی عورت سے کر دیا جاوے جو ختنہ کرنا جانتی ہو پھر ختنہ کے بعد چاہے تو طلاق دیدے، جو بچہ ختنہ شدہ پیدا ہوا اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ چودہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے: حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، شعیب، یوسف، موسیٰ، زکریا، سلیمان، عیسیٰ، حنظلہ ابن صفوان جو اصحاب رُسل کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ حضرات ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے، عورتوں کا ختنہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔

(زیر ناف بال دور کرنا) یعنی ناف کے نیچے اور پاخانہ کے مقام کے بال استرہ سے صاف کرنا سنت ہے مرد کے لیے اور کسی دواء سے صاف کر دینا مرد کے لیے خلاف سنت ہے قینچی سے یہ بال کاٹ دینا مرد و عورت دونوں کے لیے خلاف سنت ہے، بحالت جنابت کوئی بال کاٹنا مونڈھنا بہتر نہیں۔ (مرقات)

(مونچھیں تراشنا۔) اوپری ہونٹ کے بالوں کو مونچھ کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے کاٹے جاویں کہ اوپرے ہونٹ کا کنارہ خوب کھل جاوے، پانی پیتے وقت یہ بال پانی میں نہ ڈوب سکیں، مونچھیں مونڈنا یا بہت زیادہ پست کر دینا خلاف سنت ہے۔ محیط میں ہے کہ مردوں کو سر منڈآنا عام حالات میں اچھا نہیں احرام کھولتے وقت سنت ہے۔ حلق کے بال نہ منڈائے، بھویں اور چہرے کے کچھ کچھ بال الگ کر دینا جائز ہے جب کہ ہیجڑوں سے تشبہ نہ ہو، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈھنا یا کترنا مستحب نہیں۔ (مرقات)

(ناخن کاٹنا) اس طرح ناخن تراشے کہ ہاتھوں کے پہلے پاؤں کے بعد میں، داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی شروع کرے چھنگلی تک کاٹ دے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرے انگوٹھے تک کاٹ دے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کاٹ دے۔ جو کوئی جمعرات کے دن ناخن تراشا کرے ان شاء اللہ فقیر نہ ہوگا۔ حجامت جمعرات کو چاہیے اور غسل تبدیلی لباس خوشبو جمعہ کو افضل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم پر ناخن کا لباس تھا جنت سے باہر آ کر یہ کپڑوں کا لباس عطا ہوا، آپ کا جسم ساٹھ ہاتھ تھا۔ (مرقات)

بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے منڈانا جائز، امام شافعی منڈایا کرتے تھے۔ ناک کے بال اکھیڑنا ممنوع ہے اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، تحت حدیث 263)

(۳۱۲) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" قَالَ الرَّاوِيْ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ۔ قَالَ وَكِيعٌ - وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ: يَعْنِي الاِسْتِنْجَاءَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْبَرَاجِمُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ: وَهِيَ عُقَدُ الْاَصَابِعِ، وَ "اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئًا۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں، موچھیں کاٹنا، ڈاڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، استنجاء کرنا، راوی کہتے ہیں۔ مجھے دسویں چیز بھول گئی ہے ہوسکتا ہے وہ کلی کرنا ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

''انتقاص الماء'' سے مراد استنجاء کرنا ہے۔

البراجم: باءموحدہ اور جیم کے ساتھ انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اعفاء اللحیۃ: اس کا مطلب ہے کہ اس (داڑھی) سے کوئی چیز کم نہ کی جائے۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

فطرت کے لغوی معنی ہیں پیدائش، رب فرماتا ہے: "فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" مگر اصطلاح میں ان سنت انبیاء کو فطرت کہا جاتا ہے جن پر ہمارے حضور بھی عامل رہے۔

(موچھیں کاٹنا) اتنی کہ اوپر کے ہونٹ کی سرخی نمودار ہوجائے، اس سے زیادہ کترانا بھی منع ہے اور منڈانا بھی ممنوع۔ بعض علماء نے مجاہدین کو بحالت جنگ موچھیں بڑھانے کی اجازت دی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۳۱۲) (مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث 512، بخاری شریف، رقم الحدیث 5549، ابوداؤد، رقم الحدیث 53، ترمذی رقم الحدیث 2756، نسائی، رقم الحدیث 10، ابن ماجۃ، رقم الحدیث 292، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1641، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5988، ابن حبان، رقم الحدیث 5478، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 88، بیہقی، رقم الحدیث 152، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1627)

(ڈاڑھی کو بڑھانا) چار انگشت واجب اس سے قدرے زیادہ جائز ہے، بہت زیادہ مکروہ، چار انگشت سے کم کرنا سخت منع اور منڈانا حرام، نیز ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اسے منڈادے۔ خیال رہے کہ ٹھوڑی کے نیچے والے بال ایک مشت کے بعد کٹوائے اور اس کے آس پاس اسی مناسبت سے کہ بالوں کا حلقہ بن جائے جیسا کہ سیّدنا ابن عمر کا طریقہ تھا (بخاری شریف) قرآن حکیم فرماتا ہے: "لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ"۔ معلوم ہوا کہ ایک مشت داڑھی سنت انبیاء ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے۔

(ناخن تراشنا) ہاتھوں اور پاؤں کے اس طرح کہ پہلے داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلی پر ختم کردے، پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کردے، پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹ لے، اس کے بعد داہنے پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔ جمعہ کے دن کٹوانا مستحب ہے اور جمعرات کے دن بعد نماز عصر بہت بہتر۔ ہر ہفتہ یا پندرہ دن میں ایک بار کاٹ لے۔ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔

(انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا) کھانا وغیرہ کھا کر یا کوئی اور کام کر کے، مراد پوروں سے پوری انگلیاں ہیں۔

(بغل کے بال اکھیڑنا) اکھیڑنا سنت ہے، منڈانا جائز ہے۔

(زیر ناف بال مونڈنا) سنت ہے۔ چونے وغیرہ سے صاف کردینا بھی جائز، قینچی سے کاٹ دینا خلاف۔ سنت ان احکام میں عورتیں اور مراد برابر ہیں۔ (مرقاۃ)

(استنجاء کرنا) یعنی پیشاب پاخانہ کا استنجاء پانی سے کرنا سنت ہے، اور اگر نجاست روپے بھر سے زیادہ ہو تو فرض۔ دسویں راوی فرماتے ہیں میں بھول گیا لیکن مسلم کی روایت میں ختنہ کا ذکر ہے ممکن ہے کہ دسویں چیز ختنہ ہو۔ لڑکے کا ختنہ سنت ہے۔ ساتویں دن سے لے کر ساتویں سال تک کردیا جائے، بلوغ سے پہلے ہونا ضروری ہے، بعد بلوغ ستر اس کے لیے کھولنا حرام ہے۔ جو جوان آدمی ایمان لائے تو اگر ممکن ہو تو ختنہ کا کام جاننے والی عورت سے اس کا نکاح کردیا جائے، کہ وہ ختنہ کرے ورنہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 362)

(۳۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

(۳۱۳) (مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث 509، بخاری شریف، رقم الحدیث 5540، 5552، 5553، ابوداؤد، رقم الحدیث 53، 4199، ترمذی، رقم الحدیث 2757، 2763، 2764، نسائی، رقم الحدیث 15، 5042، 5045، ابن ماجہ 293، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1696، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4654، 5135، 5138، ابن حبان، رقم الحدیث 1221، 5475، بیہقی، 152، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4517، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 3195، 3218،

فرمایا: مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھنے دو۔ (متفق علیہ)

۶۳۔ بَابُ تَأْکِیْدِ وُجُوْبِ الزَّکٰوۃِ وَبَیَانِ فَضْلِھَا وَمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا

زکوٰۃ کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

زکوۃ کے لغوی معنی ہیں پاکی اور بڑھنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی"۔ چونکہ زکوۃ کی برکت سے نفس انسانی بخل کے میل سے پاک وصاف ہوتا ہے، نیز اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اس لئے اسے زکوۃ کہتے ہیں۔ زکوۃ کا سبب بڑھنے والا مال ہے اور اسکے شرائط: اسلام، آزادی، عقل، بلوغ اور قرض سے مال کا خالی ہونا ہے لہٰذا کافر، غلام، بچے اور دیوانے پر زکوۃ فرض نہیں۔ حق یہ ہے کہ زکوۃ کا اجمالی حکم ہجرت سے پہلے آیا اور اس کی تفصیل ۲ھ میں بیان ہوئی لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں۔ کُل چار مالوں میں زکوۃ فرض ہے: سونا چاندی، مال تجارت، جنگل میں چرنے والے جانور، زمینی پیداوار۔ (از مرقاۃ و اشعہ) تفصیلی احکام کتب فقہ میں دیکھو۔ پیداوار کی زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے، باقی مال تجارت و سونے چاندی کا چالیسواں حصہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الزکوۃ، الفصل الاول، ج 3، ص 1)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ} (البقرۃ: 43)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو''۔

تشریح:

اس آیت میں نماز وزکوۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے حدیث شریف میں ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوۃ سے افضل اور مقدم ہے، دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا کمال نہیں، نماز قائم کرنا کمال ہے، تیسرے یہ کہ انسان کو جانی، مالی ہر قسم کی نیکی کرنی چاہیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے، اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہوجانے سے رکعت مل جاتی ہے جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہوجائے تو سب کی قبول ہوجاتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ٥} (البينة:5).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے٥

تشریح:

وہ قومیں جو آج گونا گوں شرک میں مبتلا ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس کو اس کے نبی یا رسول نے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کا حکم نہ دیا ہو اور غیر اللہ کی عبادت کو ضلالت وگمراہی نہ کہا ہو۔ ان انبیاء نے انہیں یہ بھی تلقین کی کہ اپنے عقائد کو شرک وکفر کی ہر آلائش سے پاک صاف رکھیں۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے پر مضبوطی سے جم جائیں۔ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس عقیدۂ توحید کی انہیں دعوت دی ہے، یہ کوئی نئی دعوت نہیں۔ پہلے انبیاء ورسل نے بھی اپنی اپنی قوموں کو یہی درس دیا اور اس پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی۔ ہر باطل سے منہ موڑ کر جو شخص صرف حق کی طرف متوجہ ہو جائے، اسے حنیف کہتے ہیں۔ حنفاء اس کی جمع ہے۔ یعنی انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ ان کے گردوپیش باطل اپنی مختلف شکلوں میں موجود ہے، ہر باطل سے دامن چھڑا کر وہ پوری یکسوئی کے ساتھ حق کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ عقیدہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ انہیں عبادات، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کا بھی بار بار حکم دیا گیا۔ دانائی اور راست بازی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ حضور کی دعوت کو قبول کر لیں اور ہادیٔ برحق کے نقوش پا کو اپنا خضر راہ بنالیں۔

پھر فرمایا وہی دین سچا اور صحیح دین ہو سکتا ہے جس میں اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کا جامع نظام موجود ہو، اسلام کے علاوہ کہیں بھی انہیں عقائد واعمال کا یہ حسین امتزاج نظر نہیں آئے گا۔ القیمۃ کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ القیمۃ صفت ہے۔ اس کا موصوف الملۃ مقدر ہے۔ عبارت یوں ہے ذلک دین الملۃ القیمۃ۔ یعنی ایک راست رو ملت کا دین ہے۔ دوسرا قول یہ ہے جو زیادہ واضح اور پسندیدہ ہے۔ القیمۃ کے آخر میں تا تانیث کی نہیں بلکہ مبالغہ کی ہے جیسے علامہ میں۔ اور دین جو موصوف ہے اس کو صفت کی طرف مضاف کر دیا گیا۔ القیمۃ التی لا عوج فیھا۔ جس میں کوئی کجی نہ ہو۔ یعنی ہادیٔ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا دین ایسا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں، کوئی خامی نہیں، کوئی کمی نہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا} (التوبة: 103).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ حاصل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو''۔

تشریح:

علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مال زکوٰۃ نہیں بلکہ وہ صدقہ ہے جو گناہ کے سرزد ہونے کے بعد انہوں نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے صدقہ کو قبول فرمایئے اور اس طرح ان کو گناہ کی نحوست سے پاک کیجئے اور ان کے دل کے آئینہ پر گناہ کا جو گرد وغبار ابھی باقی ہے اسے دور فرما کر اسے صاف شفاف کر دیجئے۔ تطہر اور تزکی میں ضمیر خطاب کا مرجع حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پاک ہے۔ "ولا جود ان تکون المخاطبة للنبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فانك تطهرهم وتزكيهم بها۔ (قرطبی)

(۳۱۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ دینا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 182 کے تحت ہو چکی ہے واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

(۳۱۵) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ" قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ"

---

(۳۱۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 21)

(۳۱۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 8، بخاری شریف، رقم الحدیث 46، 1792، 6556، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 391، 392، نسائی شریف، رقم الحدیث 458، 2090، موطا امام مالک، رقم الحدیث 423، دارمی، رقم الحدیث 1578، ابن حبان، رقم الحدیث 1724، 3262، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 306، بیہقی، رقم الحدیث 1572، 4235، 4237)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ" قَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ" قَالَ: وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ. فَقَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ" فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ: وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے لیکن ہم سمجھ نہیں سکتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں، اس نے عرض کیا: کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں چاہو تو نفل نماز پڑھ سکتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا، اس نے عرض کیا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں؟ فرمایا: نہیں، ہاں اگر نفلی روزے رکھو تو بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے عرض کیا: کیا میرے ذمے اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! مگر نفلی صدقہ دے سکتے ہو، پس وہ آدمی واپس پلٹا اور کہہ رہا تھا: خدا کی قسم! میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب و کامران ہو گیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

دَوِیَّ صَوْتِہٖ: آواز کی گنگناہٹ،

تعارفِ روای:

طلحہ ابن عبید اللہ: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سوا بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لیے بھیجا تھا آپ عین بدر کے دن واپس ہوئے، احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی، چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بے کار ہو گئی، بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے پچھتر زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے، جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۱۰ ۳۶ تیس میں بیس جمادی آخرہ کو شہید ہوئے، چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے،

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الطاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

نجد عرب کا ایک صوبہ ہے جو مکہ معظمہ اور عراق کے درمیان واقع ہے۔اس صوبہ کے متعلق حضور نے دعاء خیر نہ فرمائی اور وہاں سے وہابی فرقے کے نکلنے کی خبر دی جو آخر کتاب میں ان شاء اللہ ذکر ہوگا۔

(ایک دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں) یعنی ان پانچ نمازوں کے سوا اور نماز اسلام کا فرض نہیں،عیدین اور وتر واجب ہے،نماز جمعہ ظہر کی قائم مقام ہے لہٰذا یہ ان ہی پانچ میں شامل ہے۔

(ہو تو نفل نماز پڑھ سکتے ہو) نفل سے لغوی معنی مراد ہیں فرض پر زائد،رب فرماتا ہے:"فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ" لہٰذا اس میں وتر وعیدین داخل ہیں۔یا اس وقت تک یہ نماز اسلام میں آئی نہ تھیں،بہرحال یہ حدیث وتر وعیدین کے وجوب کے خلاف نہیں احناف کے مخالف نہیں۔

(اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے عرض کیا: کیا میرے ذمے اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! مگر نفلی صدقہ دے سکتے ہو) یہ جملہ بھی فطرے اور قربانی کے وجوب کے خلاف نہیں جیسا کہ اوپر کی تقریر سے واضح ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب وکامران ہو گیا۔) یعنی اگر صدق دل سے وعدہ کیا ہے تو کامیاب ہوگا یا اگر اس وعدے کو پورا کر دکھائے تو کامیاب ہوگا۔معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پہلے ایک سائل کے ان ہی الفاظ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاح وکامیابی کا قطعی حکم دے دیا،اس نجدی کے ان ہی الفاظ پر مشکوک طریقہ سے کامیابی بیان فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج 1،تحت حدیث 14:)

(۳۱۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ،فَقَالَ: "ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ. فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی

(۳۱۶)(مسلم شریف،رقم الحدیث 29،بخاری شریف،رقم الحدیث 1331،1389،1425،ابوداؤد شریف،رقم الحدیث 1584،ترمذی شریف،رقم الحدیث 625،نسائی،رقم الحدیث 2435،2522،ابن ماجہ،رقم الحدیث 1783،دارمی،رقم الحدیث 1614،مسند امام احمد،رقم الحدیث 2071،22105،22171،ابن حبان،رقم الحدیث 156،ابن خزیمہ،رقم الحدیث 2275،بیہقی،رقم الحدیث 7095،طبرانی کبیر،رقم الحدیث 688،دارقطنی،رقم الحدیث 4)

اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ان کو اس بات کی طرف بلاؤ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ اس میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ اس میں بھی تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

(۳۱۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ، اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں' زکوٰۃ دیں اور اگر وہ یہ کریں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچا لیا' ہاں! اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) یہاں حَتّٰی بمعنی کہ ہے جیسے "اسلمتُ حتی ادخل الجنة" یعنی مجھے حکم الٰہی ہے کہ ملک گیری یا مال گیری کی نیت سے جہاد نہ کروں بلکہ لوگوں کو ہدایت دینے کی نیت سے کروں۔ اس صورت میں حدیث پر نہ کوئی اعتراض ہے کہ یہ آیت قرآنیہ کے خلاف ہے اور الناس سے مراد سارے کفار ہیں۔ لہٰذا یہ حتی انتہاء کا نہیں۔ خیال رہے کہ مشرکین عرب کے لئے حکم جزیہ نہیں یا وہ ایمان لاویں یا قتل وقید وعبدیت وغیرہ۔ رب فرماتا ہے: "وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ" عرب کے اہل کتاب اور عجم کے تمام کفار کے لئے یا ایمان یا جزیہ ورنہ قتل و قید وغیرہ رب فرماتا ہے: "حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ" مرتد کے لئے یا اسلام یا قتل ہے نہ جزیہ نہ قید رب فرماتا

(۳۱۷) (بخاری شریف، رقم الحدیث 25، مسلم شریف، رقم الحدیث 22)

ہے:"تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ"۔باغیوں کے لیے یا قتل یا بغاوت سے توبہ،رب فرماتا ہے:"فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ" لہٰذا آیات واحادیث متفق ہیں۔

(اور نماز ادا کریں' زکوٰۃ دیں) چونکہ اس وقت تک روزہ، جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے،اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا اگر کوئی نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے تو کافر ہے اس پر کفار کا سا جہاد ہوگا۔تارکین نماز وزکوٰۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

چونکہ اس زمانہ مبارک میں اسلام میں نئے فرقے نہ بنے تھے،کلمہ،نماز وزکوٰۃ ایمان کی علامت تھی،اس لئے فرمایا کہ جو یہ تین کام کرے اس کا جان و مال محفوظ ہے،اب بہت مرتد فرقے کلمہ،نماز،زکوٰۃ پر کاربند ہیں مگر مرتد ہیں ان پر ارتداد کا جہاد ہوگا۔جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے معتقدین پر جہاد کیا اب بھی قادیانیوں وغیرہ مرتدین کا یہ ہی حکم ہے۔

(ہاں!اسلام کا حق باقی رہے گا) یعنی اگر اسلام لاکر قتل،زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔

(اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے) یعنی اگر کوئی زبانی کلمہ ظاہری نماز وزکوٰۃ ادا کرے تو ہم اس پر جہاد نہ کریں گے،اگر منافقت سے یہ کام کرتا ہے تو رب اسے سزا دے گا۔اسلامی جہاد منافقوں پر نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از،مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج 1 تحت حدیث 10:)

(۳۱۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ، وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ" فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ، فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

---

(۳۱۸)(مسلم شریف رقم الحدیث 32' بخاری رقم الحدیث 25'385'1335' ابوداؤد رقم الحدیث 1556'1557' ابوداؤد رقم الحدیث 2640' ترمذی رقم الحدیث 2606'2607'2608' نسائی رقم الحدیث 2443'3090'3091'3092' ابن ماجہ رقم الحدیث 71'72'3927' دارمی رقم الحدیث 2411' مسند امام احمد رقم الحدیث 67'117'239' ابن حبان رقم الحدیث 174'175'216' ابن خزیمہ رقم الحدیث 2248' مستدرک حاکم رقم الحدیث 1428'3926'8091' بیہقی رقم الحدیث 2031' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 68' طبرانی کبیر رقم الحدیث 1746)

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ) بنے اور عربوں میں سے کچھ لوگوں نے کفر اختیار کیا جنہوں نے کفر اختیار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم لوگوں سے کیسے لڑو گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ یہ کہیں: ''لا الہ الا اللہ'' اور جو یہ کہے اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی' مگر اسلام کے حق سے (جان و مال لی جا سکتی ہے) اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم! ایک ڈھنگے کی رسی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے اگر وہ مجھے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا' ان کے اس انکار کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ بات سنتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے' اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ حق ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

عقالاً : بمعنی رسی اس کی جمع اعقال، عقول آتی ہے اس سے ہی عقل ہے کہ جس طرح رسی جانور کو روکتی ہے اسی طرح عقل انسان کو برے کاموں سے روکتی ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے واللہ اعلم۔

(۳۱۹) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَخْبِرْنِیْ بعمل یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ. قَالَ: "تَعْبُدُ اللّٰهَ. وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا. وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ. وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ. وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایسا عمل بتایئے جو (میں کروں تو) مجھے جنت میں داخل کر دے۔ فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبات کرے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور تو نماز قائم کرے' اور تو زکوٰۃ ادا کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

(۳۱۹) (بخاری شریف' کتاب الزکاۃ' رقم الحدیث 1396' مسلم شریف' رقم الحدیث 13)

(۳۲۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: "تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا. فَلَمَّا وَلّٰى، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے کہ میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں' فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے' اور نماز کو قائم کرے' اور فرض زکوٰۃ ادا کرے' اور رمضان کے روزے رکھے' اعرابی نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر کسی چیز کی زیادتی نہیں کروں گا' پس جب وہ اعرابی واپس لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہو کہ وہ جنتیوں میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس اعرابی کو دیکھ لے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

دُلَّنِي: از، دلالۃً بمعنی راہنمائی کرنا،

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح کے لیے اسی جلد میں حدیث نمبر: 315 کی شرح دیکھیے۔

(۳۲۱) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ میں نماز قائم کروں گا' زکوٰۃ دوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔ (متفق علیہ)

(۳۲۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ

---

(۳۲۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 14)

(۳۲۱) (بخاری شریف' کتاب الزکاۃ' رقم الحدیث 1401)

صَاحِبِ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ. فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِيْنُهُ، وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيْدَتْ لَهُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَالْإِبِلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ إِبِلٍ لَّا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا. كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ، وَلَا جَلْحَاءُ، وَلَا عَضْبَاءُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ. فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا، وَلَا رِقَابِهَا، فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَّسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ" قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: "مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۲۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 2186، بخاری شریف رقم الحدیث 1402، ابوداؤد رقم الحدیث 1658، مسند امام احمد رقم الحدیث 7553، 8965، 21508، ابن حبان رقم الحدیث 3253، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2252، 2291، بیہقی رقم الحدیث 7017، بیہقی رقم الحدیث 7209)

سونے اور چاندی کا مالک جوان کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی پلیٹیں تیار کی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کے ساتھ اس کے پہلو' پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو ان کو پھر گرم کیا جائے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو وہ اپنی راہ دیکھ لے گا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اور جو اونٹوں کا مالک ان سے ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی کی باری کے دن ان کا دودھ دوہا جائے' تو قیامت کے دن اس شخص کو ان اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان میں سے ایک بچہ تک بھی کم نہ ہوگا وہ اسے پاؤں کے نیچے روندیں گے اور اسے دانتوں سے کاٹیں گے' جب ان کا پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری سرے کو اس پر سے گزارا جائے گا' ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا تو دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں منہ کے بل لٹا دیا جائے گا ان میں سے کوئی ایک بھی کم نہ ہوگی ان میں سے نہ تو کوئی پیچھے مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والی اور وہ اسے اپنے سینگ سے ماریں گی اور اسے اپنے کھروں کے نیچے روندیں گی جب پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری گلے کو اس پر سے گزارا جائے گا۔ ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اور گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں وہ ایک شخص کے لئے بوجھ (گناہ) ہے ایک شخص کے لئے ستر پوشی کا سبب' اور ایک شخص کے لئے باعث اجر وثواب' سو جس شخص کے لئے گھوڑے باعث عذاب ہوں گے وہ' وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو فخر' ریا کاری' اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے لئے باندھے تو یہ گھوڑے اس کے لئے باعث عذاب ہیں اور جو گھوڑے اپنے مالک کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں ان کا مالک وہ شخص ہے جو راہ خدا میں گھوڑوں کو باندھے ان کی پیٹھوں اور گردنوں میں خداوند کریم کے حق کی ادائیگی کو فراموش نہ کرے تو اس کے گھوڑے اس کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں اور جو گھوڑے اپنے مالک کے لئے اجر وثواب کا باعث ہیں ان کا مالک وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو راہ خدا میں اہل اسلام کے لئے سبز قطعہ زمین یا باغ میں باندھے وہ گھوڑے اس سرسبز قطعہ زمین سے یا باغ سے جس جس قدر گھاس چریں گے اس کے مطابق اس شخص کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں ان کے لید اور پیشاب کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ اپنی رسی کو توڑ کر کسی ایک بلندی یا دو بلندیوں پر دوڑیں گے تو ان کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کا مالک انہیں لے کر نہر کے پاس

سے گزرے گا اور وہ پانی پییں گے حالانکہ ان کے مالک کا ارادہ انہیں پانی پلانے کا نہ تھا تو بھی جس قدر وہ پانی پییں گے اسی قدر اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا سوائے اس منفرد اور جامع آیت کریمہ کے: ''پس جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

حل لغات:

صُفِّحَتْ: از، صفحاً، بمعنی لمبا چوڑا کرنا،

تَنْطَحُہٗ: از، نطحاً، بمعنی بیل کا سینگوں سے مارنا، دفع کرنا، ہٹانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سونے اور چاندی کا مالک جو ان کا حق ادا نہیں کرتا) ظاہر یہ ہے کہ حق سے مراد زکوۃ مفروضہ ہے کیونکہ فطرہ، قربانی یا حقوق العباد ادا کرنے پر وہ وعید نہیں جو یہاں مذکور ہے۔

(قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی پلیٹیں تیار کی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کے ساتھ اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا) یعنی اس کا سونا چاندی اوّلاً سخت گرم پتر بنائے جائیں گے جو گرمی کی وجہ سے گویا آگ ہی ہوں گے پھر ان گرم پتروں کو اور بھی گرم کرنے کے لیے دوزخ کی آگ میں رکھ کر دھونکا جائے گا اس کی تشریح قرآن کریم میں یوں ہے: "يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ" لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آگ کے پترے نہیں ہوتے، نیز آگ کے پتروں کو پھر آگ میں دھونکنا سمجھ میں نہیں آتا۔

چونکہ یہ بخیل فقراء سے منہ موڑ لیتا تھا انہیں دیکھ کر پہلو پھیر کر چل دیتا تھا اس لیے ان دونوں مقام ہی پر داغ لگائے جائیں گے جیسے چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں کہ اس نے ان سے ہی چوری کی۔

یہ پترے جب بھی اس کا بدن داغ کر دوزخ میں پھر لائے جائیں گے تو تپا کر پھر اس کے بدن پر ہی لوٹائے جائیں گے بار بار گرم کر کے لگائے جائیں گے۔

(ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا) یعنی یہ داغا جانا قیامت کے دن، دن بھر ہوتا رہے گا لوگ اپنے حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے اور یہ سزا بھگت رہا ہوگا بعد قیامت سزا جزا علیحدہ ہے اور اس تکلیف کی وجہ سے اسے یہ دن پچاس ہزار سال کا محسوس ہوگا نیک کاروں کو بقدر چار

رکعت نماز۔

(اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا تو دوزخ کی طرف) یعنی بعد قیامت اپنا راستہ جنت یا دوزخ کا دیکھے یا دکھایا جائے۔ یری معروف ہے یا مجہول یعنی یہ عذاب تو زکوۃ نہ دینے کا ہوا اب اگر اور گناہ نہ ہوں یا ہوں تو رب تعالیٰ بخش دے تو جنت میں بھیج دے اور اگر نہ بخشے تو ان گناہوں کی سزا میں کچھ عرصہ کے لیے دوزخ میں بھیج دے اس جملہ کی یہ ہی توجیہ قوی ہے۔

(عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟) یعنی سونے چاندی تو بخیل کو تپا کر لگائے جائیں گے اگر اونٹوں کی زکوۃ نہ دی ہو تو ان کی سزا کیا ہے اونٹ تو تپائے نہیں جاتے۔

(کہ پانی کی باری کے دن ان کا دودھ دوہا جائے) عرب میں دستور تھا کہ اونٹوں کو ہفتہ میں ایک دو بار پانی پلانے کے لیے گھاٹ یا کنوئیں پر لے جاتے تھے، اس دن فقراء کا وہاں مجمع لگ جاتا تھا، اونٹ والے اونٹنیاں دوھ کر ان فقراء اور مسافروں کو دودھ پلا دیتے تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ دودھ پلانا بھی ان اونٹوں کا حق ہے۔ خیال رہے کہ جانوروں کی زکوۃ تو فرض ہے مگر یہ دودھ پلانا مستحب ہے اور مستحب چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا لہٰذا یا تو اس سے مضطر فقراء کو دودھ پلانا مراد ہے جن کی بھوک سے جان نکل رہی ہو یا پہلے یہ فرض تھا اب مستحب ہے جیسے تنگی کے زمانہ یعنی شروع اسلام میں قربانی کا گوشت صرف تین دن رکھنا جائز تھا۔ مرقات نے فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیاسی اونٹنیوں کو نہ دوہو صرف گھاٹ پر لانے کے دن پانی پلا کر دوہو، یہ بھی خشک سالی کے زمانہ کے احکام میں سے ہے۔

(تو قیامت کے دن اس شخص کو ان اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا) یعنی اس بخیل کی سزا یہ ہوگی کہ اسے ہموار میدان میں اوندھا ڈال کر اس پر اس کے سارے اونٹوں کو گھمایا جائے گا، یہ سب بہت اونچے اور موٹے ہوں گے اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے۔

(جب ان کا پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری سرے کو اس پر سے گزارا جائے گا) یعنی یہ روندنے والے اونٹ لمبی قطار میں نہ ہوں گے کہ اس پر یہ قطار روندتی گزر جائے اور اس کا چھٹکارا ہو جائے بلکہ گول دائرہ کی شکل میں حلقہ باندھے ہوں گے اور آخری اونٹ کے گزرنے پر پھر پہلا اونٹ اس پر آجائے گا، اصل عبارت اس کے برعکس تھی یعنی اخری کا ذکر پہلے تھا اولیٰ کا بعد میں جیسا کہ مسلم کی بعض روایات میں ہے۔ مبالغہ کے لیے آخری کو اولیٰ فرما دیا گیا یعنی اس طرح لگاتار ہو کر اس پر گھومیں گے کہ گویا پچھلا اونٹ پہلا ہو جائے گا اور پہلا پچھلا، چونکہ اس کا بخل بھی دائمی تھا اس لیے سزا بھی دائمی ہوئی، درمیان میں وقفہ نہ ہوا کہ اسے کچھ آرام مل جائے۔

(یارسول اللہ! گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟) ان کا کیا حکم ہے جو شخص بقدر نصاب ان کا مالک ہو پھر ان کی زکوۃ نہ

نکالے تو اس کی سزا کیا ہے۔ مِنْهَا میں مِنْ بمعنی اجل یا بمعنی لام ہے یعنی بکریوں کی وجہ سے جو زکوۃ فرض ہوئی وہ ادا نہ کرتا ہو لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ جانور کی زکوۃ میں جانور ہی دیا جائے بلکہ جانور کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ (مرقات)

(ان میں سے نہ تو کوئی پیچھے مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والی) یعنی اگرچہ دنیا میں اس کی بعض گائے بھینسیں ٹوٹے سینگ والی بھی تھیں اور بعض بالکل منڈی مگر قیامت میں سب کے نوکیلے سینگ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قیامت میں ہر چیز اپنے دنیاوی حالت پر اٹھے گی، رب تعالیٰ فرماتا: "اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ" پھر بعد میں ان کے حالات بدلیں گے لہٰذا یہ جانور دنیا میں جیسے تھے ویسے ہی اٹھیں گے، بعد میں سب کو سینگ ملیں گے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ عربی میں گائے بھینس کے کھر کو ظلف کہتے ہیں، جمع اظلاف۔ اور گھوڑے کی ٹاپ کو سم یعنی بخیل کے یہ جانور اسے سینگ بھی گھونپیں گے اور کھروں سے بھی روندیں گے۔ غرضکہ قربانی کے جانور پر سخی خود سوار ہوگا اور بے زکوتے جانور بخیل پر سواری کریں گے جیسے اچھے معدے والا جو بقدر ضرورت کھانا کھائے تو وہ کھانے پر سوار ہوتا ہے اور زیادہ کھا جانے والے پر کھانا سوار ہو جاتا ہے جسے یہ اٹھائے پھرتا ہے۔

(عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اور گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں) خیال رہے کہ احناف کے نزدیک سائمہ گھوڑوں میں بھی زکوۃ فرض ہے، شوافع کے ہاں نہیں لہٰذا ہمارے ہاں اس جواب کا مقصد یہ ہے کہ گھوڑے میں علاوہ زکوۃ کے اور بھی پابندیاں ہیں جو آگے مذکور ہیں یعنی ان میں فقط زکوۃ کا سوال نہ کرو بلکہ غیر سائمہ یعنی گھر کھانے والا گھوڑا سواری کے لیے بھی ہو جس میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی اس کا بھی یہ حکم ہے اور اگر گھوڑے میں زکوۃ فرض نہ ہوتی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خچر گدھوں کی طرح یہاں بھی فرما دیتے کہ ان کے متعلق مجھ پر کوئی خاص حکم نہیں آیا لہٰذا اس حدیث سے شوافع یہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کہ گھوڑے میں زکوۃ نہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب بطریق حکیمانہ ہے جیسے صحابہ کرام نے سوال کیا تھا کہ ہم کیا خیرات کریں تو رب تعالیٰ نے جواب دیا فلاں فلاں جگہ خیرات کرو۔ (قرآن کریم) یعنی جواب سوال کے مطابق نہیں بلکہ سائل کے حال کے مطابق ہے۔

پالتو گھوڑا جو تجارت کے لیے نہ ہو وہ کسی کے لیے ثواب کا باعث ہے اور کسی کے لیے نہ ثواب نہ عذاب یا ایک ہی گھوڑا ایک ہی شخص کے لیے اس کی نیت کے اعتبار سے کبھی ثواب ہے کبھی عذاب اور کبھی کچھ نہیں، جیسی نیت ویسا پھل یہ ہی حکم عمارتیں بنانے اعلیٰ لباس پہننے کا ہے۔

جو گھوڑا اس نیت سے رکھے کہ لوگوں پر میری بڑائی ظاہر ہو، دوسرے مسلمان میرے سامنے ذلیل و خوار نظر آئیں اور اگر کسی مسلمان سے میری لڑائی ہو جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے خلاف جنگ کروں، چوری ڈکیتی اسی کے ذریعہ کروں جیسا کہ عام نمبردار چوہدری اور چور، ڈاکو گھوڑے اسی لیے رکھتے ہیں ان کے لیے گھوڑا رکھنا سخت عذاب کا باعث ہے۔

(جو راہ خدا میں گھوڑوں کو باندھے) اس طرح کہ ضرورت کے وقت کسی مسلمان بھائی کو چند روز کے لیے عاریۃً گھوڑا دے دے جس سے وہ اپنا کام نکال لے یا کسی کی گھوڑی پر اپنا گھوڑا بلا معاوضہ چھوڑ دے کہ اس میں مسلمان بھائی کا کام نکالنا ہے۔ خیال رہے کہ نر گھوڑے، بیل، بھینسے اور بکرے کا اجرت لے کر مادہ پر چھوڑنا منع ہے وہ اجرت ناجائز ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

(ان کی پیٹھوں میں اور گردنوں میں) گھوڑے کی پیٹھ کا حق تو وہ تھا جو اوپر ذکر ہوا، اس کی گردن کا حق یہ ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہو تو اس کی قیمت میں چالیسواں حصہ زکوۃ دے فی سینکڑہ ڈھائی روپے، یہ جملہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ سائمہ اور تجارتی گھوڑے میں زکوۃ ہے جسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی گردن کا حق فرمایا، دوسرے حقوق تو اس کی پیٹھ کے حق میں آ گئے تھے۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن پر اس کے گھوڑے اور غلام میں صدقہ نہیں وہاں گھوڑے سے مراد یا تو غازی کا گھوڑا ہے یا وہ گھوڑا جو گھر میں گھاس چارہ کھاتا ہو۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق لمعات شرح مشکوٰۃ میں ملاحظہ کریں۔ خیال رہے کہ صرف گھوڑوں یا صرف گھوڑیوں میں زکوۃ نہیں بلکہ مخلوط میں زکوۃ ہے کہ یا تو ہر گھوڑے سے ایک دینار (اشرفی) دیدے یا اس کی قیمت لگا کر ہر ستاون روپے سے چالیسواں حصہ زکوۃ نکال دے۔ چنانچہ حضرت عمر نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو جو خط لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ گھوڑے والوں کو یہ اختیار دو۔ (ہدایہ، کفایہ وغیرہ)

(تو اس کے گھوڑے اس کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں) یعنی آج اس کے اور لوگوں کی حاجت کے درمیان پردہ ہیں کل قیامت میں اس کے اور آگ کے درمیان پردہ ہوں گے یہ کلمہ دونوں کو شامل ہے۔

(ان کا مالک وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو راہ خدا میں اہل اسلام کے لئے سبز قطعہ زمین یا باغ میں باندھے) یعنی جہاد کی نیت سے بغرض ثواب گھوڑا پالے، چونکہ جہاد کا نفع مسلمانوں کو پہنچتا ہے اس لیے لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ بھی فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں بندگانِ خدا کی خدمت کی نیت کرنا عبادت کو ناقص نہیں کرتا بلکہ اسے کامل تر کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی صریح آیت سے ثابت ہے۔ عربی میں مرج اس وسیع میدان کو کہتے ہیں جس میں گھاس چارہ وغیرہ بکثرت ہو۔

(وہ گھوڑے اس سرسبز قطعہ زمین سے یا باغ سے جس جس قدر گھاس چریں گے اس کے مطابق اس شخص کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں ان کے لید اور پیشاب کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی) کیونکہ اس کھانے اور پیشاب و لید وغیرہ سے ان گھوڑوں کی بقا ہے اور جیسے نیکی کے اسباب جمع کرنا عبادت ہے ایسے ہی ان کی حفاظت بھی عبادت ہے، نیز یہ چارہ و گھاس مالک نے اپنے مال سے کھلایا اور یہ لید پیشاب اس چارہ سے بنا۔ معلوم ہوا کہ نیکی متغیر ہونے کے بعد بھی نیکی ہی رہتی ہیں۔

یہ گھوڑے کیل سے بندھے ہوئے جو حرکت کریں یا کھائیں پئیں وہ تو اس مالک کے لیے نیکیاں ہیں ہی، اگر مالک کے بغیر ارادہ رسی کو توڑ کر بھاگ جائیں اور اس حالت میں زمین پر ان کے قدم پڑیں یا وہ لید پیشاب کریں تب بھی مالک کو ثواب ہے۔ خیال رہے کہ ثواب کے لیے اگرچہ نیت ضروری ہے مگر ہر آن نئی نیت لازم نہیں، مسجد بنانے والا مر بھی جائے تو اسے قبر میں ثواب پہنچتا رہتا ہے بناتے وقت کی نیت قیامت تک کام آتی ہے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"۔ خیال رہے کہ لید و پیشاب کا ذکر فرمانے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جب آلۂ جہاد یعنی گھوڑوں کی گندی چیزیں بھی ثواب میں شامل ہو جاتی ہیں تو اصل گھوڑے کا کیا پوچھنا اور پھر مالک کے درجہ کا کیا کہنا، گھوڑا صرف مثال کے لیے ہے اب گولی، بارود، بندوق، توپ، ہوائی جہاز اور راکٹ جو جہاد کے لیے ہوں سب کا یہ ہی حکم ہے۔

(عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا) یعنی گدھوں میں زکوۃ واجب نہیں بلکہ ایک قاعدہ کلیہ کے ماتحت ان میں ثواب ہے کہ اگر گدھے، خچر وغیرہ نیک نیتی سے پالے گئے تو ان میں ثواب ہے اور اگر بدنیتی سے پالے گئے تو عذاب اور اگر دنیوی کاروبار کے لیے ہیں تو نہ ثواب نہ عذاب، چونکہ اس آیت کے الفاظ تھوڑے ہیں اور مضامین واحکام بہت زیادہ اس لیے اسے جامعہ فرمایا گیا اور چونکہ اس مضمون کی یہ ایک ہی بے مثال آیت ہے اس لیے اسے فاذۃ فرمایا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑوں میں زکوۃ ہے، گدھوں اور خچروں میں نہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، ہاں اگر گدھے و خچر تجارتی ہیں تو ان میں زکوۃ تجارت ہوگی۔

(مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 2:)

۷۴۔ بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَیَانِ فَضْلِ الصِّیَامِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ

رمضان کے روزوں کے وجوب اور روزوں کی فضیلت اور ان کے متعلقات کا بیان

رمضان رمض سے بنا بمعنی گرمی یا گرم، چونکہ بھٹی گندے لوہے کو صاف کرتی ہے اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو محبوب کے پہننے کے لائق بنا دیتی ہے اسی طرح روزہ گنہگاروں کے گناہ معاف کراتا ہے، نیک کار کے درجے بڑھاتا ہے اور ابرار کا قرب الٰہی زیادہ کرتا ہے اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں، نیز یہ اللہ کی رحمت، محبت، ضمان، امان اور نور لے کر آتا ہے اس لیے رمضان کہلاتا ہے۔ خیال رہے کہ رمضان یہ پانچ ہی نعمتیں لاتا ہے اور پانچ ہی عبادتیں: روزہ، تراویح، اعتکاف، شبِ قدر میں عبادات اور تلاوت قرآن، اسی مہینہ میں قرآن کریم اترا اور اسی مہینہ کا نام قرآن شریف میں لیا گیا ماہ رمضان کے تفصیل وار فضائل ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد دوم میں دیکھو۔

صوم کے لغوی معنے ہیں باز رہنا، قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا" یعنی میں نے بات چیت [illegible] کی نذر مانی ہے [illegible] شریعت [illegible] صبح [illegible] صحبت [illegible] کسی چیز کے پیٹ یا دماغ میں

داخل کرنے سے باز رہنے کو صوم کہا جاتا ہے۔ روزہ کا منشا ہے نفس کا زور توڑنا، دل میں صفائی پیدا کرنا فقرا اور مساکین کی موافقت کرنا، مساکین پر اپنے دل کو نرم بنانا۔ مرقات میں ہے کہ یوسف علیہ السلام زمانۂ قحط میں پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے تھے تاکہ بھوکوں فاقہ مستوں کا حق نہ بھول جائیں۔ لمعات، مرقات اور درمختار وغیرہ میں ہے کہ ۲ھ ہجری میں تبدیلی قبلہ کے ایک مہینہ بعد ہجرت سے اٹھارھویں مہینہ دسویں شعبان کو روزے فرض ہوئے، روزے کی فرضیت میں چھ قسم کی تبدیلیاں ہوئیں جنہیں ہم نے اپنی "تفسیر نعیمی" پارہ دوم میں تفصیل وار بیان کیا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الصوم، الفصل الاول، ج 3، ص 182)

آیت نمبر: 1.2

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ} (البقرہ:۱۸۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے اگلوں پر فرض ہوئے تھے''۔

اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی: {شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ}

(البقرۃ:185)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان تک: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن حکیم نازل ہوا' جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے' اور ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں اور فرق قائم کرنے والا ہے۔ پس جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر میں تو اتنے روزے بعد میں پورے کرلے۔

تشریح:

صیام جمع ہے۔ اس کا مفرد ہے صوم۔ لغت میں صوم کا معنی ہے: الامساك عما تنازع اليه النفس۔ اس چیز سے باز رہنا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو۔ اور شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ انسان عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رکا رہے۔ یہ حکم ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا۔ پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔ گو ان کی تعداد اور کیفیت الگ تھی۔

روزے کا مقصد اعلیٰ اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے کہ تم متقی اور اور پاکباز بن جاؤ۔ روزے کا مقصد صرف یہ نہیں کہ ان تینوں باتوں سے پرہیز کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ اور اعمال بد سے انسان مکمل طور پر دستکش ہوجائے۔ تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بیتاب ہو رہے ہو۔ تمہیں کوئی دیکھ بھی نہیں رہا۔ ٹھنڈے پانی کی صراحی اور لذیذ کھانا پاس رکھا ہے لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو کجا آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ صرف

یہی ہے نا کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے! اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے) چوری، رشوت بد دیانتی وغیرہ) اگر یہ مراقبہ پختہ ہو جائے تو کیا تم ان کا ارتکاب کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ مہینہ بھر کی اس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔ جو لوگ روزہ رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ۔ غیبت نظر بازی وغیرہ سے باز نہیں آتے۔ ان کے متعلق حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے واضح الفاظ میں فرمادیا۔

"من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه۔

یعنی جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

مریض اور مسافر کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر روزہ رکھے تو اس کی ہلاکت یا اس کے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور سفر سے مراد احناف کے نزدیک 3 روز کا سفر ہے جس کا اندازہ 36 کوس یا 54 میل ہے۔ خواہ آپ اتنی مسافت آج ایک گھنٹہ میں طے کریں آپ کو افطار کی اجازت ہے۔ بیماری اور سفر سے جتنے روزے آپ نہ رکھ سکیں تو صحت یاب ہونے اور سفر سے واپس آنے پر ان کی قضا دینا ہوگی۔ مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت ہے لیکن روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سفر میں کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہیں رکھا۔ لیکن سفر جہاد میں روزے کے افطار کا حکم ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرام کو حکم دیا "انه یوم قتال فافطروا آج جنگ کا دن ہے روزے افطار کرو۔

اس آیت میں علماء تفسیر کا اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے تو یہ ہے کہ ابتدا میں جب روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو لوگوں کی آسانی کے پیش نظر یہ گنجائش رکھی گئی کہ اگر کوئی روزے نہ رکھے تو وہ فدیہ ادا کر دے۔ بعد میں جب لوگ روزے کی لذت و برکت سے آشنا ہو گئے تو یہ رعایت واپس لے لی گئی۔ اور عام حکم دے دیا گیا۔ **فمن شهد منكم الشهر فليصمه**۔ نفاذ شریعت میں جس تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ قول اس کے عین مطابق ہے۔ لیکن بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یطیقون کا معنی ہے کہ جو لوگ بڑی ہی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہوں وہ فدیہ ادا کریں۔ مثلاً بوڑھا، دائم المریض۔ حاملہ عورت، دودھ پلانے والی۔ ان کے لئے یہ رعایت دی گئی ہے۔ اور یہ رعایت آج بھی بحال ہے۔

پہلی آیت میں روزہ رکھنے کی حکمت بیان کی گئی تھی۔ کہ تم متقی بن جاؤ۔ اب اس بات کی حکمت بیان کی جارہی ہے کہ ماہ رمضان اس عبادت کے لئے کیوں مخصوص کیا گیا۔ بتایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ وہ قرآن جو کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں بلکہ ھدی للناس تمام اولاد آدم کے لئے ہادی و مرشد ہے۔ اور اس کی ہدایت کی روشنی اتنی کھلی ہے کہ حق اور باطل بالکل ممتاز ہو جاتے ہیں۔ جس ماہ میں اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہو وہ ماہ اس

قابل ہے کہ اس کا ہر لمحہ ہر لحظہ اپنے محسن حقیقی کی شکر گزاری میں صرف کر دیا جائے۔ اور اس نعمت کی شکر گزاری کی بہترین صورت یہی ہے کہ دن میں روزہ رکھا جائے۔ رات کو قرآن پڑھا اور سنا جائے تا کہ اس ماہ میں نفس کی ایسی تربیت ہو جائے کہ وہ اس بار امانت کو اچھی طرح اٹھا سکے۔ اس آیت کا آخری حصہ لعلکم تشکرون اغلباً اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: فزالت الرخصة الالمن عجز منهم پہلے حکم میں روزہ کی بجائے فدیہ دینے کی جو رعایت دی گئی تھی وہ اس آیت سے ختم ہو گئی۔ شہود سے دیکھنا اور جاننا دونوں مراد ہیں۔ یعنی خواہ وہ خود دیکھے یا صحیح طریقہ سے۔ اس کا دیکھا جانا معلوم ہو جائے تو روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اختلاف مطالع ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ اس لئے فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر دور دراز علاقہ میں چاند دیکھا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

"ان البلاد اذ تباعدت کتباعد الشام من الحجاز فالواجب علی اهل کل بلد ان تعمل علی رویته دون روية غيره. (قرطبی)

قمری سال کا مہینہ مقرر فرمایا کیونکہ یہ سال کے مختلف موسموں میں پھرتا رہتا ہے۔ تا کہ مسلمان سردی گرمی سب موسموں میں بھوک پیاس کی شدت برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

کیونکہ فدیہ کی رعایت واپس لے لی گئی تھی اس سے گمان ہو سکتا تھا کہ مریض اور مسافر کے لئے افطار کی جو اجازت دی گئی تھی شاید وہ بھی ساقط کر دی گئی ہو۔ اس لئے اس کو واضح کیا کہ نہیں وہ رخصت بحال ہے۔ یعنی احکام شرعیہ تعزیری احکام نہیں جن سے کسی کو تنگ کرنا اور تکلیف دینا مقصود ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا ان سے تمہاری آسانی اور اصلاح کرنا ہے۔ اس ٹکڑے میں گویا احکام شرعیہ کی روح رواں کا ذکر فرما دیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۳۲۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ. فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ. فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ. وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِیِّ. وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ: "يَتْرُكُ طَعَامَهٗ، وَشَرَابَهٗ، وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، الصِّيَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا".

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ. الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِئَةِ

(۳۲۳) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1894، مسلم شریف، رقم الحدیث 164)

ضِعْفٍ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ: یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ۔ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب عطا کرتا ہوں''۔ روزے ڈھال ہیں پس تم میں سے کسی شخص کا جس دن روزہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ نہ بے ہودہ بکے اور نہ شوروشغب کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں جن سے وہ بہرور ہوگا (ایک) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری) جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کو روزے کی وجہ سے مسرت ہوگی۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: وہ کھانا پینا' اور شہوت نفسانی کو میری وجہ سے ترک کر دیتا ہے۔ سو روزہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا اجر دوں گا' اور نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: آدمی کے ہر نیک عمل کو دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے' کیونکہ وہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیونکہ وہ (بندہ) شہوت اور کھانا میری وجہ سے چھوڑتا ہے اور روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک مسرت اس کے لیے افطار کے وقت اور ایک مسرت رب تعالیٰ سے ملاقات کے وقت ہوگی اور اس کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں بوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

حل لغات:

یَصْخَبْ: از صخباً' بمعنی شور مچانا۔

خُلُوْفُ: بمعنی منہ کی بو کا متغیر ہونا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ گرمیوں میں روزہ رکھا پھر سو گئے۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: اے ابوسلیمان دارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا آپ آج کے روزے کا ثواب ایک ہزار [illegible] اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! میں نہیں بیچتا پھر

پوچھا گیا: کس چیز کے عوض بیچیں گے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں یہ ثواب دُنیا و مافیہا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کے بدلے بھی نہیں بیچتا۔ البتہ! اپنے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ کے دیدار کے عوض بیچ دوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: پھر روزہ رکھئے! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ! عنقریب آپ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کا دیدار کریں گے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آسمانی کتابوں میں ارشاد فرمایا: اے میرے بندے! میری ملاقات کے لئے تیار ہو جا، عنقریب تو مجھ سے ملے گا۔ اور میری بندگی بجالا کیونکہ میں ہی تیرا مالک ہوں، وہ شخص مجھے کس آنکھ سے دیکھے گا جس نے میری نافرمانی کی؟ یا وہ شخص کس منہ سے ملے گا جو میری عظمتِ شان کو بھول چکا ہے؟ وہ بندہ خسارے میں ہے جسے میں اپنے دیدار سے محروم کر دوں گا۔ جب سچائی کے پیکر میرے قریب ہوں گے اور بدبخت میری بارگاہ سے دھتکار دیئے جائیں گے، پھر میں حجاب اُٹھا کر اُن پرہیزگاروں پر تجلّی فرماؤں گا جو مجھے محبوب رکھتے ہیں۔ اے میرے بندے! میرے دروازے پر کھڑا ہو جا کہ میں کریم ہوں اور میری پناہ مانگ کہ میرا راستہ ہی سیدھا ہے۔

(۳۲۴) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ" قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے راہ خدا میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے ندا آئے گی اے خدا کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے پس جو نمازیوں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے ندا آئے گی اور جو مجاہدین میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس کی کسی کو ضرورت تو نہیں کہ اس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا پھر بھی کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا' تو آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہو۔ (متفق علیہ)

---

(۳۲۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1027)

حل لغات:

الرَّيَّانِ: جنت کے ایک دروازے کا نام۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس کی کسی کو ضرورت تو نہیں کہ اس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا پھر بھی کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا' تو آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہو۔) یعنی جو شخص ساری عبادات میں اول نمبر ہوگا وہ ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ ہر طرف اس کے نام کی دھوم مچ جائے گی اور چونکہ اے صدیق تم ساری ہی نیکیوں میں حاذق ہو لہٰذا تم بھی ان ہی میں سے ہوگے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم وعمل میں بعد انبیاء ساری خلق سے افضل ہیں کہ رب تعالیٰ نے انہیں اَتْقٰی فرمایا یعنی بڑا ہی پرہیز گار" وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِي " اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں صدیق اکبر کو امام بنایا، امام بڑے عالم ہی کو بنایا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عام نیکیوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور رب تعالیٰ نے بعض خاص نیکیاں آپ کو ایسی عطا فرمائیں جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر غار ثور تک لے جانا، اپنے زانو پر سلانا، اپنے کو سانپ سے کٹوانا وغیرہ۔ جب قرآن کریم کی رحل باقی لکڑیوں سے افضل ہے تو جس کا زانو قرآن کریم والے کی رحل بنے وہ تمام خلق سے افضل ہوگا۔ دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے ہر دنیوی اخروی حال سے واقف ہیں حتی کہ جانتے ہیں کون جنت میں کہاں جائیگا اور کس دروازہ سے جائے گا، صحابہ کا یہی عقیدہ تھا ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں پوچھتے۔ خیال رہے کہ کریموں کا امید دلانا یقین کے لیے ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"۔ الفاظ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے خوش نصیب لوگ بہت ہوں گے جن کے ناموں کی پکار جنت کے تمام دروازں پر پڑے گی، اس جماعت کے امیر صدیق اکبر ہوں گے رضی اللہ عنہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث: 116)

(۳۲۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ،

يُقَالُ: اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ. فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا' کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ سو وہ اٹھیں گے ان کے سوا کوئی بھی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو گا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور دوسرا کوئی شخص اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ (متفق علیہ)

(۳۲۶) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ایک دن راہ خداوندی میں روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۲۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

(۳۲۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ،

---

(۳۲۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2606' بخاری شریف' رقم الحدیث 1797' ترمذی شریف' رقم الحدیث 765' نسائی شریف' رقم الحدیث 2236' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1640' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9799' ابن حبان' رقم الحدیث 3420' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1902' بیہقی' رقم الحدیث 8294' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 7529' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 5970)

(۳۲۶) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2840)

(۳۲۷) (بخاری شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 1901)

(۳۲۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2391' بخاری شریف' رقم الحدیث 1799' 1800' 3103' نسائی شریف' رقم الحدیث 2097' 2099' 2100' 2101' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1642' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 684' دارمی' رقم الحدیث 1775' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7767' 7768' 8669' ابن حبان' رقم الحدیث 3434' 1883' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1883' 1882' حاکم' رقم الحدیث 1532' بیہقی' رقم الحدیث 7695' 8283' 8284' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 325' 326)

فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

غُلِّقَتْ: از، غلقاً، بمعنی بند کرنا،

صُفِّدَتِ : از، صفداً، بمعنی قید کرنا، ہتھکڑی لگانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حق یہ ہے کہ ماہ رمضان میں آسمانوں کے دروازے بھی کھلتے ہیں جن سے اللہ کی خاص رحمتیں زمین پر اترتی ہیں اور جنتوں کے دروازے بھی جس کی وجہ سے جنت والے حور وغلمان کو خبر ہوجاتی ہے کہ دنیا میں رمضان آگیا اور وہ روزہ داروں کے لیے دعاؤں میں مشغول ہوجاتے ہیں حدیث اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں) یہ جملہ بھی اپنے ظاہری معنے پر ہی ہے کہ ماہ رمضان میں واقعی دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی۔ وہ جو مسلمانوں میں مشہور ہے کہ رمضان میں عذابِ قبر نہیں ہوتا اس کا یہی مطلب ہے اور حقیقت میں ابلیس مع اپنی ذریتوں کے قید کردیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے۔ فقیر کی اس تقریر سے اس حدیث کے متعلق بہت سے اعتراضات دفع ہوگئے مثلاً یہ کہ جب ابھی جنت میں کوئی جا ہی نہیں رہا تو اس کے دروازے کھلنے سے کیا فائدہ یا یہ کہ جب دوزخ کے دروازے بند ہوگئے تو رمضان میں گرمی کہاں سے آتی ہے یا یہ کہ جب شیطان بند ہوگیا تو اس مہینہ میں گناہ کیسے ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 182:)

(۳۲۹) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَاِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا"۔

(۳۲۹) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1909)

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
چاند (رمضان کا) دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر (بادل) وغیرہ کی وجہ سے چاند تم پر مخفی رہے تو شعبان کے تیس دن مکمل کرلو۔

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے: اگر تم پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو (پورے) تیس دن روزے رکھو۔

حل لغات:

عِدَّۃَ : شمار، گنتی،

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صُوْمُوْا کا فاعل سارے مسلمان ہیں، لِرُؤْیَتِہٖ میں ہ ضمیر کا مرجع چاند ہے لِرُؤْیَتِکُمْ نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ کہیں بھی چاند ہو جائے سب مسلمانوں پر روزہ فرض ہو جائے گا بشرطیکہ انہیں چاند کا ثبوت شرعی پہنچ جائے چاند میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ شوافع کا خیال ہے کہ ایک علاقہ کی رویت دوسرے علاقہ والوں کے لیے معتبر نہیں مانتے یہ حدیث ان کے خلاف ہے اور احناف کی دلیل ہے۔ شوافع کی دلیل حضرت عمر کا یہ فرمان "لَھُمْ رُؤْیَتُھُمْ وَلَنَا رُؤْیَتُنَا" اس کا جواب ان شاءاللہ اسی حدیث کے ماتحت دیا جائے گا کہ وہاں شرعی گواہی نہ ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا تھا۔ بعض جہلا تیسویں رمضان کو عید کا چاند عصر کے وقت دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ عید کا چاند نظر آ گیا روزہ کھول دو یہ غلط ہے یہاں افطار سے مراد کل روزہ نہ رکھنا اور عید منانا ہے نہ کہ روزہ توڑ دینا جیسا کہ اگلے جملہ سے معلوم ہو رہا ہے۔

چاند مشتبہ ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کہیں نظر ہی نہ آئے جنتری والے کہتے ہوں کہ کل چاند ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ اڑتے اڑتے معلوم ہو جائے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا شرعی گواہی نہ پہنچے۔ فقیر نے ریڈیوں کی خبر کے متعلق فتویٰ یہ دیا ہے کہ اگر ریڈیو پر کہیں چاند ہونے کی خبر دی جائے تو معتبر نہیں اور سننے والے اس خبر پر روزہ یا عید نہیں منا سکتے لیکن اگر حکومت اسلامیہ کی قائم کردہ ہلال کمیٹی شرعی قواعد کی رو سے شرعی گواہی لے کر چاند ہو جانے کا فیصلہ کرے اور اپنے فیصلہ کا ریڈیو پر اعلان کرے تو معتبر ہے کیونکہ پہلی صورت میں چاند کی خبر کا اعلان ہے اور اس صورت میں حاکم کے فیصلہ کا، پہلا غیر معتبر دوسرا معتبر۔ حاکم کے فیصلہ کی اطلاع توفائر، گولہ، چراغاں وغیرہ سے کر دینا بھی جائز ہے ریڈیو کی اطلاع تو اس سے کہیں زیادہ قوی ہے۔ اس مسئلہ کی نہایت نفیس تحقیق ہمارے فتاوٰے نعیمیہ میں دیکھو۔ خیال رہے کہ فقیر کا یہ فتویٰ اس

صورت میں ہے کہ ہلال کمیٹی کے اراکین مسائل شرعیہ سے واقف ہوں اور گواہی وغیرہ شرعی قواعد سے حاصل کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 196:)

۷۵۔ بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ

سخاوت، نیک کام کرنے، رمضان میں کثرت سے نیکیاں کرنے اور اس کے آخری عشرہ میں اور زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان

(۳۳۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ، فَلَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن حکیم کا دور کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ بھلائی میں بارش برسانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔ (متفق علیہ)

(۳۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا) آخری

---

(۳۳۰) (بخاری شریف، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث 6، 1803، 3048، 3361، 4711، مسلم شریف، رقم الحدیث 2308، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 2095، ابن حبان، رقم الحدیث 3440، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1889، سنن الکبری نسائی، رقم الحدیث 2405، سنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث 8298، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 2552، الادب المفرد، رقم الحدیث 292، مسند حمیدی، رقم الحدیث: 646، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 30289)

(۳۳۱) (مسلم شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 2683، بخاری شریف، رقم الحدیث 1920، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1376، ترمذی شریف، رقم الحدیث 795، نسائی شریف، رقم الحدیث 1639، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1768، مسند امام احمد، رقم الحدیث 762، 1103، ابن حبان، رقم الحدیث 321، 3436، 3437، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2214، بیہقی 8343، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 282، 372، 373، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 212، 213)

عشرہ آ جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے اور خوب کمر بستہ ہو جاتے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْمِئْزَرَ: بمعنی تہبند،

تعارف روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ کی راتوں میں قریبًا تمام رات جاگتے تھے تلاوت قرآن، نوافل، ذکر اللہ میں راتیں گزارتے تھے اور ازواج پاک کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور انور نے تمام رات بیداری وعبادت کبھی نہ کیں۔ خیال رہے کہ یہاں احیاء سے مراد ہے عبادت کے لیے جاگنا اور لیلہ اس کا ظرف ہے یعنی رات بھر عبادت کے لیے جاگتے، ہوسکتا ہے کہ لیلہ مفعول بہ ہو یعنی رات کے اوقات کو اپنی عبادت سے زندہ کردیتے یا زندہ رکھتے جو وقت اللہ کی یاد میں گزرے وہ زندہ ہے جو غفلت میں گزرے وہ مردہ۔ جامع صغیر میں ہے کہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس نے گویا شب قدر میں عبادت کی، طبرانی نے بروایت حضرت ابو امامہ روایت کی کہ جو نماز عشاء جماعت سے پڑھے وہ گویا آدھی رات عبادت گزار رہا اور جو فجر بھی جماعت سے پڑھ لے تو گویا وہ تمام رات عابد رہا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 317:)

٧٦ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ اِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ اَوْ وَافَقَ عَادَةً لَّهُ بِاَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَوَافَقَهُ

نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت' ہاں جو اسے اس سے پہلے کے روزے کے ساتھ ملائے اور یا اس کی عادت ہو جیسے کہ وہ عادتاً سوموار اور جمعرات کے دن کے روزے رکھتا ہو تو وہ حسب عادت روزہ رکھ سکتا ہے

(۳۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ، اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ

(۳۳۲) (بخاری شریف' کتاب الصوم رقم الحدیث 1914)

ذٰلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے ہاں جو شخص پہلے اس دن کو روزہ رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

يَتَقَدَّمَنَّ: بمعنی آگے بڑھنا، مقدم ہونا،

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی رمضان کے چاند سے ایک دو دن پہلے نفلی روزے نہ رکھے تا کہ نفل وفرض مخلوط نہ ہوجائیں جیسے فرض نماز سے ملا کر نفل نہ پڑھے بلکہ وقفہ کرکے جگہ تبدیل کرکے پڑھے یا اس لیے نہ ملائے تا کہ لوگوں کو رمضان کا چاند ہونے کا شبہ نہ ہوجائے لوگ سمجھیں کہ شاید اس نے چاند دیکھ لیا ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے وہ بھی عوام کے لیے، خاص علماء اگر روزہ رکھ لیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں تو درست ہے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے روزے ماہ رمضان سے ملا دیتے تھے۔ (لمعات ومرقات) اس سے معلوم ہوا کہ قضاء اور نذر کے روزے ان دنوں میں رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(ہاں جو شخص پہلے اس دن کو روزہ رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔) یعنی اگر کسی مسلمان کی عادت ہے کہ ہر سوموار یا ہر جمعرات یا جمعہ کو نفلی روزہ رکھا کرتا ہے اور اتفاقاً انتیسویں شعبان اسی دن آئی تو اسے بلا کراہت یہ نفلی روزہ رکھ لینا جائز ہے کہ یہ شک کے دن کا روزہ نہیں بلکہ اپنی عادت کے دن کا روزہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی خاص دن میں ہمیشہ روزہ رکھنا یا نوافل پڑھنا یا خیرات کرنا جائز ہے، نہ یہ تعین حرام ہے اور نہ یہ تقرر مکروہ لہٰذا ہر ماہ کی بارہویں میلاد شریف کرنا، گیارہویں تاریخ کو غوث پاک کی فاتحہ کرنا، اس میں نوافل پڑھنا، ختم قرآن کرنا، صدقہ وخیرات کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ نفلی عبادات میں مقرر کرنا حرام ہے، خود ان بزرگوں کے ہاں دینی مدارس کی تعطیلیں وامتحانات مقرر دنوں میں ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 199:)

(۳۳۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا

تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ، وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

"اَلْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ الْمُكَرَّرَةِ، وَهِيَ: السَّحَابَةُ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو اور اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہوں تو تیس دن مکمل کرلو۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

الغیایۃ: عین معجمہ اور یاء مثناۃ مکررہ کے ساتھ، بادل کو کہتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نہ تو مشکوک دن میں روزہ رکھو اور نہ مشکوک میں عید مناؤ لہٰذا تیسویں شعبان کو روزہ نہ رکھو کہ شاید کل چاند ہوگیا ہو اور تیسویں رمضان کو عید نہ مناؤ اس شبہ پر کہ کل شاید شوال کا چاند ہوگیا ہو بلکہ جب رمضان یا شوال کا چاند یقینی طور پر ہوجائے تب روزہ یا عید مانو۔ اس جملہ پر بہت سے شرعی احکام مرتب ہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔

(تو تیس دن مکمل کرلو۔) یہ جملہ اس آیت کی تفسیر ہے "وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ" یعنی ماہ رمضان کی گنتی پوری کرنا فرض ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اگر جنتری والا اپنے حساب سے روزہ رکھے یا عید کرے تو سخت گنہگار ہوگا کیونکہ شریعت میں چاند دیکھنے کا اعتبار ہے اور اگر حساب پر عید منوائے تو سخت فاسق ہوگا اور اگر اسی حساب پر لوگوں کے روزے تڑوادے تو سب پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر اس حساب پر عمل کو واجب جان کر روزہ یا عید کو فرض جانے تو کافر ہوجائے گا کیونکہ وہ آیت مذکورہ کا بھی منکر ہوا اور احادیث متواترہ کا بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 195:)

(۳۳۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا بَقِیَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا"۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو روزہ نہ رکھو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۳۵) وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَكُّ فِیْهِ، فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

◀ حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا تو بلا شبہ اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

عمار ابن یاسر: آپ عنسی ہیں، بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ ابن مغیرہ سے حلف کرلیا اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیّہ کا نکاح یاسر سے کردیا ان سے عمار پیدا ہوئے ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کردیا حضرت عمار پرانے مؤمنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں، ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہوجا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے، جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ،)

(۳۳۴) (ترمذی شریف کتاب الصوم، رقم الحدیث 738)

(۳۳۵) (ابوداؤد شریف کتاب الصوم، رقم الحدیث 2334)

شرح:

اس نافرمانی کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ سارے شعبان میں کبھی روزے نہ رکھے صرف شک کے دن بلا وجہ نفلی روزہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ شک کے دن رمضان کی نیت سے فرضی روزہ رکھے۔ تیسرے یہ کہ اس روزہ میں متردد نیت کرے کہ آج اگر رمضان کی پہلی ہے تو یہ روزہ فرضی ہے اور اگر شعبان کی تیسویں ہے تو یہ روزہ نفلی ہے یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں، دوسری صورت زیادہ بری کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث اباحت کے خلاف نہیں۔ مرقات میں ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ شوال کے چھ روزوں کا رمضان سے ملانا عوام کے لیے ناپسند کرتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 203:)

۶۶۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

جب چاند نظر آئے تو کیا کہا جائے؟

عربی میں تیسری شب تک کے چاند کو ہلال کہتے ہیں ان کے بعد کی راتوں میں قمر کہا جاتا ہے اور چودھویں شب کے چاند کو بدر کہا جاتا ہے، آخری راتوں میں محاق، یہاں رمضان وغیرہ کی پہلی شب کا چاند مراد ہے۔ بہت سی اسلامی عبادات چاند پر موقوف ہیں اس لیے ہر مہینہ کا ہی چاند دیکھنا چاہیے مگر خصوصیت سے شبِ برات، رمضان، شوال، بقر عید کا چاند ضرور دیکھنا چاہئے کہ ان سے روزے، عید، قربانی وغیرہ متعلق ہیں اس لیے مصنف نے چاند دیکھنے کا مستقل باب باندھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب رؤیۃ الہلال، الفصل الاول، ج3، ص195)

(۳۳۶) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ. رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللهُ، هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ. رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللهُ. هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ" "اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند!) تیرا اور میرا پروردگار ایک ہے (یا اللہ!) یہ ہدایت اور بھلائی والا چاند ہو۔

(۳۳۶)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 1816)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَھِلَّهٗ: ھل، ھلاً، المطر، زور سے برسنا، الھلال نیا چاند نکلنا۔

تعارفِ روای:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 315 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عربی میں پہلی دوسری تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، پھر قمر یعنی جب سرکار مہینہ کا چاند پہلی بار دیکھتے تو یہ دعا مانگتے۔

(' اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما) اس طرح کہ یہ چاند ہمارے لیے تیری یہ نعمتیں لایا ہو اور اس مہینہ میں ہمیں تیری یہ نعمتیں ملیں۔ خیال رہے کہ اوقات راحات و آفات کا ظرف تو ہیں مگر کبھی سبب بھی ہوتے ہیں جیسے گرمی اور سردی کا سبب وقت ہے، نمازوں کے وجوب کا سبب وقت ہے، ایسے ہی کبھی روحانی حالات کا سبب بھی وقت بن جاتے ہیں لہٰذا یہ دعا اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(اے چاند!) تیرا اور میرا پروردگار ایک ہے) اس میں مشرکین کی تردید ہے جو چاند سورج کو معبود جان کر ان کی پوجا کرتے تھے، خطاب چاند سے ہے سنانا انسان کو ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 46:)

۶۸۔ بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَأْخِیْرِهٖ مَا لَمْ یُخْشَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ

سحری کھانے اور اس میں تاخیر کرنا جب تک کہ طلوع فجر کا خوف نہ ہو' کی فضیلت

(۳۳۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسَحَّرُوْا؛ فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۳۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2445' بخاری شریف' رقم الحدیث 1823' ترمذی شریف' 708' نسائی شریف' رقم الحدیث 2144' 2145' 2146' ابن ماجہ رقم الحدیث 1692' داری' رقم الحدیث 1696' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7794' 8885' 10188' ابن حبان' رقم الحدیث 3466' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1936' 1937' بیہقی رقم الحدیث 7902' 7903' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 2848' 3130' طبرانی کبیر رقم الحدیث 10235)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۳۸) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ. قِيْلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کی طرف اٹھ کر گئے' پوچھا گیا' ان کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ فرمایا: پچاس آیات (پڑھنے) کے برابر۔ (متفق علیہ)

(۳۳۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ" قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقَى هٰذَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے' حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال جب اذان دیتے ہیں تو اس وقت رات ہوتی ہے اس لئے تم کھاؤ اور پیؤ حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ راوی کہتے ہیں: اور ان دونوں کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اترتے اور یہ (حضرت ابن ام مکتوم) اذان کے لئے اوپر چڑھ جاتے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَرْقٰی: رقی، یرقی، رقیاً، چڑھنا، الجبل، پہاڑ پر چڑھنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

غالباً ہمیشہ صبح کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیّدنا بلال دیتے تھے اور دوسری اذان سیّدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی آوازوں اور طریقۂ ادا میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

---

(۳۳۸) (بخاری شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 1921)

(۳۳۹) (بخاری شریف' کتاب الاذان' رقم الحدیث 617)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔دیکھو سیّدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے ہوجائیں تو وقت میں کہنی پڑیں گی۔دیکھو سیّدنا بلال کی اذان پر اکتفانہ کی گئی،امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔امام شافعی کے ہاں اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے،اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت تھی۔تیسرے یہ کہ نابینا کو اذان کے لیے مقرر کرسکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہوسکتے ہیں۔پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا جب لوگ اس اذان سے شبہ میں نہ پڑجائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھاسکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھاکر روزہ خراب کریگا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں،اب ممنوع ہیں۔دیکھو اُس زمانہ میں جوتا پہن کر مسجد میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔پختہ مکان بنانے منع تھے،اب جائز ہے۔کھیتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔زکوۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔حالات بدل جانے سے ہنگامی احکام بدل جاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج1،تحت حدیث:641)

(۳۴۰) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ، اَكْلَةُ السَّحَرِ ‏ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانے کا ہے۔(مسلم)

۷۹. بَابُ فَضْلِ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ، وَمَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ الْاِفْطَارِ

افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ کس چیز سے روزہ افطار کرے اور افطار کے بعد کیا کہے؟

(۳۴۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "لَا يَزَالُ

(۳۴۰)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2446، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2343، نسائی شریف، رقم الحدیث 2166، مسند امام احمد، رقم الحدیث 17797، 17834، ابن حبان، رقم الحدیث 3477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1940، بیہقی، رقم الحدیث 7904، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 7337)

(۳۴۱)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1098)

النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ مسلسل بھلائی میں رہیں گے' جب تک کہ افطاری میں جلدی کرتے رہے۔ (متفق علیہ)

(۳۴۲) وَعَنْ اَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوا عَنِ الْخَيْرِ: اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُّعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي: ابْنَ مَسْعُوْدٍ - فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَصْنَعُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "لَا يَأْلُوا" اَيْ: لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ.

حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ہیں اور وہ دونوں نیکی میں کوتاہی نہیں کرتے لیکن ان میں سے ایک افطار اور نماز مغرب ادا کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ (یعنی ان دونوں میں کون صحیح ہے) فرمایا: کون نماز مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے عرض کیا: عبداللہ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

لایاتوا: کا مطلب ہے نیکی میں کوتاہی نہیں کرتا۔

تعارفِ روای:

ابوعطیہ: آپ عقیلی ہیں مالک ابن حویرث سے ملاقات ہے آپ بنی عقیل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی التابعین کرام،)

حضرت ابوعطیہ اور حضرت مسروق یہ دونوں حضرات جلیل القدر تابعی ہیں، ان میں نماز مغرب اور افطار روزہ میں اختلاف ہوا، فیصلہ کے لیے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے کیونکہ آپ بڑی فقیہہ عالمہ تھیں۔

شرح:

نماز سے مراد نماز مغرب ہے اور جلدی سے بہت ہی جلدی آفتاب کا کنارہ چھپتے ہی بالکل متصل اور دیر سے مراد چند

(۳۴۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1099)

منٹ کی احتیاطًا دیر لگانا ہے نہ کہ تارے گتھ جانے تک کی تاخیر لہٰذا ان میں سے کسی بزرگ پر اعتراض نہیں، ایک صاحب عزیمت پر عامل ہیں دوسرے رخصت پر۔

(کون نماز مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے) سبحان اللہ! جناب ام المؤمنین کا کیسا حکیمانہ سوال ہے، دیر لگانے والے کا نام نہ پوچھا تا کہ ان پر الزام کا ذکر نہ ہو۔

حضرت ام المؤمنین نے جناب عبداللہ کے عمل کو سنت مستحبہ کے موافق بتایا اور قدرے تاخیر کو مستحب قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ جناب ام المؤمنین مزاج شناس رسول ہیں اور احوال دان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ غالب یہ ہے کہ یہ خبر حضرت ابو موسیٰ اشعری کو پہنچی ہوگی اور انہوں نے اپنے عمل میں تبدیلی کر لی ہوگی، صحابہ سے یہ توقع ہو سکتی ہی نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے واقف ہو کر اس کے خلاف کام کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 222:)

(۳۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: اَحَبُّ عِبَادِيْ اِلَيَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو جلدی افطار کرتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَعْجَلُهُمْ: عجل، یعجل، عجلاً، بمعنی جلدی کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی یہود و نصاری یا روافض سے بہتر مسلمان اہل سنت ہیں کہ وہ لوگ روزہ دیر سے کھولتے ہیں اور سنی مسلمان جلد افطار لیتے ہیں سورج ڈوب چکنے کے بعد دیر نہیں لگاتے کیونکہ جلدی افطار سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ بلکہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور جلدی افطار میں رب تعالیٰ کی رحمت کی طرف جلدی کرنا ہے اپنی حاجت مندی کا اظہار

(۳۴۳) (ترمذی شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 700)

ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 215:)

(۳۴۴)وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب رات ادھر (مشرق) سے آجائے اور دن اس طرف (مغرب کی طرف) چلا جائے اور سورج غروب ہوجائے تو روزہ دار کا روزہ افطار ہوگیا۔(متفق علیہ)

(۳۴۵)وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: "يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا". فَقَالَ:

يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ: "اجْدَحْ" بِجِيْمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَيْنِ، أَيْ: اخْلِطِ السَّوِيْقَ بِالْمَاءِ.

◀ ◀ حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت میں سے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر شام ہونے کا انتظار فرمالیں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ اس نے عرض کیا: حضور! ابھی تو دن ہے فرمایا: اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو۔ پس کہا کہ وہ اترا اور اس نے آپ کے لئے ستو گھولے اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو نوش فرمائے پھر فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آگئی ہے تو روزہ دار نے روزہ افطار کرلیا۔(یعنی افطار کرلے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔(متفق علیہ)

---

(۳۴۴)(مسلم شریف، رقم الحدیث 110)

(۳۴۵)(بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1955)

حل لغات:

اجدح: پہلے جیم پھر دال پھر حاء مہملتین کے ساتھ۔ اس کا مطلب ہے: ستو پانی میں ملانا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الولی بعض مشائخ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ ستو کھاتے تھے، ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے روٹی چبانے اور یہ ستو کھانے کے درمیان ستر تسبیحات کا فرق پایا اس لئے میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں چبائی۔

جان لیجئے! جس شخص نے یہ یقین کرلیا کہ ہر سانس ایک نفیس جوہر ہے جو نہایت قیمتی ہے وہ اس کے ضائع ہونے پر اپنا محاسبہ ضرور کرے گا۔ بھوک کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے نفس و بدن صحت مند رہتا ہے کیونکہ جو کم کھاتا ہے وہ کم ہی بیمار ہوتا ہے۔ اور اس کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کو ایثار و قربانی پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور وہ فضیلت کو پالیتا ہے۔

(۳۴۶) وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عامِرِ الضَّبِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ؛ فَإِنَّهُ طَهُورٌ".

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀◀ حضرت سلمان بن عامر الضبی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص افطار کرے تو کھجور کے ساتھ افطار کرے اور کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک ہے۔

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۴۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَاءٍ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

---

(۳۴۶) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2355)

(۳۴۷) (ترمذی شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 694)

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے پکی تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر پکی تازہ کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

رُطَبَاتٍ: تازہ کھجوریں۔

تُمَیْرَات: چھوہارے۔

حَسَوَاتٍ : گھونٹ۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے ہوئے: ایک یہ کہ روزہ دار افطار پہلے کرے نماز مغرب کے بعد افطار کرنا سنت کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ چند کھجوریں افطار کے وقت کھانا مسنون ہے تین یا پانچ، بعض روایات میں تین خرمے کا ذکر ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہما کبھی بعد نماز مغرب افطار کرتے تھے یا تو بیان جواز کے لیے تا کہ لوگ نماز سے پہلے افطار کو فرض نہ سمجھ لیں یا اس لیے کہ اتفاقاً اس وقت افطار نے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا۔ بہر حال نماز سے پہلے افطار سنت ہے اور نماز کے بعد افطار جائز مگر خلاف سنت، ہاں اگر کچھ موجود نہ ہو تو بعد نماز افطار کرلے یا حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں افطار سے مراد کھانا تناول کرنا ہے یعنی افطار تو نماز سے پہلے کر لیتے تھے اور کھانا بعد نماز کھاتے تھے، بہر حال حدیث واجب التاویل ہے۔

(پکی تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر پکی تازہ کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔) اس ترتیب سے پتہ لگا کہ تر کھجور پر روزہ افطار نا بہت اچھا ہے، پھر اگر یہ نہ ملیں تو خشک چھواروں پر افطار کرنا، ہمارے رمضان شریف میں کثرت سے بازار میں کھجوریں آجاتی ہیں اور عام طور پر لوگ خریدتے ہیں، مسجدوں میں بھیجتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

غرض کہ روٹی چاول یا کسی پر تکلف چیز پر روزہ افطار نہ فرماتے تھے، پنجاب میں بعض روزہ داروں کو دیکھا گیا کہ

سگریٹ سے روزہ افطار تے ہیں، نعوذ باللہ روزہ دار کے منہ میں پہلے پاکیزہ چیز جانی چاہیئے سگریٹ گندی بدبودار چیز بھی ہے اور اس سے روزہ افطارنا مضر صحت بھی ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ آگ سے پکی چیز سے روزہ نہ افطارے بلکہ گرمی میں پانی سے سردی میں کھجور سے افطارے، جب آگ کی پکی چیز سے روزہ نہ افطارنا چاہیئے تو خود آگ سے روزہ افطارنا کتنا برا ہوگا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکہ والے ہمیشہ آبِ زمزم سے روزہ افطاریں یہ غلط ہے سنت کے خلاف ہے، سنت ہے کھجور یا چھوارے سے افطارنا اگر یہ نہ لیں تو پانی سے افطارنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 217:)

۸۰۔ بَابُ اَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهٖ وَجَوَارِحِهٖ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

روزہ دار کو مخالفت شریعت سے اپنے اعضاء اور زبان کو محفوظ رکھنے اور گالی گلوچ وغیرہ سے باز رہنے کا حکم

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح میں، باب حفظ اللسان و الغیبة و الشتم، کا ترجمہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں،

مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں من الغیبة والشتم ہے تو معنی ظاہر ہیں یعنی اپنی زبان کو غیبت اور گالی سے محفوظ رکھنا، عام نسخوں میں واؤ سے ہے تب معنی یہ ہوں گے کہ اپنی زبان کو ہر بری چیز خصوصًا غیبت و گالی سے محفوظ رکھنا۔ خیال رہے کہ کسی مسلمان کے غیر مشہور عیب اس کے پس پشت بلاضرورۃ بیان کرنا غیبت ہے خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مردہ موجود ہو یا غائب۔ غیبت حرام ہے اور ہر فحش کلام شتم ہے، سب عام ہے شتم خاص۔ غیبت کی یہ تعریف اور تعریف کی یہ قیود خیال میں رکھنی چاہیے۔ لغوی غیبت کبھی حرام ہے، کبھی کفر، کبھی جائز، کبھی واجب، فرض۔ مسلمان کی غیبت بلا وجہ حرام ہے، انبیاء و اولیاء کی غیبت جو جنت کی بشارت یافتہ ہیں کفر ہیں جیسے روافض کا تبرا اور راویان حدیث کی غیبت واجب تاکہ احادیث صحیح وغیرصحیح مخلوط نہ ہوجاویں، کسی کے شر سے مسلمان کو بچانے کے لیے غیبت کرنا واجب ہے۔

(۳۴۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ صَائِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۳۴۸) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1795، 1805، 5583، 7054، 7100، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 682، مسلم شریف، رقم الحدیث 1151، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2363، نسائی شریف، رقم الحدیث 2216، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7484، ابن حبان، رقم الحدیث 3416، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 9042، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 7443، شعب الایمان، رقم الحدیث 3639)

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اسے چاہئے کہ وہ نہ بیہودہ بکے نہ شور وشغب کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(وہ نہ بیہودہ بکے نہ شور وشغب کرے) شور سے مراد جنگ وجدال کا شور ہے۔شریعت میں روزہ پیٹ اور دماغ کا ہوتا ہے مگر طریقت میں سارے اعضاء کا کہ انہیں گناہوں سے بچایا جائے اس جملہ میں اسی روزہ کی تعلیم ہے۔

(اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔) لہٰذا میں تجھ سے لڑنے کو تیار نہیں اس پر ان شاء اللہ وہ خود ہی شرمندہ ہوجائے گا یا یہ مطلب ہے کہ میں روزہ دار ہوں اللہ کی ضمان میں ہوں مجھ سے لڑنا گویا رب کا مقابلہ کرنا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنی چھپی عبادت کا اظہار جائز ہے بشرطیکہ فخر وریا کے لیے نہ ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 185:1)

(۳۴۹) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

حل لغات:

قَوْلَ الزُّوْرِ: جھوٹی بات،۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۴۹) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1804، 5710، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2362، ترمذی شریف، رقم الحدیث 707، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1689، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9838، ابن حبان، رقم الحدیث 3480، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1995، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 3245، 8095، مسند ابن الجعد، رقم الحدیث 2831)

شرح:

یہاں جھوٹی بات سے مراد ہر ناجائز گفتگو ہے، جھوٹ، بہتان، غیبت، چغلی، تہمت، گالی، لعن طعن وغیرہ جن سے بچنا فرض ہے اور برے کام سے مراد ہر ناجائز کام ہے آنکھ کان کا ہو یا ہاتھ پاؤں وغیرہ کا، چونکہ زبان کے گناہ دیگر اعضاء کے گناہوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کا علیحدہ ذکر فرمایا، یہ حدیث بہت جامع ہے۔ دو جملہ میں ساری چیزیں بیان فرمادیں اگرچہ برے کام ہر حالت میں اور ہمیشہ ہی برے ہیں مگر روزے کی حالت میں زیادہ برے کہ ان کے کرنے میں روزے کی بے حرمتی اور ماہ رمضان کی بے ادبی ہے اس لیے خصوصیت سے روزے کا ذکر فرمایا ہر جگہ ایک گناہ کا عذاب ایک مگر مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا عذاب ایک لاکھ ہے، کیوں؟ اس زمین پاک کی بے ادبی کی وجہ سے۔

(تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔) یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ضرورتوں سے پاک ہے بلکہ بمعنی توجہ، التفات، پرواہ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا روزہ قبول نہیں فرماتا قبول نہ ہونے سے روزہ گویا فاقہ بن جاتا ہے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ یہ روزہ شرعًا تو درست ہوجائے گا کہ فرض ادا ہوجائے گا مگر قبول نہ ہوگا شرائط جواز تو صرف نیت ہے اور کھانا پینا، صحبت چھوڑ دینا مگر شرائط قبول میں باتیں چھوڑنا ہے جو روزہ کا اصل مقصود ہے۔ روزہ کا منشاء نفس کا زور توڑنا ہے جس کا انجام گناہ چھوڑنا ہے جب روزے میں گناہ نہ چھوٹے تو معلوم ہوا نفس نہ مرا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ ہر عضو کا ہونا چاہیئے، صرف حلال چیزوں یعنی کھانے پینے کو نہ چھوڑو بلکہ حرام چیزوں یعنی جھوٹ وغیبت کو بھی چھوڑو، مرقات نے فرمایا کہ ایسے بے باک روزے دار کو اصل روزہ کا ثواب ملے گا اور ان چیزوں کا گناہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث:225)

۸۱۔ بَابُ فِیْ مَسَائِلِ مِنَ الصَّوْمِ

روزے کے مسائل کا بیان

(۳۵۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ، فَاَكَلَ، اَوْ شَرِبَ، فَلْیُتِمَّ صَوْمَهُ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے اور کھا پی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ

(۳۵۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2612، بخاری شریف، رقم الحدیث 1831، 6292، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2398، ترمذی شریف، رقم الحدیث 721، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1673، دارمی شریف، رقم الحدیث 1726، 1727، 9125، 9485، ابن حبان، رقم الحدیث 3519، 3520، 3522، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1989، 1990، بیہقی، رقم الحدیث 7819، 7860، 7861، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6038، 6071، دارقطنی، رقم الحدیث 32)

اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

نَسِیَ: از، نسیاً، ونسیاناً، بمعنی بھولنا، نسیان ہوجانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم فرض ونفل تمام روزوں کے لیے ہے کہ ان میں بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں جاتا۔ بھول یہ ہے کہ روزہ یاد نہ رہے اور کھانا پینا ارادۃً ہو اس میں نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ خطا یہ ہے کہ روزہ یاد ہو مگر بغیر ارادہ پانی حلق سے اتر جائے جیسے کلی یا غرارہ کرتے وقت اس میں قضا ہے کفارہ نہیں۔ عمد یہ ہے کہ روزہ بھی یاد ہو کھانا پینا بھی ارادۃً ہو اس میں قضا بھی ہے کفارہ بھی، جماع بھی کھانے پینے کے حکم میں ہے لہٰذا اگر روزہ دار بھول کر صحبت کرلے تو بھی روزہ نہیں جائے گا، یہ ہی احناف کا مذہب ہے۔ فلیتم امر سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ شروع کر دینے سے فرض ہو جاتا ہے اس کا پورا کرنا فرض ہے۔

(کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے) یعنی یہ بھول رب تعالیٰ کی رحمت ہے، اس نے چاہا کہ میرا بندہ کھا پی بھی لے اور اس کا روزہ بھی ہو جائے۔ خیال رہے کہ ہماری بھول چوک غفلت و کمزوری کی بنا پر ہوتی ہے مگر اس پر معافی دینا رب تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بھول تو شیطانی اثر سے ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ" پھر اسے رب کی طرف منسوب کیوں فرمایا۔

(۳۵۱) وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ: "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وضو کے متعلق بتایئے؟ فرمایا: خوب اچھی طرح وضو کرو' انگلیوں کا خلال کرو اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے کام لو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۵۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ

---

(۳۵۱) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2366)

(۳۵۲) (بخاری شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 1930)

الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ اَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے اہل خانہ سے حالت جنابت میں ہوتے اور صبح ہوجاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔ (متفق علیہ)

(۲۵۳) وَعَنْ عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ غَيْرِ حُلُمٍ، ثُمَّ يَصُوْمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صبح کے وقت احتلام کے بغیر حالت جنابت میں ہوتے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صبح کے وقت احتلام کے بغیر حالت جنابت میں ہوتے) اس طرح کہ نماز تہجد کے بعد اپنی ازواج مطہرات سے مقاربت فرماتے اور فوراً غسل نہ فرماتے تھے بلکہ نماز فجر کے وقت پو پھٹنے کے بعد کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی جس کی بہت پابندی فرماتے تھے خصوصاً رمضان شریف میں۔

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہوسکتا کیونکہ احتلام شیطانی اثر سے ہوتا ہے کہ ابلیس عورت کی شکل میں خواب میں آتا ہے اور یہ حضرات اس کے اثر سے محفوظ ہیں بلکہ جو بیبیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی ہوتی ہیں انہیں بھی کبھی خواب سے احتلام نہیں ہوتا جیسا کہ ہم باب الغسل میں عرض کر چکے ہیں، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بغیر خواب نیند میں انہیں انزال ہوسکتا ہے یا نہیں یعنی زیادتی منی کے باعث۔ حق یہ ہے کہ وہ حضرات اس سے بھی محفوظ ہیں یہاں حضرت ام المؤمنین کا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فرمانا یہ بتانے کے لیے ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت مقاربت سے ہوتی تھی یہ منشاء نہیں کہ وہاں احتلام کا امکان ہے۔ حضرت ام المؤمنین کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت سے ہی جنبی ہوتے تھے نہ کہ احتلام سے کہ وہاں احتلام کا تو امکان ہی نہیں۔ (مرقاۃ واشعہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کے بعض حصہ میں جنبی رہنا روزہ کو فاسد نہیں کرتا خواہ روزہ فرض ہو یا نفل، یہ قول صحیح ہے۔ حضرت ابوہریرہ پہلے فرمایا کرتے تھے کہ جو جنابت میں سویرا پالے اس کا روزہ نہیں مگر یہ حدیث سن کر رجوع فرما گئے اور بولے کہ حضرت عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما مجھ سے زیادہ جانتی ہیں اس حدیث کی تائید اس آیت سے

(۲۵۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1109)

بھی ہے"فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ" نیز اس آیت سے بھی "اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ" کیونکہ جب رمضان میں رات بھر صحبت کرنے کی اجازت دی گئی تو پو پھٹنے تک صحبت جائز ہوئی اب لامحالہ غسل پو پھٹنے پر ہی ہوگا، نیز اگر روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو روزہ میں کوئی نقصان نہیں، بعض علماء نے فرض و نفلی میں فرق کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ کوئی فرق نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 227:)

۸۲۔ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

محرم، شعبان، اور حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان

(۳۵۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ: صَلٰوةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔ (مسلم)

(۳۵۵) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَاِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ: كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ روزے کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے (رمضان المبارک کے علاوہ) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند دن چھوڑ کر شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ (متفق علیہ)

---

(۳۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2651، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2426، ترمذی، رقم الحدیث 438، نسائی، رقم الحدیث 1613، 1614، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1742، دارمی، رقم الحدیث 1476، 1757، 1758، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1334، 3013، 8340، ابن حبان، رقم الحدیث 1758، 2563، 3636، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1134، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1155، بیہقی، رقم الحدیث 4437، 4438، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 267، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 103)

(۳۵۵) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1969)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اُمُّ المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ! کیا آپ کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے زیادہ پسند ہیں؟ تو ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل اس مہینے میں پورے سال میں مرنے والوں کے نام لکھتا ہے اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس حال میں موت آئے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (الترغیب والترہیب،کتاب الصوم،باب الترغیب فی صوم شعبان،رقم ۲،ج ۲،ص ۷۲)

(۳۵٦) وَعَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ، عَنْ اَبِيهَا اَوْ عَمِّهَا: اَنَّهُ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: "وَمَنْ اَنْتَ"؟ قَالَ: اَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِيْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ. قَالَ: "فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ!" قَالَ: مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: زِدْنِي، فَاِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا، ثُمَّ اَرْسَلَهَا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

وَ"شَهْرُ الصَّبْرِ": رَمَضَانُ.

◄ ◄ حضرت مجیبہ الباہلیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر چلا گیا۔ ایک سال کے بعد وہ پھر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی حالت اور شکل وصورت بدلی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کیا: میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ فرمایا: تمہاری حالت کیسے بدل گئی ہے حالانکہ تم تو اچھی شکل وصورت والے تھے؟ عرض کیا: میں جب سے آپ کے پاس سے گیا ہوں میں نے کبھی رات کے علاوہ کھانا نہیں کھایا۔ فرمایا: تو نے اپنی جان کو عذاب دیا ہے' پھر فرمایا: صبر کا مہینہ روزہ رکھو اور پھر ہر مہینے میں ایک روزہ رکھو۔ اس نے عرض کیا: اس میں زیادتی فرمایئے کیونکہ مجھ میں طاقت ہے' فرمایا: دو دن ہر مہینے میں

(۳۵٦)(ابوداؤدشریف'رقم الحدیث 2428)

روزہ رکھا کرو۔اس نے عرض کیا: اور زیادہ فرمائیے۔ فرمایا: تین دن روزہ رکھا کرو۔اس نے عرض کیا: اضافہ فرمائیے۔ فرمایا: حرمت والے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور پھر چھوڑ بھی دیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا پہلے انہیں جوڑا پھر کھول دیا۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

فَارَقْتُکَ: از، فراقاً، و مفارقۃً، بمعنی جدا ہونا، الگ ہونا۔

شہر الصبر: صبر کے مہینے سے مراد رمضان کا مہینہ ہے۔

شرح:

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے خبر ملی ہے کہ تم رات کو قیام کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں نیکی ہی کے ارادے سے ایسا کرتا ہوں۔ فرمایا جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا کوئی روزہ نہیں مگر میں تمہیں صومِ دہر کے بارے میں بتاتا ہوں، (وہ یہ ہے کہ) ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر ــــــ الخ، رقم ۱۱۵۹، ص ۵۸۴)

۸۳۔ بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهٖ فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزے وغیرہ کی فضیلت کا بیان

(۳۵۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ اَيَّامٍ، اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ" يَعْنِيْ اَيَّامَ الْعَشْرِ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: "وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو

(۳۵۷) (بخاری شریف' کتاب العیدین' رقم الحدیث 926' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2538' ترمذی شریف' رقم الحدیث 757' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1727' دارمی' رقم الحدیث 1773' مسند امام احمد' رقم الحدیث 1968' 3228' 6559' 7079' ابن حبان' رقم الحدیث 374' 3853' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2865' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 8175' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2090' طبرانی صغیر' رقم الحدیث 889' طبرانی اوسط' رقم الحدیث 1756' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 10455' 12278' 12326' 12327' مسند طیالسی' رقم الحدیث 2631' 2283' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث 8121' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 19540)

یعنی ان دس دنوں کی نسبت' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں! فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں' مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے اور ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے۔ (بخاری)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم سے عرفہ (یعنی نو ذوالحجہ) کے دن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ روزہ اگلے پچھلے ایک ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ مجھے اللہ عزوجل سے امید ہے کہ عرفہ کا روزہ اگلے اور پچھلے ایک ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام، رقم ۱۱۶۲، ص ۵۹۰)

یعنی ذی الحجہ کی نو تاریخ کا روزہ اگلے پچھلے دو سال کے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اگر گناہ صغیرہ نہ ہوں تو درجے بلند کر دیتا ہے، گناہ کبیرہ بغیر توبہ اور بندوں کے حق بغیر ادا کئے معاف نہیں ہوتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آئندہ ایک سال کے گناہ مٹانے کے معنے یہ ہیں کہ اسے گناہ سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث غیر حاجیوں کے لیے ہے حاجی کے لیے عرفات میں اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

۸۴۔ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَآءَ وَتَاسُوْعَاءَ

یوم عرفہ' عاشورا اور محرم کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان

(۳۵۸) وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، قَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سال جو گزر گیا ہے' اور جو باقی ہے (اس دن کا روزہ رکھنا) اس کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

(۳۵۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمَ

(۳۵۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1162)

(۳۵۹) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2004)

عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روزہ رکھنا موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کے لیے ہے نہ کہ ان کی متابعت کے لیے۔ موافقت اور متابعت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" یہاں موافقت کا ذکر ہے کہ آپ سارے انبیاء کی موافقت فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام تجلیات ظاہری زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا، یہاں اتباع کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے موافق ہیں اور انبیائے کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع۔

چنانچہ شروع اسلام میں عاشوراء کا روزہ فرض رہا، پھر رمضان کی فرضیت سے عاشورا کے روزوں کی فرضیت تو منسوخ ہوگئی مگر سنیت اب بھی باقی ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ معظم واقعات کی یادگاریں منانا رکن اسلامی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ یادگاریں محض اس لیے حرام نہ کہی جائیں گی کہ ان میں مشابہت کفار کا شائبہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اسلامی یادگاریں کھیل کود سے نہ منائی جائیں بلکہ عبادتوں سے منائی جائیں، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی یادگار میں روزہ رکھا جو کہ عبادت ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ والوں کی خوشی میں شرکت کرنا کچھ ملنے کا بہانہ ہوجاتا ہے، بادشاہوں کے نوکر چاکر شہزادوں کی سالگرہ میں دکھلاوے کی خوشی منا کر بھی کچھ پالیتے ہیں تو اگر ہم عید میلاد، عید معراج دل سے منائیں تو ان شاء اللہ منہ مانگی مرادیں پائیں گے بلکہ پا رہے ہیں ان تمام عیدوں کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 294:)

(۳۶۰) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ: "یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورا کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عاشورہ کا روزہ رکھنا) گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

(۳۶۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1162)

(۳۶۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِيْتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو (محرم کی) نو تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔ (مسلم)

حل لغات:

قَابِلٍ: آئندہ سال، آمادہ برقبول، متاثر۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یہود ونصاریٰ دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آئندہ سال نویں محرم کا بھی روزہ رکھے گے) یعنی یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے اس طرح بچ جائیں گے کہ وہ صرف عاشورے کا ایک روزہ رکھتے ہیں اور ہم نویں محرم کا بھی روزہ رکھ کر دو کرلیا کریں گے یعنی مشابہت کے خوف سے نیکی بند نہ کریں گے بلکہ اس میں زیادتی کر کے فرق کر دیا کریں گے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک تشریف فرما نہ رہے بلکہ اسی سال ربیع الاول میں وفات پا گئے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اب سنت یہی ہے کہ عاشورے کے دو روزے رکھے، سنت قولی تو صراحۃً ہے اور سنت فعلی ارادۃً۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بزرگوں کی یادگاریں قائم کرنا شرک یا حرام نہیں بلکہ رکن اسلام ہے۔ نماز پنجگانہ کی رکعتیں بقرعید کی نماز وقربانی اور حج کے سارے ارکان یادگار انبیاء ہی ہیں (علیہم السلام) دیکھو ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول لہٰذا عرس، میلاد شریف، گیارہویں پاک سب افضل چیزیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی احکام کے مالک ومختار ہیں، عاشورے کے روزے کی کوئی آیت موجود نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاہا فرض ہوگیا اور جب چاہا مستحب رہ گیا۔ تیسرے یہ کہ حدیث قرآن سے منسوخ ہوسکتی ہے، دیکھو عاشورے کا روزہ حدیث سے ثابت تھا اور اس کا نسخ رمضان سے ہوا جو قرآن سے ثابت ہے۔ چوتھے یہ کہ کفار سے ہر تشبہ برا نہیں بلکہ بری باتوں میں یا ان چیزوں میں تشبہ حرام ہے جسے اسلام نے ان کا قومی یا مذہبی نشان قرار دیا ہو۔ تشبہ اور اشتراک میں بڑا فرق ہے، دیکھو ۱۰ھ تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا ایک ہی روزہ رکھا اور صحابہ کے عرض کرنے پر بھی اس روزے کو حرام نہ کہا۔ پانچویں یہ کہ تھوڑے فرق سے تشبہ اٹھ جاتا ہے، تشبہ کے بہانے سے عبادات بند نہ کرو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف کو کنھیا جنم سے اور نیاز فاتحہ کو کنا گتوں سے تشبیہ دے کر حرام کہتے

(۳۶۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1134)

ہیں، اللہ سچی سمجھ عطا فرمائے۔ چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا علم تھا کہ اس سال ہو جائے گی اسی لیے صرف اس موقعہ پر اگر فرمایا، یہ اگر اپنے شک کے لیے نہیں بلکہ اوروں کو شک میں رکھنے کے لیے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِن یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِی قُلُوبِکُمْ خَیْرًا"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 269)

۸۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَیَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

شوال کے چھ روزے رکھنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۳۶۲) عَنْ اَبِیْ اَیُّوبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارے زمانہ کے روزے رکھے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

الدَّھْر: زمانہ طویل، لمبی مدت،

تعارفِ راوی:

ابو ایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں، ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پاجاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا، جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے۔ اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے، آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں۔ (مترجم) (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الف، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے) مسلسل یا متفرق مگر متفرق افضل، اس طرح کہ عید کے سویرے ایک

(۳۶۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1164)

روزہ رکھ لے، باقی پانچ روزے پورے مہینے میں کچھ فاصلہ کرتے ہوئے رکھ لے۔
(تو گویا اس نے سارے زمانہ کے روزے رکھے۔) کیونکہ سال میں دن تقریباً تین سو ساٹھ ہوتے ہیں اور ہر نیکی کا ثواب دس گناہ تو رمضان کے تیس روزے تین سو بن گئے اور یہ چھ روزے ساٹھ ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ ہر مہینہ میں تین روزے عمر بھر کے روزے ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان روزوں کا بھی یہی ثواب ہوا اور ان کا بھی یہی، ثواب ایک لیکن اس کے حاصل کرنے کے ذریعے بہت۔
مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث قریباً تیس صحابہ سے مروی ہے، ترمذی نے اسے حسن فرمایا، باقی انتیس اسنادیں اس کی نہایت صحیح ہیں۔ چنانچہ اسے طبرانی، بزاز، ابن ماجہ، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، احمد، بیہقی وغیرہ کتب نے ابوہریرہ، جابر، ثوبان، براء ابن عازب، ابن عباس، سعد ابن سعید، ابو ایوب انصاری اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایتیں کیں، اس حدیث کو ضعیف کہنا سخت غلطی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 275:)

۸۶۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

سوموار اور جمعرات کے دن کے روزوں کے مستحب ہونے کا بیان

میلادِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(۳۶۳) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ، فَقَالَ: "ذٰلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن میں مبعوث ہوا یا فرمایا: اس دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (مسلم)

حل لغات:

يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ: سوموار، پیر کا دن۔

يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ: اس دن میں پیدا ہوا، اس دن میری ولادت ہوئی۔

وَيَوْمٌ بُعِثْتُ: اس دن میں دنیا بھیجا گیا، یا اس دم میں نے علان نبوت کیا۔

---

(۳۶۳)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1162)

تعارفِ روای:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی پیر کے دن دنیا کو دو نعمتیں ملیں: ایک میری تشریف آوری اور دوسرے نزول قرآن کی ابتداء کہ غارحرا میں پہلی وحی "اِقْرَا بِاسْمِ" الایہ پیر کے دن ہی آئی لہٰذا اس دن روزہ رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ وقت اور جگہ اشرف واقعات کی وجہ سے اشرف ہوجاتے ہیں۔(مرقات) دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کریمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی نعمت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نعمتوں میں شمار کیا، رب تعالیٰ نے صرف اس نعمت پر مَنّ فرما کر احسان جتایا کہ فرمایا: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" الایہ۔تیسرے یہ کہ اہم واقعات کی یادگاریں منانا سنت سے ثابت ہے۔چوتھے یہ کہ یادگاریں کھیل کود نہ ہونا چاہیئے بلکہ عبادتیں ہوں اس لیے میلاد شریف، عید معراج، عرس وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے۔پانچویں یہ کہ امام مالک کے ہاں پیر کا دن جمعہ سے بھی افضل ہے، ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 273:)

(۳۶۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ، فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ الصَّوْمِ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں سو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔اور امام مسلم نے بغیر روزے کا ذکر کیے روایت کی

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سوموار اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں) اس طرح کہ اعمال لکھنے والے فرشتے بندوں کے ہفتہ بھر

(۳۶۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 747)

کے اعمال ان دودنوں میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔خیال رہے کہ اعمال کا اٹھانا یعنی آسمانوں پر پہنچانا اور ہے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کچھ اور، اعمال کا اٹھانا تو روزانہ چوبیس گھنٹے میں دو بار ہوتا ہے کہ دن کے اعمال رات سے پہلے، اور رات کے اعمال دن سے پہلے وہاں پہنچائے جاتے ہیں مگر پیشی ہفتہ میں دو بار لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں روزانہ دوبار اعمال اٹھانے کا ذکر ہے۔(مرقات) یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اعمال لکھنے والے فرشتے اعمال نامے ان فرشتوں پر پیش کرتے ہیں جو اعمال ناموں کی نقل اپنے رجسٹروں میں کرتے ہیں۔(اشعہ) تب تو یہ حدیث بالکل صاف ہے۔

(سو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں) تا کہ روزے کی برکت سے رحمت الٰہی کا دریا جوش مارے۔خیال رہے کہ سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی شعبان میں ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے ہاں سال کا آخری مہینہ ہے اور رمضان سال کا شروع مہینہ جیسے دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے۔غرضکہ فرشی سال اور ہے جس کی ابتداء محرم سے انتہاء بقرعید پر، عرشی سال کچھ اور۔(از مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 284:)

(۳۶۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے روزوں کا قصد فرمایا کرتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

يَتَحَرَّى: بمعنی فضیلت دینا، قصد کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۶۵)(ترمذی شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 745)

شرح:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جمعرات اور پیر کے دن نفلی روزے رکھتے تھے اس کی وجہ اگلی حدیث میں آ رہی ہے۔ پیر کو یوم الاثنین غالبًا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بعض نے کہا کہ عرب میں ہفتہ اتوار سے شروع ہوتا ہے لہٰذا اتوار ا پہلا دن ہوا اور پیر دوسرا اور جمعرات پانچواں مگر علماء کا قول یہ ہے کہ ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے۔ (مرقات) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہے کہ اس دن ہی پیدائش عالم کی ابتداء پڑی۔ واللہ اعلم!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 283:)

۸۷۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ

ہر مہینے تین روزے رکھنے کے استحباب کا بیان

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي الْاَيَّامِ الْبِيْضِ وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ. وَقِيلَ: اَلثَّانِيْ عَشَرَ، وَالثَّالِثَ عَشَرَ، وَالرَّابِعَ عَشَرَ، وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ.

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں افضل یہ ہے کہ ''ایام بیض'' کے روزے رکھے جائیں اور یہ چاند کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ ہے' اور بعض کے نزدیک بارہ' تیرہ اور چودہ تاریخ ہے۔ صحیح اور مشہور بات پہلی ہے۔

(۳۶۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے: ہر مہینے تین روزے رکھنے کی' چاشت کی دو رکعتیں ادا کرنے کی اور اس بات کی کہ میں سونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کروں۔ (متفق علیہ)

(۳۶۷) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَوْصَانِيْ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلٰوةِ الضُّحٰى، وَبِاَنْ لَا اَنَامَ حَتّٰى اُوْتِرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۶۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 721)

(۳۶۷) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 722)

نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے میں زندگی بھر انہیں ترک نہیں کروں گا: ہر ماہ تین روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی، اور اس بات کی کہ میں وتر ادا کرنے سے پہلے سویا نہ کروں۔ (مسلم)

حل لغات:

اَوْصَانِیْ: اوصی، ایصاءً بمعنی حکم دینا، کسی کام کا عہد لینا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح ابھی ماقبل میں گزری ہے۔

(۳۶۸) وَعَنْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "صَوْمُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَہْرٍ صَوْمُ الدَّہْرِ کُلِّہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کے تین روزے رکھنا سارے زمانہ کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۶۹) وَعَنْ مُعَاذَۃَ الْعَدَوِیَّۃِ: اَنَّہَا سَاَلَتْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ کُلِّ شَہْرٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ فَقُلْتُ: مِنْ اَیِّ الشَّہْرِ کَانَ یَصُوْمُ؟ قَالَتْ: لَمْ یَکُنْ یُّبَالِیْ مِنْ اَیِّ الشَّہْرِ یَصُوْمُ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے تین دن روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: ہاں: میں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کے کن دنوں میں روزے رکھتے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ مہینے کے کن ایام میں روزے رکھیں۔ (مسلم)

حل لغات:

یُبَالِیْ: بالی، یبالی، مبالاۃً، وبلاءً، وبالۃً بمعنی پرواہ کرنا۔

---

(۳۶۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1159)

(۳۶۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1160)

تعارفِ روای:

معاذہ بنت عبداللہ: آپ عدویہ ہیں حضرت علی وعائشہ سے روایات لیتی ہیں، ۸۳ھ تراسی میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی التابعیات)

شرح:

چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حال نگاہ میں رکھتی تھیں اس لیے سرکار کے حالات زیادہ تر ام المؤمنین ہی سے پوچھے جاتے تھے۔ خیال رہے کہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ میں مختلف روزے رکھتے تھے کبھی زیادہ کبھی کم مگر تین دن سے کم کبھی نہ رکھتے تھے، اکثر تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے رکھتے تھے، کبھی ان کے علاوہ اور تاریخوں میں بھی لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم ان تین تاریخوں میں روزے رکھتے تھے کیونکہ وہاں اکثری حالت کا ذکر ہے۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ان تین روزوں کی تاریخ میں دس ۱۰ قول ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 274:)

(۳۷۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو ایک مہینے میں تین روزے رکھے تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کو روزے رکھا کرنا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

انہی دنوں کو عربی میں ایامِ بیض یعنی چمک دار دن کہا جاتا ہے جن کی راتیں روشن ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تاریخوں میں اکثر روزے رکھتے تھے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 285:)

(۳۷۱) وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ اَيَّامِ الْبِيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

---

(۳۷۰) (ترمذی شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 761)

(۳۷۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2449)

◀ ◀ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۳۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ.

رَوَاهُ النِّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں نہ سفر کی حالت میں افطار کرتے تھے اور نہ حضر کی حالت میں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام نسائی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

اَيَّامَ الْبِيْضِ: ایام بیض" چاند کی 13، 14، 15، تاریخ کو ایام بیض (روشن دن) کہا جاتا ہے اور یہ کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ ان تین دنوں میں چاند کی چاندنی اپنے عروج پر ہوتی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں مرقات نے فرمایا ایام بیض کے متعلق علماء کے نو قول ہیں جن میں سے زیادہ قوی قول یہ ہے کہ وہ چاند کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں راتیں ہیں، انہیں ایام بیض یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں اجیالی ہیں اور یا اس لیے کہ ان کے روزے دنوں کو نورانی اور اجیالا کرتے ہیں اور یا اس لیے کہ آدم علیہ السلام کے اعضاء جنت سے آکر سیاہ پڑ گئے تھے، رب تعالیٰ نے انہیں ان تین روزوں کا حکم دیا ہر روزے سے آپ کا تہائی جسم چمکیلا ہوا حتی کہ تین روزوں کے بعد سارا جسم نہایت حسین ہوگیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 298)

۸۸۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا وَّفَضْلِ الصَّآئِمِ الَّذِيْ يُؤَكَّلُ عِنْدَهٗ وَدُعَآءِ الْاٰكِلِ لِلْمَاْكُوْلِ عِنْدَهٗ

اس شخص کی فضیلت کا بیان جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اور اس روزہ دار کی فضیلت کا بیان

(۳۷۲) (نسائی شریف، رقم الحدیث 2347)

جس کے سامنے کھایا جائے اور کھانے والے کا اس شخص کیلئے دعا کرنا جس کے ہاں کھانا کھایا ہے.

(۳۷۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا، كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ، غَيْرَ اَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا' اسے اس روزہ دار جتنا ثواب ملے گا اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

زید ابن خالد: آپ جہنی ہیں، کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، پچاس سال عمر ہوئی، ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الزاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

اس لیے کہ روزہ دار کو افطار کرانے یا غازی کو سامان دینے میں نیکی پر مدد کرنا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"۔ چونکہ روزہ دار نفس وشیطان سے جہاد کرتا ہے اس لیے اسے غازی کے ساتھ ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ روزہ افطار کرانے سے ثواب روزہ مل جائے گا مگر اس سے روزہ ادا نہ ہوگا وہ تو رکھنے سے ہی ادا ہوگا، ثواب مل جانا اور ہے فرض ادا ہونا کچھ اور۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 218:)

(۳۷۴) وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَّمَتْ اِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: "كُلِيْ" فَقَالَتْ: اِنِّيْ صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهُ حَتّٰى يَفْرُغُوا" وَرُبَّمَا قَالَ: "حَتّٰى يَشْبَعُوْا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں

---

(۳۷۳)(ترمذی شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 807) (۳۷۴)(ترمذی شریف' رقم الحدیث 785)

تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی کھاؤ' انہوں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک روزہ دار کے لئے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں جبکہ اس کے سامنے کھانا کھایا جائے' حتیٰ کہ کھانے والے فارغ ہو جائیں' اور فرمایا: حتیٰ کہ سیر ہو جائیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۳۷۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَجَآءَ بِخُبْزٍ وَّزَیْتٍ، فَاَکَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَآئِکَۃُ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور روغن زیتون پیش کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (خدا کرے کہ) روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں نیک لوگ تمہارے ہاں کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کی۔

حل لغات:

خُبْز: روٹی۔

زَیْتٍ: روغنِ زیتون۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نیک لوگ تمہارے ہاں کھانا کھائیں) یہ جملہ دعا ہے یا خبر یعنی تمہارا کھانا خدا کرے ہمیشہ ابرار کھائیں فساق، فجار نہ کھائیں یا خبر ہے، چونکہ حضور انور سید الابرار ہیں اس لیے حضور انور کا کھانا گویا جہان بھر کے ابرار کا کھانا ہے۔ یہ حضور

(۳۷۵) (ابوداؤد شریف' کتاب الاطعمۃ' رقم الحدیث 3854)

صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماسکتے ہیں ہم اپنے کوکس منہ سے ابرار کہیں، خدا تعالیٰ ہم گنہگاروں ناہنجاروں کو ابرار کی غلامی نصیب فرمادے۔

(اور فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔) یہ بھی دعا ہے یا خبر یعنی خدا کرے ہمیشہ تمہارے لیے فرشتے دعائیں کرتے رہیں یا ہمارے کھانے سے فرشتوں نے تمہارے لیے دعائیں کیں۔ معلوم ہوا کہ حضور انور کا کسی کا کھانا ملاحظہ فرمانا فرشتوں کی دعا کا ذریعہ ہے۔ (مرقات)

(خدا کرے کہ) روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں) یہ جملہ دعائیہ ہے یعنی خدا کرے تمہارے کھانے سے روزہ دار افطار کیا کریں تمہارا کھانا اس راہ میں خرچ ہوا کرے کیونکہ اس وقت حضور انور کا نہ تو روزہ تھا نہ یہ وقت افطار کا تھا، بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور انور کا روزہ تھا جو حضرت سعد کی خاطر توڑ دیا گیا مگر یہ درست نہیں اس لیے کہ روزہ توڑنے کو افطار نہیں کہتے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، تحت حدیث 97:)

کِتَابُ الْاِعْتِکَاف

کتاب الاعتکاف

۸۹۔ بَابُ الْاِعْتِکَافِ فِیْ رَمَضَانَ

رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے کا بیان

عتکاف عَکف سے بنا بمعنی ٹھہرنا یا قائم رہنا رب تعالیٰ فرماتا ہے:"یَعْکُفُوْنَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَّھُمْ" اور فرماتا ہے: "وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ"۔ شریعت میں بہ نیت عبادت مسجد میں خاص ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اعتکاف بڑی پرانی عبادت ہے رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ و اسمٰعیل علیہما السلام سے فرمایا تھا:"اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ"۔ اعتکاف تین قسم کا ہے: اعتکاف فرض جیسے نذر مانا ہوا اعتکاف، اس میں روزہ شرط ہے اور اس کی مدت کم از کم ایک دن ورات ہے۔ اعتکاف سنت، یہ بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک ہے۔ اعتکاف نفل اس میں نہ روزہ شرط ہے نہ اس کی مدت مقرر جب بھی مسجد میں جائے تو کہہ دے میں نے اعتکاف کی نیت کی جب تک مسجد میں رہوں۔ حق یہ ہے کہ رمضان کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کسی نے نہ کیا تو سب سنت کے تارک ہوئے اگر ایک نے بھی کرلیا تو سب کی طرف سے ادا ہوگیا مرد تو جماعت والی مسجد میں ہی اعتکاف کرسکتا ہے جہاں نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو مگر عورت اپنے گھر میں کوئی جگہ صاف و پاک کرکے وہاں ہی اعتکاف کرلے جسے مسجد خانہ کہتے ہیں (لمعات مرقات) وغیرہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الاعتکاف، الفصل الاول، ج3،ص 324)

(۳۷۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

---

(۳۷۶)(مسلم شریف' کتاب الاعتکاف' رقم الحدیث 2676' بخاری شریف' رقم الحدیث 1921' 1922' 1936' ابوداؤد' رقم الحدیث 1382' 2462' 2463' ترمذی' رقم الحدیث 790' 803' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1769' 1770' 1773' داری' رقم الحدیث 1779' مسند امام احمد' رقم الحدیث 6172' 7771' ابن حبان' رقم الحدیث 3662' 3663' 3664' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2171' 2217' 2219' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1601' 1602' بیہقی' رقم الحدیث 2484' 8347' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 994' دارقطنی' رقم الحدیث 10' 11' 12)

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے''۔ (متفق علیہ)

(۳۷۷) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰى، ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اعتکاف کرتی تھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا') اس ہمیشگی سے معلوم ہوا کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم امت کو صراحۃً نہ دیا بلکہ رغبت دی معلوم ہوا کہ یہ اعتکاف واجب نہیں کیونکہ وجوب کے لیے حکم دینا ضروری ہے،لہٰذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ رمضان کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، پھر سارے مدینہ منورہ میں صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ ہی اعتکاف کرتے تھے سب مسلمان نہ کرتے تھے،معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اعتکاف کرتی تھیں) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج پاک نے ہمیشہ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا نہ کہ مسجد نبوی شریف میں مسجد میں تو ایک بار ان بیویوں نے اعتکاف کیا تھا، اعتکاف کے لیے کپڑے کے خیمے لگائے تھے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکھڑوا دیئے تھے۔فقہا فرماتے ہیں کہ اگر چہ عورت مسجد میں بھی باپردہ رہ کر اعتکاف کرسکتی ہے مگر اس کے لیے گھر میں اعتکاف بہت اچھا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 324)

(۳۷۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ

(۳۷۷) (مسلم شریف' کتاب الاعتکاف' رقم الحدیث 1172)

رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَیَّامٍ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اس سال ہوگی اسی لیے اس سال سفر آخرت کی تیاری خصوصیت سے فرما رہے ہیں یہ حدیث اہل سنت کے بہت سے مسائل کی اصل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر شخص بڑھاپے میں یا مرض وفات میں خصوصیت سے آخرت کی تیاری کرے دنیاوی تعلقات کم کرنا شروع کر دے یہ بھی سنت رسولی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث: 326)

(۳۷۸) (بخاری شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 2044)

کِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

۹۰۔ بَابُ وُجُوْبُ الْحَجِّ وَفَضْلِه

حج کا وجوب اور فضیلت کا بیان

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، باب المناسک کا ترجمہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

مناسک منسک کی جمع ہے جو نسیکہ سے بنا، نسیکہ کے معنی ہیں عبادت اسی لیے قربانی کو نسیکہ اور قربانی کے وقت یا جگہ کو منسک کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا"۔ اب شریعت میں مناسک ارکان حج کو کہتے ہیں یعنی اس باب میں حج کا ذکر ہوگا۔ حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ، عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے۔ حج کا سبب کعبہ معظمہ ہے، کعبہ شریف سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا بیت المعمور کے مقابل اسی کا نام فرشتوں کے ہاں ضراح تھا، آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے سے فرشتے اس کا حج کرتے تھے، پھر آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کعبہ کیا، کسی امت پر حج فرض نہ تھا، ۵ھ یا ۶ھ یا ۹ھ میں مسلمانوں پر حج فرض فرمایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضیت حج سے پہلے قبل ہجرت جو حج کیے وہ بطور عادت کریمہ تھے، آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کیے، حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و یونس علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے بھی شرکت کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کیا۔ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام زندہ ہیں عبادتیں کرتے ہیں مگر ان کی یہ عبادتیں شرعی تکلیف سے نہیں ان کی خود اپنی خوشی سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام نے ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مرقات ولمعات واشعہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝} (آل عمران: 97)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۝

تشریح:

مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر زادو راحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔) تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے) اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

(۳۷۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: 1۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' 2۔ نماز قائم کرنا' 3۔ زکوۃ دینا' 4۔ بیت اللہ کا حج کرنا' 5۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(متفق علیہ)

(۳۸۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ: اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ، حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ؛ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ، فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۳۷۹) (مسلم شریف' کتاب الایمان' رقم الحدیث 19' بخاری شریف' رقم الحدیث 8' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2609' نسائی' رقم الحدیث 5001' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4798' 6015' 6301' ابن حبان' رقم الحدیث 158' 1446' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 308' بیہقی' رقم الحدیث 1561' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 7502' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 2363' 2364)

(۳۸۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 3153' ترمذی شریف' رقم الحدیث 814' نسائی شریف' رقم الحدیث 2619' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 2625' داری' رقم الحدیث 1788' مسند امام احمد' رقم الحدیث 2304' ابن حبان' رقم الحدیث 3704' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 3155' بیہقی' رقم الحدیث 8398' دار قطنی' رقم (204)

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا' حتیٰ کہ اس شخص نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا: اگر میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑ دوں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو کیونکہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ کثرت سے سوال کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے' پس جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس کو ترک کر دو۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْحَجّ: مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا، قصد وارادہ کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ خطبہ حج فرض ہونے کے سال مدینہ منورہ میں تھا، ۸ھ میں فتح مکہ ہوئی تو بعض لوگوں نے حج کیا، ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور ۱۰ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا، ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت ۵ھ یا ۶ھ یا ۹ھ میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنے عرصہ تک حج نہ کرنا اس لیے تھا کہ آپ کو اپنی زندگی اور اپنے حج کرنے کا علم تھا۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی دو یا تین حج کیے ہیں جیسا کہ ترمذی، ابن ماجہ وحاکم نے حضرت جابر وغیرہم سے روایت کی۔ (مرقات)

اگر حج کی فرضیت فتح مکہ سے پہلے ۵ھ یا ۶ھ میں ہوئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب تمہیں مکہ معظمہ پہنچنا میسر ہو جائے تو حج کرنا، فرض تو ابھی ہو گیا ہے مگر اس کی ادا جب لازم ہوگی اور اگر فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں فرض ہوا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سال ہی حج کرو۔

(تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟) یہ عرض کرنے والے حضرت اقرع ابن حابس تھے، وہ سمجھے یہ کہ ہر رمضان میں روزے فرض ہوتے ہیں تو چاہیے کہ بقرعید میں حج فرض ہو کہ پھر یہ سوچا کہ اس میں لوگوں کو بہت دشواری ہوگی کیونکہ روزے تو اپنے گھر میں ہی رکھ لیے جاتے ہیں مگر حج کے لیے مکہ معظمہ جانا پڑتا ہے اور اطراف عالم سے ہر سال بیت اللہ شریف پہنچنا بہت مشکل ہوگا اس لیے آپ نے یہ سوال کیا اور بار بار کیا تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا) اس سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس لیے تھی کہ سائل سوال سے

باز آجائے تاکہ ہم کو جواب کی ضرورت نہ ہو مگر سائل شوق کی زیادتی سے یہ اشارہ نہ سمجھ سکا۔

(تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہوجاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے) یعنی پورا جواب تو کیا معنی، اگر ہم صرف ہاں کہہ دیتے تب بھی ہر سال حج فرض ہوجاتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ آپ کی ہاں اور نہ میں تاثیر ہے جس کے قوی دلائل موجود ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کا کلام وحی الٰہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی"۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "سلطنت مصطفیٰ" میں ملاحظہ فرمایئے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں سے اعمال اور وظیفوں میں قید یا پابندی نہ لگوانی چاہیے بلا قید عمل کرنا چاہیے۔

(وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ کثرت سے سوال کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے) اس طرح کہ انہوں نے زیادہ پوچھ پوچھ کر پابندیاں لگوالیں، پھر ان پابندیوں پر عمل نہ کرسکے یا انہوں نے عمل تو کیا مگر بہت مشکل سے جیسے ذبح گائے کا واقعہ ہوا۔

(پس جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس کو ترک کردو۔) یعنی ہمارے احکام میں کیوں، کیسے اور کب کہہ کر قید نہ لگائیں ہم شرعی احکام کی تبلیغ ہی کے لیے تو بھیجے گئے ہیں ضروری چیزیں ہم خود بیان فرمادیں گے۔ (لمعات)

میرے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور ممنوعات سے بچنا لازم، یہ دونوں کام بقدر طاقت ہیں اگر نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو، اگر جان پر بن جائے تو مردار کھالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے وجوب وفرضیت کے لیے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت وممانعت کے لیے نہی لازم، جس چیز کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو وہ جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا اٰتٰـکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰـکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا"۔ بعض جو کہتے ہیں کہ جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے غلط ہے قرآن شریف کے بھی خلاف ہے اور اس قسم کی احادیث کے بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 121:)

(۳۸۱) وَعَنۡهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الۡعَمَلِ اَفۡضَلُ؟ قَالَ: "اِیۡمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوۡلِهٖ" قِیۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "اَلۡجِهَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللهِ" قِیۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبۡرُوۡرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیۡهِ۔

---

(۳۸۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 156، بخاری شریف، رقم الحدیث 26، 1447، 504، 2382، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1658، 173، 1898، نسائی شریف، رقم الحدیث 2526، دارمی، رقم الحدیث 1424، 2393، 2738، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7502، 7580، 7629، ابن حبان، رقم الحدیث 153، 4595، 4598، 606، 1477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 327، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 674، 676، 675، 2386، بیہقی، رقم الحدیث 4466، 7562، 10169، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9811، 809، 791، 793)

"اَلْمَبْرُوْرُ" هُوَ: الَّذِيْ لاَ يَرْتَكِبُ صَاحِبُهُ فِيْهِ مَعْصِيَةً.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور (متفق علیہ)

حل لغات:

المبرور: اس کا مطلب ہے وہ حج جس میں اس کا ادا کرنے والا کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

افضل سے مراد درجہ اور ثواب میں زیادہ، چونکہ ایمان عقائد کا نام ہے اور عقیدہ دل کا عمل ہے اس لیے ایمان کو اعمال میں داخل کیا گیا، نحوی لوگ جاننے پہچاننے اور ماننے کو افعال قلوب کہتے ہیں، چونکہ سارے اعمال کی صحت وقبولیت ایمان پر موقوف ہے اس لیے ایمان کا سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔

(راہ خدا میں جہاد کرنا) اللہ کی راہ کا جہاد وہ جنگ ہے جس میں محض رب کو راضی کرنا اور اسلام کی اشاعت منظور ہو، مال، ملک، عزت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرنا فتنہ ہے جہاد نہیں۔ شعر

جنگ شاہاں فتنہ وغارت گری است　　　جنگ مؤمن سنت پیغمبری است

چونکہ حج بدنی و مالی عبادات کا مجموعہ ہے اس لیے اس کا بھی بڑا درجہ ہے۔ حج مقبول ومبرور وہ ہے جو لڑائی جھگڑے گناہ وریاء سے خالی ہو اور صحیح ادا کیا جائے۔ خیال رہے کہ بعض احادیث میں ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہے مگر یہاں جہاد کا ذکر آیا اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ اکثر نمازی ہی کرتے ہیں یا بعض ہنگامی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہو جاتا ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں زیادہ مشغولیت کی بنا پر پانچ نمازیں قضاء فرمادیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ہنگامی حالات اور ہوتے ہیں معمول پر پہنچنے کے بعد دوسرے حالات۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث:122)

(٣٨٢) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(٣٨٢) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1350)

کوفرماتے سنا: جس نے حج کیا اور اس نے نہ بیہودگی کی اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ حج سے اس طرح لوٹے گا گویا کہ آج ہی اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۸۳) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے' اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ دو عمروں کے درمیان کے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج مقبول میں گناہ کبیرہ کی معافی کی بھی قوی امید ہے۔

(اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔) یعنی حج مقبول کی جزاء تو یقیناً ہے اس کے علاوہ دنیا میں غنا، دعا کی قبولیت بھی عطا ہو جائے تو رب کا کرم ہے حصر ایک جانب میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 124:)

(۳۸۴) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، نَرَی الْجِھَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ، اَفَلَا نُجَاھِدُ؟ فَقَالَ: "لٰکِنَّ اَفْضَلُ الْجِھَادِ: حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: تمہارا افضل جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

(۳۸۵) وَعَنْھَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ یَّوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کی بہ نسبت زیادہ بندوں کو آگ سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم)

(۳۸۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1349) (۳۸۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1520)

(۳۸۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1348)

حل لغات:

یَعْتِقَ: بمعنی آزاد کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سال بھر کے تمام دنوں سے زیادہ نویں ذی الحجہ کو گنہگار بخشے جاتے ہیں۔عبد کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن حاجیوں کے علاوہ اور بندوں کو بھی بخشتا ہے اسی لیے غیر حجاج کے لیے اس دن روزہ سنت ہے۔

اس دن اللہ کی رحمت بندوں سے قریب تر ہوتی ہے اور رب تعالیٰ فرشتوں پر حاجیوں کی افضلیت، ان کی شرافت و کرامت ظاہر فرماتا ہے کہ اے فرشتوں تم نے کہا تھا کہ انسان خونریزی و فساد کرے گا تم نے اس پر غور نہ کیا کہ انسان اپنا گھر بار وطن چھوڑ کر پردیسی بن کر، پریشان بال، کفن پہنے لبیک لبیک کی صدائیں لگا تا عرفات کے میدان میں بھی آئے گا، بتاؤ ان حاجیوں نے سواء میری رضاء کے اور کیا چاہا ہے، صرف مجھے راضی کرنے کے لیے یہ لوگ ان میدانوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں یہ شرف نہ ملائکہ کو حاصل ہے نہ جنات کو صرف ان ہی کا حصہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 209:)

(۳۸۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - اَوْ حَجَّةً مَّعِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا فرمایا: میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔(متفق علیہ)

(۳۸۷) وَعَنْهُ: اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر جو حج فرض ہے اس نے میرے باپ کو اس حالت میں پایا کہ وہ بہت بوڑھا ہے اور سواری پر جم کر بیٹھ بھی نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔(متفق علیہ)

(۳۸۸) وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنَّ اَبِي

(۳۸۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1256)

(۳۸۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1334)

شَیْخٌ کَبِیْرٌ، لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَۃَ، وَلَا الظَّعَنَ؟ قَالَ: "حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

◄◄ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے نہ حج کی استطاعت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سفر کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرو"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

الظَّعَنَ: سفر۔

تعارفِ روای:

لقیط ابن عامر ابن صبرہ: آپ کی کنیت ابورزین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف اللام، فصل فی الصحابہ)

شرح:

(میرا باپ بہت بوڑھا ہے نہ حج کی استطاعت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سفر کی) یعنی میرے والد زیادہ بوڑھے ہونے کی وجہ سے نہ تو حج وعمرہ کے ارکان ادا کر سکتے ہیں طواف سعی وغیرہ اور نہ سواری پر بیٹھ سکتے ہیں جو مکہ معظمہ تک پہنچائے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ غالبًا ان کے والد پر پہلے سے حج فرض تھا کسی مجبوری کی وجہ سے حج نہ کیا تھا ورنہ ایسے بوڑھے پر اگر اس کمزوری میں مال آئے تو حج فرض نہیں۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرو"۔) یا تو ان کی طرف سے حج وعمرہ خود کردو یا کسی سے کرادو۔ خیال رہے کہ حج بدنی و مالی عبادت کا مجموعہ ہے لہٰذا بوقت مجبوری دوسرا اس کی طرف سے کرسکتا ہے یعنی حج بدل مگر قدرت ہوتے ہوئے خود ہی کرنا ہوگا محض بدنی عبادات میں نیابت مطلقًا ناجائز ہے اور محض مالی عبادت میں مطلقًا جائز لہٰذا کوئی کسی کی طرف سے نماز روزہ کبھی ادا نہیں کرسکتا اور زکوۃ قربانی بہرحال ادا کرسکتا ہے اس کی اجازت سے۔ خیال رہے کہ عمرہ فرض یا واجب نہیں سنت ہے لہٰذا حدیث میں دونوں کا حکم دینا استحبابًا ہے، یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں ہی باپ کی طرف سے ادا کرو، آیت کریمہ "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ" میں عمرہ شروع کردینے کے بعد اس

(۳۸۸)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 930)

کے پورا کر دینے کا حکم ہے یعنی جب حج وعمرہ شروع کر دیا تو انہیں ضرور پورا کروں کیونکہ ہر نفل شروع کر دینے سے فرض ہوجاتا۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 143:)

(۳۸۹) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کرایا گیا۔ اوراس وقت میری عمر سات سال تھی۔(بخاری)

(۳۹۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ. قَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: "رَسُولُ اللّٰهِ". فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''روحا'' کے مقام پر ایک قافلے سے ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مسلمان، پھر انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا رسول۔ پس ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کیا: کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور تجھے اس کا ثواب ملے گا۔(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

روحاء مدینہ منورہ سے چھتیس ۳۶ یا چالیس میل دور مکہ معظّمہ کے راستہ پر ایک منزل ہے، یہاں ہی حضرت آمنہ خاتون کا انتقال ہوا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''روحا'' کے مقام پر ایک قافلے سے ملے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے جارہے تھے ادھر سے کوئی اور قافلہ بھی حج کے لیے آرہا تھا کہ ملاقات ہوگئی اور یہ سوال وجواب واقع ہوئے۔

(پس ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا) غالبًا یہ بچہ شیر خوار تھا اس نے عرض کیا کہ اگر میں اس کا احرام بندھوادوں اور اسے گود میں لے کر سارے ارکان حج ادا کروں تو کیا میرے حج کے ساتھ اس کا حج بھی ہوجائے گا۔

(آپ نے فرمایا: ہاں اور تجھے اس کا ثواب ملے گا۔) یعنی بچہ کو بھی اس کا ثواب ملے گا حج کرنے کا اور تجھے بھی اس

(۳۸۹)(بخاری شریف، باب حج صبیان، رقم الحدیث 1858)

(۳۹۰)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1336)

کے حج کا ثواب ملے گا حج کرانے کا۔فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر چہ نابالغ بچہ کا حج ثواب کے لحاظ سے تو ہو جائے گا مگر اس سے حجۃ الاسلام ادانہ ہوگا، بالغ ہونے پر پھر حج کرنے پڑے گا لیکن اگر فقیر یا غلام حج کرے تو ان کا حجۃ الاسلام ادا ہو جائے گا کہ امیری یا آزادی کے بعد انہیں دوبارہ حج کرنا ضروری نہیں کہ ہر شخص مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں کا ہی مانا جاتا ہے، مکہ کا فقیر یا غلام حج اسلام کرسکتا ہے مگر معظمہ کے چھوٹے بچوں کے حج سے حجۃ الاسلام ادانہیں ہوتا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کی نیکیوں کا ثواب ماں باپ کو بھی ملتا ہے لہٰذا انہیں نماز روزہ کا پابند بناؤ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4،تحت حدیث 126:)

(۳۹۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰى رَحْلٍ وَّكَانَتْ زَامِلَتَهٗ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر حج کیا اور وہی سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اٹھانے کے لئے بھی تھی۔(بخاری)

(۳۹۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَاَثَّمُوْا اَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ، فَنَزَلَتْ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ} (البقرۃ: 198) فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز مشہور تجارتی بازار تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حج کے دنوں میں تجارت کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ نہیں ہے تم پر کوئی حرج (اگر حج کے ساتھ ساتھ) تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (رزق) یعنی حج کے دنوں میں۔(بخاری)

حل لغات:

فَتَاَثَّمُوْا :اثم، اثماً، اللہ فلانا، کذا، گنہگار قرار دینا، سزا دینا۔اثم بمعنی ناجائز فعل، گناہ، جرم۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایام حج میں تجارت کرنا، محنت مزدوری اور ہر جائز طریقہ سے کسب معاش کرنا

(۳۹۱)(بخاری شریف، رقم الحدیث 1517)

(۳۹۲)(بخاری شریف، رقم الحدیث 1770)

جائز ہے اور اس سے حج کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق' امام سعید بن منصور' امام ابن ابی شیبہ' امام عبد بن حمید' امام ابوداؤد' امام ابن جریر' امام ابن المنذر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں: ابوامامہ تیمی نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے سوال کیا: ہم لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ہمارے لیے حج کا اجر و ثواب ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: کیا تم لوگ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے؟ اور کیا تم اپنے سروں کو نہیں مونڈتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: ایک شخص نے آ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے کیا ہے' آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں' حضرت ابن عمر نے کہا: ایک شخص نے آ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے کیا ہے' آپ نے اسکو کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ جبریل (علیہ السلام) یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ (زمانہ حج میں) اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمنثور' ج۱ ص۲۲۲' مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

اگر حج کے دوران ضمناً تجارت یا محنت مزدوری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص بالقصد ایام حج میں تجارت کیلئے یا مزدوری کے لیے جائے اور ضمناً حج کر لے تو یہ اخلاص کے منافی ہے۔

کِتَابُ الْجِهَادِ

۹۱۔بَابُ وُجُوْبِ الْجِهَادِ وَفَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ

جہاد کی فرضیت، صبح وشام (جہاد کے لیے جانے) کی فضیلت

جہاد بنا ہے جہدٌ سے جہد جیم کے پیش سے یا فتحہ سے بمعنی مشقت ہے۔شریعت میں جہاد بالکسر کے معنی ہیں کفار کے مقابلہ میں مشقت کرنا یا تلوار سے لڑکر غازیوں کی مدد کرکے مال سے یا رائے سے یا ان کے ساتھ جاکر ان کی جماعت بڑھاکر۔جہاد کا درجہ اسلام میں بہت بڑا ہے عام مؤمن اپنا مال، وقت یا کوشش اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مجاہد اپنی جان سے دین اسلام کی خدمت کرتا ہے، جان بڑی پیاری چیز ہے اس لیے مجاہد خدا کو بڑا پیارا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ عبادات الہیہ پر ہمیشگی کرنا بھی جہاد اعظم ہے بلکہ نماز کی پابندی جہاد سے افضل ہے کہ جہاد تو نماز قائم کرنے کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔جہاد حسن لغیرہ ہے اور نماز حسن بعینہ ہے۔(مرقات) حق یہ ہے کہ عام حالات میں نماز جہاد سے افضل ہے مگر بعض خصوصی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہوتا ہے، اسی وجہ سے بعض احادیث میں نماز کو جہاد پر مقدم فرمایا گیا ہے اور بعض احادیث میں جہاد کو نماز پر مقدم فرمایا گیا۔اس جگہ اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے کہ عام مردوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں اور شہیدوں کی روح کو خود رب تعالیٰ براہ راست قبض فرماتا ہے۔(اشعہ) شہید کے اور فضائل ان شاءاللہ آئندہ بیان ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاول، ج5،ص583)

آیت نمبر:1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَّاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ٥} (التوبة:36).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:''اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے٥

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ٥} (البقرة:216).

اوراللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے' اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے' اور تم نہیں جانتے'' o

تشریح:

بعض مستشرقین نے اسلامی جہاد کو عجیب رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان طبعاً لوٹ مار اور جنگ وجدال کے رسیا تھے۔ ہر وقت تلواریں سونتے پرامن بستیوں کو برباد کرنے اور لوٹنے کے لئے آدھمکتے تھے۔ وہ زبردستی لوگوں کو اپنے دین میں داخل کیا کرتے تھے، کہنے کو انسان جو جی چاہے کہے، لکھنے کو جو دل میں آئے لکھ دے۔ لیکن اس طرح حقیقت تو بدل نہیں جاتی، واقعات تو مسخ نہیں ہو جاتے۔ تاریخ کے صفحات اور قرآن کی یہ آیت ان کے سارے افسانوں کی تردید کے لئے کافی ہے۔ کوئی قوم اگر طاقت کے نشہ میں مست ہو۔ اس کے پاس وسائل کی بہتات ہو اور اس کا مقابل کمزور ہو اور دین اور اخلاق کا کوئی ضابطہ بھی اس کو روکنے والا نہ ہو تو مانا جا سکتا ہے کہ ایسی قوم جنگ کا اعلان کر دے تاکہ کمزور دشمن کو نیست ونابود کر کے اپنی حکومت کو وسعت دے، اپنے خدمت گاروں کی صفوں میں اضافہ کرے اور ان کی دولت وثروت کو ہڑپ کر لے۔ لیکن تاریخ ہمیں ایسی ایک بھی مثال نہیں بتا سکتی کہ کسی کمزور، تعداد میں کم، سامان جنگ سے یکسر محروم قوم نے شوقیہ اپنے سے طاقتور، کثیر التعداد، ہر قسم کے اسلحہ سے لیس قوم کو جنگ کے لئے للکارا ہو۔ اب خود فیصلہ فرمائیے کہ مستشرقین کا یہ خیال کہاں تک درست ہے کہ جنگ مسلمانوں کا مشغلہ تھا۔ کیا مسلمان ان حالات میں پہل کرنے کی پوزیشن میں تھے؟ ہرگز نہیں۔ آپ قرآن حکیم کے ان الفاظ پر غور فرمائیے وھو کرہ لکم کہ تم پر جہاد فرض کیا گیا حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ اگر مسلمان طبعی طور پر جنگجو ہوتے اور ان کا دین انہیں لوٹ مار کا سبق دیتا تو کیا وہ جنگ کو ناپسند کرتے بلکہ وہ تو بہانے تلاش کرتے کہ کوئی موقعہ ہاتھ آئے تاکہ لوٹ ما، تاخت وتاراج کی حسرت پوری ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے تمہاری پسند اور ناپسند کو دخل نہیں۔ تمہارا فرض ہے اپنے رب کا ہر حکم مانتے چلے جاؤ۔ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ تمہارے لئے کونسی چیز مفید ہے اور کون سی نقصان دہ ہے۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ}

(التوبۃ: 41)

اوراللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے''۔

تشریح:

خفاف کا واحد خفیف اور ثقال کا واحد ثقیل ہے۔ ترکیب میں یہ حال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ تم کسی حال میں ہو جب جہاد کا اعلان عام ہو جائے پھر دنیا کا کوئی بندھن، کوئی مجبوری اور کوئی عذر تمہیں میدان جہاد کا رخ کرنے سے باز نہ رکھے۔

"ای حال کونکم شبانا وشیوخا او فقراء واغنیاء اور کبانا ومشاتا او اصحاء ومرنی او غرباء ومتاھلین (روح البیان)

ترجمہ: "خواہ تم جوان ہو یا بوڑھے، فقیر ہو یا امیر، سوار ہو یا پیادے، تندرست ہو یا بیمار، تنہا ہو یا عیالدار، ہر حالت میں دعوت جہاد پر لبیک کہتے ہوئے رزم گاہ حق و باطل میں شریک ہو جاؤ"۔

اگر دشمن عام یلہ بول دے اور خلیفہ وقت جہاد عام کا اعلان کر دے تو پھر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جہاد میں شریک ہو اور اگر دشمن ملک کے کسی ایک حصہ پر چڑھائی کرے تو وہاں کے لوگوں کا فرض ہے کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لیے تیار ہو جائیں ورنہ گنہگار ہوں گے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: {إِنَّ اللهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝} (التوبة: ۱۱۱)

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے، اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمۂ کرم سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے، اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون ہے تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے، اور یہی بڑی کامیابی ہے ۝

تشریح:

ہماری جانیں اسی نے پیدا فرمائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے۔ گویا ہماری جانوں اور اموال کا مالک حقیقی وہ خود ہی ہے۔ اس لیے وہ اگر ہر چیز یونہی لے لے تو کسی کو دم مارنے کی کیا مجال۔ لیکن اس کی شان بندہ پروری ملاحظہ ہو کہ اپنی چیزوں کا ہمیں مالک قرار دیا اور پھر اس فانی زندگی اور ناپائیدار متاع دنیا کا خود خریدار بنا اور قیمت اتنی گراں عطا فرمائی جس کا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا یعنی جنت۔ جب ستر انصار مکہ میں آئے اور رات کو تنہائی میں حضور

کریم کے دست مبارک پر وہ تاریخی بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو شرط آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے ہم سے منوانا چاہتے ہیں منوا لیجئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو یہ شرط ہے ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اور اپنے لیے یہ شرط ہے ان تمنعونی مما تمنعون منہ انفسکم واموالکم کہ جس چیز سے تم اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو۔ انصار نے عرض کی کہ اگر یہ شرطیں ہم نے پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ اس وقت خوشی سے ان کے دل باغ باغ ہو گئے اور کہنے لگے۔ ربح البیع لانقبل ولا نستقیل: یہ سودا تو بڑا نفع مند ہے۔ اب ہم اس سودے کو نہ خود توڑیں گے اور نہ اس کو توڑنے کی آپ سے خواہش کریں گے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس خرید و فروخت کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سے تمہاری جانیں قبض کر لی جائیں اور تمہارے مال و اسباب کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے جیسے عام طور پر خریدار خرید کردہ چیز کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ جب مالی قربانی کا موقع آئے تو تم بلا تامل اپنی عمر بھر کا اندوختہ پیش کر دو۔ جب میدان جہاد میں نکلنے کی باری آئے تو سر بکف حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری طرف سے یہ پختہ عزم ہونا چاہئے۔ اس کے بعد خواہ تم صحیح و سلامت جہاد سے واپس آ جاؤ تمہاری طرف سے سودا پورا ہو گیا اور تم اس معاوضہ کے حق دار بن گئے جس کا تم سے وعدہ کا ق کیا تھا۔ حضرت جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا خوب فرمایا ہے:

اثامن بالنفس النفیسۃ ربھا! میں اس نفس نفیس کا سودا اس کے رب سے کرتا ہوں۔

ولیس لھا فی الخلق کلھم ثمن۔ ساری کائنات میں اس کا اور کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

بھا تشتری الجنات ان انا بعتھا۔ یہ اتنی قیمتی چیز ہے کہ اس سے جنت خریدے جا سکتے ہیں۔

بشی سواھا ان ذالکم غبن۔ اگر میں اس سے کم تر پر بیچوں تو بہت بڑا خسارہ ہے۔

لان ذھبت نفسی بدنیا اصبتھا۔ اگر میں نے اپنی جان دنیا کے حصول میں ضائع کر دی۔

لقد ذھبت نفسی وقد ذھب الثمن۔ تو میں نے اپنے نفس کو بھی برباد کر دیا اور قیمت بھی ضائع کر دی۔

یہ ایسا وعدہ نہیں جس کے پورے نہ کیے جانے کا اندیشہ ہو۔ بلکہ یہ پختہ وعدہ ہے اور اس کا ذکر صرف قرآن میں ہی نہیں بلکہ سابقہ کتب سماویہ، تورات، انجیل میں بھی صراحۃ موجود ہے۔ آیت کے اس حصہ پر عیسائی حاکموں نے سخت اعتراض کیے ہیں۔ چنانچہ وہیری برنک میں کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن کی اس آیت کا حق و صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اس نے اس کا بڑی شد و مد سے انکار کیا ہے کہ اس قسم کے وعدے کا ذکر تورات و انجیل میں آیا ہو۔ باوجود اس بات کے کہ تورات و انجیل اپنی اصل صورت میں محفوظ نہیں رہیں اور زمانہ سے ان میں طرح طرح کی تحریفیں

رونما ہوگئی ہیں اس لیے موجودہ بائیبل میں اگر اس معاہدہ کا ذکر نہ ملے تو بھی محل اعتراض نہیں لیکن خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ اس محرف انجیل میں بھی متعدد ایسی آیات آج بھی موجود ہیں جو کہ اس آیت کے مضمون کی تصدیق کرتی ہیں۔

" اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کردو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے۔یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا"۔(لوقا)

نیز متی کی انجیل میں مرقوم ہے۔"اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں .... یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝} (النساء: 96-95).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:''برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں' اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۝ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۝''

تشریح:

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیماری یا کسی حقیقی مجبوری کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے قاصر ہیں۔ قال العلماء: اھل الضرر اھل الاعذار۔ اور یہ چیز محتاج بیان نہیں کہ جو لوگ ہروقت سر بکف اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوں اللہ تعالیٰ کے قرب میں ان کا وہ لوگ مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں جو اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوں اور اپنے دنیاوی کاروبار میں ہر وقت مشغول ہوں۔(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝} (الصف:-10تا13)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے ۝ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو ۝ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے ۝ اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے' اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب! مسلمانوں کو خوشی سنادو ۝''

تشریح:

شانِ نزول: مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الٰہی اور جنت ونجات حاصل ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

دوسرے لوگ بھی تجارت کرتے ہیں اس میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی بسا اوقات تو سرمایہ تک برباد ہوجاتا ہے۔ اگر نفع ہو تو یہی ہوگا کہ دولت کی فراوانی اور اسبابِ عیش وآرام مہیا ہوجائیں گے، لیکن ایک تجارت وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو باخبر کررہا ہے اور اس میں حصہ لینے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس تجارت کی چند خصوصیات ہیں۔ اس میں نفع ہی نفع ہے، نقصان کا ذرا احتمال نہیں۔ اس کا نفع عارض اور فانی نہیں بلکہ ابدی اور سرمدی ہے۔ اس کے فوائد سے اس کا تاجر صرف قیامت کے روز ہی بہرہ ور نہ ہوگا بلکہ اس دنیا میں بھی اس کا نفع اسے ملے گا اور نفع بھی یہ ہے کہ جس میدان میں قدم رکھے گا تنہا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے ہمراہ ہوگی اور فتح وکامرانی اس کے قدم چومے گی، جہاں بھی وہ جائے گا ہر چیز اس کے آگے دست بستہ حاضر ہوگی۔ پہاڑ اس کی ٹھوکر سے اور سمندر اس کی ضرب سے راستہ چھوڑ دیں گے۔ اور وہ تجارت یہ ہے کہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے اموال اور اپنی جانیں اپنے رب کے راستہ میں قربان کردو۔ بتایا کہ مال کو بچا بچا کر رکھنے میں تمہارا نفع نہیں بلکہ اس کی رضا کے لیے گھر بار لٹا دینا یہ تمہارے لیے سودمند ہے۔ جان کو بحفاظت رکھنے میں تمہاری سلامتی نہیں۔ تمہاری سلامتی اس میں ہے کہ اس کے نام کو بلند کرنے کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادو اور اپنا سر قربان کردو۔ تمہیں حیات جاوید بخش دی جائے گی۔ موت تمہارا دامن چھو تک نہ سکے گی۔

برتر از اندیشۂ سود وزیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

(علامہ اقبال)

دنیوی زندگی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور اس کی مہربانی سے فتح وکامرانی بہت بڑی چیز ہے۔ بہرحال آخرت کی سرخروئی اس سے بھی اعلیٰ وافضل ہے، اس لیے اس کے ذکر کو مقدم کیا۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّشْھُوْرَۃٌ۔

اس موضوع کے بارے میں بے شمار آیات ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فِیْ فَضْلِ الْجِھَادِ فَاَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ، فَمِنْ ذٰلِكَ:

اور جہاد کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث مبارکہ بھی ہیں جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۳۹۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اِیْمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ" قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور۔ (متفق علیہ)

(۳۹۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوۃُ عَلٰى وَقْتِھَا" قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہمیشہ نمازیں وقت مستحبہ پر ادا کرنا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ جن روایتوں میں جہاد کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا وہ بعض ہنگامی حالات میں ہے جب جہاد فرض عین ہو چکا

(۳۹۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 83)

(۳۹۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 85)

ہو اور دشمن کی یلغار بڑھ گئی ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ جہاد نماز ہی کے لئے ہوتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ سائلین کے لحاظ سے حضور کے جواب مختلف ہوئے، کسی کے لئے جہاد افضل تھا، کسی کے لیے غریبوں کو کھانا کھلانا، کسی کے لیے زبان کی حفاظت، کسی کے لئے چھپ کر خیرات، لہٰذا احادیث متعارض نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث :533)

(۳۹۵) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِاللهِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِه" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

(۳۹۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح یا شام کے وقت چلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۹۷) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ يُّجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن جو راہ خدا میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے۔ عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو کسی گھاٹی میں محوِ عبادت رہتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

يُجَاهِدُ: جاهد، يجاهد، مجاهدةً، بمعنی کوشش کرنا، جہاد کرنا۔

شِعْب: بمعنی گھاٹی، جمع۔الشِّعَاب

(۳۹۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 84)

(۳۹۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1880)

(۳۹۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1888)

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَاسِرْتُمْ مَسِيْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ."وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِيًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ."

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض اوعذر آخر، ص ۱۰۵۸، حدیث: ۱۹۱۱، بِتَغَیُّرٍ قَلِیْلٍ بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر، ۳/۱۵۰، حدیث: ۴۴۲۳، بِتَغَیُّرٍ قَلِیْلٍ)

ترجمہ: ''حضرتِ سَیِّدُ نا ابوعَبْد اللہ جابِر بن عبداللہ اَنصارِی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جنگ میں ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا:''بے شک! مدینۂ مُنَوَّرہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جہاں بھی سفر کیا یا کسی بھی وادی سے گزرے تو وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے روک رکھا ہے۔''ایک روایت میں ہے:''مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔''(مسلم)

امام بخاری نے اس حدیث کو حضرتِ سَیِّدُ نا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے فرمایا:''ہمارے پیچھے مدینے میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی اور وادی کو عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عُذر (مجبوری) نے روک رکھا ہے۔''

(۳۹۸) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ

(۳۹۸)(مسلم شریف،رقم الحدیث 1881)

تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی شخص کو کوڑے کی مقدار جنت میں جگہ مل جائے تو یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے اور شام کے وقت کا چلنا جو کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلتا ہے یا صبح کا چلنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رِبَاطٌ: چوکیداری کرنا۔ پہرہ دینا۔

تعارفِ روای:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرحد پر پہرہ دینے کے ثواب کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا، جس نے جہاد کے دوران ایک رات مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا تو اس کے لئے پیچھے رہ جانے والے روزہ داروں اور نمازیوں کا ثواب ہے۔ (المعجم الاوسط طبرانی، رقم ۸۰۵۹، ج ۶، ص ۷۷)

(۳۹۹) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک دن اور رات سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جائے تو اس کا وہ عمل جو وہ کیا کرتا تھا وہ بھی اس کے لئے جاری رہتا ہے اور اس کا رزق بھی اور وہ (قبر کے) فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (مسلم)

(۴۰۰) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَإِنَّهُ يُنْمٰى لَهُ عَمَلُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ".

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

(۳۹۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1913)

(۴۰۰) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد، رقم الحدیث 1621)

◀◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر میت کا عمل ختم کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کا نہیں کیونکہ اس کے لئے اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیا جاتا ہے، اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

اَلْمُرَابِطُ: پہرہ دینے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 518 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر میت کا عمل ختم کر دیا جاتا ہے) یعنی آخر حیات میں جو نیک و بد عمل کرتا تھا اس پر مر جاتا ہے اور مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں کہ فاعل کی موت افعال کو ختم کر دیتی ہے۔

(مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کا نہیں) یعنی اسلامی ملک کی سرحد پر جہاد پر تیار رہا اور وہاں ہی فوت ہو گیا، مرابط کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں، یہ ربط بمعنی باندھنے سے بنا۔ مرابط وہ جو اپنے کو کفار کے مقابل باندھ دے، اپنے ہاں جہاد کے لیے گھوڑا باندھے۔

(اس کے لئے اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیا جاتا ہے) اس طرح کہ قیامت تک اسے ہر گھڑی وہ ہی ثواب ملتا رہتا ہے جو زندگی میں ملتا تھا اس کا رباط فی سبیل اللہ صدقہ جاریہ ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان اس کے رباط سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

('اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔) اس طرح کہ اس سے نہ حساب قبر ہو نہ اسے عذاب قبر ہو، بقیہ صدقات جاریہ میں یہ انعام نہیں ملتا یہ صرف مرابط کو ملتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 689)

(۴۰۱) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ:

"رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ یَوْمٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَنَازِلِ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۴۰۱) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد، رقم الحدیث 1667)

فرماتے سنا: اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا ہزار دن کی دیگر نیکیوں کے مراتب سے بہتر ہے۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۰۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ، لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ، وَاِیْمَانٌ بِیْ، وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَیَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ اُرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِیْمَةٍ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، مَا مِنْ كَلْمٍ یُكْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ كُلِمَ؛ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِیْحُهٗ رِیْحُ مِسْكٍ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَوْلَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَبَدًا، وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلُهُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَةً، وَیَشُقُّ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ۔ "اَلْكَلْمُ": اَلْجُرْحُ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ (ارشاد خداوندی ہے) وہ صرف اس لئے نکلتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرے اور وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے پس اس کو اس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ یا اس کو اس کے گھر کی طرف جہاں سے وہ چلا تھا لوٹا دوں گا اجر اور غنیمت کے ساتھ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اللہ کی راہ میں اسے جو زخم بھی لگے گا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جو حالت اس کی اس زخم لگنے کے دن تھی اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی' اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر یہ بات مسلمانوں کے لئے باعث مشقت نہ ہوتی تو میں کبھی کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن نہ میرے پاس اتنے وسائل ہیں کہ تمام مسلمانوں کو سواری مہیا کروں اور نہ ہی سب مسلمانوں میں اتنی استطاعت ہے کہ وہ سواری کا بندوبست کر سکیں اور ان پر یہ گراں ہے کہ میں جہاد میں شرکت کروں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں' پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم)

امام بخاری نے اس حدیث کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

---

(۴۰۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1876)

حل لغات:

الکلم: زخم کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ اقدس میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتلانے، حمیت اور ریا کاری کے لئے جہاد کرتے ہیں کہ ان میں سے کون راہِ خداعزوجل کا مجاہد ہے؟ تو خاتَم المُرسلین، رَحمۃٌ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ ایک نسخہ میں ہے: وہی راہ خداعزوجل کا مجاہد ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ۔۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۹۲۰، ص ۱۰۱۸)

(۴۰۳) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلْمُهُ يَدْمِيْ: اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہوگا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری ایسی ہوگی۔ (متفق علیہ)

(۴۰۴) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر بھی جہاد کیا جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے

---

(۴۰۳) صحیح بخاری، رقم: ۵۲۱۳، صحیح مسلم، رقم: ۴۹۷۰، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، رقم: ۹۸۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۸۹۵۲، مسند البزار، مسند ابی ھریرۃ، رقم: ۸۹۳۳

(۴۰۴) سنن ابوداؤد، رقم: ۲۵۴۳، سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۷، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۹۰۲۹، سنن النسائی، رقم: ۱۴۱۱۳، مسند امام احمد بن حنبل، مسند معاذ بن جبل، رقم: ۲۲۱۶۹

لئے جنت واجب ہوجاتی ہے، اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش اسی حالت میں ہوگی جیسے وہ دوران جہاد تھی۔ اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِّ لغات:

اَلْمِسْکِ: بمعنی خوشبو۔

تعارفِ روای:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم! اسلام کیا ہے؟ فرمایا، (اسلام یہ ہے کہ) تیرا دل جھک جائے اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اس نے عرض کیا، کونسا اسلام افضل ہے؟ فرمایا، ایمان۔ اس نے عرض کیا، ایمان کیا ہے؟ فرمایا، تُو اللہ عزوجل اور اس کے ملائکہ اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں اور موت کے بعد اٹھنے پر یقین رکھے۔

اس نے عرض کیا، کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا، ہجرت۔ اس نے عرض کیا، ہجرت کیا ہے؟ فرمایا، یہ کہ تو برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا، کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جہاد اس نے عرض کیا، جہاد کیا ہے؟ فرمایا، جب کفار سے جنگ ہو تو ان سے قتال کرو۔ پھر اس نے عرض کیا، کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، جس میں مجاہد کی ٹانگ کاٹ دی جائے اور خون بہا دیا جائے۔ (مسند احمد، حدیث زید بن خالد الجھنی، رقم ۱۷۰۲۴، ج ۶، ص ۵۸)

(۴۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِیْهِ عُیَیْنَةٌ مِّنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ. فَاَعْجَبَتْهُ. فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ، وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰی اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: "لَا تَفعلْ؛ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ سَبْعِیْنَ عَاماً. اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَیُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟

(۴۰۵) سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۰، السنن الکبری للبیہقی، رقم: ۱۸۹۷۳، المستدرک للحاکم، رقم: ۲۳۸۲

اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ". وَ"الفُوَاقُ": مَا بَیْنَ الْحَلْبَتَیْنِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے ایک صحابی ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا تو انہیں بڑا پسند آیا۔ انہوں نے سوچا کہ لوگوں سے الگ ہوکر اس گھاٹی میں ٹھہر جاؤں۔ (تو یہ بہت اچھا ہو) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہرگز ایسا نہیں کرسکتا' سو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس طرح نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تم میں سے کسی ایک کا کھڑا ہونا گھر میں ستر سال نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تم کو جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس شخص نے اونٹنی کو دومرتبہ دوہنے کے درمیانی وقفے کے برابر بھی جہاد کیا' اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَلْفُوَاقُ: ایک مرتبہ دودھ نکال کر دوبارہ دودھ نکالنے کے درمیان کا وقفہ۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عربی میں فواق جانور کو دوبارہ دوہنے کے درمیان وقفہ کو کہتے ہیں، اس وقفہ سے مراد یا تو صبح شام دوہنے کے درمیان کا فاصلہ ہے یا ایک دفعہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ ہے کیونکہ اونٹنی کو کچھ دوہ کر تھوڑا ٹھہر جاتے ہیں، اتنے میں وہ پھر دودھ اتار لیتی ہے تو اسے پھر دوہتے ہیں، یہ ٹھہرنا فواق کہلاتا ہے یہ چند منٹ کا ہی ہوتا ہے۔ فواق بنا ہے فوق سے بمعنی اوپر، چونکہ دودھ اوپر سے ہی تھن میں آتا ہے اس لیے اسے فواق کہا جاتا ہے۔ (مرقات واشعہ)

(اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔) یعنی رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمالیا کہ اسے اول ہی سے جنت میں داخل فرمائے گا گناہوں کی سزا کے لیے اسے دوزخ میں نہ رکھے گا کیونکہ اس کے گناہ اس جہاد کی برکت سے معاف ہوچکے، جب پل بھر کے جہاد کا یہ درجہ ہے تو غور کرو کہ جو ہمیشہ جہاد میں رہے اس کا مرتبہ کیا ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 719)

(۴۰۶) وَعَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" فَأَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ"! ثُمَّ قَالَ: "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ، وَلَا صَلٰوةٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَّعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: "لَا أَجِدُهُ" ثُمَّ قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ"؟ فَقَالَ: وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟!۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنا سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا روزے رکھنے والے اور رات کو خشوع وخضوع سے اللہ کی آیات تلاوت کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے نماز اور روزے میں کمی نہیں کرتا حتیٰ کہ مجاہد جہاد سے واپس آ جائے۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو جہاد کے مساوی ہو؟ آپ نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

حل لغات:

تَفْتُرَ: بمعنی تھکنا۔

اتُفْطِرَ: بمعنی افطار کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: ذکر اللہ عزوجل کی کثرت کیا کرو:

حضرت سیدتنا اُمّ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔'' فرمایا: ''گناہوں کو چھوڑ دو کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے اور فرائض کی پابندی کیا کرو

(۴۰۶) صحیح بخاری، رقم: ۲۷۸۵، صحیح مسلم، رقم: ۴۹۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۸۹۵۹، صحیح ابن حبان، رقم: ۴۶۲۱، مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۱۰۰۰۱

کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے اور ذکر اللہ عزوجل کی کثرت کیا کرو کیونکہ تم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ پسندیدہ چیز نہیں پیش کر سکتی۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث:۳۱۳،ج۲۵،ص۱۲۹)

(۴۰۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ، رَجُلٌ مُّمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ، كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّعَفِ، اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنَ الْاَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے جب بھی وہ کوئی شور وشغب یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پیٹھ پر تیزی سے گویا اڑ کر جاتا ہے' اور وہ قتل اور موت کے متوقع مقام کی تلاش میں ہوتا ہے' اور یا وہ شخص جو کسی پہاڑی پر یا کسی وادی میں بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ مقیم ہے۔ نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آلیتی ہے' اور لوگوں میں سے یہ آدمی بھلائی ہی میں ہے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

ہَیْعَۃٌ: آواز، شور۔

فَزْعَۃ: آوازِ گھبراہٹ،

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

(جب بھی وہ کوئی شور وشغب یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پیٹھ پر تیزی سے گویا اڑ کر جاتا ہے) یعنی ویسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ

(۴۰۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1879)

جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

(اور وہ قتل اور موت کے متوقع مقام کی تلاش میں ہوتا ہے) یعنی وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہوجانا یا مرجانا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانباز ہو۔

(یا وہ شخص جو کسی پہاڑی پر یا کسی وادی میں بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ مقیم ہے۔) خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کامیاب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیرہ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدو دیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

(نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتا ہے) اگرچہ عبادات میں نماز و زکوۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز و زکوۃ اعلیٰ درجہ کی عبادات ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

(حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْیَقِیْنُ) یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہوجاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ"۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعمتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو بستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کرسکے (مرقات)

(مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 692:)

(۴۰۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۰۸) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجهاد، رقم الحدیث 1656)

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں، جو اللہ عزوجل نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)

(۴۰۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ"۔ فَعَجِبَ لَھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ، فَقَالَ: اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِئَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ، مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو، اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید یہ سن کر حیران ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بات میرے سامنے ایک مرتبہ پھر ارشاد فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بات دہرائی، پھر فرمایا: اور ایک اور چیز جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کے جنت میں سو درجات بلند کر دیتا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا: یارسول اللہ! وہ چیز کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندہ راضی بہ قضا رہے، نعمتوں میں رب تعالیٰ کا شکر کرے، مصیبتوں میں صبر کرے، اسی طرح اسلام کے دین ہونے پر راضی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی احکام پر راضی دل سے انہیں پسند کرے خواہ سمجھ میں آویں یا نہ آویں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے تمام اقوال، افعال، اعمال، احوال سے دلی محبت کرے۔ جس چیز کو حضور سے نسبت ہو اسے دل سے محبوب رکھے۔ شریعت، طریقت، حقیقت معرفت کو دل سے پسند کرے کیونکہ شریعت حضور انور کے جسم اطہر کے حالات کا نام ہے، طریقت قلب پاک مصطفی کی واردات ہے، یوں ہی حقیقت و معرفت روح پاک سرپاک کی واردات کا نام ہے۔ غرضیکہ یہ سب حضور کی ادائیں

(۴۰۹) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد، رقم الحدیث 1650)

ہیں ایسے شخص کے لیے دنیا میں ہی جنت واجب ہو چکی کہ جئے گا جنتی ہو کر، مرے گا جنتی ہو کر، اٹھے گا جنتیوں کے زمرہ میں۔ مرقات نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کا فرمان: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" دو جنتوں سے مراد دنیا و آخرت کی جنت ہے یعنی ربّ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے لیے ایک جنت دنیا میں ہے اور دوسری جنت آخرت میں۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری بات ہے۔ حضور کی شریعت، اطاعت، محبت دنیا کی جنت ہے۔

(یارسول اللہ! یہ بات میرے سامنے ایک مرتبہ پھر ارشاد فرمایئے) یہ تعجب انتہائی خوشی کا تھا اور دوبارہ کہلوانا اس لیے تھا کہ ایسے ہمارے بشارت والے کلمے پھر ایسے بے مثال بشیر ونذیر کے لبوں سے بہت لذیذ معلوم ہوئے۔ شعر

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 745)

(۴۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ، فَقَالَ: یَا اَبَا مُوْسٰی آاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اَقْرَاُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ پس ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! سو وہ شخص اپنے دوستوں کی طرف مڑا اور اس نے کہا! میں تمہیں سلام کہتا ہوں' پھر اس نے اپنی تلوار کا میان پھاڑ کر پھینک دیا' اور تلوار لے کر دشمن کی طرف چل پڑا سو اس نے تلوار کے ساتھ لڑائی کی' حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

حل لغات:

رَثُّ الْهَیْئَةِ: ایسا آدمی جو پرگندہ حالت میں ہو۔

تعارف رِوای:

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 10 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۱۰)(مسلم شریف رقم الحدیث 1878)

شرح:

تلواروں سے مراد جہاد کے ہتھیار ہیں، چونکہ اس زمانہ میں جہاد میں زیادہ استعمال تلواروں کا ہوتا تھا اس لیے خصوصیت سے تلواروں کا ہی ذکر فرمایا۔ آج کل توپوں، بندوقوں، راکٹوں کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے نیچے جنت ہے جبکہ وہ جہاد میں استعمال ہو رہے ہوں۔ ان تلواروں سے مراد یا تو کفار کی تلواریں ہیں جو وہ غازی مسلمانوں کے مقابل کھینچیں یعنی ان تلواروں سے جنت بہت قریب ہے کہ مسلمان شہید ہوا اور جنت میں پہنچا۔ جیسے فرمایا گیا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے یا مراد خود مجاہدین کی اپنی تلواریں ہیں یعنی جب مجاہدین تلوار سونتے کفار پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو گویا جنت ان تلواروں کے سایہ میں ہوتی ہے اور سایہ میں تو خود مجاہدین ہیں تو وہ اس وقت ہی جنت میں ہیں مگر پہلی توجیہ زیادہ قوی ہے، مرقات نے اس ہی کو ترجیح دی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 746)

(۴۱۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْسٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◄ حضرت ابوعبس عبداللہ بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی بندے کے دو پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اسے آگ نہیں چھو سکے گی۔

(بخاری)

(۴۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ، وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ دودھ پستانوں میں واپس لوٹ جائے اور ایک بندے پر خدا کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

الضَّرْعِ: تھن، پستان۔

---

(۴۱۱) (مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث 1889) (۴۱۲) (بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث 2790)

دُخَانٌ: دھواں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے دوہے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس ہونا ناممکن ہے ایسے ہی اس شخص کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے:"حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ"۔خوف خدا میں رونے کے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے۔

باش چوں دولاب دائم چشم تر تا درون صحن تو روید خضر

راہ خدا کا غبار وہ غبار ہے جو رب کی رضا کے لیے راستہ چلا جائے اور وہاں کا غبار بدن یا کپڑوں یا پاؤں یا چہرے پر پڑے جیسے مسجد کو جاتے طلب علم، جہاد حج و عمرہ وغیرہ کرنے کی حالت میں جو گرد و غبار پڑے۔

چونکہ ناک کے نتھنے پیٹ اور دماغ کے دروازے ہیں کہ انہیں کے ذریعہ ہوا اندر باہر آتی جاتی ہے، اگر ان میں راہِ خدا کا غبار پڑے تو یقیناً سانس کے ساتھ پیٹ اور دماغ میں بھی پہنچے گا اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔خیال رہے کہ لفظ منخر میم اور خ کے فتح سے بھی ہے اور دونوں کے پیش سے بھی اور میم کے فتحہ اور خ کے کسرہ سے بھی، بروزن مجلس اور میم کے کسرہ خ کے فتحہ سے بھی بہت لغات میں بمعنی ناک کا نتھنا۔

جس مؤمن کے پیٹ میں سانس کے ذریعہ راہ خدا کا غبار پہنچ جائے وہاں دوزخ کا دھواں نہ پہنچے یعنی وہ دوزخ میں تو کیا دوزخ کے قریب بھی نہ جائے گا جہاں دوزخ کی آگ کا دھواں پہنچتا ہے۔خیال رہے کہ دوزخ میں کہیں آگ بغیر دھوئیں کی ہے جیسے دنیا میں ویلڈنگ کی آگ اور کہیں دھوئیں والی ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ دوزخ کی آگ بغیر دھوئیں کے ہے پھر وہاں دھواں کیسا؟

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 722:)

(۴۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۴۱۳)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1884)

فرماتے سنا: دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو خوفِ خداوندی میں روئی اور دوسری وہ آنکھ جو رات بھر خدا کی راہ میں چوکیداری کرتی رہی۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۱۴) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خدا کی راہ میں ایک شخص کو جہاد کے لئے تیار کیا بے شک اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے گھر کا اس کی عدم موجودگی میں اچھی طرح خیال رکھا بے شک اس نے بھی جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

جَهَّزَ : سامان تیار کرنا، آراستہ کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت زیدؓ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 373 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جو مجاہد کے پیچھے اس کے بال بچوں کی خدمت اس کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے وہ بھی ثواب جہاد میں شریک ہو گیا کیونکہ اس کی اس خدمت سے غازی کا دل مطمئن ہوگا جس سے وہ جہاد اچھی طرح کر سکے گا تو گویا یہ شخص غازی کے اطمینانِ دل کا ذریعہ بنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث:693)

(۴۱۵) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۴۱۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1902)

(۴۱۵) (بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 865، 2656، نسائی شریف، رقم الحدیث 3116، مسند امام احمد، رقم الحدیث 15977، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 4605، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 18296، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 2075، مسند طیالسی، 7482، الاحاد والمثانی، رقم الحدیث 1973)

فرمایا: افضل ترین صدقہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمے کا سایہ (مہیا کرنا) ہے اور اللہ کی راہ میں خادم عطیۃً دینا اور اللہ عزوجل کی راہ میں (یعنی افزائش نسل کے لئے) سانڈھ چھوڑنا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

فُسْطَاطٍ: سایہ دار خیمہ

طَرُوْقَةُ: جوان اونٹنی، جو جفتی کے قابل ہو

فَحْلٍ: طاقت ور اونٹ، جس کو جفتی کے لیے رکھا جاتا ہے (سانڈھ)۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح کہ مجاہدین کو بالکل یا عاریۃً خیمہ دے دیا جائے کہ وہ سفر جہاد میں اس کے سایہ میں بیٹھا کریں، اسی طرح حجاج کو عرفات وغیرہ میں خیمہ، شامیانہ لگا دینا، اگر طلباء میدان میں بیٹھ کر پڑھتے ہوں مدرسہ کی عمارت نہ ہو ان کے لیے سایہ کا انتظام کر دینا، جہاں مسجد نہ ہو وہاں نمازیوں کے لیے شامیانہ یا خیمہ لگا دینا سب ہی اس میں داخل ہیں۔ فسطاط ہر چھوٹے بڑے خیمہ کو کہا جاتا ہے۔

غازیوں، حاجیوں، دینی علماء وطلباء کی خدمت کے لیے کوئی آدمی مقرر کر دینا جس کی تنخواہ خود برداشت کرنا۔

(اور اللہ عزوجل کی راہ میں (یعنی افزائش نسل کے لئے) سانڈھ چھوڑنا ہے۔) اس فرمان عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ مجاہدین کے لیے جو اونٹنیاں ہوں انہیں حاملہ کرنے کے لیے نر اونٹ عاریۃً دے دینا کہ یہ بھی ثواب ہے اس سے جو اونٹ کی نسل چلے گی اس پر مجاہدین جہاد کریں گے اسے ثواب ملیگا۔ دوسرے یہ کہ مجاہد کو سواری کے لیے عاریۃً اونٹ دے دینا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 721:)

(۴۱۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ فَتًى مِّنْ اَسْلَمَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ، قَالَ: "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُوْلُ: اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ. قَالَ: يَا فُلَانَةُ، اَعْطِيْهِ الَّذِيْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسِيْ عَنْهُ شَيْئًا، فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

---

(۴۱۶) (ترمذی شریف، کتاب فضائل جہاد، رقم الحدیث 1633)

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں' لیکن میرے پاس تیاری کے لئے کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص کے پاس جاؤ' اس نے تیاری کر رکھی تھی اور پھر وہ بیمار پڑ گیا' پس وہ نوجوان اس آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے' اور فرمایا ہے کہ جو سامان جہاد تم نے تیار کر رکھا ہے وہ مجھے دے دو۔ اس آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلانہ! جو سامانِ جہاد میں نے تیار کر رکھا تھا وہ سارا اس نوجوان کو دے دو اور اس سامان سے کوئی بھی چیز اپنے پاس باقی نہ رکھنا' خدا کی قسم! جو چیز تم اس سامان میں سے روک لوگی اس میں تمہارے لئے قطعاً برکت نہ ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

تَجَهَّزَ: از، تجہیزاً، بمعنی سامان تیار کرنا۔ یہاں مراد سامان جہاد تیار کرنا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: جہاد کے آداب:

(مجاہد کو چاہے کہ) خلوص دل سے جہاد کرے، فقط رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے لئے غیظ وغضب کا اظہار کرے، پوری طاقت وکوشش کے ساتھ جہاد کرے، جہاد کرتے ہوئے سر دھڑ کی بازی لگا دے، واپس پلٹنے کی خواہش دل سے نکال دے، محض اس نیت سے جہاد کرے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا کلمہ بلند ہو، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرے، قرض وغیرہ ہو تو جہاد میں جانے سے پہلے اُسے ادا کر دے، قتال کرتے وقت اور ہر حال میں ذکرِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کو اپنا رفیق وہم نشین بنا لے۔

(۴۱۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْیَانَ، فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا، وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "لِیَخْرُجْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "اَیُّکُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَیْرٍ کَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ"۔

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کی طرف پیغام بھیجا تو ارشاد فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک شخص جہاد کے لئے نکلے اور اجر دونوں کو ملے گا۔ (مسلم)
اور ان ہی کی ایک روایت میں ہے: ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی نکلے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان دو

(۴۱۷) (ترمذی شریف' کتاب فضائل جہاد' رقم الحدیث 1639)

میں سے) پیچھے رہ جانے والے کے لیے فرمایا: تم میں سے جس نے جہاد کے لئے نکلنے والے کے گھر اور مال میں اچھی نیابت کی تو اسے جہاد کے لئے نکلنے والے کا نصف اجر ملے گا۔

(۴۱۸) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِیْدِ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ قَالَ: "اَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ". فَاَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَمِلَ قَلِیْلًا وَّاُجِرَ کَثِیْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ.

◀◀ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوہے کے جنگی لباس میں ملبوس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کر، پھر جہاد کرنا۔ سو اس شخص نے پہلے اسلام قبول کیا پھر شریک جہاد ہوا پس شہید ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے عمل کم کیا ہے، اور اسے اجر زیادہ ملا ہے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

حل لغات:

رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِیْدِ: ایسا آدمی جو جہاد کے تمام سامان کے ساتھ ہو، زرہ پہنا ہوا آدمی۔

تعارفِ رواى:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رَحمۃٌ للعالمین، انیسُ الغرِیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: تم میں سے جو شخص رات میں عبادت کرنے سے عاجز ہو اور دشمن سے جہاد کرنے میں کمزور ہو اور مال خرچ کرنے میں کنجوس ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔

(شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم ۵۰۸، ج ۱، ص ۳۹۱)

(۴۱۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَحَدٌ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ

(۴۱۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4787، بخاری شریف، رقم الحدیث 2688، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2503، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1628، نسائی شریف، رقم الحدیث 3180، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2758، دارمی، رقم الحدیث 2418، مسند امام احمد، رقم الحدیث 376، ابن حبان، رقم الحدیث 4628، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2064، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2447، بیہقی، رقم الحدیث 7926، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 253، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5225)

(۴۱۹) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1627)

يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ، يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو جنت میں داخل ہو اور پھر یہ پسند کرے کہ دنیا کی طرف لوٹ جائے اور زمین پر جو کچھ ہے وہ اسے مل جائے سوائے شہید کے کہ وہ یہ آرزو کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے تو دس مرتبہ قتل کیا جائے اس کرامت کی وجہ سے اس نے جو شہادت کے بدلے دیکھی' اور ایک روایت میں ہے: اس فضیلت کی وجہ سے جو وہ شہادت میں دیکھے گا۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

الْكَرَامَةِ' : عزت، عظمت، بزرگی، فضلیت۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں روحانی داخلہ مراد ہے جو بعض مؤمنوں کو مرتے ہی نصیب ہو جاتا ہے، جسمانی داخلہ بعد قیامت ہوگا جب دنیا ختم ہو چکی ہوگی لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عام مؤمنین کی قبروں میں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے وہاں کی ہوائیں، خوشبوئیں وغیرہ آتی رہتی ہیں شہداء وغیرہ کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت میں داخل ہو جاتی ہیں بعد قیامت اس جسم کے ساتھ جنت میں داخلہ ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

(اور زمین پر جو کچھ ہے وہ اسے مل جائے) کیونکہ دنیا آفات کی جگہ ہے، اگرچہ دنیا میں کسی کو بہت زیادہ آرام ملے مگر وہ سب آرام اس آرام کے مقابل تکالیف ہیں، جیل کا اے کلاس بھی گھر کی آزادی گھر کے آرام کے مقابل ہیچ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 699:)

(۴۲۰) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَغْفِرُ اللهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ".

---

(۴۲۰) (مسلم شریف' کتاب الامارۃ' رقم الحدیث 4786' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2780' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13183' ابن حبان' رقم الحدیث 4730' بیہقی' رقم الحدیث 17620' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 3293)

◄◄ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کی ہر خطا معاف کردے گا سوائے قرض کے۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونا قرض کے سوا ہر چیز کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(۴۲۱) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِیْهِمْ فَذَكَرَ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ، اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ. فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ". ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "كَیْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ - عَلَیْهِ السَّلَامُ - قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا افضل ترین اعمال ہیں تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہو جائے اس حالت میں کہ تو صبر کرنے والا ثواب کی امید رکھنے والا دشمن کی طرف بڑھنے والا ہو اور پیٹھ نہ پھیرنے والا نہ ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا پوچھا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ہاں! اگر تو صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والا اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو سوائے قرض کے کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی بات کہی ہے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

خَطَایَا: گناہ، خطائیں، غلطیاں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۲۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4789، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2510، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2876، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11125، ابن حبان، رقم الحدیث 2126، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2540، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2429، بیہقی، رقم الحدیث 17674، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1282)

شرح:

(ہاں! اگر تو صبر کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والا اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو سوائے قرض کے) یہاں قرض کے متعلق شارحین کے کئی قول ہیں: بعض نے فرمایا کہ قرض سے مراد بندے کے سارے مارے ہوئے حقوق ہیں چوری، خیانت، غصب، قتل وغیرہ۔ مرقات نے فرمایا کہ قرضہ سے وہ قرضہ مراد ہے جس کے ادا کرنے کی نیت نہ ہو، اگر ادا کرنے کی نیت تھی مگر موقعہ نہ ملا کہ شہید ہوگیا وہ قرض خود قرض خواہ سے معاف کرادیا جائے گا مگر دریا کا شہید اس کا قرضہ بھی معاف ہوجاتا ہے اور اس کی روح بلاواسطہ خود رب تعالیٰ قبض فرماتا ہے حضرت ملک الموت کے سپرد نہیں فرماتا۔ (مرقاۃ)

(کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی بات کہی ہے۔) یعنی ابھی وحی الٰہی آئی جس میں مجھ سے یہ فرمایا گیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور پر صرف قرآن کریم کی ہی وحی نہ ہوئی اس کے علاوہ اور بھی وحی ہوئی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر وحی کو صحابہ کرام دیکھا نہ کرتے تھے، بعض وقت ان حضرات نے وحی آتے دیکھی، بلکہ بعض اوقات جبرائیل امین کو بھی دیکھا اور بعض وقت کچھ بھی نہ دیکھا، رب تعالیٰ نے اپنے محبوب سے باتیں کرلیں پاس والوں کو خبر بھی نہ ہوئی، اس وقت جو وحی آئی یہ اسی دوسری قسم کی تھی، بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ وحی پہلے آچکی تھی مگر یہ درست نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سائل سے یہ پہلے ہی فرمادیتے دوبارہ بلانے اور سوال پوچھنے کی حاجت نہ ہوتی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 701)

(۴۲۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ. قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَیْنَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِی الْجَنَّۃِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِہٖ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں شہید ہوجاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ فرمایا: جنت میں۔ پس اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور لڑائی کرنے لگا' حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ (مسلم)

(۴۲۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ. قَالَ: انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ، وَجَآءَ الْمُشْرِکُوْنَ. فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَہٗ". فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" قَالَ: یَقُوْلُ عُمَیْرُ بْنُ

---

(۴۲۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1900)

(۴۲۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 1877)

الْحُمَامِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، جَنَّۃٌ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بَخٍ بَخٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟" قَالَ: لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا. قَالَ: "فَاِنَّكَ مِنْ اَھْلِھَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِہٖ، فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ ھٰذِہٖ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ. فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

"اَلْقَرَنَ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ: ھُوَ جُعْبَۃُ النُّشَّابِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین چلے حتیٰ کہ مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور مشرک آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک میں آگے نہ بڑھوں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف نہ بڑھے۔ پس مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو! اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ جنت جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی: واہ واہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو کس چیز نے واہ واہ پر ابھارا؟ عرض کیا: نہیں۔ خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے یہ کسی اور وجہ سے نہیں کہا' سوائے اس کے کہ مجھے امید تھی کہ میں بھی جنتیوں میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا: ہاں! تو اہل جنت میں سے ہے۔ پس انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور کھانا شروع کر دیں۔ پھر کہا: اگر یہ کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ تو بہت لمبی زندگی ہے پھر انہوں نے یہ کھجوریں جو ان کے پاس تھیں پھینک دیں اور مشرکوں سے لڑنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

حل لغات:

القرن: قاف اور راء پر زبر کے ساتھ۔ تیروں کے تھیلے کو کہتے ہیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو! اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے) یعنی اس عمل کی طرف چلو جو جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے وہاں جانا گویا جنت میں ہی جانا ہے جیسے فرمایا گیا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے یا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، عموماً ہر چیز کی چوڑائی اس کی لمبائی سے چھوٹی ہوتی

ہے، جنت کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمینوں کی برابر ہے تو غور کرو کہ اس کی لمبائی کتنی ہوگی، اس سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نفیس طریقہ سے باریک مسئلہ سمجھا دیا۔

(فرمایا: ہاں! تو اہل جنت میں سے ہے) یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کے سعید وشقی ہونے پر مطلع ہونا کہ حضرت عمیر کے جنتی ہونے یعنی ایمان پر خاتمہ اور شہادت حساب محشر میں کامیابی، پل صراط سے بخیریت گزرنے کی خبر پہلے ہی سے دے رہے ہیں کیونکہ جنت میں داخلہ ان سب منزلوں سے گزرنے کے بعد ہوگا۔ خیال رہے کہ جس کے ایمان وجنتی ہونے کی حضور رجسٹری فرمادیں اس کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے رب کی وحدانیت یقینی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث :706)

(۴۲۴) وَعَنْهُ قَالَ: جَآءَ نَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا یُّعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ. فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، فِیْهِمْ خَالِیْ حَرَامٌ. یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ، وَیَتَدَارَسُوْنَ بِاللَّیْلِ یَتَعَلَّمُوْنَ. وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَآءِ، فَیَضَعُوْنَهُ فِی الْمَسْجِدِ، وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَهُ، وَیَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ، وَلِلْفُقَرَاءِ. فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغُوا الْمَكَانَ. فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا. وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ. فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ. فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کیا) کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصار میں سے ستر آدمیوں کو بھیجا جنہیں قراء کہا جاتا تھا ان میں میرے ماموں حضرت حرام بھی تھے وہ قرآن حکیم پڑھتے تھے وہ رات کو درس دیتے' اور اس کا ورد کرتے اور دن کے وقت پانی لاکر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں اکٹھی کرتے پس انہیں بیچتے اور اس سے اصحاب صفہ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیج دیا۔ یہ قراء بھی اپنے اصل مقام تک نہیں پہنچے تھے کہ وہ لوگ ان کے ساتھ لڑے اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا تو ان قراء نے کہا: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچادے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ سوایک آدمی حضرت

(۴۲۴) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4768' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7051' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2554' بیہقی' رقم الحدیث 1272)

انس کے ماموں حضرت حرام کی طرف پیچھے سے آیا اور انہیں نیزہ مارا حتیٰ کہ نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا تو حضرت حرام نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے بھائی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے دعا کی ہے کہ اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچا دے کہ بے شک ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

(۴۲۵) وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا اَصْنَعُ۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِيْ: اَصْحَابَهُ - وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِيْ: الْمُشْرِكِيْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ، اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ! فَقَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ، فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهِ۔ قَالَ اَنَسٌ: كُنَّا نَرٰى - اَوْ نَظُنُّ - اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهِ: {مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ} (اَلْاَحْزَاب: 23) اِلٰى اٰخِرِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے خلاف لڑی ہے اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ تعالیٰ مجھے ملاحظہ فرمائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ پس جب احد کی جنگ کا دن تھا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے (یعنی حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کی: اے اللہ! جو کچھ انہوں نے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے) کیا ہے میں اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے یعنی مشرکوں نے کیا ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے آئے تو انہوں نے فرمایا: اے سعد بن معاذ! جنت! نضر کے رب کی قسم! مجھے اس کی خوشبو احد کے نیچے سے آ رہی ہے۔ حضرت سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو کچھ نضر نے کیا ہے میں وہ نہ کر سکا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلواروں نیزوں اور تیروں کے زخم دیکھے۔ سو ہم نے انہیں اس حالت میں

---

(۴۲۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 4765 ترمذی شریف رقم الحدیث 1712 نسائی شریف رقم الحدیث 3157 مسند امام احمد رقم الحدیث 22638)

دیکھا کہ وہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکوں نے ان کی شکل بگاڑ کر رکھ دی تھی۔ انہیں کوئی پہچان نہ سکا سوائے ان کی بہن کے۔ اس نے انہیں ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم خیال کرتے تھے یا فرمایا: ہم یہ گمان کرتے تھے کہ یہ آیت ان ہی کے متعلق یا ان جیسے لوگوں کے متعلق نازل ہوئی: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ اہل ایمان میں ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' ان جوان مردوں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس ساعت سعید کا) انتظار کر رہے ہیں۔ آخر آیت تک۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: جنت کی خوشبو:

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں۔ یہ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد کے دن اکیلے ہی کفار سے لڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہی چلے گئے جب آپ نے دیکھا کہ کچھ مسلمان سست پڑ گئے ہیں اور آگے نہیں بڑھ رہے تو آپ نے بلند آواز سے للکار کر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ اُحُدٍ وَّاِنَّهَا لَرِیْحُ الْجَنَّةِ (یعنی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں احد پہاڑ کے پاس جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یقیناً بلاشبہ یہ جنت ہی کی خوشبو ہے۔) آپ نے یہ فرمایا اور اکیلے ہی کفار کے نرغہ میں لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑے اور شہادت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

ان کے بدن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسی سے زیادہ زخم گنے گئے تھے اور کفار نے ان کی آنکھوں کو پھوڑ کر اور ناک، کان، ہونٹ کو کاٹ کر ان کی صورت اس قدر بگاڑ دی تھی کہ کوئی شخص ان کی لاش کو پہچان نہ سکا مگر جب ان کی بہن حضرت رُبیّع رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ میرے بھائی انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس کا انہیں شدید رنج وقلق تھا کہ افسوس! میں اسلام کے پہلے غزوہ میں غیر حاضر رہا۔ پھر وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر آئندہ کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا کہ کفار سے جنگ کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں جنگ کیا کرتا ہوں اور کیا کر دکھاتا ہوں۔

چنانچہ ۳ھ میں جب جنگ احد ہوئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر کے دکھا دیا کہ اپنے بدن پر اسی زخموں سے زائد زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی شان میں قرآن

کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ"

مؤمنین میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے کیے ہوئے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔

(اکمال ص ۵۸۵، اسد الغابہ ج ا ص ۱۲۲، حجۃ اللہ ج ۲ ص ۱۷۸ بخاری شریف)

(۴۲۶) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا. قَالَا: أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ".

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَهُوَ بَعْضٌ مِّنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْهِ أَنْوَاعٌ مِّنَ الْعِلْمِ سَيَأْتِيْ فِيْ بَابِ تَحْرِيْمِ الْكِذْبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

◄◄ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے آج رات دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے سو وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ پس انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا جو اتنا خوبصورت اور شاندار تھا کہ میں نے اتنا خوبصورت اور اتنا شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا تھا ان دونوں نے کہا: یہ گھر شہیدوں کا ہے۔

اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ حدیث عنقریب انشاء اللہ "جھوٹ کی حرمت" کے باب میں آئے گی۔

تعارفِ روای:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 406 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنت میں گھر اُس آدمی کو بھی ملے گا جس نے اپنے بیٹے کی موت پر صبر کیا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے (روایت ہے) بے شک اللہ کے رسول (نے) فرمایا جب فوت ہوتا ہے بیٹا کسی بندے (کا) تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہ روح قبض کی تم نے میرے بندے (کے) بیٹے کی

تو کہتے ہیں (فرشتے) ہاں تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ) توڑ لیا تم نے پھل اس کے دل کا تو کہتے ہیں (فرشتے) ہاں تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ) کیا کہا میرے بندے (نے) تو کہتے ہیں (فرشتے) حمد کی اس (بندے) نے تیری اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بناؤ میرے بندے کے لئے جنت میں گھر اور نام رکھو اس (گھر) کا بیت

(۴۲۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4799)

الحمد (حمد کا گھر)

(۴۲۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ، اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ - فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، فَقَالَ: "يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ام ربیع بنت براء جو حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کے متعلق نہیں بتائیں گے؟ (وہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے) اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر معاملہ کچھ اور ہے تو میں اس پر زیادہ روؤں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت کے اندر کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ (بخاری)

(۴۲۸) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ؛ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا ان کا مثلہ کر دیا گیا تھا تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا پس میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے کے لئے آگے بڑھا تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس پر مسلسل اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فَنَهَانِيْ: نہاہ، ینہاہ، نہیًا، بمعنی ڈانٹنا، منع کرنا، روکنا۔

تعارف روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس بارے میں ہم حدیث نمبر 425 میں بیان کر چکے ہے واللہ اعلم۔

(۴۲۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4800، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2618، مسند امام احمد، رقم الحدیث 12421، بیہقی رقم الحدیث 17976)

(۴۲۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4802)

(۴۲۹) وَعَنْ سھل بْنِ حَنِیْفٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَاَلَ اللهَ تَعَالَی الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے درجات عطا فرمائے گا' خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو۔ (مسلم)

شہادت کی آرزو:

(۴۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِیَهَا ولو لَمْ تُصِبْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے صدق دل سے شہادت کی آرزو کی اسے شہادت کا ثواب عطا ہوگا اگر چہ وہ شہید نہ ہوا ہو۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳ھ میں جنگ احد میں کفار نے آپ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق میں چبھ گیا، ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہو تو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ تم جب بھی اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا۔ انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ لڑائیوں میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی نہیں رہتی تھی لیکن ستر برس کی مدت کے بعد ۷۳ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔ (کنز العمال وحاشیہ کنز العمال، ج۱۶، ص۵ واسد الغابہ، ج۲، ص۱۵۱)

(۴۲۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4803' بخاری شریف' رقم الحدیث 2651' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3200' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13038' ابن حبان' رقم الحدیث 4772' بیہقی' رقم الحدیث 17696' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 769)

(۴۳۰) (بخاری شریف' کتاب صفۃ الصلوٰۃ' رقم الحدیث 809' 1092' 1320' 1979' 2638' 3064' 3176' 4397' 745' 6640)

(۴۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا یَجِدُ الشَّهِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل کے وقت اسی قدر تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۳۲) وَعَنْ عَبْدَ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ: "اَیُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْاَلُوا اللهَ الْعَافِیَةَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا؛ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا مقابلہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے انتظار میں رہے حتیٰ کہ سورج زائل ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب تم ان سے مقابلہ کرو تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر دعا کی: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے' اور اے لشکروں کو شکست دینے والے! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

ہَازِم: بھگانے والا، شکست دینے والا۔

(۴۳۱) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2654' 3761' 6184' 6199' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3174' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 4930' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13223' ابن حبان' رقم الحدیث 958' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 8232' بیہقی سنن الکبریٰ' 18321' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 3235' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 3500)

(۴۳۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6230' بخاری شریف' رقم الحدیث 1187' نسائی شریف' رقم الحدیث 1845' مسند امام احمد' رقم الحدیث 14223' ابن حبان' رقم الحدیث 7021' بیہقی' رقم الحدیث 6504)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ جنگ کون سی تھی مگر یہ معلوم ہوا کہ اس جنگ میں مسلمان حملہ آور تھے کفار نے مدینہ منورہ پر حملہ نہ کیا تھا۔ خیال رہے کہ جہاد ہر طرح جائز ہے مدافعانہ بھی اور جارحانہ طور پر بھی۔ جن بے وقوفوں نے سمجھا کہ مسلمان صرف دفاع کریں انہوں نے غلط سمجھا، سواء احد واحزاب کے حضور نے تمام جہاد جارحانہ ہی کیے ہیں۔

جب کہ دوپہر کی تیزی جاتی رہی نماز ظہر کا وقت آ گیا فتح ونصرت کی ہوائیں چلنے لگیں مجاہدین قیلولہ کر کے تازہ دم ہو گئے دعا کی قبولیت کا وقت آ گیا کیونکہ نماز کے وقتوں میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یا تو صبح کے وقت جہاد کیا جائے یا دن ڈھلے، بیچ دوپہری میں جہاد نہ کرے۔ (مرقات وغیرہ) حدیث شریف میں ہے کہ دن ڈھلے آسمان کے دروازہ رحمت کھل جاتے ہیں۔ (اشعہ)

(فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو) یعنی جنگ کی تمنا نہ کرو نہ دعا مانگو کیونکہ جنگ ایک بلا ہے بلا کی آرزو اچھی نہ بہتر اس میں فخر وتکبر کی بو ہے اس لیے اس تمنا سے بچو اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ نہ کرو۔ ہمیشہ اللہ سے فضل و رحمت مانگو۔ بیماری اگرچہ اللہ کی رحمت کا باعث ہے، سانپ کاٹے کی موت شہادت کی موت ہے مگر نہ تو ان کی دعا کرو نہ کوشش اور جب رب کی طرف سے آجائے تو صبر کرو۔

(بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو) یعنی دعا کرو امن وعافیت کی نہ کہ جنگ کی اور اگر کفار سے جنگ کرنا پڑے تو پھر ہمت واستقلال سے کام لو۔ سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم ہے۔

(جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔) تلوار سے مراد ہتھیار جنگ ہیں جن میں تیر بندوق توپ اور ہوائی جہاز راکٹ وغیرہ سب شامل ہیں، چونکہ اس زمانہ میں جہاد کا عام استعمالی ہتھیار تلوار تھی اس لیے ہی اس کا ذکر فرمایا۔ سایہ تلوار سے مراد ہے اٹھی ہوئی کھچی ہوئی تلوار خواہ ہماری تلوار ہو جو کافروں کے سر پر پڑ رہی ہو یا کفار کی تلوار ہو جو وہ ہم پر اٹھا رہے ہوں یعنی جنت جہاد سے بہت ہی قریب ہے گویا تلواروں کے سایہ میں ہے کہ غازی شہید ہوا اور جنگ میں گیا۔ خیال رہے کہ تمام جنتی مسلمان بعد قیامت جنت میں جائیں گے مگر شہید کی روح جسم سے نکلتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہے۔

(پھر دعا کی: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے لشکروں کو شکست دینے والے! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔) معلوم ہوا کہ جہاد سے پہلے دعاء نصرت کرنا سنت ہے اور بہتر ہے کہ دعا ماثورہ مانگے یہ دعا ہو یا کوئی اور دعا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو یا حضرات اولیاء سے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث: 824)

(۴۳۳) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں (دعائیں) مسترد نہیں ہوتیں یا فرمایا بہت کم مسترد ہوتی ہیں ایک وہ دعا جو اذان کے وقت کی جائے اور دوسری وہ دعا جو جنگ کے دوران کی جائے جبکہ لوگ ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

يُلْحِمُ: لہولہان کرنا، خون بہانا،

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(ایک وہ دعا جو اذان کے وقت کی جائے) یعنی مؤذن کے اذان سے فارغ ہوتے ہی نہ کہ دورانِ اذان میں کہ وہ جواب اذان کا وقت ہے۔

(دوسری وہ دعا جو جنگ کے دوران کی جائے) یعنی عین کشت وخون کی حالت میں جب غازی کافروں کو قتل کر رہے ہوں اور کافروں کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہوں کہ وہ بہترین عبادت ہے۔ یُلحِم اِلحا سے بنا، بمعنی گوشت کاٹنا یعنی قتل کرنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث: 633)

(۴۳۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ أَحُوْلُ، وَبِكَ أَصُوْلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ"

---

(۴۳۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4815)

(۴۳۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4814، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1520، نسائی شریف، رقم الحدیث 3162، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2797، دارمی، رقم الحدیث 2407، ابن حبان، رقم الحدیث 3192، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2412، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 3372، بیہقی، رقم الحدیث 18336، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5550)

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ لڑتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! تو ہی میرا حامی و ناصر ہے، میں تجھی سے طاقت حاصل کرتا ہوں، تیرے بھروسے پر ہی حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے ہی جنگ کرتا ہوں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ: مددگار، ایسی چیز جس کے ساتھ سہارا ملے، میری حمایت کرنے والا، میری مدد کرنے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

احول حولٌ سے بنا بمعنی دشمن کے مکر وفریب کو پھیر دینا یا برائی سے اچھائی کی طرف پھر جانا یعنی الٰہی میں دشمن کے مقابل اپنی قوت، فوج، ہتھیاروں کے بھروسہ پر نہیں آیا ہوں، یہ تو فقط اسباب ہیں، بھروسہ تجھ پر ہے تو چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے، کمزور مسلمان سے قوی کفار کو ہلاک کرا دے، دو بچوں سے ابوجہل کو ٹھکانے لگا دے۔ یہ وہ چیز ہے جو کفار کے پاس نہیں اور مسلمان انہی کی برکتوں سے فتح پاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4 تحت حدیث :57)

(۴۳۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے خطرہ محسوس کرتے تو دعا کرتے: اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلہ میں کرتے ہیں اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

---

(۴۳۵) (ترمذی شریف، کتاب فضائل جہاد، رقم الحدیث 1668)

(۴۳۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۳۷) وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ: اَلْاَجْرُ، وَالْمَغْنَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی رکھ دی گئی ہے یعنی اجر اور غنیمت۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نَوَاصِيْ: ناصیۃ، کی جمع، بمعنی پیشانی، ماتھا، یہاں پوری ذات مراد ہے۔ (یعنی پورا گھوڑا)

تعارفِ راوی:

عروہ ابن ابی الجعد: آپ بارقی ہیں، حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ یہاں گھوڑے سے مراد جہاد کا گھوڑا ہے نہ کہ عام گھوڑے جو تانگہ میں چلانے، یا ریس میں جوا کھیلنے کے لیے پالے جاتے ہیں۔ بعض شارحین سے فرمایا کہ یہاں جنس گھوڑا مراد ہے کیونکہ یہ آلہ جہاد ہے اس پر جہاد ہوسکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 761)

(۴۳۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اِيْمَانًا بِاللهِ، وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ، فَاِنَّ شِبَعَهٗ، وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ، وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

---

(۴۳۶) (مسلم شریف، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث 4429، بخاری شریف، رقم الحدیث 2861، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2413، بیہقی، رقم الحدیث 18243)

(۴۳۷) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2540)

(۴۳۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3584)

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کی تیاری کے لئے) گھوڑا باندھے اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتا ہو تو اس گھوڑے کا سیر ہو کر کھانا اور پینا اور اس کا گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے میزان میں رکھ دیا جائے گا۔ (بخاری)

(۴۳۹) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَاقَۃٍ مَّخْطُوْمَۃٍ فَقَالَ: ھٰذِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَكَ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سَبْعُمِئَۃِ نَاقَۃٍ کُلُّھَا مَخْطُوْمَۃٌ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نکیل والی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور سب نکیل والی ہوں گی۔ (مسلم)

حل لغات:

نَاقَۃٍ مَّخْطُوْمَۃٍ: لگام لگائی ہوئی اونٹنی۔

تعارفِ روای:

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حق یہ ہے کہ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ بطور اعزاز اہل جنت کو سواری کے لیے گھوڑے اونٹنیاں عطا فرمائے گا جن کی رفتار ہوا سے زیادہ ہوگی جیسے قربانی کرنے والوں کو صراط طے کرنے کے لیے سواری دی جائے گی۔ بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے سات سو اونٹنیاں خیرات کرنے کا ثواب دے گا مگر یہ درست نہیں ورنہ پھر مہار والی ہونے کے کیا معنی، کیا ثواب کے بھی مہار ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں خرچ کرنے والوں کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تجھے اونٹ کے عوض سات سو اونٹ اور مہار کے عوض سات سو مہاریں عطا ہوں گی تیری کوئی خیرات ضائع نہ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 395:)

(۴۴۰) وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ - وَیُقَالُ: اَبُوْ سُعَادَ، وَیُقَالُ: اَبُوْ اُسَیْدٍ، وَیُقَالُ: اَبُوْ عَامِرٍ، وَیُقَالُ: اَبُوْ

(۴۳۹) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 1537)

عَمْرٍو، وَيُقَالُ: اَبُو الْاَسْوَدِ، وَيُقَالُ: اَبُو عَبْسٍ - عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ نِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ: "{وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ}، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوحماد جنہیں ابوسعاد ابواسد ابوعامر، ابوعمرو ابوالاسود اور ابوعبس بھی کہا جاتا ہے عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے: اور ان (مشرکوں سے جنگ) کے لئے مقدور بھر قوت تیار کرو۔ خبردار! قوت سے مراد تیر اندازی ہے، خبردار! قوت سے مراد تیر اندازی ہے، خبردار! قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ (مسلم)

شرح:

(جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے:) مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث صرف میں نے ہی نہیں سنی بلکہ میرے ساتھ بہت صحابہ نے سنی ہے کیونکہ آپ نے خطبہ جمعہ یا کسی وعظ میں برسر منبر علانیہ فرمائی ہے۔

(قوت سے مراد تیر اندازی ہے!) یعنی قرآن مجید کی اس آیت میں جس ثبوت کا حکم تاکیدی دیا گیا ہے وہ قوت آج کل تیر اندازی ہے۔ آیت کریمہ کا مقصد فی زمانہ اسی طرح حاصل ہوگا کہ مسلمان تیر لگانے نشانہ لگانے کی خوب مشق کریں۔ فقیر کی اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا اگر صرف تیر اندازی سیکھنا ضروری ہے تو آج کل نہ تیر ہیں نہ اس کی مشق تو اب اس آیت پر عمل کیسے ہو کیونکہ اب بجائے تیر کے گولہ بارود توپوں سے، گولہ باری ہوائی جہازوں سے، بم باری، راکٹ اندازی ہے، اب ان چیزوں کا سیکھنا اس آیت کریمہ پر عمل ہے بشرطیکہ جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 755:)

(۴۴۱) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ، وَيَكْفِيْكُمُ اللهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عنقریب تمہیں بہت سے علاقوں پر فتح نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی

(۴۴۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4730، بخاری شریف، رقم الحدیث 2694، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2542، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1636، نسائی شریف، رقم الحدیث 3562، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2305، موطا امام مالک، رقم الحدیث 999، دارمی، رقم الحدیث 2426، مسند امام احمد رقم الحدیث 4616، ابن حبان، رقم الحدیث 4668، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2454، بیہقی، رقم الحدیث 11394، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 2640، طبرانی کبیر 2409)

(۴۴۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4732)

ہوگا' پس تم میں سے کوئی شخص تیروں سے کھیلنے (مشق کرنے) میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

(۴۴۲) وَعَنْهُ: اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهٗ، فَلَيْسَ مِنَّا. اَوْ فَقَدْ عَصٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے تیراندازی سکھائی گئی' پھر اس نے اس کو ترک کر دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا فرمایا: اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

(۴۴۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهٖ، وَمُنْبِلَهٗ. وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا، وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا" اَوْ قَالَ: "كَفَرَهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

◀◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا' ایک تیر بنانے والا جو تیر بنانے میں بھلائی' ثواب کی امید رکھتا ہے' دوسرے تیر چلانے والے اور تیسرے تیر پکڑانے والے اور تم تیراندازی کرو اور شہسواری کرو۔ تمہارا تیراندازی کرنا مجھے تمہارے شہسواری کرنے سے زیادہ پسند ہے' اور جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تو گویا اس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا یا فرمایا: اس نے نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

نَفَر: گروہ، جماعت،

تعارفِ رواۃ:

عقبہ ابن عامر: آپ جہنی ہیں، عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کر دیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل

(۴۴۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4782' نسائی' رقم الحدیث 3187' دارمی' رقم الحدیث 2402' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17135' ابن حبان' رقم الحدیث 4649' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2449' بیہقی' رقم الحدیث 18350' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 633)

(۴۴۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4831' بخاری شریف' رقم الحدیث 4932' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2514' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3083' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1998' دارمی' رقم الحدیث 2404' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17468' ابن حبان' رقم الحدیث 4709' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 3267' بیہقی' رقم الحدیث 18511' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 1743' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 911)

کیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ کرام)

شرح:

(بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا) یعنی مجاہد جو تیر کفار پر چلائے تو اس کے ایک تیر کی برکت سے تین مسلمان جنتی ہو جاتے ہیں۔ یہاں تین شخصوں سے مراد تین مسلمان ہیں کیونکہ کافر جنت میں نہیں جاسکتا، آج جہاد میں امریکہ روس وغیرہ کے اسلحہ استعمال کیے جائیں تو امریکی عیسائی یا روسی وغیرہ اس سے جنتی نہیں ہو سکتے۔ یہ اسلام کی قید اگلے مضمون سے بھی ظاہر ہے اور تیر سے مراد مرد مجاہد کا تیر ہے نہ کہ شکار کا تیر۔

(ایک تیر بنانے والا جو تیر بنانے میں بھلائی ثواب کی امید رکھتا ہے) یعنی کاریگر تیر ساز ثواب کا جب مستحق ہے جب کہ جہاد کی نیت سے تیر بنائے صرف تجارت کی نیت نہ ہو ہر جگہ نیت کو بڑا دخل ہے۔

(دوسرے تیر چلانے والے) جو راہ خدا میں تیر چلائے خواہ جہاد کی حالت میں یا تیر اندازی کی حالت میں کہ یہ مشق جہاد کی تیاری کے لیے ہے۔

منبل باب تفعیل سے ہے یا افعال سے اسم فاعل، نبل سے بنا بمعنی تیر انبال یا نبیل کے معنی ہیں تیر دینا تیر انداز کو یا تیر چلاتے وقت یا نشانہ پر لگنے کے بعد اٹھا کر لانا، اسے دینا، تیر خواہ اس دینے والے کی ملکیت ہو یا تیر انداز کی یا کسی تیسرے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی مدد کرنا بھی نیکی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" اسی طرح گناہ کی مدد گناہ ہے، رب فرماتا ہے: "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوٰنِ"۔

(اور تم تیر اندازی کرو اور شہسواری کرو۔) یعنی صرف پیدل تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ سواری پر تیر چلانا بھی سیکھو یا یہ مطلب ہے کہ صرف تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ گھوڑ سواری بھی سیکھو اب اس زمانہ میں بندوق چلانا، نیزہ بازی کرنا، ہوائی جہاز رانی کی مشق، توپ سے گولہ اندازی سیکھنا بہ نیت جہاد اسی حکم میں ہے۔

(تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہارے شہسواری کرنے سے زیادہ پسند ہے) شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں گھوڑا سواری سے مراد نیزہ بازی ہے کہ اکثر گھوڑے پر سے دشمن کو نیزے مارے جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ نیزہ بازی سے تیر اندازی اچھی ہے کہ تیر اندازی جہاد میں زیادہ کام آتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ گھوڑا سواری کی مشق سے تیر اندازی کی مشق مجھے زیادہ پیاری ہے کیونکہ گھوڑا سواری کبھی فخر و ریا پیدا کر دیتی ہے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث:766)

(۴۴۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ

(۴۴۴)(مسلم شریف، رقم الحدیث 4832، مسند امام احمد، رقم الحدیث 17469، ابن حبان، رقم الحدیث 4697، بیہقی، رقم الحدیث 1742، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث 85)

يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ: "ارْمُوا بَنِي إِسْمٰعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ بھی تیرانداز تھا۔ (بخاری)

(۴۴۵) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک تیر پھینکا وہ اس کے حق میں ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

عمرو ابن عبسہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے سلمی ہیں، پرانے مؤمنین میں سے ہیں حتی کہ بعض نے فرمایا کہ آپ چوتھے مسلمان ہیں، حضور انور نے آپ کو مؤمن صحابی بنا کر فرمایا تھا کہ ابھی اپنے وطن جاؤ جب تم کو ہمارے غلبہ کی خبر ملے تب ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ آپ کو فتح خیبر کی جب خبر ملی تو حضور کی خدمت میں آئے اور وہاں ہی رہے آپ کا شمار اہلِ شام میں ہوتا ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

یعنی جو شخص کفار پر صرف تیر پھینک دے خواہ لگے یا نہ لگے تو بھی اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ تیر پھینکنے سے تیر مارنا افضل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 767:)

(۴۴۶) وَعَنْ أَبِي يَحْيٰى خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

---

(۴۴۵) (مسلم شریف، الامارۃ، رقم الحدیث 019۵)

(۴۴۶) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2513)

◀ ◀ حضرت ابویحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی تو اس کے نامہ اعمال میں اس سے سات سو گنا ثواب لکھا جائے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

خریم ابن اخرم: آپ شداد ابن عمرو بن فاتک کے پوتے ہیں، اسدی ہیں، کبھی انہیں خریم ابن فاتک بھی کہہ دیتے ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابہ کرام)

شرح:

اللہ کی راہ میں خرچ سے مراد ہر دینی کام میں خرچ ہے جہاد ہو یا حج یا طلباء و علماء کی خدمت، زکوۃ، فطرہ، قربانی اور تمام نفلی صدقات کہ ان کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے۔ اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہے "مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ" الخ ثواب کے یہ مختلف درجے اخلاص کے درجوں کے لحاظ سے ہیں اور جہاں خرچ کیا اس کی اہمیت کے اعتبار سے بھی، اس کے خروج سے جتنا دین کو فائدہ ہوگا اتنا ہی ثواب زیادہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 720)

(۴۴۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ یَّصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک روزے کے بدلے اس شخص کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۴۴۷) (بخاری شریف' کتاب الجهاد والسیر' رقم الحدیث 2899)

شرح:

عربی میں خریف موسم خزاں کو کہتے ہیں، چونکہ اہلِ عرب اپنے کاروبار میں اس موسم سے سال شروع کرتے ہیں اس لیے اس سے پورا سال بھی مراد لے لیتے ہیں وہی یہاں مراد ہے اور حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے۔روزے سے نفلی روزہ مراد ہے اسی لیے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث نفلی روزے کے باب میں لائے یعنی بندہ مسلم اگر ایک نفلی روزہ رکھے اور اللہ قبول کرے تو دوزخ میں جانا تو کیا وہ دوزخ سے قریب بھی نہ ہوگا اور وہاں کی ہوا بھی نہ پائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 281:)

(۴۴۸) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَامَ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق پیدا فرمادے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اللہ کی راہ سے مراد جہاد، حج، عمرہ، طلب علم دین کا سفر ہے یعنی ان میں سے جو مسافر ایک دن بھی رکھ لے یا اس سے مراد رضائے الٰہی ہے یعنی جو کوئی گھر یا سفر میں ایک نفلی روزہ رکھ لے۔

(اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق پیدا فرمادے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔) یعنی پانچ سو سال کی راہ اس سے پہلے ستر سال کی راہ کا فاصلہ بھی آچکا ہے مگر ان میں آپس میں تعارض نہیں کیونکہ اخلاص کے فرق سے ثواب میں فرق ہو جاتا ہے۔خندق فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا گیا کہ ان شاء اللہ اس تک آگ تو کیا آگ کی تپش بھی نہ پہنچ سکے گی جیسے اتنی لمبی چوڑی خندق پھلانگ کر دشمن نہیں پہنچ سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 292:)

---

(۴۴۸) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد، رقم الحدیث 1638)

(۴۴۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ، وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی کبھی دل میں جہاد کا خیال لایا تو وہ نفاق کی خصلت پر مرا۔ (مسلم)

(۴۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ، قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ لَرِجَالًا مَّا سِرْتُمْ مَسِیْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ رِوَایَةِ اَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِّوَایَةِ جَابِرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب تم چلتے ہو یا کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں) انہیں مرض نے روک لیا ہے' اور ایک روایت میں ہے: انہیں عذر نے روک لیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے' مگر وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کو امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور امام مسلم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور یہ الفاظ اسی روایت کے ہیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ جب تم چلتے ہو یا کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔) اس طرح کہ جسم ان کے مدینہ میں

(۴۴۹) (ترمذی شریف' کتاب فضائل الجہاد' رقم الحدیث: 162)

(۴۵۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2607' بخاری شریف' رقم الحدیث 2685' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1622' 1623' 1624' نسائی شریف' رقم الحدیث 2244' 2245' 2246' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1717' دارمی' رقم الحدیث 1718' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7977' 8675' 11226' ابن حبان' رقم الحدیث 3417' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2112' 2113' بیہقی' رقم الحدیث 8235' 18357' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 921' 1257' 1272' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7806)

رہے اور دل تمہارے ساتھ جہاد میں رہے، نیز ان کی نیت ان کے ارادے تمہارے ساتھ رہے یا وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ رہے کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھر بار کی دیکھ بھال اور تمہارے بال بچوں کی خدمت کرتے رہے۔

(مگر وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہوتے ہیں) اس طرح کہ نفس ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے اگرچہ عملی جہاد میں تم ان سے بڑھ گئے۔ اس وجہ سے غنیمت میں ان کا حصہ نہ ہوگا، رب فرماتا ہے: " وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً " ۔اس سے معلوم ہوا کہ نیت خیر کا بڑا درجہ ہے، اس طرح کسی نیکی سے رہ جانے پر افسوس کرنا بھی ثواب ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 11 :)

(۴۵۱) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی غنیمت کے لئے لڑتا ہے، اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا تذکرہ کیا جائے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے کہ لوگوں کو اس کے مرتبے کا پتہ چلے، اور ایک روایت میں ہے: شجاعت دکھانے کے لئے لڑتا ہے، اور حمیت کی وجہ سے لڑتا ہے، اور ایک روایت میں ہے: غصے کی وجہ سے لڑتا ہے تو ان میں سے کس کا لڑنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو سو اسی کا لڑنا اللہ عزوجل کی راہ میں ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(ایک آدمی غنیمت کے لئے لڑتا ہے) یعنی صرف مال غنیمت حاصل کرنے یا ملک جیتنے اور وہاں راج کرنے کی نیت سے جہاد کرتا ہے، رضاء الٰہی کی نیت نہیں کرتا جیسا کہ آج کل عموماً جنگ کے وقت ملک و قوم کی خدمت کا نام لیتے ہیں، اللہ کے دین کی خدمت کا ذکر تک نہیں کرتے اس لیے بچنا چاہیے۔

(۴۵۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1624)

(اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا تذکرہ کیا جائے) یعنی صرف اس لیے جہاد کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی بہادری کا چرچا ہو اور اسے شہرت وعزت حاصل ہو، کفار کو اپنی شجاعت دکھانا ان کے مقابل اپنی شان و بہادری بیان کرنا عبادت ہے۔

وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰی مَكَانُهٗ: لیری کی تین قرأتیں ہیں: باب فتح کا مضارع مجہول، باب افعال کا مضارع معروف اور باب فتح کا مضارع معروف یعنی تاکہ اس کا درجہ دیکھا جاوے یا لوگوں کو اپنا درجہ شجاعت دکھائے مسلمانوں کو یا تاکہ وہ اپنی جنت کی جگہ دیکھ لے یعنی صرف جنت حاصل کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے۔ (مرقات واشعہ) تیسرے معنی صوفیانہ ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک جنت حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کے لیے بھی عبادت نہ کی جائے، صرف جنت والے رب کو راضی کرنے کے لیے عبادت کرنی چاہیے، جب وہ راضی ہو گیا تو سب کچھ مل جائے گا۔

کلمۃ اللہ سے مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی اسلام کی اشاعت کرنے اور کفر کا زور توڑنے کے لیے جہاد ہو۔ خیال رہے کہ خدمت دین کے ساتھ غنیمت کی نیت بھی ہونا مضر نہیں مگر کمال اس میں ہے کہ خالص خدمت دین کی نیت ہو غنیمت بلکہ جنت حاصل کرنے کا بھی ارادہ نہ ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 3710)

(۴۵۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ، اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ لَهُمْ اُجُوْرُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو فوج یا چھوٹا لشکر جہاد کرے، پس مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سلامت رہے تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی حصہ جلدی جلدی حاصل کرلیا، اور جو فوج یا لشکر جہاد کرے اور ناکام رہے اور مصیبت میں مبتلا ہو تو ان کے لئے ان کا اجر مکمل کر دیا گیا۔ (مسلم)

(۴۵۳) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلاً، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِيْ فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - عَزَّ وَجَلَّ -" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے سیاحت کی

---

(۴۵۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1910)

(۴۵۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4817، بخاری شریف، رقم الحدیث 2683، ابوداؤد، رقم الحدیث 2508، ابن ماجہ، رقم الحدیث 2764، مسند امام احمد، رقم الحدیث 12028، ابن حبان، رقم الحدیث 4731، بیہقی، رقم الحدیث 17597، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 3839)

اجازت عطا فرمائیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میری امت کی سیاحت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: اسلام اور سادھو کی زندگی:

علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور قیامت کی ہولنا کیوں کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ سامعین متاثر ہو کر زار وقطار رونے لگے، اور لوگوں کے دل دہل گئے اور لوگ اس قدر خوف و ہراس سے لرزہ براندام ہو گئے کہ دس جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عثمان بن مظعون حجمی کے مکان پر جمع ہوئے جن میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت علی و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابوذر غفاری و حضرت سالم و حضرت مقداد و حضرت سلمان فارسی و حضرت معقل بن مقرن و حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے اور ان حضرات نے آپس میں مشورہ کر کے یہ منصوبہ بنایا کہ اب آج سے ہم لوگ سادھو بن کر زندگی بسر کریں گے، ٹاٹ وغیرہ کے موٹے کپڑے پہنیں گے اور روزانہ دن بھر روزے رکھ کر ساری رات عبادت کریں گے، بستر پر نہیں سوئیں گے اور اپنی عورتوں سے الگ رہیں گے اور گوشت چربی اور گھی وغیرہ کوئی مرغن غذا نہیں کھائیں گے نہ کوئی خوشبو لگائیں گے اور سادھو بن کر روئے زمین میں گشت کرتے پھریں گے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے اس منصوبہ کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے ایسی ایسی خبر معلوم ہوئی ہے تم بتاؤ کہ واقعہ کیا ہے؟ تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حضور کو جو اطلاع ملی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس منصوبہ سے بجز نیکی اور خیر طلب کرنے کے ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال نبوت پر قدرے جلال کا ظہور ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں اس میں ان باتوں کا حکم نہیں ہے۔ سنو! تمہارے اوپر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے۔ لہٰذا کچھ دن روزہ رکھو اور کچھ دنوں میں کھاؤ پیو اور رات کے کچھ حصے میں جاگ کر عبادت کرو اور کچھ حصے میں سو رہا کرو۔ دیکھو میں اللہ کا رسول ہو کر کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں۔ اور گوشت، چربی، گھی بھی کھاتا ہوں۔ اچھے کپڑے بھی پہنتا ہوں اور اپنی بیویوں سے بھی تعلق رکھتا ہوں اور خوشبو بھی استعمال کرتا ہوں یہ میری سنت ہے اور جو مسلمان میری سنت سے منہ موڑے گا وہ میرے طریقے پر اور میرے فرماں برداروں میں سے نہیں ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام کا ایک مجمع جمع فرما کر آپ نے نہایت ہی مؤثر وعظ بیان فرمایا جس میں آپ نے برملا ارشاد فرمایا کہ سن لو! میں تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم لوگ سادھو بن کر راہبانہ زندگی بسر کرو۔ میرے دین میں گوشت وغیرہ لذیذ غذاؤں اور عورتوں کو چھوڑ کر اور تمام دنیاوی کاموں سے قطع تعلق کر کے سادھوؤں کی طرح کسی کٹی یا پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھ رہنا یا زمین میں گشت لگاتے رہنا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ سن لو! میری امت کی سیاحت جہاد ہے اس لئے تم لوگ بجائے زمین میں گشت کرتے رہنے کے جہاد کرو اور نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کی پابندی کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتے رہو اور اپنی جانوں کو سختی میں نہ ڈالو۔ کیونکہ تم لوگوں سے پہلے اگلی امتوں میں جن لوگوں نے سادھو بن کر اپنی جانوں کو سختی میں ڈالا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان لوگوں پر سخت سخت احکام نازل فرما کر انہیں سختی میں مبتلا فرما دیا جن احکام کو وہ لوگ نباہ نہ سکے اور بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ کر وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۲۶۷، پ ۷، المائدۃ: ۸۶)

(۴۵۴) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

"اَلْقَفْلَةُ": الرُّجُوعُ، وَالْمُرَادُ: الرُّجُوعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ وَمَعْنَاهُ: أَنَّهُ يُثَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جہاد سے لوٹنا بھی جہاد کے لئے جانے کی طرح ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حلِ لغات:

القفلۃ: لوٹنا اور اس سے مراد جہاد سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنے پر بھی اس کو ثواب ملے گا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہیں: ایک یہ کہ غازی کا سفر جہاد سے اپنے وطن کی طرف لوٹنا بھی وہ ہی ثواب رکھتا ہے

(۴۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4804، بخاری شریف، رقم الحدیث 123، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1646، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2783، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1493، ابن حبان، رقم الحدیث 4636، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2525، بیہقی، رقم الحدیث 18326، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 5376)

جو جہاد میں جانا رکھتا تھا۔ دوسرے یہ کہ دشمن کو بہکانے کے لیے میدان جہاد سے واپس ہو جانا تا کہ دشمن مطمئن ہو کر تیاری جنگ ختم کر دے پھر اچانک پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا جائے، یہ ایک جنگی چال ہوتی ہے اس کا ثواب پہلی بار میدانِ جہاد میں آنے کی طرح ہے۔ تیسرے یہ کہ دشمن کا دباؤ بڑھ جانے اور اسلامی لشکر کے شکست کھا جانے کے یقین ہو جانے پر جہاد کے میدان سے واپس ہو کر اپنے مرکز میں پہنچ جانا اس کا بھی وہی ثواب ہے جو جہاد میں جانے کا ثواب تھا۔ چوتھے یہ کہ دوسری تیسری بار جہاد میں جانے کا وہ ہی ثواب ہے جو اول بار جہاد میں جانے کا تھا۔ خیال رہے کہ قفل اور قفول کے معنے ہیں لوٹنا، واپس ہونا، اس سے ہے قافلہ، سفر میں جانے والی جماعت کو نیک فال کے لیے قافلہ کہا جاتا ہے، یعنی خیریت سے واپس آنے والے مسافروں کی جماعت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 735:)

(۴۵۵) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ تَلَقَّاہُ النَّاسُ، فَتَلَقَّیْتُہُ مَعَ الصِّبْیَانِ عَلٰی ثَنِیَّۃِ الْوَدَاعِ۔

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ بِھٰذَا اللَّفْظِ۔ وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ قَالَ: ذَھَبْنَا نَتَلَقّٰی رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَعَ الصِّبْیَانِ اِلٰی ثَنِیَّۃِ الْوَدَاعِ۔

◄◄ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے نکلے اور میں نے بچوں کے ہمراہ "ثنیۃ الوداع" کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

ابوداؤد نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور بخاری کی روایت میں ہے۔ (حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: ہم بچوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے ثنیۃ الوداع تک گئے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۴۵۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ لَّمْ یَغْزُ، اَوْ یُجَھِّزْ غَازِیًا، اَوْ یَخْلُفْ غَازِیًا فِیْ اَھْلِہٖ بِخَیْرٍ، اَصَابَہُ اللہُ بِقَارِعَۃٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◄◄ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نہ جہاد کیا، نہ جہاد کے لئے کسی غازی کی تیاری میں مدد کی اور نہ کسی غازی کی عدم موجودگی میں

---

(۴۵۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1906)

(۴۵۶) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2486)

اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اس کو ایک مصیبت میں مبتلا کرے گا۔اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

قَارِعَۃٍ مصیبت، حادثہ، تکلیف۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر:75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے نہ جہاد کیا' نہ جہاد کے لئے کسی غازی کی تیاری میں مدد کی اور نہ کسی غازی کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کی) یعنی جو شخص یا جو لوگ ان تینوں نعمتوں سے محروم رہے نہ جہاد کرے نہ مجاہد کو سامان دے نہ مجاہد کے بیوی، بچوں کی خدمت کرے۔ غالبًا روئے سخن ان لوگوں سے ہے جن کے زمانہ میں جہاد ہو اور وہ یہ تینوں کام نہ کرے اور اگر کسی کو جہاد دیکھنا نصیب ہی نہ ہو وہ اس حکم سے علیحدہ رہے۔

قارعہ بنا ہے قرع سے بمعنی کھڑکانا، ٹھوکنا، اب پریشان کن مصیبت کو بھی قارعہ کہتے ہیں کہ وہ دل کو کھڑکا دیتی ہے اسی لیے قیامت کو قارعہ کہا جاتا ہے "اَلْقَارِعَۃُ مَا الْقَارِعَۃُ" کہ وہ مخلوق کو پریشان کر دے گی جس سے عام لوگوں کے حواس جاتے رہیں گے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 715)

(۴۵۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکوں سے اپنے اموال' اپنی جانوں اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد کرو۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۴۵۸) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَیُقَالُ: اَبُوْ حَکِیْمٍ - النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ

(۴۵۷) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2487)

الشَّمْسُ، وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◄ حضرت ابوعمرو جنہیں ابوحکیم بھی کہا جاتا ہے نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دن کے پہلے حصے میں جنگ نہ کرتے تو جنگ کو مؤخر کر دیتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا ہوائیں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

تَهُبَّ الرِّيَاحُ، : ہوائیں چلنے لگ جاتیں۔

تعارفِ راوی:

نعمان ابن عمرو ابن مقرّن: آپ مزنی ہیں آپ مزنیہ کے چار سو آدمیوں کے ساتھ حضور انور کے خدمت میں حاضر ہوئے تھے اولاً بصرہ میں پھر کوفہ میں رہے خلافت فاروقی میں نہاوند کے لشکر کے حاکم تھے، ۲۱ھ اکیس میں اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف النون، فصل فی الصحابہ کرام)

شرح:

الریاح جمع ہے ریح کی چونکہ ریح اصل میں روح تھا واوی سے بدل گیا تھا اس لیے جمع ارواح آئی، اریاح بھی آتی ہے مگر بہت کم۔ ریاح اور ارواح بہت زیادہ، جمع کی جمع اراویح یا اراییح ہے۔ چونکہ بیچ دوپہری میں کفار سورج کی پوجا کرتے ہیں اس لیے اس وقت نماز نہیں ہے اور حضور اس وقت جہاد بھی نہ کرتے تھے، سورج ڈھلے سورج کی پوجا ختم ہوجاتی ہے، نماز ظہر پڑھنے لگتے ہیں نمازیوں کے لیے دعائیں شروع ہوجاتی ہیں، دوپہری کی شدت جاتی رہتی ہے، قدرے ٹھنڈی ہوا بھی چلنے لگتی ہے اس لیے حضور اس وقت جہاد فرماتے تھے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 826:)

(۴۵۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۴۵۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2917، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2779، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1718، سنن الکبریٰ، بیہقی، رقم الحدیث 18368، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 6688)

(۴۵۹) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2503)

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دشمن سے مقابلے کی آرزو نہ کرو اور جب دشمن سے تم مقابلہ کرو تو صبر کرو۔ (متفق علیہ)

(۴۶۰) وَعَنْهُ وَعَنْ جابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ دھوکے کا نام ہے۔ (متفق علیہ)

۹۲۔ بَابُ بَیَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ فِیْ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ یُغَسَّلُوْنَ وَیُصَلّٰی عَلَیْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِیْلِ فِیْ حَرْبِ الْکُفَّارِ

شہیدوں کی ایک جماعت کا بیان جنہیں آخرت میں ثواب ملے گا اور انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس ان شہیدوں کے جو کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوں

(۴۶۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِیْقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے مرنے والا' پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا' دیوار وغیرہ کے نیچے آ کر مرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (متفق علیہ)

(۴۶۲) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَاءَ فِیْکُمْ؟" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ۔ قَالَ: "اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَّقَلِیْلٌ"! قَالُوْا: فَمَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ مَاتَ

---

(۴۶۰) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2504)

(۴۶۱) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 1613)

(۴۶۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 269' بخاری شریف' رقم الحدیث 2348' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 47720' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1418' 1419' 1421' نسائی شریف' رقم الحدیث 4086' 4093' 4084' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 2580' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7040' 590' 1628' ابن حبان' رقم الحدیث 3194' 4790' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 6667' بیہقی' رقم الحدیث 17412' 5857' 5858' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6775' 949' 950' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 352' 353)

فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے میں سے کس کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا! یارسول اللہ! جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے' فرمایا: اس طرح تو میری امت کے شہداء بہت تھوڑے ہوں گے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر شہید کون ہیں؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے' اور جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے' وہ شہید ہے' جو ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْغَرِیْقُ: ڈوبنے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں شہید کی چند اقسام بیان کی گئیں۔ شہید کی ان کے علاوہ بھی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شہید کی اقسام:

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

(۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔

(۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کوآرے پن میں مر جائے شہید ہے۔

(۹) سِل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امر الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مرجائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰسٓ شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار دُرود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔

(۴۶۳) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۶۴) وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"۔

◀ حضرت ابواعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ان دس حضرات میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی، سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

سعید ابن زید: آپ کی کنیت ابوالاعور ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بڑے پرانے مؤمن ہیں، بدر کے سوا سارے غزوات میں شریک ہوئے، بدر میں آپ حضرت طلحہ ابن عبداللہ کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش پر مامور تھے اس لیے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا، حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کی بیوی تھیں جن

(۴۶۳) (ترمذی شریف، کتاب الدیات، رقم الحدیث 1421)

(۴۶۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 268، مسند امام احمد، رقم الحدیث 22567، بیہقی، رقم الحدیث 5856، 17415، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 747، 749)

کے ذریعہ حضرت عمر کو ایمان ملا، آپ مقام عتیق میں فوت ہوئے، مدینہ منورہ لاکر بقیع میں دفن کیے گئے، ستر سال سے زیادہ عمر پائی، ۱۵۱ اکیاون میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(جو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے۔) اس طرح کہ کوئی ظالم اسے قتل کرنے یا اس کے گھر والوں کی بے حرمتی کرنے یا اس کا مال چھیننے آیا، یہ شخص اپنی جان، عزت، مال کی حفاظت کے لیے ان کے مقابل ہوا اور مارا گیا تو یہ بھی شہید ہے کہ ظلما مارا گیا ہے اور اگر اس نے اس ظالم کو مار ڈالا کیونکہ بغیر قتال اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی تو اس پر اس قتل کی وجہ سے قصاص یا دیت نہیں بلکہ موجودہ حکومتیں ایسی صورت میں بہادری کا انعام دیتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 438)

(۴۶۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ؟ قَالَ: "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ؟ قَالَ: "فَاَنْتَ شَهِیْدٌ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: "هُوَ فِی النَّارِ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ کہ اگر کوئی شخص مجھ سے مال چھیننے آئے تو؟ (میں کیا کروں) آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دے۔ عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو؟ فرمایا: تو اس سے لڑ۔ عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کردے تو؟ فرمایا: تو تو شہید ہے اس نے عرض کیا: اگر میں اس کو قتل کردوں تو؟ فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دے) یعنی اس صورت میں اسے اپنا مال نہ دے کیونکہ اپنے کو ظلم سے بچانا اچھا ہے، اسی طرح سود، رشوت، مالی، جرمانہ میں اپنا مال نہ دے کہ یہ تمام صورتیں ممنوع ہیں۔ خیال رہے کہ یہ نہی حرمت کی

(۴۶۵) [illegible] 3685 [illegible] 11052 [illegible] 17394 [illegible] 9431 [illegible] 6669)

نہیں، نیز حالت مجبوری اس سے مستثنٰی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ اپنے سے ظلم دفع کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے اور کسی پر ظلم کرانے کے لیے حرام مگر رشوت لینا بہر حال حرام ہے۔ اس کی تفصیل شامی میں ملاحظہ فرمایئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 422:)

۹۔ بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ

غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

ع ت ق کی ترکیب آگے ہونے اور تقدم کے لیے ہے کہ ان حرفوں میں آگے ہونے کے معنے ملحوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ کندھے کے اگلے حصہ کو عاتق کہتے ہیں، پرانی چیز کو عتیق کہا جاتا ہے اسی لیے بیت اللہ کو بیت العتیق کہتے ہیں، ابوبکر صدیق کا لقب عتیق ہے کہ ابوبکر کے معنے اولیت والے، ابو معنے والے بکر معنے اولیت، عتیق کے معنے بھی پرانے یا اول مؤمن اب اس کا استعمال چند معنے میں ہوتا ہے: کرم، جمال، شرافت، آزادی وحریت مگر ان سب میں تقدم کے معنے بھی، یہاں حریت یعنی آزاد کرنے کے معنے میں ہے۔ غلام حکمًا مردہ ہوتا ہے کہ غلامی کفر کا اثر ہے اور کفر گویا موت ہے، قرآن کریم میں کافر کو مردہ فرمایا گیا ہے اسی لیے غلام نہ اپنا نکاح خود کرسکتا ہے نہ اپنی اولاد کا ولی ہوسکتا ہے، نہ اپنے مال میں تصرف کرسکے نہ قاضی یا گواہ بن سکے، نہ اس پر نماز جمعہ، عیدین، حج، جہاد وغیرہ واجب، گویا بالکل مردہ ہے اسے آزاد کرنا گویا مردہ زندہ کرنا ہے، اسی لیے اعتاق کے بہت فضائل ہیں، غلام آزاد کرنا عمومًا مستحب ہے مگر کبھی واجب بھی ہوجاتا ہے جیسے کفارات میں کبھی ممنوع بھی جب کہ خطرہ ہو وہ آزاد ہوکر مرتد یا چور ڈاکو وغیرہ بن جائے گا۔ اعتاق کی شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے والا خود آزاد ہو، بالغ ہو، غلام کا مالک ہو۔ عتق یعنی آزادی اختیاری بھی ہوتی ہے غیر اختیاری بھی، چنانچہ جو شخص ذی رحم قرابت دار کا مالک ہوجائے تو وہ فورًا آزاد ہوجائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب العتق، الفصل الاول، ج5، ص297)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○} (البلد: 11-13)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا○ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے○ کسی بندے کی گردن چھڑانا○

تشریح:

اقتحم کا معنی ہے بلا سوچے سمجھے اپنے آپ کو کسی چیز میں پھینک دینا۔ الاقتحام الرمی بالنفس فی شیء من غیر رویة۔ جب گھوڑا اپنے سوار کو منہ کے بل گرادے تو عرب کہتے ہیں قحم الفرس فارسه تقحیما علی وجهه اذا

رماہ۔ العقبة: المرقى الصعب من الجبال: الطريق في اعلى الجبال۔) المنجد) دشوار گزار پہاڑی راستہ۔ وہ راستہ جو پہاڑ کی بلندی کی طرف جاتا ہو۔

آیت کا مدعا یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ جھوٹی ناموری حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت کو یوں لٹاتے، چاہیے تو یہ تھا کہ جب ان کے سامنے بھلائی اور برائی کے راستے واضح کر دیے گئے تھے تو وہ اس راستے پر چلتے جو حقیقی بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اگرچہ وہ راستہ کٹھن ہے اور اس کو طے کرنا بڑا دشوار ہے، لیکن جس منزل کی طرف وہ جاتا ہے وہ منزل انسان کی عظمتوں کے شایان شان ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ہر قسم کی مشقت کو بطیب خاطر انہیں قبول کرنا چاہیے تھا۔ لیکن سخت کوشی سے ان کی سہل انگار طبیعت کو کوئی مناسبت نہیں۔ وہ لڑھکنا جانتے ہیں، وہ بلندیوں کی طرف پرواز کرنے سے قاصر ہیں۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

اپنے غلام کو آزاد کر دینا یا دوسرے کے غلام کو آزاد کرا دینا یا مقروض کو قرض سے رہائی دینا، مظلوم قیدی کو قید سے چھڑانا، مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دینا سب کچھ اس میں داخل ہے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

(۴۶۶) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ، عُضْوًا مِّنْهُ فِي النَّارِ، حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ایک عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا' حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد فرمادے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 8: کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا) مسلمان کی قید لگانے سے معلوم ہوا کہ مسلمان غلام کا آزاد کرنا بہتر ہے

(۴۶۶) (مسلم شریف' رقم الحدیث' 156' بخاری شریف' رقم الحدیث' 26' 1447' 504' 2382' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1658' 173' 1898' نسائی شریف' رقم الحدیث 2526' 2624' 3130' دارمی رقم الحدیث 1424' 2393' 2738' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7502' 7580' 7629' ابن حبان' رقم الحدیث 153' 4595' 4598' 606' 1477' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 3279' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 674' 676' 675' 2386' بیہقی' رقم الحدیث 4466' 7562' 10169' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9811' 809' 791' 793)

اس کا ثواب زیادہ پھر بمقابلہ فاسق غلام کے متقی پرہیزگار غلام کا آزاد کرنا افضل۔حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما کر دین و دنیا میں وہ مرتبہ پایا کہ سبحان اللہ! سورۂ واللیل شریف اسی آزادی کے فضائل بیان فرما رہی ہے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے بلال کو آزاد فرما کر مجھ پر احسان کیا، امام مالک فرماتے ہیں کہ سستے مسلمان غلام کو آزاد کرنے سے قیمتی کافر غلام کا آزاد کرنا افضل ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے غرضکہ جس قدر آزاد ہونے والا غلام افضل ہوگا اسی قدر آزاد کرنے والے کا درجہ اعلیٰ اسی لیے اولادِ اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے بڑے فضائل ہیں، یہاں اس پر مرقات میں بہت اچھی بحث فرمائی۔

(تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ایک عضو کو آگ سے آزاد کردے گا) یعنی اس کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جائے گا جیسے قربانی یا عقیقہ کے جانور کے اعضاء دینے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جاتے ہیں اسی لیے عقیقہ پر پڑھا جاتا ہے ولھا بدنه لحملها بلحمه شعرھا بشعره بہرحال غلام آزاد کرنا بہترین عمل ہے جب کہ رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

(حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد فرمادے گا۔) شرمگاہ کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ یہ تمام اعضاء سے خبیث عضو ہے کہ ناپاکی کا محل ہے زیادہ گناہ اسی سے ہوتے ہیں جب کہ یہ عضو بھی دوزخ سے آزاد ہوگیا تو باقی اعضاء بدرجہ اولیٰ آزاد ہوں گے۔اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ خصی یا ذکر کٹے غلام کو آزاد کرنا بہتر نہیں اور بہتر یہ ہے کہ مرد تو مرد کو آزاد کرے اور عورت عورت کو جیسا کہ ابوداؤد و ابن حبان کی بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔یہ حدیث مختلف عبارتوں سے بہت اسنادوں سے بہت محدثین نے نقل فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،تحت حدیث 297:)

(۴۶۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ، وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قَالَ: قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا، وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا".

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا: کون سی گردن افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غلام جو اپنے مالکوں کے نزدیک عمدہ ہو اور جس کی قیمت بہت زیادہ ہو۔(متفق علیہ)

(۴۶۷) صحیح بخاری، رقم:۲۵۱۸، صحیح مسلم، رقم:۲۶۰، صحیح ابن حبان، رقم:۴۳۱۰، سنن الکبریٰ للبیہقی، رقم:۱۱۷۷۱، رقم:۲۰

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد دوم، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟) یعنی دل و دماغ جسم وغیرہ ظاہری باطنی اعضاء کے اعمال صالحہ میں سے کون سا عمل افضل ہے اسی لیے سرکار نے جواب میں دلی عمل یعنی ایمان کا ذکر بھی فرمایا۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔) ایمان وہ افضل جس پر خاتمہ نصیب ہو جائے ورنہ محض بے کار ہے جیسے ابلیس کا برباد شدہ ایمان اور جہاد میں کفار سے جہاد بھی شامل ہے اور مجاہدات ریاضات بھی داخل ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقٰمُوْا" اور فرماتا ہے: "وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا"۔

اس حدیث کی بنا پر امام مالک فرماتے ہیں کہ قیمتی غلام آزاد کرنا افضل ہے اگرچہ کافر ہی ہو مگر حق یہ ہے کہ یہاں مراد قیمتی اور مؤمن غلام مراد ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 298:)

۹۴۔ بَابُ فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَى الْمَمْلُوْكِ

غلاموں سے احسان کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ} (النساء: 36)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے''۔

تشریح:

پہلی آیات میں میاں بیوی کے حقوق کا ذکر ہوا۔ آپس میں حسن سلوک اور حسن معاشرت کی تاکیدیں ہوئیں۔ اصلاح حال کی تدبیریں بتائی گئیں۔ اب مخاطب کو یہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ تیرا تعلق صرف گھر اور گھر والی سے ہی نہیں بلکہ

اس کے علاوہ تیرا رشتہ اپنے خالق سے بھی ہے اور اس کی مخلوق سے بھی۔ ان کے حقوق کی ادائیگی بھی تم پر لازم ہے۔ اپنے خالق کا حق تو تجھ پر یہ ہے کہ اس کی یاد، اس کے ذکر اور اس کی عبادت میں سرشار رہے۔ اور کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس کا شریک نہ بنائے نہ ذات میں نہ صفات میں۔ اور اس کی مخلوق کا تجھ پر یہ حق ہے کہ سب کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ کرے۔ کسی کو ضرر اور دکھ پہنچانے کا تو خیال تک بھی تیرے دل میں نہ گزرے۔ ترتیب بیان، مراتب کی ترتیب پر دلالت کرتی ہے۔ کاش ہم تعلیمات قرآنی پر عمل کرنے کی سعی کریں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۶۸) وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: رَاَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهَا، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَيَّرَهٗ بِاُمِّهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ان پر ایک حلہ تھا اور ان کے غلام پر بھی اسی قسم کا حلہ تھا میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انہوں نے ایک شخص کو گالی دی اور اسے اس کی ماں کے متعلق عار دلائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت کے آثار ہیں وہ تمہارے بھائی اور تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہئے کہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھائے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنے اور انہیں ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو انہیں مغلوب کر دے اور اگر انہیں ایسے کام کی تکلیف دو تو ان کی مدد کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

سَابَّ: سب، سباً بمعنی سخت گالی دینا۔

شرح:

اخوانکم یا تو پوشیدہ مبتدا کی خبر ہے یعنی تمہارے غلام تمہارے انسانی یا دینی بھائی ہیں، یا یہ مبتدا ہے اور جعلھم اللہ خبر۔ مطلب یہ ہے کہ تم اور تمہارے غلام انسانیت اور دین میں تمہاری مثل ہیں کہ تم اور وہ دونوں اولاد

(۴۶۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 30، 2407، 5703، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21469، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 1555، مسند حمیدی، رقم الحدیث 189)

آدم اور مسلمان ہیں، رب تعالیٰ اس کے عکس پر بھی قادر تھا کہ انہیں مولیٰ اور تمہیں غلام بنا دیتا اس کا کرم ہے کہ تم کو مولیٰ اور اس کو غلام بنا دیا، اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہمارے اس حکم پر عمل کرو۔

(تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہئے کہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھائے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنے) یہ حکم استحبابی ہے۔خیال رہے کہ مولیٰ پر اپنے غلام لونڈی کا کھانا کپڑا شرعاً واجب ہے مگر اپنے جیسا کھانا کپڑا دینا مستحب ہے جس پر بہت سے صحابہ کرام نے عمل کیا۔بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں مما یا کل جنس کے بیان کے لیے ہے نہ کہ نوع کے لیے یعنی مولیٰ کو چاہیے کہ اپنی طرح غلام کو بھی پائجامہ، کرتہ،ٹوپی یا عمامہ دے اگر چہ اس کا اپنا یہ لباس اعلیٰ لٹھے ململ کا ہو غلام کا معمولی گاڑھے کا،مگر پہلے معنے زیادہ قوی ہیں۔

(اور انہیں ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو انہیں مغلوب کر دے اور اگر انہیں ایسے کام کی تکلیف دو تو ان کی مدد کرو۔) یعنی اگر غلام سے بھاری و مشکل کام کرائے تو خود یا اپنے دوسرے غلام یا اپنی اولاد کو اس میں شریک کر دے اگر بھاری شہتیر اٹھوانا ہے تو غلام کے ساتھ خود بھی لگ جائے یا اپنے کسی ماتحت کو لگا دے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،تحت حدیث 262:)

(۴۶۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَمْ یُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْیُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُکْلَةً اَوْ اُکْلَتَیْنِ، فَاِنَّهٗ وَلِیَ عِلَاجَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"الْاُکْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ: وَهِیَ اللُّقْمَةُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔جب تم میں سے کسی شخص کے پاس اس کا غلام کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو اسے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک نوالہ یا دو نوالے دے دے کیونکہ اس نے اس کام کے لئے مشقت کی ہے۔(بخاری)

حل لغات:

الاکلة: ہمزہ پر پیش کے ساتھ لقمہ کو کہتے ہیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2418، 5144، مسلم شریف 1663، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3846، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1853، ابن ماجہ شریف 3289، دارمی، رقم الحدیث 2073، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9554، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 15558، مسند حمیدی، رقم الحدیث 1070، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6320، مسند اسحاق، رقم الحدیث 92، الادب المفرد، رقم الحدیث 200، مسند ابن الجعد، رقم الحدیث 1131)

شرح:

یعنی اگر کھانا کافی ہے تو اس پکانے والے خادم کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا کر کھلائے، اسے ساتھ بٹھانے میں اپنی ذلت نہ سمجھے جیسا کہ متکبرین کا حال ہے جب مسجد اور قبرستان میں امیر و غریب، آقا و غلام یکجا ہو جاتے ہیں تو یہاں بھی یکجا ہوں تو کیا حرج ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 264:)

۹۵۔ بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ

اس غلام کی فضیلت کا بیان جو حقوق اللہ بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے

(۴۷۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ جو غلام اگر اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور بطریق احسن اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے تو اس کو اس کا دگنا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

(۴۷۱) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ"، وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالْحَجُّ، وَبِرُّ أُمِّيْ، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکوکار غلام کو دوہرا ثواب ملے گا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک (جیسی نیکیاں) نہ ہوتیں تو میں یہ پسند کرتا کہ غلامی کی حالت میں مجھے موت آئے۔ (متفق علیہ)

(۴۷۲) عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۴۷۰) (بخاری شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث 2408، 2412، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1772، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4673، مسند الشامیین، رقم الحدیث 102)

(۴۷۱) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2410، مسلم شریف، رقم الحدیث 1665، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9213، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 15587، الادب المفرد، رقم الحدیث 208)

(۴۷۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2413)

"اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ، وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِهِ الَّذِیْ عَلَیْهِ مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِیْحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهٗ اَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: وہ غلام جو اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہے' اور مالک کا جو حق اس کے ذمے ہے وہ بھی ادا کرتا ہے' اوراس کی خیر خواہی کرتا ہے' اوراس کی فرمانبرداری کرتا ہے تو اسے دُگنا اجر ملے گا۔ (بخاری)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایک بزرگ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) فرماتے ہیں ایک دن بازار میں گیا اور میرے ساتھ ایک حبشی لونڈی تھی میں نے اسے بازار کے ایک کنارے پر ٹھہرایا اور خود اپنے کام کے لئے چلا گیا میں نے کہا میری واپسی تک یہاں سے نہ ہٹنا فرماتے ہیں واپس آیا تو وہ وہاں نہ تھی میں گھبرا گیا اور مجھے بہت غصہ آرہا تھا اس نے مجھ دیکھا تو میرے غصے کو بھانپ گئی کہنے لگی اے میرے آقا مجھ پر غصہ نہ کیجئے آپ نے مجھے ایسی جگہ ٹھہرایا جہاں میں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ دیکھا تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ جگہ زمین میں نہ دھنس جائے وہ بزرگ فرماتے ہیں مجھے اس کی بات بہت اچھی لگی اور میں نے کہا تو آزاد ہے اس نے کہا یہ آپ نے اچھا نہیں کیا میں آپ کی خدمت کرتی تھی تو مجھے دو اجر ملتے تھے ایک آپ کی خدمت کا اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا۔ لیکن اب ان میں سے ایک اجر سے میں محروم ہوگئی۔

(۶۷۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ، وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللهِ، وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا؛ فَلَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تین آدمیوں کو دُگنا ثواب ملے گا ایک اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا اور ایک وہ مملوک غلام جو اللہ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ایک وہ شخص جس کی ملک میں ایک لونڈی تھی سو اس نے اس کو ادب سکھایا اور خوب ادب

(۶۷۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 295' بخاری شریف' رقم الحدیث 3262' ابوداؤدشریف' رقم الحدیث 2053' نسائی شریف' رقم الحدیث 3345' دارمی' رقم الحدیث 2244' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19673' 19742' ابن حبان' رقم الحدیث 227' 4053' بیہقی' رقم الحدیث 13516)

سکھایا اور اسے تعلیم دی تو خوب تعلیم دی پھر اسے آزاد کیا اور اس کے ساتھ نکاح کر لیا تو اسے دُگنا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

عَلَّمَهَا: از، علّم، یعلّم، تعلیماً، بمعنی سکھانا، پڑھانا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اس کے لئے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ پھر میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا ہی مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے، پُر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے ہر روز اس قرض سے دوگنا صدقہ کرنے کا ثواب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے روزانہ قرض کی مقدار کے برابر مال صدقہ کرنے کا ثواب تو قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ملے گا، اور جب ادائیگی کا وقت ہو گیا پھر اس نے قرضدار کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرض کی ادائیگی کے وقت سے پہلے تنگدست کو مہلت دی اسے روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے وقتِ ادائیگی کے بعد مہلت دی اسے روزانہ اس سے دُگنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج عن معسر، رقم ۶۶۷۶، ج ۴، ص ۲۴۲)

۹۶۔ بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ: الْاِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

ہرج اور فتنوں وغیرہ کے زمانہ میں عبادت کی فضیلت کا بیان

(۴۷۴) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۷۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 7267، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2201، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3985، مسند امام احمد، رقم الحدیث 20313، ابن حبان، رقم الحدیث 5957، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 488)

◀ ◀ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ وجدل کے دور میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

اَلْھَرْجِ : فتنہ وفساد، مراد ہر وہ وقت جس میں انتہائی مصائب ومشکلیں ہوں۔

تعارفِ روای:

معقل ابن یسار: آپ مزنی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے ۶۰ھ میں وفات پائی عبید اللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی التابعین،)

شرح:

یعنی جو ثواب فتح مکہ سے پہلے میرے ہجرت کرکے آنے کا تھا وہ ہی ثواب اس پرفتن زمانہ میں عبادت کرنے کا ہوگا جیسے مہاجر اپنے عزیز واقارب سے منہ موڑ کر رب کی طرف آجاتا ہے ایسے ہی یہ شخص ان تمام سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، تحت حدیث 237:)

۹۷۔ بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيْ وَإِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوْسِرِ الْمُعْسِرَ وَالْوَضْعِ عَنْهُ

خرید وفروخت اور لین دین میں نرمی برتنے اور اچھی طرح ادائیگی کرنے اور عمدہ طریقے سے تقاضا کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کمی کرنے کی ممانعت اور دولت مند کا تنگدست کو مہلت دینے اور اسے معاف کر دینے کا بیان

بیوع بیع کی جمع ہے، بیع بوع یا باع سے بنا بمعنی ہاتھ لمبے کرنا، چونکہ تجارت میں خریدار اور بیوپاری ہاتھ بڑھا کر ایک دوسرے کا مال لیتے ہیں اس لیے اسے بیع کہا جاتا ہے۔ شریعت میں مال کا مال سے تبادلہ کرنا بیع کہلاتا ہے۔ کبھی پورے عقد کو بیع کہتے ہیں، کبھی فقط بیچنے کو، کبھی اس کے نتیجہ یعنی ملکیت کو بیع کہا جاتا ہے یہاں پورے عقد کے معنے میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،، کتاب البیوع، ج4، 368)

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: {وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝} (البقرۃ:215)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اورتم جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے'' ۝

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: {وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ} (ھود:85)

اوراللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اوراے میری قوم! ناپ اورتول انصاف کے ساتھ پوری کرو اورلوگوں کوان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو''۔

تشریح:

معلوم ہوا کہ کفاربھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگر چہ عبادت شرعاان پرواجب نہیں لہٰذا کافر پرنماز فرض نہیں مگر ٹھیک تولنا اس پر بھی لازم ہے چوری کرنا حکومت اسلامیہ روکے گی، معاملات کی خرابی سے کفار پر دنیا وآخرت میں عذاب ہوا، اور ہوگا، رب فرماتا ہے، واذالمودۃ سئلت بای ذنب قتلت۔ جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر ماں باپ پرعذاب ہوگا۔ (تفسیر نورالعرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: {وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝} (المطففین:1-6)

اوراللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''کم تولنے والوں کی خرابی ہے ۝ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں ۝ اور جب انہیں ماپ تول کردیں کم کردیں کیا ۝ ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ۝ ایک عظمت والے دن کے لیے ۝ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے'' ۝

تشریح:

شان نزول: رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ پیمانہ میں خیانت کرتے تھے، بالخصوص ایک شخص ابوجہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیمانے رکھتا تھا لینے کا اور دینے کا، اوران لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اورانہیں پیمانے میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔ (خزائن العرفان تحت اآیت مذکورہ)

اہل لغت کہتے ہیں مطفف: طفیف سے ماخوذ ہے۔ وھو القلیل: اس کا معنی قلیل ہے۔ مطفف کو اس لیے مطفف

کہا جاتا ہے کہ وہ حق دار کو اس کا پورا حق نہیں دیتا بلکہ اس میں کمی کر دیتا ہے زجاج نے اس کی اور وجہ بیان کی ہے۔ لانه الایکادیسرق من المکیال والمیزان لا الشیء الطفیف الخفیف کہ یہ پیمانہ کو جھٹک کر یا ترازو میں ڈنڈی مار کر منوں کے حساب تو نہیں چراتا بلکہ تولے چھٹانک ہی ناحق مارتا ہے اس لیے اسے مطفف کہا۔

دور جاہلیت میں صرف عقائد میں ہی بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ معاملات اور کاروبار میں بھی بددیانتی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ قرآن کریم نے صرف عقیدے کی اصلاح پر ہی زور نہیں دیا بلکہ معاملات میں دیانت وامانت کی بھی تلقین کی ہے۔ اہل مکہ جن کا پیشہ ہی تجارت تھا ان کے ہاں اس قسم کی خرابیاں اپنے شباب پر تھیں ہیں۔ اس کاروباری بددیانتی سے باز آنے کی جب نصیحت کی تو اس کے لیے بڑا پرجلال انداز اختیار فرمایا کہ ویل للمطففین الخ یعنی ایسا کرنے والوں کے لیے ہلاکت وبربادی ہے اور ان کا مقدر رنج واندوہ ہے قیل الویل شدة الشر۔ وقیل الحزن والھلاک۔ آخرت میں تو اس کی جو سزا ملے گی وہ ملے گی، اس دنیا میں ہی اس کے برے اثرات کاروبار کو ٹھپ کر کے رکھ دیں گے۔ جب لوگوں کو اس کی بددیانتی کا پتہ چلے گا تو کوئی گاہک اس کی دکان کا رخ نہ کرے گا اور یہ سارا دن بیٹھا مکھیاں مارتا رہے گا۔ انجام کار غربت وتنگدستی اس کا مقدر بن جائے گی۔ صرف وہی تاجر کامیاب تھوتا ہے جس کی دیانت داری پر لوگوں کو پورا اعتماد ہو۔ صرف اخروی کامیابی ہی نہیں، تمہاری دنیوی فلاح کا انحصار بھی اسی پر ہے کہ تم یہ خسیس حرکتیں چھوڑ دو۔ قرآن کریم میں جابجا اس فعل شنیع سے باز آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلا کی قوم کی تباہی کا جہاں تذکرہ ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ انہیں کاروباری بددیانتی کی پاداش میں برباد کر دیا گیا۔

اس قسم کے جرائم کی پوری سزا تو قیامت کو ہی ملے گی، لیکن ان کے برے اثرات اس دنیا میں بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور ان کی نوعیت اتنی سنگین ہوتی ہے کہ انسان کو دن میں ہی تارے نظر آنے لگتے ہیں۔ ایک حدیث پاک سماعت فرمائیے:

"قال ابن عباس قال النبی (صلی الله علیه وسلم) خمس بخمس ما نقض قوم العهد الا سلط الله علیهم عدوهم ولا حكموا بغیر ما انزل الله الا فشا فیهم الفقر وما ظهرت الفاحشة فیهم الا ظهر فیهم الطاعون وما طففوا الکیل الا منعوا النبات واخذوا بالسنی ولا منعوا الزکاة الا حبس الله عنهم المطر) قرطبی عن بزاز)

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان پانچ چیزوں پر یہ پانچ سزائیں ملتی ہیں۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے، اس میں طاعون پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے ناپ تول میں کمی کرتی ہے، وہاں زرعی پیداوار میں برکت نہیں رہتی اور

قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی، اللہ تعالیٰ ان پر بارش نازل نہیں کرتا۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ اس عادت کا بری طرح شکار تھے جب انہوں نے یہ آیت سنی تو توبہ کی اور آج تک اہل مدینہ میں کوئی تاجر کم تولنے اور کم ناپنے کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۷۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ، فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْهُ، فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا" ثُمَّ قَالَ: "اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ: "اَعْطُوْهُ، فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (اپنے حق کا) آپ سے مطالبہ کرنے لگا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت رویہ اختیار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کو اس رویے سے باز رکھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات کرنے کا حق ہوتا ہے پھر فرمایا: اس کو اس (کے چوپائے) کا ہم عمر (چوپایہ) دے دو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو اس کے چوپائے سے عمدہ چوپائے ہی ہیں۔ فرمایا: وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو زیادہ اچھے طریقے سے حق کی ادائیگی کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت رویہ اختیار کیا) یہ سختی کرنے والا قرض خواہ یا تو کوئی یہودی وغیرہ کافر ہوگا یا آداب سے ناواقف بدوی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے خبردار نہ تھے، وہ تو بغیر قرض بھی گفتگو میں بہت سختی کرتے تھے اور حضور انور تحمل فرماتے تھے، ورنہ صحابہ کرام سے یہ سختی ناممکن ہے۔ (لمعات ومرقات)

(۴۷۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2182، 2183، 2260، 2263، 2271، 2465، 2467، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3346، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1316، نسائی شریف، رقم الحدیث 4618، موطا امام مالک رقم الحدیث 1359، داری، رقم الحدیث 2565، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9379، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 6211، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 10723، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 913، مسند طیالسی، رقم الحدیث 971، مسند الشہاب، رقم الحدیث 984، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 14157)

(صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کو اس رویے سے باز رکھنے کا ارادہ کیا) یعنی مار پیٹ یا سخت جواب یا بارگاہ عالی سے نکال دینا چاہا۔

یعنی قرض خواہ کو حق ہے کہ اگر مقروض غنی ہو کر ٹال مٹول کرے تو اس کے خلاف دعویٰ کر دے یا اسے ظالم خائن کہے یا کہے کہ تو نادہند بہانہ خور ہے۔خیال رہے کہ یہ قانون نادہند مقروضوں کے لیے ہے جو حضور انور نے اس موقع پر بیان فرمایا ورنہ حضور انور ان تمام ٹال مٹول وغیرہ سے معصوم ہیں۔

(تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات کرنے کا حق ہوتا ہے) یعنی جو اونٹ اس نے آپ کو قرض دیا تھا وہ کم عمر اور دبلا تھا، اب بازار سے ایسے دبلے کم عمر اونٹ نہیں ملتے اس سے اچھے موٹے رباعیہ مل رہے ہیں۔

طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے حضرت زید ابن سعنہ سے روایت کی کہ میں یہود کے بڑے پادریوں میں سے تھا، میں نے حضور انور میں تمام علامات نبوت تو دیکھ لی تھیں دو کی آزمائش کرنا چاہتا تھا ایک حلم، دوسرے سختی کے جواب میں نرمی، میں نے حضور انور کو کچھ چھوہارے ادھار دیئے اور وقت اداء سے دو دن قبل تقاضا کرنے کے لیے آ گیا، آپ کی چادر پکڑ کر نہایت سختی سے بولا کہ میرا قرض دو، بنی عبد المطلب عموماً نادہند ہوتے ہیں، جناب عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر اس آستانہ کا ادب مانع نہ ہوتا تو یہ تلوار تیرے سر پر ہوتی، حضور انور نے فرمایا اے عمر بہتر ہوتا کہ تم مجھے قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے تم نے الٹا میرے محسن پر سختی کی، جاؤ ان کا قرض ادا کرو اور بیس ۲۰ صاع زیادہ کھجوریں دے دو اس سختی کے عوض جو تم نے اس پر کی، میں نے کہا اے عمر میں نبوت کی دو علامتوں کا امتحان کر رہا تھا، میں نے درست پالیں، میں پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ تو قرض خواہ کا معاملہ ہے، آستانہ عالیہ پر بھیک مانگنے والوں نے سختی سے مانگا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطائیں بھی دی ہیں اور دعائیں بھی، جیسا کہ بخاری، ابوداؤد، وغیرہ کی روایت میں ہے۔(مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 504:)

(۴۷۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ, وَاِذَا اشْتَرٰى, وَاِذَا اقْتَضٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو خرید و فروخت اور اپنا حق طلب کرتے وقت نرم رویہ اختیار کرے''۔ (بخاری)

(۴۷۷) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

(۴۷۶)(بخاری شریف، رقم الحدیث 1970 'ابن حبان، رقم الحدیث 4903 'بیہقی 'سنن الکبری، رقم الحدیث 10760)

(۴۷۷)(مسلم شریف، رقم الحدیث 3888)

"مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا کرے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگدست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کو معاف کردے۔ (مسلم)

حل لغات:

سَرَّہٗ: جو پسند کرتا ہے۔

کُرَبِ : مصیبت، مشکل، الم۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کُرَب کاف کے پیش ر کے فتح سے، کربۃ کی جمع ہے بمعنی تکلیف، محنت، مشقت اس لفظ میں قیامت کی دھوپ، پیاس، گھبراہٹ ملائکہ کی سختی وغیرہ سب کچھ داخل ہے۔

فلینفس تنفیس سے بنا بمعنی تاخیر کرنا، دیر لگانا، مہلت دینا۔ وضع سے مراد یا قرض بالکل معاف کردینا، اگر قرض خواہ کی طرف سے وکیل قبض کو اس کی اجازت ہو تو وہ یہ کام کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم بھی رب تعالیٰ کے مقروض ہو لہٰذا اپنے مقروضوں کو معافی یا آسانی دو تم پر اللہ آسانی کرے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 504:)

(۴۷۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَانَ رَجُلٌ يُّدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا. فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے ملازم سے کہتا تھا کہ جب تو کسی تنگدست (مقروض) کے پاس جائے تو

(۴۷۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3886، بخاری شریف، رقم الحدیث 1971، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1307، نسائی شریف، 4694، دارمی، رقم الحدیث 2546، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8715، ابن حبان، رقم الحدیث 5043، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2223، بیہقی، رقم الحدیث 10752، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 664)

اسے معاف کر دیا کر شاید کہ (اس کے بدلے) اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے پس وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ملا (مرنے کے بعد) تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ (متفق علیہ)

(۴۷۹) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ، اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا، وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ يَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ۔ قَالَ اللهُ - عَزَّوَجَلَّ -: نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک آدمی کا حساب کیا گیا تو اس کے نامہ اعمال میں کسی نیکی کا نشان نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا اور مالدار تھا وہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگدست کو معاف کر دیا کرو۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: (اس کے معاف کر دینے کے) ہم اس سے زیادہ اس کے مستحق ہیں اسے معاف کر دو۔ (مسلم)

حل لغات:

یُخَالِطُ: خلط، یخلط، خلطاً، بمعنی ملانا، خلط ملط کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی نیت دنیا (کی طلب) ہو اللہ عزوجل اس کے کام منتشر کر دیتا ہے اور اس کی تنگدستی اس کے سامنے کر دیتا ہے حالانکہ اسے دنیا سے وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے، اور جس کی نیت آخرت (کی طلب) ہو اللہ عزوجل اس کے کام یکجا فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الھم بالدنیا، الحدیث: ۴۱۰۵، ص ۲۷۲۶)

(۴۸۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اُتِيَ اللهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ اٰتَاهُ اللهُ مَالًا، فَقَالَ لَهٗ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: "وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللهَ حَدِيْثًا" قَالَ: يَا رَبِّ اٰتَيْتَنِيْ مَالَكَ، فَكُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ، فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ۔ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: "اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدِ نِ

(۴۷۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3885)

(۴۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3884)

الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا: ھٰکَذَا سَمِعْنَاہُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک بندہ لایا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا اور اس سے فرمایا: تو نے دنیا میں کیا عمل کئے؟ راوی کہتے ہیں: (ارشاد خداوندی ہے کہ) ''بندے اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے''۔ اس (بندے) نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے مجھے مال عطا کیا تھا' میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتا تھا اور درگزر کر دینا میری عادت تھی۔ پس میں مالدار (مقروض) سے نرمی برتتا اور تنگ دست کو مہلت دے دیتا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں' میرے بندے کو معاف کر دو'' حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم نے یہ حدیث اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال اس سے جانکنی کے وقت ہوا یا قبر میں اور سوال کرنے والے یا تو وہ فرشتے تھے جو جان نکالنے آئے تھے یا منکر نکیر جو حساب قبر لیتے ہیں اگرچہ قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے اعمال کا حساب تو قیامت میں ہوگا مگر یہ اس شخص کی خصوصیات سے ہے کہ اس سے قبر ہی میں اعمال کا حساب بھی ہو گیا، بعض شارحین نے فرمایا قیل بمعنی یقال ہے اور یہ واقعہ سوال و جواب کا قیامت میں ہوگا مگر پہلی توجیہ قوی ہے۔ (لمعات، اشعہ، مرقات)

معلوم ہوا کہ مرتے وقت اور قبر میں حشر میں انسان کو اپنے برے بھلے اعمال یاد ہوں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"بَلِ الْاِنْسٰنُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ"۔

(اے میرے رب! تو نے مجھے مال عطا کیا تھا' میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتا تھا)۔

یعنی میرے معاملات بہت درست تھے ان میں اخلاق کو دخل تھا اگر امیر کو ادائے قرض میں دیر لگتی تھی تو میں صبر کرتا تھا اس پر جلدی مانگ کر سختی نہ کرتا تھا اور اگر میرا مقروض قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اسے بالکل معاف کر دیتا تھا تاکہ وہ دنیا و آخرت میں پھنسا نہ رہے۔

(تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں' میرے بندے کو معاف کر دو) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے رب تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے کسی کو پھانسنے کی کوشش نہ کرو بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرو۔ دوسرے یہ کہ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہ دو کبھی ایک قطرہ جان بچا لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ

چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر کرنہ لو کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔
(تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں) یعنی پھنسوں کو نکالنا، لوگوں پر رحم کرنا میری صفت ہے جب تو اخلاق الٰہیہ سے موصوف ہوا تو میں بھی تجھے بخش دیتا ہوں، یہ ہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کی عادات اختیار کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان عبادات کے ساتھ معاملات بھی ٹھیک کرے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 398:)

(۴۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْ وَضَعَ لَهُ، اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اسے معاف کر دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کا سایہ عطا کرے گا جس دن کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

وَضَعَ :از، وضع، یضع، وضعاً، بمعنی رکھنا، ڈالنا، یہاں بمعنی معاف کرنے کے مستعمل ہے۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کے علاوہ جن کو سایہ نصیب ہوگا وہ یہ حضرات ہیں۔
سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس دن اپنے (عرش یا رحمت کے) سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) عادِل بادشاہ (۲) وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے (۴) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے محبت کریں جمع ہوں تو اسی محبت پر اور جدا ہوں تو اسی پر (۵) اور وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت بلائے وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے (۷) اور وہ شخص جو تنہائی میں

(۴۸۱) (ترمذی شریف رقم الحدیث 1306)

اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، ص ۵۱۴، حدیث: ۱۰۳۱)

(۴۸۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيْراً. فَوَزَنَ لَهُ فَاَرْجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور اس کی قیمت تول کرادا کی اور زیادہ عطا فرمائی۔ (متفق علیہ)

(۴۸۳) وَعَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ. فَجَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ. وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَزَّانِ: "زِنْ وَاَرْجِحْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ. وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوصفوان سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے (بیچنے کے لئے) کپڑا لائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک پاجامے کا بھاؤ کیا میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو اجرت پر (سکے) تولتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وزن کرنے والے سے فرمایا: تولو اور جھکتا ہوا تولو۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

مِنْ هَجَرَ: بحرین کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ہجر۔

تعارفِ روای:

سوید ابن قیس کی کنیت ابوعمرو ہے، صحابی ہیں، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے، مخرفہ بھی صحابی ہیں واؤ بمعنی مع ہے یا عاطفہ ہر دونوں صاحب شرکت میں مقام ہجر سے کپڑا تجارت کے لیے لائے تھے، ہجر کا کپڑا مشہور تھا، ہجر تین بستیوں کے نام ہیں، یمن کا ایک شہر ہے، بحرین کے ایک علاقہ کا نام بھی ہے اور مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی بھی ہے۔ (اشعہ) یہاں

(۴۸۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 432، 1991، 2185، 2255، 2264، 2338، 2463، 2563، 2569، 2706، 2805، 2921، 2923، 2824، 3826، 4791، 4792، 4949، 4947، 5052، 6024، مسلم شریف، رقم الحدیث 3347، مسند امام احمد، رقم الحدیث 14273)

(۴۸۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1305)

تیسری بستی مراد ہے یہ کپڑا اسی بستی سے آیا تھا۔(مرقاۃ)

شرح:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پائجامہ خریدنا تو ثابت ہے مگر پہننا ثابت نہیں ہمیشہ تہبند شریف استعمال فرمایا، حضرت عثمان غنی شہادت کے دن پائجامہ پہنے ہوئے تھے، پائجامہ ہی میں آپ کی شہادت ہوئی، بھاؤ چکانے کا مطلب یہ ہے کہ بھاؤ طے کر کے خریدلیا۔(مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود دوکان پر جانا اور تاجر کی منہ مانگی قیمت نہ دینا بلکہ اس سے طے کرنا کچھ کم کرانا سنت ہے، اگرچہ اپنے خدام سے ہی خرید کی جائے اس بھاؤ تاؤ کرنے میں عار نہیں، حضور انور کے زمانہ شریف میں پائجامہ کا استعمال ہوتا تھا۔

چونکہ اس زمانہ میں نوٹ تو تھے نہیں درہم کا عام رواج تھا جن کے گننے میں بہت وقت لگتا ہے اس لیے تول کرادا کئے جاتے تھے، درہم تولنے والا تاجر کی طرف سے مقرر ہوتا تھا جس کی اجرت (تولائی) خریدار کے ذمہ ہوتی تھی، اب بھی حکم یہ ہی ہے کہ قیمت کی تولائی خریدار کے ذمہ، مال کی تولائی بائع کے ذمہ ہے کہ قیمت دینا خریدار پر لازم ہے اور مال دینا بائع پر ضروری ہے۔ تولنے والا جس کا کام کرے، اس سے دام لے۔ آج کل مال کی تولائی خریدار سے لیتے ہیں یہ غلط ہے۔

یعنی جو قیمت طے ہے اس سے زیادہ دے دو، یہ کرم کریمانہ ہے کہ طے شدہ سے زیادہ قیمت عطا کی، مہنگی خریدنے میں نقصان ہے، طے شدہ سے زیادہ دینے میں احسان۔ نقصان برا، احسان اچھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 524:)

✿✿✿✿

كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

۹۸۔ بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ تَعَلُّمًا وَّتَعْلِيمًا لِلّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت

یعنی علم سیکھنے اور سکھانے کے فضائل۔علم سے شرعی علم مراد ہے،یعنی قرآن،حدیث،فقہ وغیرہ۔خیال رہے کہ علم نور الٰہی ہے جو بندہ کو عطا ہوتا ہے،اگر بشر سے حاصل ہوتو کسبی کہلاتا ہے ورنہ لدنی،لدنی کی بہت سی قسمیں ہیں:وحی،الہام،فراست وغیرہ۔وحی انبیاء سے خاص ہے،الہام اولیاء اللہ سے،فراست ہر مؤمن کو بقدر ایمان نصیب ہوتی ہے۔فراست والہام وہی معتبر ہے جو خلاف شرع نہ ہو،خلاف شرع ہوتو وسوسہ ہے۔

)مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،،کتاالعلم،ج1،ص196،(

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا} (طه:114)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:''اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے''۔

تشریح:

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:قال ابن عينية لم يزل رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فی زیادۃ حتى توفه الله عزوجل یعنی اس دعا کی برکت سے تادم واپسیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں اضافہ اور زیادتی ہوتی رہی۔وقیل هذا اشارة الى العلم اللدنی (روح المعانی) ترجمہ:۔علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس میں علم لدنی کی طرف اشارہ ہے اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے جو کسبی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی دین ہو۔

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے:۔

''در لطائف قشیری رحمة الله تعالى مذکور است که حضرت موسٰی) علیه الصلوٰة والسلام(زیاده علم طلبید اور حواله بخضر کروند و بے طلب پیغمبر مارا (صلى الله عليه وسلم) دعائے زیادتی علم بیاموخت وحواله بغیر خود نه کروتا معلوم شود که آنکه

درمکتب ادب "ادبنی ربی" سبق وقل رب زدنی علما خوانده باشد بر آئینہ رد درسگاه علمک مالم تکن تعلم نکتہ فعلمت علم الاولین والآخرین بگوش ہوش مستفیدان حقائق اشیاء تو اندر سانید "۔علمہائے انبیاء واولیاء درد لش رخشندہ چوں شمس الضحیٰ عالمے کآموزگارش حق بود علم اوبس کامل مطلق بود"

ترجمہ:۔لطائف قشیری رحمۃ اللہ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے علم کی زیادتی کا سوال کیا، تو انہیں خضر کے حوالے کر دیا گیا۔ اور ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بن مانگے زیادتی علم کی دعا سکھا دی۔ اور اپنے سوا کسی کی طرف کسب علم کے لیے جانے کی اجازت نہ دی تاکہ دنیا کو معلوم ہوجائے کہ وہ ہستی جس نے ادبنی ربی کے مکتب میں وقل رب زدنی علما کا سبق پڑھا ہے وہ علمک مالم تکن تعلم کی درسگاہ میں حقائق اشیاء کی جستجو کرنے والوں کے گوش ہوش میں فعلمت علم الاولین والآخرین کا نقطہ پہنچا سکتا ہے۔

ترجمہ اشعار رومی:۔تمام انبیاء اور اولیاء کے علوم آپ کے قلب مبارک میں چاشت کے سورج کی طرح چمک رہے ہیں۔ وہ عالم جس کا استاد حق تعالیٰ ہو اس کے علم کے کمال کا کوئی کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔

آخری سطروں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ عام تعلیم یافتہ حضرات بھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور خوب سکھایا ہے۔ گویا یہ وہ مدرسہ ہے جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس مدرسہ کا پہلا سبق یہ ہے وقل رب زدنی علما۔ یعنی ہر وقت یہ دعا مانگو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ یہ مدرسہ جس کا یہ پہلا سبق ہے۔ اسی کے فیض سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علمک مالم تکن تعلم، کا مرتبہ نصیب ہوا۔ یعنی اے حبیب جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے ہم نے آپ کو سکھا دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں کے کانوں تک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ اعلان پہنچا فعلمت علم الاولین والآخرین۔ یعنی تعلیم الٰہی سے مجھے پہلے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے، علم کی حرص اچھی ہے دیکھو نبی کریم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے، وللآخرہ خیر لک من الاولی۔ یعنی ہر آخر گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۝} (الزمر: ۹)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان''۝

تشریح:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کو جانتے ہیں ان کی امید وبیم کا یہ حال ہے اور جو شان الٰہی سے بالکل ناواقف ہیں ان کی سرکشی کی حد نہیں۔ کیا یہ دونوں گروہ یکساں ہو سکتے ہیں؟

معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے، ملائکہ عابد تھے اور آدم (علیہ السلام) عالم، عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا، یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے، غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد، بہر حال اس سے عالم افضل ہے، خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن وحدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیو سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں۔

اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم وعقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکائے وہ جہالت اور بیوقوفی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ} (المجادلۃ: ۱۱)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلندیٔ مراتب اور رفع درجات کا ذریعہ ایمان اور علم ہے۔ ایک ایمان دار شخص نادار اور مفلس ہی کیوں نہ ہو، کافر رئیسوں سے اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بلند ہے۔

قطرۂ آبِ وضوءِ قنبرے خوب تر از خون ناب قیصرے

یعنی قنبر جو سیّدنا علی کا غلام تھا، اس کے وضو کے پانی کا قطرہ قیصر کے خون سے زیادہ عزت والا ہے۔

اسی طرح صاحب علم، جاہل سے اعلیٰ ہے خواہ وہ جاہل بڑا جاگیر دار اور دولت مند کیوں نہ ہو۔ حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) علماء صحابہ کو خواہ وہ عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوتے بڑے بوڑھوں پر ترجیح دیتے۔ ان کو اپنے قریب بٹھاتے اور ان کی عزت افزائی فرماتے۔ احادیث میں بھی علماء کی بڑی شان بیان کی گئی ہے۔

"قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجۃ۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص علم حاصل کر رہا ہوتا کہ وہ اس علم سے اسلام کو زندہ کرے اس اثناء میں

اسے موت آ جائے تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

دوسری حدیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"یشفع یوم القیامة ثلثة: الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء.

قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا کہ علم، حکومت اور مال میں سے ایک چیز پسند کرلو۔ آپ نے علم کو پسند کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے آپ کو بادشاہی اور مال بھی عطا فرمائے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: {اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا} (فاطر: 28)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی اعجاز آفرینیوں کا جتنی دقت نگاہ سے لوگ مطالعہ کریں گے حکمت ربانی کے نئے نئے جلوے رونما ہوتے جائیں گے انہیں اس تدبر اور مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا ایسا علم نصیب ہوگا جو انہیں عین الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل زیادہ دور نہیں۔ طلب صادق ہوگی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور انہیں ان بلندیوں پر فائز کردے گا جہاں حق الیقین کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں شک وشبہ کا غبار نہیں۔ وہاں پہنچ کر انہیں اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت نصیب ہوگی، پھر جس خشیت سے ان کے دل معمور ہوں گے ہمارے لئے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ حکمائے اسلام کے نزدیک علم کی حقیقت کیا ہے، اس کے لئے چند اقوال ملاحظہ فرمایئے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

"لیس العلم عن کثرة الحدیث لکن العلم عن کثرة الخشیة.

ترجمہ: زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت) ڈرنا(کو علم کہتے ہیں۔

(۲) امام مالک فرماتے ہیں:

"ان العلم لیس بکثرة الروایة وانما العلم نور یجعله الله فی القلب.

ترجمہ: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں، بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔

(۳) مجاہد فرماتے ہیں:

انما العالم من خشی الله عزوجل.

(ترجمہ) عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

(۴) ربیع بن انس کا ارشاد ہے:

"من لم یخش اللہ تعالیٰ لیس بعالم۔

ترجمہ: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

(۵) حضرت ابن مسعود سے ایک قول مروی ہے:

کفی بخشیۃ اللہ تعالیٰ علما وبالاغترار جھلا۔

ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان خدا سے غرور کرنے لگے۔

(۶) سعد بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: جو اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

"من فقہ اھل المدینۃ قال اتقاھم لربہ عزوجل۔

(۷) سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

"ان الفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ تعالیٰ ولم یؤمنھم من عذاب اللہ تعالیٰ ولم یدع القران رغبتہ عنہ الی غیرہ"۔

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کر دے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔ (قرطبی، ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۸۴) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۸۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 71، 2948، 3442، 6882، 7022، مسلم شریف، رقم الحدیث 1037، ترمذی، رقم الحدیث 2645، ابن ماجہ، رقم الحدیث 220، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2791، دارمی، رقم الحدیث 224، ابن حبان، رقم الحدیث 89، الادب المفرد، رقم الحدیث 666، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 8956، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 1436، طبرانی صغیر، رقم الحدیث 810، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 7381، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 2051، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 31045، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5839، مسند اسحاق، رقم الحدیث 439، مسند حمیدی، رقم الحدیث 412، مسند الشھاب، رقم الحدیث 345)

حل لغات:

یُفَقِّھْہُ :فقہا، بمعنی سمجھانا، فقیہ بنانا۔

تعارفِ روای:

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہے، آپ پانچویں پشت یعنی عبد المناف میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہیں۔ آپ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے، مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حضور کے سالے ہیں، کاتب وحی ہیں، عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے، چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے، امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر صلح فرمالی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ ھ لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۷۸ سال عمر پائی، آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر شریف، قمیض مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا، آپ کے پورے حالات شریف ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

شرح:

یعنی اسے دینی علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔ خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی طریقت اور حقیقۃً یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ قرآن وحدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علم دین نہیں، بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے۔ یہی مشکل ہے اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین آئمہ مجتہدین کے مقلد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے رب فرماتا ہے: "مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا" وہاں حکمت سے مراد فقہ ہی ہے۔ قرآن وحدیث کے ترجمے تو ابوجہل بھی جانتا تھا۔ دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں، بلکہ ان کا سمجھنا کمال ہے۔ عالم دین وہ ہے جس کی زبان پر اللہ اور رسول کا فرمان ہو اور دل میں ان کا فیضان، فیضان کے بغیر فرمان بیکار ہے، جیسے بجلی کی پاور کے بغیر فٹنگ بیکار۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 198:)

(۴۸۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا

(۴۸۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 73، 1343، 6722، 6886، مسلم شریف، رقم الحدیث 815، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1936، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 4208، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3651، ابن حبان، رقم الحدیث 90، سنن الکبری نسائی، رقم الحدیث 5840، سنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث 7615، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1085، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 231، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 13162، مسند طیالسی، رقم الحدیث 369، مسند حمیدی، رقم الحدیث 99، مسند حمیدی، رقم الحدیث 729)

حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاہُ اللہُ مَالًا، فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللہُ الْحِکْمَۃَ، فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ: الْغِبْطَۃُ، وَھُوَ اَنْ یَّتَمَنّٰی مِثْلَہٗ۔

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس کو راہ حق میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا کی اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی، اس کے ذریعے وہ فیصلے کرتا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حسد: سے مراد غبطہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اسی کی مثل تمنا کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کسی نعمت والے پر جلنا اور اس کی نعمت کا زوال، اپنے لیئے حصول چاہنا حسد ہے، جو بہت بڑا عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیئے بھی چاہنا غبطہ (رشک) ہے حسد مطلقاً حرام ہے، غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے ایسے ہی بافیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔ سبحان اللہ! بعض علماء کے علم اور بعض سخیوں کے مال سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں نیکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 198:)

(۴۸۶) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا؛ فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاَ، وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ، وَکَانَ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَآءَ، فَنَفَعَ اللہُ بِھَا

(۴۸۶) (بخاری شریف، رقم الحدیث 79، مسلم شریف، رقم الحدیث 2282، ابن حبان، رقم الحدیث 4، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5843، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 7311)

النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ: لَا تُمْسِكُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَأً. فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِیَ اللهُ بِهٖ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَی اللهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے تو زمین کے کچھ حصے زرخیز اور عمدہ ہوتے ہیں وہ پانی کو قبول کرتے ہیں اور بکثرت گھاس اور چارہ اگاتے ہیں اور زمین کے کچھ حصے خشک اور نشیبی ہوتے ہیں' وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے' وہ وہاں سے پانی پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کے ایک اور حصہ پر بارش نازل ہوتی ہے جو چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روکتا ہے' اور نہ گھاس وغیرہ اگاتا ہے' یہی مثال ہے اس شخص کی جو دین کی سمجھ حاصل کرے' اور جس چیز کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں وہ اسے فائدہ پہنچاتی ہے' سو وہ علم حاصل کرتا ہے' اور دوسروں کو تعلیم دیتا ہے' اور دوسرے شخص کی مثال جو اس کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

وَسَقَوْا :سقی، یسقی، سقیاً بمعنی پلانا، سیراب کرنا،

زَرَعُوْا، :زرع، یزرع، زرعاً، بمعنی بونا، کاشت کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ علم اور ہدایت ایک نہیں کبھی علم ہوتا ہے، ہدایت نہیں ہوتی جیسے اس امت کے بے دین علماء، کبھی ہدایت نصیب ہوجاتی ہے بہت سا علم نہیں ہوتا جیسے وہ عوام جو بے علم ہیں مگر ایمان دار ہیں کبھی علم اور ہدایت دونوں جمع ہوجاتے ہیں، جیسے علمائے دین ہیں۔ ہدایت علم سے افضل ہے، اسی لیئے اس کا ذکر پہلے ہوا، علم کتابوں سے ملتا ہے ہدایت کسی کی نظر سے۔

(اس کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کے یہاں علم اور فیضان کی کمی نہیں

تمام دنیا فیض لے لے تو گھٹتا نہیں کوئی نہ لے تو بیکار بچتا نہیں جیسے سورج کی روشنی اور بادلوں کا پانی۔

"اَجَادِبُ" اَجْدَبُ کی جمع ہے، بمعنی وہ سخت زمین جو پانی کو چوس کر ختم نہ کردے اسی لیئے قحط کو جدب کہتے ہیں، یہاں مراد نشیبی زمینیں ہیں تالاب بن جاتے ہیں۔

(زمین کے کچھ حصے خشک اور نشیبی ہوتے ہیں، وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ وہاں سے پانی پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کے ایک اور حصہ پر بارش نازل ہوتی ہے جو چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روکتا ہے، اور نہ گھاس وغیرہ اگاتا ہے) اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور گویا رحمت کا بادل ہیں حضور کا ظاہری اور باطنی فیض اور نورانی کلام بارش۔ انسانوں کے دل مختلف قسم کی زمین۔ چنانچہ مؤمن کا دل قابلِ کاشت زمین ہے، جہاں عمل اور تقویٰ کے پودے اُگتے ہیں، علماء اور مشائخ کے سینے گویا تالاب ہیں اور اس خزینہ کے گنجینے ہیں جس سے تا قیامت مسلمانوں کے ایمان کی کھیتیاں سیراب ہوتی رہیں گی۔ منافقین اور کفار کے سینے کھاری زمین ہیں نہ فائدہ اٹھائیں نہ پہنچائیں۔

اس تشبیہ سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، زمین کیسی اعلیٰ ہو اور کتنا ہی اچھا تخم بو یا جائے، مگر بارش کی محتاج ہے، دین و دنیا کی ساری بہاریں حضور کے دم سے ہیں۔ شعر

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار   کہ اگر خاور گر گل ہمہ پروردۂ تست

دوسرے یہ کہ تا قیامت مسلمان علماء کے حاجت مند ہیں کہ ان کی کھیتیوں کو پانی انہیں تالابوں سے ملے گا حضور کی رحمت انہی کے ذریعہ نصیب ہوگی۔

(اور دوسرے شخص کی مثال جو اس کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔) اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ اگر بفرض محال کسی کو حضور کی نبوت کی خبر ہی نہ پہنچے تو اسے عقیدۂ توحید کافی ہے، خیال رہے کہ مشبہ بہ میں زمین کے تین حصے بیان فرمائے گئے مگر مشبہ میں انسان کی صرف دو جماعتوں کا ذکر ہوا کیونکہ علماء ہدایت میں عالی ہیں اور کفار گمراہی میں عالی، درمیانی لوگ یعنی صالح مؤمن خود سمجھ میں آجاتے ہیں اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا۔ خیال رہے کہ تالاب بہت سی قسم کے ہیں بڑے چھوٹے، بہت نافع کم نافع، بعض تالابوں سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں جیسے بھوپال کا تالاب، ایسے ہی علماء کے مختلف مراتب ہیں بعض مجتہدین ہیں جیسے چاروں امام، بعض کاملین ہیں، بعض راسخین ہیں، پھر ان میں بعض محدثین ہیں اور بعض مفسرین، یہ تشبیہ ان سب کو شامل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 148:)

(۴۸۷) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "فَوَاللهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ

النَّعَمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۸۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ"۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے تبلیغ کرو خواہ ایک آیت ہی (کسی تک) پہنچاؤ اور بنو اسرائیل سے (ان واقعات) بیان کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (بخاری)

حل لغات:

بَلِّغُوا :از، بلغ، یبلغ، بلوغاً، بمعنی پہنچنا۔ اور باب تفعیل سے بمعنی پہچانا آتا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سُوال: جو عالم نہ ہو کیا اُس کے بیان کرنے کی بھی کوئی صُورت ہے؟

جواب: غیرِ عالم کے بیان کی آسان صُورت یہ ہے کہ عُلَمائے اہلِ سنّت کی کتابوں سے حسبِ ضَرورت فوٹو کاپیاں کروا کر اُن کے تَراشے اپنی ڈائری میں چَسپاں کر لے اور اس میں سے پڑھ کر سنائے۔ منہ زَبانی کچھ نہ کہے نیز اپنی رائے سے ہرگز کسی آیتِ کریمہ کی تفسیر یا حدیثِ پاک کی شَرح وغیرہ بیان نہ کرے۔ کیوں کہ تفسیر بالرّائے اسے حرام ہے اور اپنی اٹکل کے مطابق آیت سے اِستِدلال یعنی دلیل پکڑنا اور حدیثِ مبارک کی شرح کرنا اگر چِہ دُرُست ہو تب بھی شرعاً

(۴۸۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6099، بخاری شریف، رقم الحدیث 2783، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8978، ابن حبان، رقم الحدیث 6932، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 5844، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 354، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5818)

(۴۸۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 3274، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2669، داری، رقم الحدیث 542، مسند امام احمد، رقم الحدیث 6486، ابن حبان، رقم الحدیث 6256، طبرانی صغیر، رقم الحدیث 462)

اِس کی اجازت نہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم: جس نے بغیر علم قران کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

(ترمذی ج ۴ ص ۴۳۹ حدیث ۲۹۵۹)

(۴۸۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا. سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حصولِ علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔ (مسلم)

(۴۹۰) وَعَنْهُ اَیْضًا رَّضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے (لوگوں کو) راہ ہدایت کی طرف بلایا اسے ان لوگوں کے ثواب جتنا ثواب ملے گا جنہوں نے اس کی پیروی کی اور اس سے ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایک جگہ ارشاد فرمایا: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، ص ۱۰۵۰، حدیث ۱۸۹۳)

اور فرمایا: جس نے نیکی کی طرف بلایا اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ... الخ، ص ۱۴۳۸، حدیث ۲۶۷۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل تیرے ذریعے کسی

(۴۸۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6726' بخاری شریف' رقم الحدیث 2310' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 4893' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1425' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 225' مسند امام احمد' رقم الحدیث 5646' ابن حبان' رقم الحدیث 533' مستدرک حاکم' 8159' بیہقی' رقم الحدیث 11292' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2789' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 4801)

(۴۹۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6678' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 4509' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2674' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 205' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 509' دارمی' رقم الحدیث 513' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9141' ابن حبان' رقم الحدیث 112' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 3610' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6489' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 5277)

ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۲/۵۳۴، حدیث ۳۷۰۱)

(۴۹۱) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ، اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْلَہٗ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین قسم کا عمل منقطع نہیں ہوتا۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔ (۳) اور وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کہ شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 52 کے تحت ہوچکی ہے واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

(۴۹۲) وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَّا فِیْھَا، اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَمَا وَالَاہُ، وَعَالِمًا، اَوْ مُتَعَلِّمًا"۔

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔ قَوْلُہٗ: "وَمَا وَالَاہُ": اَیْ طَاعَةُ اللّٰہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: دنیا ملعون ہے اور دنیا کی ہر چیز بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کی اطاعت کے اور عالم اور طالب علم کے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

وما والاہ: کا مطلب ہے اللہ کی اطاعت۔

(۴۹۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4110، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2880، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1376، نسائی شریف، رقم الحدیث 3651، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 241، دارمی، رقم الحدیث 517، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8831، ابن حبان، رقم الحدیث 93، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2494، بیہقی، رقم الحدیث 12415، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6475، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 6181)

(۴۹۲) (ترمذی شریف، کتاب الزھد، رقم الحدیث 2322)

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کی اطاعت کے اور عالم اور طالب علم کے۔) یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں۔ اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں۔ والاٰ بنا ہے ولی سے بمعنی قرب یا محبت یا تابع ہونا یا سبب لہٰذا اس جملہ کے چار معنی ہیں: وہ حضرات انبیاء و اولیاء جو اللہ سے قریب کردیں یا اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، یا جو ذکر الٰہی سے قریب کردے، یا جو ذکر اللہ کے تابع ہے، یا جو ذکر اللہ کا سبب ہے۔ (اشعہ) یعنی اللہ کا ذکر اللہ کے محبوب بندے علماء طلباء اگرچہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں ہیں یہ تو اللہ کے محبوب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کا ذکر ہر عبادت ہر سعادت کا سر ہے جیسے بدن کے لیے جان ضروری ہے ایسے ہی مؤمن کے لیے ذکر اللہ لازمی ہے۔ ذکر اللہ سے دنیا کا بقاء آسمان و زمین کا قیام ہے۔ (مرقات) جب ذاکرین فنا ہو جائیں گے تو قیامت آجاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7 تحت حدیث 22:)

(۴۹۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ"۔
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وقال: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حصول علم کی غرض سے گھر سے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے حتیٰ کہ واپس لوٹ آئے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۹۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَنْ یَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِّنْ خَیْرٍ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃَ"۔
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مومن خیر (علم) سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

---

(۴۹۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2647)

(۴۹۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2686)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

یَّشْبَعَ: شبع، یشبع، شبعًا بمعنی سیر ہونا، شکم سیر ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی علم دین کی حرص ایمان کی علامت ہے، جتنا ایمان قوی اتنی ہی یہ حرص زیادہ، بڑے بڑے علماء علم پر قناعت نہیں کرتے۔ صوفیاء فرماتے ہیں: "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ" یعنی گہوارہ سے قبر تک علم سیکھو۔ اس حدیث میں علم کے حریص کو جنت کی بشارت ہے۔ ان شاء اللہ علم دین کا متلاشی مرتے ہی جنتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ کسی کو اپنے خاتمہ کی خبر نہیں سوا عالم دین کے کہ ان کے لیئے حضور نے وعدہ فرمالیا کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے علم دین دیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،1 تحت حدیث 219:)

(۴۹۵) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت اسی طرح ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ پر، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے آسمانوں والے اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی ان لوگوں کے لئے دعا کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۹۵)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 2685)

حلِ لغات:

مُعَلِّم: استاذ، استاد، تعلیم دینے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ پر) یہ تشبیہ بیان نوعیت کے لئے نہ کہ بیان مقدار کے لئے، یعنی جس قسم کی بزرگی مجھ کو تمام مسلمانوں پر حاصل ہے اس قسم کی بزرگی عالم کو عابد پر یعنی دینی بزرگی نہ کہ محض دنیاوی، اگرچہ ان دونوں بزرگیوں میں کروڑہا فرق ہیں۔ بادشاہ کو رعایا پر سلطنت کی، مالدار کو فقیر پر مال کی، جتھے والے کو بے کس پر قوت کی، حسین کو بدشکل پر جمال کی بزرگی حاصل ہے۔ مگر یہ بزرگیاں، دنیوی اور فانی ہیں، نبی کو مخلوق پر دینی بزرگی حاصل ہے، جو ابد الآباد تک قائم ہے، ایسے ہی عالم کو جاہل پر، آج سکندر کو کسی فقیر پر ملکی بزرگی نہیں، مگر امام ابوحنیفہ کو تمام مقلدین پر بے پناہ عظمت اب بھی حاصل ہے۔ خیال رہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبیوں پر اور درجہ کی بزرگی ہے، صحابہ پر اور درجہ کی، اولیاء و علماء پر اور درجہ کی، عوام پر اور درجہ کی، اَدْنٰی کُم میں اس آخری درجہ کی طرف اشارہ ہے۔ فرماتے ہیں: "وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ" رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ" اس آیت میں نور الٰہی کی مثال نور چراغ سے دی گئی حالانکہ چراغ کے نور کو اس نور سے کیا نسبت؟ ایسے ہی یہ بھی تمثیل ہے۔

(اور اس کے فرشتے آسمانوں والے) ملائکہ سے حاملین عرش فرشتے اور اہلِ سمٰوٰت سے باقی فرشتے مراد ہیں۔ اللہ کی صلوٰۃ سے اس کی خاص رحمت اور مخلوق کی صلوٰۃ سے خصوصی دعائے رحمت مراد ہے، ورنہ عام رحمتیں اور عام دعائیں سارے مسلمانوں کے لیئے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ" اور فرماتا ہے: "وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" الخ۔ لہٰذا یہ حدیث نہ تو قرآن کے خلاف ہے اور نہ اس سے یہ لازم آیا کہ علماء حضور کے برابر ہو جائیں کیونکہ حضور پر بھی رب تعالیٰ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور علماء پر بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،1 تحت حدیث 211:)

(۴۹۶) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ

(۴۹۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2682)

الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

◄ ◄ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص حصولِ علم کے راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اس کے عمل سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہے (یعنی حصول علم) اور بلاشبہ آسمانوں والے اور زمین والے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی عالم کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جیسے کہ چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے اور بلاشبہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کرام نے وارثت میں نہ کوئی درہم چھوڑا اور نہ دینار انہوں نے فقط علم کا ورثہ چھوڑا سو جس نے اسے حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ (ترمذی)

تعارفِ روای:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں) ظاہر یہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی ہی مراد ہیں کہ جب طالب علم علم میں مشغول ہوتا ہے تو اس کا کلام سننے کے لیئے ملائکہ نیچے اتر آتے ہیں اور گفتگو سنتے ہیں جیسا تلاوت قرآن کے موقعہ پر یا قیامت میں طالب علم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھائیں گے یا مطلب یہ ہے کہ طالب علم کے لیئے ملائکہ نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی مشقتوں کو آسان کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ" اسی جگہ مرقاۃ نے اس کے متعلق عجیب واقعات بیان فرمائے ہیں۔

(اور بلاشبہ آسمانوں والے اور زمین والے) یعنی علمائے دین کے لیئے چاند، سورج، تارے اور آسمانی فرشتے ایسے ہی زمین کے ذرے، سبزیوں کے پتے اور بعض جن و انس اور تمام دریائی جانور مچھلیاں وغیرہ دعائے مغفرت کرتے ہیں، کیونکہ علمائے دین کی وجہ سے دین باقی ہے اور دین کے بقا سے عالم قائم ہے، علماء کی ہی برکتوں سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے، حدیث شریف میں ہے "بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ"۔ علماء کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی، علماء دنیا کا تعویذ ہیں۔ (مرقاۃ واشعۃ) خیال رہے کہ علماء میں علمائے شریعت بھی داخل ہیں اور علمائے طریقت بھی بلکہ کوئی شخص علم کے بغیر ولی اللہ نہیں بنتا، اللہ جاہلوں کو ولی نہیں بناتا، فرماتا ہے: "إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔ (از مرقاۃ)

عالم سے مراد وہ عالم ہے جو صرف ضروری اعمال پر قناعت کرے اور بجائے نوافل کے علمی خدمات انجام

دے۔عابد سے وہ شخص مراد ہے جوصرف اپنے ضروری مسائل سے واقف ہواوراپنے اوقات نوافل میں گزارے۔ بے دین اور فاسق عالم اورنرا جاہل عابد اس گفتگو سے خارج ہے۔خیال یہ چاند آفتاب سے نور لے کررات میں سارے عالم کوجگمگا دیتا ہے،ایسے ہی عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لے کر دینی روشنی پھیلا دیتے ہیں۔تارے خودنور ہیں مگر چاندنور بخشنے والا۔عابد اپنے لیئے اور عالم عالَم کے لیئے کوشش کرتے ہیں،عابد اپنی کملی بچاتا ہے،عالم طوفان سے لوگوں کا جہاز نکال لے جاتا ہے۔لازم سے متعدی افضل۔

(اور بلاشبہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں) سبحان اللہ! جب مورث اتنے اعلٰی تو وارث کیسے شان دار ہوں گے۔مرقاۃ نے فرمایا کہ علمائے مجتہدین رسولوں کے وارث ہیں اور علمائے غیر مجتہدین نبیوں کے،لفظ علماء و انبیاء ان دونوں کو شامل ہے۔خیال رہے کہ علمائے اسلام حضور کے وارث اور چونکہ حضور تمام نبیوں کی صفات کے جامع ہیں لہٰذا علماء سارے انبیاء کے وارث ہوئے۔

خیال رہے کہ بعض انبیاء تارک الدنیا تھے جنہوں نے کچھ جمع نہ کیا جیسے حضرت یحيٰی وعیسیٰ علیہما السلام اور بعض نے بہت مال رکھا۔جیسے حضرت سلیمان وداؤد علیہما السلام لیکن کسی نبی کی مالی میراث نہ بٹی،ان کا چھوڑا ہوا مال دین کے لیئے وقف ہوتا ہے اورتا قیامت علماء ان کے وارث،اسی لیئے علماء کو وارثین انبیاء کہا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از،مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج،1 تحت حدیث 210:)

(۴۹۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

"نَضَّرَ اللهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ"۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"۔

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز وشاداب کرے جس نے ہم سے کوئی چیز سنی اوراسے دوسروں تک پہنچایا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے وہ اس سے زیادہ یادرکھنے والا ہوجس نے (وہ بات ہم سے) سنی۔

اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیااورکہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۹۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ"۔

(۴۹۷)(ترمذی شریف،رقم الحدیث 2657)

(۴۹۸)(ترمذی شریف،رقم الحدیث 2649)

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

لِجَام: مہار، لگام۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، حضرتِ سیّدُ نا قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ منیٰ پہنچے، تو ہر طرف سے لوگوں نے مسئلے پوچھنے شروع کر دیئے۔ آپ ہر سوال کے جواب میں یہی فرما دیتے کہ ''میں نہیں جانتا۔'' جب لوگوں نے اس جواب پر تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا: ''بخدا! تمہارے ان سوالوں کا جواب ہمیں نہیں آتا، اگر آتا ہوتا، تو ہرگز نہ چھپاتے، کیونکہ علم چھپانا جائز نہیں۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۲۱۴)

بہت سے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اس لئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا یہ وعید مطلق نہیں کیونکہ علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالبِ علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے ورنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہلِ حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: حق داروں سے علم روک کر ان پر ظلم نہ کرو اور نااہلوں کو حکمت سکھا کر ان پر ظلم نہ کرو۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۱۵۹، ج ۱، ص ۱۴۱)

دنیا کے لیے علم دین حاصل کرنے کا انجام:

(۴۹۹) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" يَعْنِيْ: رِيْحَهَا.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وہ علم جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے محض اس لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ کوئی دنیاوی غرض حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکے گا' یعنی اس کو جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

یُبْتَغٰی: از، ابتغاءً بمعنی طلب کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کہ علم دین رضائے الٰہی کے لیئے حاصل کرو اسے صرف دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ دنیا کے سامان سے روپیہ

(۴۹۹) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3664)

پیسہ بھی مراد ہے اور دنیوی عزت و جاہ بھی۔مرقاۃ نے فرمایا کہ علم دین کے ذریعے دنیا حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ دنیا اصل مقصود ہو اور علم دین محض اس کا وسیلہ یہ سخت برا ہے وہی یہاں مراد ہے۔دوسرے یہ کہ علم دین سے دین ہی مقصود ہو مگر تبعًا دنیا بھی حاصل کی جائے تا کہ فراغت سے خدمت دین ہو سکے یہ ممنوع نہیں، کیونکہ اب دین مقصود ہے اور دنیا اس کا وسیلہ۔فقیر عالم کا وعظ دلوں میں موثر نہیں ہوتا۔حضرات خلفائے راشدین نے خلافت پر تنخواہیں لیں۔جہاد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر فقط غنیمت کے لئے کرتا ہے تو برا اور اگر تبلیغ دین کے لئے ہے اور غنیمت و ملک اس کا وسیلہ ہے تو اچھا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 222)

(۵۰۰) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا. فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ. فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو چھین کر قبض نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں سے چھین لے لیکن اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھالے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے سو ان (سرداروں) سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے' وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔(متفق علیہ)

حلِ لغات:

اِنْتِزَاعًا : اکھڑنا، اکھیڑنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کہ قریبِ قیامت علم اُٹھ جائیگا، جہالت پھیل جائے گی، یعنی اس کے اٹھنے کا ذریعہ نہ ہوگا کہ لوگ پڑھا ہوا بھول جائیں گے، بلکہ علماء وفات پاتے رہیں گے اور بعد میں دوسرے علماء پیدا نہ ہوں گے جیسا کہ اب ہو رہا ہے کہ ایک خلقت انگریزی کے پیچھے پھر رہی ہے۔دینِ رسول اللہ یتیم ہوکر رہ گیا۔علم سے علمِ دین مراد ہے۔

(۵۰۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6670' بخاری شریف' رقم الحدیث 100' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2652' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 52' دارمی' رقم الحدیث 244' مسند امام احمد' 6511' ابن حبان' رقم الحدیث 6723' بیہقی' رقم الحدیث 20139)

(سردار) سے مراد قاضی، مفتی، امام اور شیخ ہیں جن کے ذمّے دینی کام ہوتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ دینی عہدے جاہل سنبھال لیں گے اور اپنی جہالت کا اظہار ناپسند کریں گے۔ مسئلہ پوچھنے پر یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں بلکہ بغیر علم گھڑ کر غلط مسئلے بتائیں گے اس کا انجام ظاہر ہے۔ بے علم طبیب مریض کی جان لیتا ہے اور جاہل مفتی اور خطیب ایمان برباد کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، تحت حدیث 204:)

کِتَابُ حَمْدِ اللهِ تَعَالٰی وَشُکْرِهٖ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

۹۹۔ بَابُ وُجُوبِ الشُّکْرِ

شکر کے واجب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: {فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ٥} (البقرۃ: 152)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو''٥

تشریح:

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ استغفار دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت وکبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔

ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح وتکبیر ثناء وقراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع وخضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام، رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن وحدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

یہاں بھی عارف باللہ قاضی ثناء اللہ کے الفاظ ہی قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ولما کان طریق تحصیل تلك المعارف منحصرا فی الالقاء والانعکاس وکان کثرۃ

الذکر والمراقبة یفید للقلب والنفس صلاحیة الانعکاس من مشکاة صدر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بلا واسطة او بوسائط عقب اللہ سبحانہ بقولہ فاذکرونی۔

ترجمہ:۔ جب ان معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القا اور انعکاس ہے اور ذکر الٰہی اور مراقبہ سے ہی دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان والقا قبول کر سکے اس لئے حکم دیا کہ میرا ذکر کیا کرو۔ کثرت ذکر سے ہی تم اس مقام پر فائز کئے جاؤ گے۔ جہاں انوار وتجلیات کی بے محابا بارش ہوتی ہے اور دوری کے حجاب یکسر الٹ دیئے جاتے ہیں۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی بندہ کی کوئی عزت افزائی ہو سکتی ہے کہ اس کا مالک و خالق اس کو اپنی یاد سے سرفراز فرماوے۔ ایک حدیث قدسی بھی ملاحظہ ہوتا کہ اپنے رب کریم کی بندہ نوازی کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔

"انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرته فی ملا خیر منهم وان تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا وان اتانی یمشی اتیته هرولة) متفق علیه)۔

ترجمہ:۔ میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک قدم اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

جو انعام میں نے تم پر فرمائے۔ مثلاً رسول بھیجے، ہدایت کی توفیق بخشی، شوق ومحبت کا جذبہ عطا فرمایا اس پر شکر ادا کرو۔ نعمتوں کا انکار، رسول کی نافرمانی اور غفلت میں وقت ضائع کر کے ناشکری نہ کرو۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ} (ابراھیم: 7)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اگر احسان جانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا"۔

تشریح:۱

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے۔ یہاں

ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللہُ تَعَالٰی: {وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ} (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور یوں کہو: سب خوبیاں اللہ کو''۔

تشریح: حمد باری تعالیٰ پر چند احادیث:

حضرت سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، "اے ابو اُمامہ! تم اپنے ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو؟" میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہوں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا، "کیا میں تجھے تیرے دن رات ذکر کرنے سے زیادہ اور افضل کلمات نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ! کیوں نہیں ضرور بتائیے۔" ارشاد فرمایا": اللہ عزوجل کی پاکی اس کی تمام مخلوق کے عدد کے برابر ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق کی تعداد ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء کو زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء اس کی کتاب میں بیان ہیں، ہر شے کے عدد کے برابر اللہ کی پاکی ہے، ہر شے کے گھیراؤ جتنی اللہ کی پاکی ہے، اللہ کی خوبیاں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر ہیں، اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے اور اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق ہے، اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی جگہ کو زمین وآسمان کی اشیاء گھیرے ہوئے ہیں، اللہ کی اتنی خوبیاں ہے جتنی اس کی کتاب میں بیان ہیں اور اللہ کی حمد ہے ہر شے کے عدد جتنی اور اللہ کی حمد ہے ہر شے کے گھیراؤ جتنی۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، رقم ۸۶۷، ج ۲، ص ۹۸)

ایک روایت میں ہے، "کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ جب تم انہیں پڑھو پھر دن رات ذکر کرتے رہو تب بھی انکے اجر تک نہ پہنچ سکو؟" میں نے عرض کیا، "ضرور بتائیے۔" فرمایا، "اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی انواع پر اسکی کتاب مشتمل ہے اور اللہ کی اتنی خوبیاں جتنی اس کی کتاب میں ہیں اور اللہ کی خوبیاں ہیں جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہے اور اللہ کو حمد ہے اتنی جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے اور اللہ کو حمد ہے جتنی جگہ کو زمین وآسمان گھیرے ہوئے

[illegible] شے کی تعداد [illegible] اللہ کا شکر [illegible]" (المعجم الکبیر، رقم ۸۱۲۲، ج ۸، ص ۲۹۲)

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، "جس نے یہ کہا": اللہ عزوجل کے لئے تمام خوبیاں ہیں جس کی عظمت کے آگے ہر شئی سرنگوں ہے اور اس اللہ عزوجل کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس کی عزت کے آگے تمام چیزیں ذلیل ہیں اور تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کی حکومت کے سامنے ہر شے سر جھکائے ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کی قدرت کے سامنے ہر شے سرخمیدہ ہے۔"

اور یہ کلمات اللہ عزوجل سے اجر وثواب کی طلب میں کہے اللہ عزوجل اسکے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھے گا اور اسکے ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتوں کو قیامت تک اسکے لئے استغفار کرنے پر مقرر فرمائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی الحمد، رقم ۱۶۸۹۱، ج ۱۰، ص ۱۱۶)

حضرتِ سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ دن یا رات میں اللہ عزوجل کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہیں تو یہ کہہ لیا کریں 'اے اللہ تیرے لئے بہت سی ہمیشہ رہنے والی بہت خوبیاں ہیں جو تیرے وجود تک تیرے ساتھ ہیں اور تیرے لئے ایسی خوبی ہے جس کی تیرے علم کے علاوہ کوئی انتہا نہیں اور تیرے لئے ایسی خوبی ہے جس کی انتہاء تیری مشیت کے علاوہ کچھ نہیں اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جس کے قائل کی جزا تیری رضا کے علاوہ کچھ نہیں۔" (شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ عزوجل وشکرھا، رقم ۴۳۸۹، ج ۴، ص ۹۵)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللہُ تَعَالیٰ: {وَاٰخِرُ دَعْوٰاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ} (یونس: 10).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سدا اللہ کے لیے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔

(۵۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اُتِیَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ بِقَدَحَیْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ، فَنَظَرَ اِلَیْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ. فَقَالَ جِبْرِیْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات دو پیالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ' سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر دودھ کا پیالہ پکڑ لیا۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے

(۵۰۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 319' نسائی شریف' رقم الحدیث 12527' مسند امام احمد' رقم الحدیث 23380' 23381' 8793' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 8793' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 3375' 3499' 5036' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9976)

ہیں جس نے آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی ہے اگر آپ شراب کا پیالہ پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

حل لغات:

بِقَدَحَیْنِ: قدح کا تثنیہ، بمعنی پیالہ۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

چونکہ بچہ پیدا ہو کر پہلی غذا دودھ حاصل کرتا ہے اس لیے فطرت دودھ کی شکل میں دکھائی گئی اور شراب انسان کی شکل بگاڑ کر صدہا بدعملیاں بدعقیدگیاں اس سے کرا دیتی ہے اس لیے گمراہی سرکشی شراب کی شکل میں دکھائی گئی جیسے خواب میں ہم رحمتوں اور آفتوں کو مختلف شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔ شاہ مصر نے قحط سالیوں کو خشک بالیوں دبلی گایوں کی شکل میں دیکھا اسی طرح حضرات انبیاء کرام آئندہ واقعات کو مختلف شکلوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نبی کے عمل کا امت پر اثر پڑتا ہے کہ شراب آپ اختیار فرماتے اور گمراہ ہوتی امت۔ دوسرے یہ کہ تا قیامت ان شاء اللہ سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے، ان میں ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی اور وہ ہی جماعت سب پر غالب رہے گی تعداد اس کی زیادہ ہوگی، حضور فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم بڑے گروہ ہی کی پیروی کرو۔ الحمد للہ اہلِ سنت والجماعت اب ہمیشہ سب پر غالب ہیں اور اسی ۸۰ بلکہ نوے ۹۰ فیصد یہ ہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کیطرف سے مؤید ہیں کوئی کام غلط آپ تک پہنچتا ہی نہیں، دیکھو حضور انور نے اللہ کی توفیق سے دودھ ہی اختیار کیا، جو کوئی خواب میں دودھ پیئے ان شاء اللہ وہ ہدایت پر رہے گا اور اسے خیر کی توفیق ملے گی اس تعبیر کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7، تحت حدیث 4/

(۵۰۲) وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهٗ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی ذی شان کام جس کی ابتداء "الحمد للہ" سے نہ کی جائے وہ ناقص ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۵۰۳) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

(۵۰۲) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1894)

"إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بندے کا بیٹا فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل (قرار) لے لیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۰۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوجاتا ہے جو جب بھی کھانا کھاتا ہے تو الحمد للہ کہتا ہے اور جب بھی پانی پیتا ہے تو الحمد للہ کہتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الْأَكْلَةَ: بمعنی، لقمہ، از، اکل، اکلاً بمعنی، کھانا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

یہ اللہ تعالیٰ کی رضا تب ہی حاصل ہوگی جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں گے کیونکہ آپ

(۵۰۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1021)

(۵۰۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6804، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1816، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11992، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4332)

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت مبارکہ ہے کہ جب پانی پیو تو تین سانس میں پیو اور پھر اللہ کی حمد بیان کرو، اور جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو (جیسا کہ کتاب الطعام میں گزرا) تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل ہوگا تو کھانے پینے میں اللہ کا ذکر ہوگا اور جب اللہ کا ذکر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہم اسب کو اس طریقے سے بھی اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق دے آمین۔

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان

۱۰۰۔ بَابُ فَضْلُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہوسکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا، ج 2، ص 145)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝} (الاحزاب: 56)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''۝

تشریح:

سید عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے، یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل واصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں

سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکریم ہے علماء نے اللھم صل علیٰ محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین وملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔ (تفسیر خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے، دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں، جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شریف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لیے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود وسلام سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی، سونے والا، پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں۔ فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں، اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے، سجود اور درود۔

احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لیے آل پاک کا ذکر بھی چاہیے لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق)

درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔ ف 2۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم) علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ

سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آ جاتا ہے اس لیے ان کے لیے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا۔ تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں، نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے بار غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

اسلام کو مٹانے کے لئے کفر کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبہ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے وطن، گھر بار، اہل و عیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا، لیکن دامن مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثنا کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کر و فر اور شکوہ و طمطراق کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار ان مٹھی بھر اہل ایمان سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اقدس و اطہر پر طرح طرح کے بیجا الزامات تراشنے شروع کر دیئے تاکہ لوگ رشد و ہدایت کی اس نورانی شمع سے نفرت کرنے لگیں اور یوں اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ بتایا کہ یہ میرا حبیب اور میرا پیارا رسول وہ ہے جس کی وصف و ثنا میں اپنی زبان قدرت سے کرتا ہوں اور میرے سارے ان گنت فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ تم چند لوگ اگر اس کی شان عالی میں ہرزہ سرائی کرتے بھی رہو، تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب و خاسر ہو گے۔

اس آیت کریمہ کی جلالت شان کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کے لئے پہلے اس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

آیت کریمہ میں فعل صلوٰۃ (درود) کے تین فاعل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ۔ (۲) فرشتے۔ (۳) اہل اسلام۔

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔

فھو منہ عزوجل ثناءہ علیہ عند الملائکۃ و تعظیمہ۔ رواہ البخاری عن ابی العالیہ۔

علامہ آلوسی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وتعظیمہ تعالیٰ ایاہ فی الدنیا باعلاء ذکرہ و اظھار دینہ وابقاء العمل بشریعتہ وفی الاخرۃ فی امتہ واجزال اجرہ ومثوبتہ وابداء فضلہ للاولین والاخرین بالمقام

المحمود و تقدیمه علی کافة المقربین بالشهود"

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کر کے، اس کے دین کو غلبہ دے کر اور اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کے اس دنیا میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و شان بڑھاتا ہے اور روز محشر امت کے لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہترین اجر و ثواب عطا کر کے اور مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اولین اور آخرین کے لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقربین پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سبقت بخش کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کو آشکارا فرماتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنی دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دست بدعا ہیں۔ اس جملہ میں ان اللہ وملائکتہ الخ میں اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ لیکن اس کی خبر جملہ فعلیہ ہے۔ تو یہاں دونوں جملے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ جملہ اسمیہ استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے اور فعلیہ تجدد و حدوث کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر دم، ہر گھڑی اپنے نبی مکرم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور آپ کی شان بیان فرماتا ہے۔ اسی طرح اس کے فرشتے بھی اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ عراقی نے کیا خوب لکھا ہے:

''ثنائے زلف و رخسار تو اے ماہ ملائکہ ورد صبح و شام کردند''

جب اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے پر ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس کی ثنا گستری میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور اس کی رفعت شان کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں، تو اے اہل ایمان تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لئے دعا مانگا کرو۔ علامہ ابن منظور "صلوٰۃ" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مومن بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے:

"اللهم صلی علی سیّدنا محمد فمعناه عظمه فی الدنیا باعلاء ذکره و اظهار دعوته وابقاء شریعته وفی الاخرة بتشفیعه فی امته تضعیف اجره ومثوبته:

یعنی اے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما۔ اس کے دین کو غلبہ دے اور اس کی شریعت کو باقی رکھ کر اس دنیا میں ان کی شان بلند فرما اور روز محشر ان کی شفاعت قبول فرما۔ اجر اور ثواب کو کئی گناہ کر دے۔

اگرچہ صلوٰۃ بھیجنے کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے لیکن ہم نہ شان رسالت کو کما حقہ، جانتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اعتراف عجز کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں: اللھم صلی الخ۔ یعنی مولا کریم تو ہی اپنے محبوب کی شان کو اور قدر و منزلت کو صحیح طور پر جانتا ہے۔ اس لئے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب پر درود بھیج جو اس کی شان کے شایاں

ہے۔

"وقيل المعنى لما امرنا الله تعالىٰ سبحانه بالصلوٰة عليه ولم نبلغ قدر الواجب من ذلك احلنا على الله وقلنا اللهم صلى انت على محمد لانك اعلم بما يليق به (لسان العرب)۔

اس آیت میں ہمیں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ میں بھی درود شریف کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث تبرکاً ذکر کردیتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی اپنے رسول مکرم، ہادیٔ اعظم، مرشد اکمل (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

(۱) عن عمر بن الخطاب (رضى الله تعالىٰ عنه) قال خرج رسول الله (صلى الله عليه وسلم) لحاجة فلم اجد احدا يتبعه ففزع عمر واتاه بمطهرة من خلفه فوجد النبى (صلى الله عليه وسلم) ساجدا فى مشربة فتجى عنه من خلفه حتى رفع النبى (صلى الله عليه وسلم) راسه فقال احسنت يا عمر هين وجدتنى ساجد تنحيت عنى ان جبرئيل اتانى فقال من صلى عليك من امتك واحدة صلى الله تعالىٰ عليه عشر صلوات و رفعه عشر درجات۔

ترجمہ: حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ باہر آئے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک وادی میں سربسجود پایا اور چپکے سے ایک طرف ہٹ کر پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر! تو نے بہت اچھا کیا جب مجھے سربسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبرئیل) علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے آکر یہ بتایا کہ جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کردے گا۔

(۲) عن عبد الله بن ابى طلحة عن ابيه ان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) جاء ذات يوم والسرور يرى فى وجهه وقالوا يا رسول الله! انا لنرى السرور فى وجهك وقال انه اتانى الملك فقال يا محمد اما يرهنيك ان ربك عزوجل يقول انه لا يصلى عليك احد من امتك الا صليت عليه عشرا ولا يسلم عليك احد من امتك الا سلمت عليه عشرا قلت بلى۔

(ترجمہ) ایک دن حضور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ رخ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج تو چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آکر کہا کہ اے سراپا حسن وخوبی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا، اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ میں اپنے مولا کریم کی اس نوازش پر از حد خوش ہوں۔

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من ذکرت عندہ فلیصل علی ومن صلی علی مرۃ واحدۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشرا۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا۔

(۴) عن عبد اللہ بن علی بن الحسین عن ابیہ ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال البخیل من ذکرت عندہ ثم لم یصل علی۔

حضرت عبد اللہ حضرت زین العابدین کے فرزند نے اپنے والد بزرگوار سے انہوں نے اپنے والد گرامی سیّدنا امام حسین سے روایت کیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(۵) عن طفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ قال کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اذا ذھب ثلثاء اللیل قام وقال یایھا الناس اذکروا اللہ۔ جاءت الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ۔ جاء الموت بما فیہ۔ جاء الموت بما فیہ۔ قال ابی قلت یا رسول اللہ انی اکثر الصلوٰۃ علیك فکم اجعل لك من صلاتی ما شئت قلت الربع قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت فالنصف قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت فالثلثین قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت اجعل لك صلاتی کلھا قال اذا تکفی ھمك ویغفر لك ذنبك۔

ابی بن کعب کے لڑکے طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ تھرا دینے والی آ گئی۔ اس کے پیچھے اور آنے والی ہے۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آ پہنچی۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آ پہنچی۔ میرے باپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایئے کہ میں کس قدر بڑھا کروں۔ فرمایا: جتنا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا کیا وقت کا چوتھائی حصہ فرمایا، جتنا تیرا جی چاہے۔ اور اگر

اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا، نصف وقت۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے، اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کی میں اپنا سارا وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا:

"تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

عن الطفيل بن ابی عن ابيه قال قال رجل يا رسول الله۔ ارايت ان جعلت صلاتی كلها عليك قال اذا يكفيك الله ما اهمك من دنياك و اخرتك۔

طفیل کہتے ہیں، میرے والد نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اگر اپنا تمام وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھنے میں صرف کردوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا وآخرت کی مشکلیں آسان کر دے گا۔

آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہوگئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہوگا جو رحمتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے اور وہاں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بھی چند اہم مقامات اور اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت:

عن ابی هريرة (رضی الله تعالیٰ عنه) عن النبی (صلی الله عليه وسلم) ما جلس قوم مجلساً ولم يذكروا الله فيه ولم يصلوا علی نبيهم الا كان عليهم ترة يوم القيامة وان شاء عذبهم وان شاء غفر لهم۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے وبال ہوگی، چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت:

حضرت ابوسعید سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔

اذان کے بعد: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب موذن کو تم اذان

دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔

اذا سمعتم الموذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلى الله عليه بها عشرا۔ الخ۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت:

حضرت عبداللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں:

"قالت قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) اذا اخل المسجد صلى على محمد ثم قال اللهم اغفرلى ذنوبي وافتح لى ابواب رحمتك واذا اخرج صلى على محمد وسلم ثم قال اللهم اغفرلى ذنوبي وافتح لى ابواب فضلك۔

دعا کرتے وقت:

حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے:

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)، حضرت صدیق اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی، پھر میں نے درود پاک پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگنے لگا، تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

"عن عبد الله قال كنت اصلى والنبي (صلى الله عليه وسلم) وابو بكر وعمر معه فلما جلست بدات بالثنا على الله تعالىٰ ثم بالصلوٰة على النبي (صلى الله عليه وسلم) ثم دعوت لنفسي فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) سل تعطه۔

امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:

"بينما رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قاعد اذ دخل رجل فصلى فقال اللهم اغفرلى وارحمني فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) عجلت ايها المصلى اذا صليت فقعدت فاحمد الله بما هو اهله وصلى على ثم ادعه قال ثم صلى رجل اخر بعد ذلك فحمد الله وصلى على النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال له النبي (صلى الله عليه وسلم) ايها المصلى ادع

تعجب (ترمذی، ابو داؤد)۔

ترجمہ: ایک روز حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو، اللہ کی حمد وثنا کرو اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی"۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ سنت ہے اور قبولیت دعا کا باعث ہے۔ نیز اس سے ب آواز بلند ذکر اور درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم مبارک لیا جائے تو درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش وخرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال بنا رکھا ہے، اس نے کہا میری یہ عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی لکھتا وہاں درود شریف بھی لکھتا۔ فکافانی ربی هذا الذی تری علی۔ یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے رب نے مجھے اس عمل کا بدلہ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کو دیکھا۔ پوچھا فرمائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا: رحمنی وغفرلی وزفنی الی الجنة کما تزف العروس ونثر علی کما ینثر علی العروس "۔ میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا۔ مجھے بخش دیا، مجھے دلہن کی طرح آراستہ کر کے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کئے گئے جس طرح دلہن پر درہم ودینار نچھاور کئے جاتے ہیں"۔ میں نے اس عزت افزائی کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب "الرسالہ" میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر میں نے جو درود لکھا ہے، اس کا یہ اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام سے پوچھا۔ وہ خاص درود شریف کیا ہے؟ آپ نے کہا میں نے وہاں یہ درود شریف لکھا ہے: وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ میں بیدار ہوا اور کتاب الرسالہ کو کھولا تو وہاں بعینہ اسی طرح درود شریف لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۰۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۵۰۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 753)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے"مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" اسلام میں ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ خیال رہے کہ بندہ اپنی حیثیت کے لائق درود شریف پڑھتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اتارتا ہے جو بندے کے خیال وگمان سے وراء ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 147:)

(۵۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَوْلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَوْلَى: بمعنی قریب۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 149)

(۵۰۷) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ

(۵۰۶) (ترمذی شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 484)

مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ. فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ". قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ؟! قَالَ: يَقُوْلُ بَلِيْتَ. قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀◀ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل ترین جمعہ کا دن ہے' پس اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو' کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم) کو مٹی کھا چکی ہوگی۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو (کھانا) حرام کر دیا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 266 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل ترین جمعہ کا دن ہے) یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر ۷۰ گنا ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، لہٰذا افضل دن میں افضل عبادت کرو، کیونکہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمیشہ ہی درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی پیشی ہوتی ہے، خصوصی قبولیت۔ (مرقاۃ)

(یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم) کو مٹی کھا چکی ہوگی۔) یہ سوال انکار کے لیئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے، یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر جیسے زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پا کر عرض کیا تھا خدایا میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں بوڑھا ہوں، میری بیوی بانجھ۔ یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے نہ کہ انکار، لہٰذا اس پر روافض کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ماں باپ پر پیش ہوتے ہیں، مرید کے شیخ پر مگر

(۵۰۷) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 1047)

وہاں پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی فقط روح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر۔

(مرقاۃ)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو (کھانا) حرام کر دیا ہے) لہٰذا ان کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ یا ایک سال نماز کی ہیئت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاٹھی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ انہوں نے آپ کا گوشت کھایا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا۔ جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے، زندگی میں امتحاناً یہ ہوسکتا ہے جیسے تلوار جادو اور ڈنگ ان پر اثر کر دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ زندگی بھی دنیاوی جسمانی اور حقیقی ہے نہ کہ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی۔ اس کی پوری تحقیق جَذْبُ الْقُلُوْب اور تَارِیْخ مَدِیْنَہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (اشعۃ) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شَرْحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْقُبُوْر میں حیات انبیاء پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں مگر نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقاۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 591)

(۵۰۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ"۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ذلیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

رَغِمَ اَنْفُ: یہ عرب شریف کا ایک محاورہ ہے اس کا معنی تو یہ ہے کہ تمہاری ناک خاک آلودہ ہو مگر اس سے مراد ذلت اور رسوائی لی جاتی ہے۔

---

(۵۰۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3545)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ایسا مسلمان خوار و ذلیل ہو جائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔ عربی میں اس بددعا سے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقتاً بددعا مراد نہیں ہوتی، اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور کا نام شریف آوے تو ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، مگر یہ استدلال کچھ کمزور سا ہے کیونکہ رَغِمَ اَنفُ ہلکا کلمہ ہے جس سے درود کا استحباب ثابت ہو سکتا ہے نہ کہ وجوب۔ مطلب یہ ہے کہ جو بلا محنت دس رحمتیں، دس درجے، دس معافیاں حاصل نہ کرے بڑا بیوقوف ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 153:)

(۵۰۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری قبر کو عید نہ بنالینا اور تم مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے عیدگاہ میں سال میں صرف دو بار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ بلکہ اکثر حاضری دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل کود کے لیے میلوں میں جاتے ہیں ایسے تم ہمارے روضہ پر بے ادبی سے نہ آیا کرو بلکہ باادب رہا کرو۔

مرقات نے یہاں فرمایا کہ ارواح قدسیہ بدن سے نکل کر ملائکہ کی طرح ہو جاتی ہیں کہ وہ سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتی ہیں اور ان کے لیے کوئی شے حجاب نہیں رہتی۔ یہی مضمون کچھ فرق کے ساتھ اشعۃ اللمعات نے بھی بیان فرمایا لہٰذا اس حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ تم جہاں بھی ہو تمہارے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے جب آج بجلی کی طاقت

(۵۰۹) (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، رقم الحدیث 2042)

سے وارلیس اور ریڈیو کے ذریعے لاکھوں میل کی آواز سن لی جاتی ہے تو اگر طاقت نبوت سے درود کی آواز سن لی جائے تو کیا بعید ہے۔ یعقوب علیہ اسلام نے صدہا میل سے پیراہن یوسف علیہ السلام کی خوشبو پائی، سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی حالانکہ آج تک کوئی طاقت چیونٹی کی آواز نہ سنا سکی تو ہمارے حضور بھی درود خوانوں کی آواز ضرور سنتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 152:)

(۵۱۰) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ". رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے۔ خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بے شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں، سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بیک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود سلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذات کبریا ہیں، رب تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 151)

(۵۱۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ".

---

(۵۱۰) (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، رقم الحدیث 2041)

(۵۱۱) (ترمذی شریف، الدعوات، رقم الحدیث 3546)

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ درود میں کچھ خرچ تو ہوتا نہیں اور ثواب بہت مل جاتا ہے اس ثواب سے محرومی بڑی ہی بدنصیبی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی حضور کا نام سنے یا پڑھے تو درود شریف ضرور پڑھے کہ یہ مستحب ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 159)

(۵۱۲) وَعَنْ فَضَالَةَ بنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا یَدْعُوْ فِیْ صَلٰوتِهٖ لَمْ یُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالٰی، وَلَمْ یُصَلِّ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ - اَوْ لِغَیْرِهٖ -: "اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْیَبْدَاْ بِتَحْمِیْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ، وَالثَّنَاءِ عَلَیْهِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ یَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ نماز میں دعا کر رہا تھا، اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلدی کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یا کسی دوسرے شخص سے فرمایا: (راوی کو شک ہے) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے رب سبحانہٗ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ابتدا کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

---

(۵۱۲) (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، رقم الحدیث 3477)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کوابوداؤ داور ترمذی نے روایت کیااور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

عَجِلَ: از، باب تفعیل، عجل، یعجل، تعجیلا، بمعنی جلدی کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 518 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے رب سبحانہٗ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ابتدا کرے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے) کیونکہ رب دینے والا ہے اور اس کے حبیب دلوانے والے اور بانٹنے والے یا یوں کہو کہ رب سے مانگنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگنا ہے لہٰذا حمد وصلوٰۃ کے بعد مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد صلوٰۃ قبول نہیں ہوتی یہ دونوں قبول دعا کی شرطیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 156:)

(۵۱۳) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ. فَكَيْفَ نُصَلِّیْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ. اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ. اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت ابومحمد کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ کس طرح آپ پر سلام بھیجیں لیکن ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۵۱۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 812)

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بلاشبہ تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۱۴) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. فَقَالَ لَہٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ: اَمَرَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّہٗ لَمْ یَسْاَلْہُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو حضرت بشیر بن سعد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا: حتیٰ کہ ہم یہ خواہش کرنے لگے کہ کاش انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہ کیا ہوتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کہا کرو اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بلاشبہ تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے اور سلام وہی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۱۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 811، بخاری شریف، رقم الحدیث 3189، 4520، 5996، ابوداؤد، رقم الحدیث 976، 977، ابوداؤد، رقم الحدیث 978، ترمذی شریف 483، نسائی شریف، رقم الحدیث 1287، 1290، 1291، ابن ماجہ، رقم الحدیث 903، 904، 905، موطا امام مالک، رقم الحدیث 395، دارمی رقم الحدیث 1342، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1396، 11451، 17108، 23038، ابن حبان، رقم الحدیث 1964، 1957، 912، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 711، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 991، 315، 4710، بیہقی، رقم الحدیث 2672، 2674، 2675، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 653، 1364، 652، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 4481، 5143، 696)

شرح:

(یارسول اللہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے) یعنی جب آیت کریمہ: "یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اتری تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رب نے ہم کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہمیں التحیات میں آپ کو سلام کرنا تو آگیا مگر صلوٰۃ کیسے عرض کریں۔ خیال رہے کہ یہاں سلام سے مراد التحیات کا سلام ہے اسی لیے مسلم شریف نے اس حدیث کے لیے یہ باب مقرر کیا "بَابُ کَیْفَ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ" معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجو تب صحابہ نے یہ سوال کیا۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر) آل اہل سے بنا بمعنی والا جیسے "وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ" یا حضور کی بیویاں ہیں، قرآن کریم نے بیویوں کو اھل بیت فرمایا ہے "فَقَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْا یا حضور کی ساری اولاد ہے یعنی آپ کے چاروں بیٹے اور چاروں بیٹیاں اور تا قیامت فاطمہ زہرا کی نسل یا تمام بنی ہاشم جن پر زکوۃ لینا حرام ہے صحیح یہ ہے کہ حضور کی ساری ازواج اور اولاد آپ کی آل ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "شانِ حبیب الرحمان" اور "فہرست القرآن" دیکھو۔

(جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر) یہاں تشبیہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور اور حضور کی صلوٰۃ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی صلوٰۃ سے افضل ہے، چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لیے دعائیں مانگیں "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا" اس کے شکریئے میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں دیتے ہیں۔

یعنی جیسی عزت اور بزرگی ابراہیم علیہ السلام کو دی ایسی ہمارے حضور کو بھی دے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہزار ہا انبیاء ہوتے تو حضور کی اولاد میں لاکھوں اولیاء اللہ ہوں۔

خیال رہے کہ یہ درود ابراہیمی ہے نماز میں صرف یہی پڑھا جائے گا اور درود نہیں مگر نماز کے علاوہ یہ درود غیر مکمل ہوگا کیونکہ اس میں سلام نہیں اور قرآن کریم نے صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم دیا لہٰذا خارج نماز وہ درود پڑھو جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں، نماز میں چونکہ التحیات میں سلام آچکا ہے اس لیے یہاں سلام نہ آنا مضر نہیں ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود جائز نہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ تمام صحابہ، محدثین، فقہاء یوں کہتے ہیں "قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" یہ درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 145)

(۵۱۵) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ

عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ کہا کرو اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف رواۃ:

حضرت ابوحمید عبدالرحمن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 211 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵۱۵) (بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث 3369، مسلم شریف، رقم الحدیث 815)

كِتَابُ الْاَذْكَارِ

ذکر کا بیان

۱۰۱۔ بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

ذکر کی فضیلت اور اس کی طرف رغبت دلانے کا بیان

ذکر کے چند معنے ہیں: یاد کرنا، یاد رکھنا، اس کا چرچا کرنا، خیر خواہی عزت و شرف وغیرہ۔ قرآن کریم میں ذکر ان تمام معنوں میں وارد ہوا یہاں ذکر کے پہلے تین معنے ہو سکتے ہیں: یعنی اللہ کو یاد کرنا اسے یاد رکھنا اس کا چرچا کرنا اس کا نام جپنا۔ ذکر اللہ تین قسم کا ہے: ذکر لسانی، ذکر جنانی، ذکر ارکانی، ہر عضو کا ذکر علیحدہ ہے، آنکھ کا ذکر ہے خوفِ خدا میں رونا، کان کا ذکر ہے اس کا نام سننا وغیرہ ذکر اللہ بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلا واسطہ بھی، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ یا انہیں سوچنا بلا واسطہ ذکر اللہ ہے، اس کے محبوبوں کا محبت سے چرچا کرنا اس کے دشمنوں کا برائی سے ذکر کرنا سب بالواسطہ اللہ کا ذکر ہیں۔ دیکھو سارا قرآن ذکر اللہ ہے مگر اس میں کہیں تو خدا کی ذات وصفات مذکور ہیں، کہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محامد کہیں کفار کے تذکرے۔ ذکر اللہ بہترین عبادت ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکیدی حکم دیا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

گر تو خواہی زیستن با آبرو — ذکر اُوکن ذکر اُوکن ذکر او
ہر گدا را ذکر او سلطان کند — ذکر اوبس زیور ایماں بود
ہر کہ دیوانہ بود در ذکر حق — زیر پائش عرش و کرسی نہ طبق

حضرات نقشبندیہ کے ہاں ذکر خفی افضل ہے دوسرے سلسلوں میں ذکر بالجہر بہتر، فریقین کے دلائل ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے تقرب الی اللہ سے مراد مکانی قرب نہیں کہ رب تعالیٰ مکان و جگہ سے پاک ہے بلکہ قبولیت کا قرب مراد ہے مردود دور ہے محبوب در حضور۔

(مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، ج3، ص485)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ} (العنکبوت: 45).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے''۔

تشریح:

ابن عطا نے کہا: یعنی ہر گناہ سے بڑا ہے' کسی گناہ کو باقی چھوڑنے والا نہیں ہے۔ ذکر اللہ سے مراد ہے وہ نماز جو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ بجائے صلوٰۃ کے لفظ ذکر لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ نماز چونکہ ذکر خدا پر مشتمل ہوتی ہے اسی وجہ سے نیکیوں تک پہنچاتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے۔ فضائل ذکر ذکر کی فضیلت میں بہت احادیث آئی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں: حضرت ابو درداء راوی ہیں کہ رسول للہ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے نزدیک سارے اعمال سے بہتر اور پاکیزہ اور ہر عمل سے زیادہ اونچے درجہ پر پہنچنے والا' سونے چاندی کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے تمہارے لئے بہتر اور (اس جہاد سے) تمہارے لئے افضل ہے جس میں دشمن کے مقابلہ میں تم دشمنوں کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور فرمایئے) فرمایا: اللہ کا ذکر۔ امام مالک کے نزدیک یہ حدیث موقوف ہے (یعنی حضرت ابو درداء نے اس کو مرفوعاً ذکر نہیں کیا)۔ حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں کہ رسول للہ سے دریافت کیا: کون سا بندہ سب سے افضل اور اللہ کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ والا ہے؟ فرمایا: بکثرت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ عرض کیا گیا: یارسول للہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہیں؟ فرمایا: اگر مجاہد اپنی تلوار سے کافروں کو اتنا مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہوجائے تب بھی اللہ کی بکثرت یاد کرنے والے اس سے افضل درجہ والے ہیں۔ رواہ احمد والترمذی۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسری راوی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول للہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول للہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سا آدمی سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: خوشی ہو اس کے لئے جس کی عمر طویل اور اعمال اچھے ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: (ب سے افضل یہ ہے) کہ تم دنیا سے ایسی حالت میں جاؤ کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ ہورہی ہو۔ رواہ احمد والترمذی۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول للہ مکہ کے ایک راستہ پر جارہے تھے۔ ایک پہاڑ کی طرف سے گزرے' اس پہاڑ کا نام حمدان تھا۔ فرمایا: چلے چلو' یہ حمدان ہے۔ اہل تفرید آگے بڑھ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول للہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل تفرید سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔ رواہ مسلم۔ حضرت ابو موسیٰ راوی ہیں کہ رسول للہ نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر رب نہیں کرتا' اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ متفق علیہ۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے اہل ذکر کی تلاش میں راستوں میں گھومتے

رہتے ہیں۔ جب وہ کسی جماعت کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتا ہے: آ ؤ' تمہارا مقصد یہ ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: پھر آسمان تک ملائکہ ان لوگوں پر چھا جاتے ہیں۔ اللہ ان ملائکہ سے دریافت فرماتا ہے (باوجود یہ کہ وہ خود ہی خوف واقف ہے) میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: تیری پاکی بیان کرر ہے تھے' تیری بڑائی بیان کرر ہے تھے' تیری ثناء کرر ہے تھے اور تیری بزرگی کا اظہار کرر ہے تھے (یعنی الحمد اللہ' اللہ اکبر' سبحان اللہ اور المجد اللہ کہہ رہے تھے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ ملائکہ کہتے ہیں: نہیں' خدا کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری عبادت کرتے اور تیری بزرگی بیان کرتے میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے اور تیری پاکی اور زیادہ بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھ لی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: خدا کی قسم! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کو جنت کی خواہش اور طلب اور زیادہ شدت کے ساتھ ہو جاتی اور جنت کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ اللہ فرماتا ہے: وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں' بخدا! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ اس سے ڈرتے۔ اللہ فرماتا ہے: تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ ان ملائکہ میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص بھی موجود تھا جو ان میں سے نہیں تھا (یعنی ذکر میں شامل نہ تھا) کسی کام سے وہاں آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے: وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ رواہ البخاری۔ مسلم نے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے' اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: اے رب! ان میں ایک بندہ غلطی سے شامل ہو گیا' ادھر سے گزرا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا (بھی) بدنصیب نہیں ہوتا۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کی طرف سے گزرو تو وہاں چر لیا کرو (یعنی ان میں حصہ لیا کرو) صحابہ نے عرض کیا: جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے' رواہ الترمذی۔ معاویہ کی روایت سے مسلم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صحابہ کے حلقہ کی طرف سے گزرے تو فرمایا: یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور اس کی ثناء کرر ہے ہیں کہ اس نے ہم کو مسلمان ہونے کی توفیق دی اور مسلمان بنا کر ہم پر احسان فرمایا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ ملائکہ پر تم کو بطور فخر پیش فرماتا ہے۔ امام مالک کا بیان ہے: مجھے اطلاع ملی کہ رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ غافلوں میں (یعنی اللہ کی یاد سے غفلت کرنے والوں میں (اللہ کا ذکر

کرنے والا ایسا ہے جیسے (کافروں کے مقابلہ سے بھاگنے والوں میں (کافروں سے) لڑنے والا۔ اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غافلوں کے اندر رہ کر اللہ کی یاد کرنے والے کو زندگی ہی میں اللہ جنت کے اندر اس کی جگہ دکھا دیتا ہے۔ اس کے اتنے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جتنی تعداد تمام بولنے والوں اور نہ بولنے والوں یعنی آدمیوں اور چوپایوں کی ہے' رواہ رزین۔ حضرت معاذ بن جبل کی روایت ہے کہ اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل آدمی کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ہے' رواہ مالک والترمذی وابن ماجۃ۔ حضرت ابوسعید خدری نے شہادت دی کہ رسول للہ نے فرمایا: جو لوگ بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں (یعنی ان کے بیٹھنے کی غرض سوائے یاد الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتی) ان پر فرشتے چھا جاتے ہیں (فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں) اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکینہ (دل اور روح کا چین) نازل ہوتا ہے اور اللہ ان (ملائکہ) میں جو اس کے مقرب ہوتے ہیں' ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے' رواہ مسلم۔ حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول للہ نے فرمایا: (اللہ نے ارشاد فرمایا) کہ بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ جب وہ میری یاد کرتا ہے تو میں۔۔ اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری یاد اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میری یاد جماعت کے ساتھ کرتا ہے (جماعت میں کرتا ہے) تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ متفق علیہ (یعنی فرشتوں کی جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں)۔

بعض اہل تفسیر کے نزدیک وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ جو تمہارا ذکر کرتا ہے' وہ اس ذکر سے زیادہ عظمت والا ہے جو تم اس۔۔ کرتے ہو (یعنی تم جو خدا کی یاد کرتے ہو اس سے بڑھ کر اللہ تمہارا ذکر کرتا ہے) مجاہد' عکرمہ اور سعید بن جبیر سے یہی تفسیر منقول ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباس کی طرف سے بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بحوالہ نافع آیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے رسول للہ سے بھی مرفوعاً تفسیر نقل کی ہے۔ خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ تم خدا کی یاد میں کمی نہ کرو' کیونکہ جب تم خدا کی یاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر کرے گا اور اللہ جب تمہارا ذکر کرے تو اس کا درجہ تمہارے ذکر خدا کرنے سے بہت بڑا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: {فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ} (البقرة: 152).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا''۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فاذکرونی اذکرکم یہ امر اور جواب امر ہے۔ اس میں مجازاۃ کا معنی ہے۔ اس وجہ سے

اسے جزم دی گئی ہے۔ ذکر کی اصل مذکور کے لئے دل کا متنبہ ہونا اور اس کے لئے دل کا بیدار ہونا۔ ذکر باللسان کو ذکر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ذکر قلبی پر دلالت کرتا ہے لیکن جب زبانی ذکر پر کثرت سے ذکر کا اطلاق ہوا تو یہی ذکر سمجھا جانے لگا۔ آیت کا معنی ہے: تم اطاعت کے ساتھ میرا ذکر کرو میں تمہارا ثواب اور مغفرت کے ساتھ ذکر کروں گا۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے اور اسی طرح فرمایا: ذکر، اللہ کی اطاعت نہ کی اس نے اس کا ذکر نہیں کیا، اگرچہ وہ کثرت سے تسبیح، تہلیل اور قرآن کی تلاوت کرے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مروی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز اور روزہ کم بھی ہوں اور خیر کے اعمال تھوڑے بھی ہوں اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا، اگرچہ نماز، روزہ اور خیر کے کام زیادہ بھی ہوں۔ ابوعبیداللہ محمد بن خویز منداد نے "احکام القرآن" میں اس کو ذکر کیا ہے۔۔۔ ابوعثمان نہدی نے کہا: میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جب اللہ تعالیٰ ہمارا ذکر کرتا ہے، ان سے پوچھا گیا تم یہ کیسے جان لیتے ہو؟ ابوعثمان نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاذكروني اذكركم (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا)

سدی نے کہا: جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرت اہے، جو مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور کوئی کافر اسے یاد نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے یاد کرتا ہے۔

ابوعثمان سے پوچھا گیا کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہم اپنے دلوں میں کوئی مٹھاس اور ذوق نہیں پاتے؟ ابوعثمان نے کہا: تم اللہ تعالیٰ کی اس پر حمد کرو کہ اس نے تمہارے ظاہری اعضاء کو اطاعت کے ساتھ مزین کیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے کہا: جس نے حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا وہ اپنے پہلو میں ہر چیز کو بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہر چیز کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر چیز سے عوض ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: ابن آدم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ نجات دینے والا ہو۔ ذکر کی فضیلت اور اس کے ثواب میں احادیث کثیر ہیں جن کو ائمہ حدیث نے ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا: اسلام کی شرائع (احکام) بہت سے ہیں مجھے ان میں سے کوئی ایسی چیز بتائیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑلوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تیری زبان ہروقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کیا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور ان کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی،، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ} (الأعراف: 205)

اوراللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا''۔

تشریح:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ذکر سے مراد نماز کی قرأت ہے مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں چپکے چپکے اپنے دل میں قرأت کیا کرو۔ ودون الجھر من القول۔ الجھر سے مراد ہے جہری نماز۔ دون الجھر سے مراد ہے۔ جہر سے کم اور سر سے زیادہ۔ مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں جہر سے کم آواز سے قرأت کرو اور جہری میں کھلی آواز سے کرو مگر بالکل چیخ کر نہ پڑھو بلکہ سکون اور پست آواز ہی سے پڑھو کہ پیچھے والا سن لے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس صورت میں ودون الجھر کا عطف فی نفسک پر ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ قرآن متوسط آواز سے نہ پڑھو نہ بالکل ہی چپکے چپکے نہ بالکل چلا کر۔ یہی مضمون دوسری آیت میں آیا ہے (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا)۔

حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث اس مفہوم کی مؤید ہے۔ حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لے آئے اور ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت ہی پست آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں' پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کی طرف سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب صبح کو دونوں حضرات خدمت گرامی میں جمع ہوئے تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے گزرا تھا تم نہایت پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس سے میں دعا کررہا تھا اس کو سنا رہا تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی گزرتا تھا تم اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اونگھتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): تم اپنی آواز کچھ اٹھاؤ اور عمر تم اپنی آواز کچھ نیچی کرو رواہ ابوداؤد۔ ترمذی نے ایسی ہی حدیث حضرت عبداللہ بن رباح انصاری کی روایت سے بیان کی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے بھی پڑھو اور آواز سے بھی' مگر آواز زیادہ زور سے نہ ہو۔ یعنی کبھی اس طرح پڑھو اور کبھی اس طرح دونوں طرح پڑھو۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روایت سے لکھا ہے کہ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آواز کو اٹھاتے تھے۔ کبھی پست کرکے پڑھتے تھے حضرت

عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے یا آواز سے۔ام المؤمنین نے فرمایا ہر طرح قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے تھے اور آواز سے بھی۔میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر کام میں گنجائش رکھی ہے۔رواہ الترمذی۔ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥} (الجمعة:10)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ''۔

تشریح:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا: اور اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔یعنی تمام حالات میں اللہ کی یاد کیا کرو' ذکر خدا کو نماز ہی پر منحصر نہ کر دو۔حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن خطاب کی روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہو اور داخل ہو کر کہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تو اللہ اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور ہزار' ہزار گناہ مٹا دے گا اور اس کے ہزار ہزار درجات بلند کرے گا۔(رواہ الترمذی) ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے' سوائے ازہر بن سنان کے اس کے تمام راوی قابل اعتماد ہیں۔ازہر کے بارے میں اختلاف ہے۔

حضرت عصمہ راوی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کی نظر میں محبوب ترین عمل سبحانہ ہے (یعنی سبحان اللہ پڑھنا) اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل تعزیر تحریف ہے۔ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) سبحانہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: لوگ آپس میں باتیں کرتے ہوتے ہیں اور ایک آدمی تسبیح پڑھتا ہوتا ہے۔ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) تحریف کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: لوگ اچھی حالت میں ہوتے ہیں لیکن جب ان کا ہمسایہ یا ساتھی کچھ مانگتا ہے تو کہتے ہیں ہم (خود) بری حالت میں ہیں۔

(رواہ الطبرانی تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ} ...

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں''۔

تشریح:

یہ امت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے اس کے افکار اور اس کا کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں انہیں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ بتادیا کہ یہاں مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے ہر مرد اور ہر عورت کو ان صفات عالیہ سے متصف اور اخلاق اور عملی لحاظ سے اس مقام رفیع پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہاں حکم کی صورت میں ان صفات کو ذکر نہیں کیا کہ یوں کرو اور ایسے بنو، بلکہ حکایۃً بتایا گیا کہ اسلام کو قبول کرنے والے مرد اور عورتیں ایسی ہوا کرتی ہیں۔

(۱) **مسلمین اور مسلمات**: یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے سر جھکا دینے والے، اپنے ہر کام کو اپنے رب کریم کے سپرد کر دینے والے، سراپا اطاعت وانقیاد، پیکران تسلیم ورضا۔

(۲) **مومنین اور مومنات**: یعنی اس دین قیم کے ہر حکم کی صداقت اور سچائی کو دل سے ماننے والے، ان کے عمل اور اعتقاد میں تضاد کی بوتک نہیں۔ جس ضابطہ حیات کے مطابق وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، دل کی گہرائی سے وہ اس کی عظمت اور افادیت کے قائل ہیں، ان کے ہاں کسی ذہنی کشمکش کا نام ونشان تک نہیں۔ اس امت کے مرد ہوں یا عورتیں۔ ان کا عقیدہ بھی ایک ہے اور ان کا عمل بھی یکساں۔

(۳) **قانتین اور قانتات**: وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ جی میں آیا ہے تو دست بستہ حاضر ہو گئے اور جی نہ چاہا تو ہفتوں غیر حاضر رہے۔ قنوت ایسی اطاعت کو کہتے ہیں جس میں نافرمانی کی آمیزش نہ ہو۔ القنوت: القیام بالطاعۃ التی لیس معہا معصیۃ (لسان العرب)

(۴) **صادقین اور صادقات**: وہ قول میں بھی سچے ہیں اور عمل میں بھی کھرے ہیں۔ نہ ان کی زبان پر ایسی بات آتی ہے جس میں کذب بیانی سے کام لیا گیا ہو اور نہ ان کے عمل میں کھوٹ پن کی ملاوٹ پائی جاتی ہے۔

(۵) **صابرین اور صابرات**: جس راہ کو انہوں نے حق یقین کر لیا ہے اور جو منزل انہوں نے اپنے لئے مقرر کی ہے اس کی طرف ثابت قدمی سے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ راہ میں پیش آنے والی مشکلات نہ انہیں ہراساں کر سکتی ہیں اور نہ منزل سے رخ موڑنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ نہ وہ نیک اعمال میں سستی کرتے ہیں اور نہ اپنا دامن گناہوں سے آلودہ ہونے دیتے ہیں۔ وہ بڑی سختی سے اپنے طے کئے ہوئے لائحہ عمل پر کاربند ہیں اور بڑے ذوق شوق سے اپنی منزل کی طرف رواں ہیں۔

(۶) **خاشعین اور خاشعات**: اس کے باوجود غرور ونخوت کی انہیں ہوا تک نہیں لگی۔ عجز وانکسار ان کا شیوہ ہے۔ جلوت وخلوت میں یہی ان کا شعار۔

(۷) **متصدقین اور متصدقات**: اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے اور

صدقات دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اس کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے باعث سعادت تصور کرتے ہیں۔

(۸) صائمین اور صائمات: فرضی روزے بھی رکھتے ہیں اور نفلی روزے رکھنے کا شوق بھی دامنگیر رہتا ہے۔

(۹) الحافظین اور الحافظات: اپنے دامن عصمت کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ جذبات کتنے شدید ہوں، ماحول کتنا رومان انگیز ہو یہ اپنے رب کی حکم عدولی کی جرات نہیں کرتے۔ مدعا یہ بھی ہے کہ ان تمام ذرائع سے کلیۃ اجتناب کرتے ہیں جو اس فعل بد کے ارتکاب کا ذریعہ یا محرک بنتے ہیں۔

(۱۰) ذاکرین اور ذاکرات: آخر میں سب سے اہم اور جامع صفت کا ذکر فرمادیا کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد کا شوق کبھی مدہم نہیں پڑتا۔ سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے لین دین کرتے ہوئے، ہل چلاتے ہوئے، دفتر میں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے غرضیکہ زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہوئے وہ اپنے رب کی یاد میں کوشاں رہتے ہیں۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد گرامی مجھے پہنچا ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

ذا کر اللہ فی الغافلین کالمقاتل خلف الفارین وذا کر اللہ فی الغافلین کغصن شجرا خضر فی شجر یابس وذا کر اللہ فی الغافلین مثل مصباح فی بیت مظلم وذا کر اللہ فی الغافلین یریہ اللہ مقعدہ من الجنۃ وھو حی۔ رواہ رزین (مظھری)۔

ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ایسا ہے جس طرح میدان جنگ سے بھاگنے والوں میں مجاہد ہوا کرتا ہے، جس طرح خشک درخت میں سبز شاخ، جس طرح اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے کو اس زندگی میں ہی جنت میں اس کا محل دکھا دیتا ہے۔

آپ نے ان صفات کا تفصیل سے مطالعہ کر لیا جو ایک مومن مرد اور عورت میں پائی جاتی ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیے: کہ جس امت کے مرد و زن کا یہ کردار ہو اور جس معاشرہ میں ان اخلاقی قدروں کی بالا دستی ہو، وہ امت کتنی عظیم ہوگی اور وہ معاشرہ کتنا پاکیزہ ہوگا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 6

اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی: {وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾

(الأحزاب: 35)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان تک: ''اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے' اور یاد کرنے والیاں' ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''○

تشریح:

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ذکر کے علاوہ اللہ نے ہر فرض کی ایک حد مقرر کر دی ہے اور عذر کے وقت معذور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے مگر ذکر کی کوئی آخری حد مقرر نہیں کی اور سوائے دیوانہ کے کسی کو معذور نہیں قرار دیا بلکہ تمام حالتوں میں ذکر کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ: اللہ کی یاد کرو کھڑے' بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے۔ اور فرمایا ہے: اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا: اللہ کی یاد بکثرت کیا کرو رات میں' دن میں' خشکی میں' سمندر میں' صحت میں' بیماری میں' پوشیدہ اور ظاہر۔ مجاہد نے کہا: ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی اللہ کو نہ بھولے۔ میں کہتا ہوں: یہ حالت فناء قلب اور دوامی حضور کے بعد ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: اول اللہ نے عمومی ذکر کا حکم دیا کہ کسی وقت خدا کی یاد نہ بھولے' پھر مخصوص اوقات میں ذکر کا حکم دیا۔ اول سے مراد ہے ذکر خفی' قلبی' دوامی اور دوسرے سے مراد ہے ذکر جلی اور مقررہ فرض وسنت عبادت۔ بعض اہل علم نے کہا: تسبیح کے لئے صبح وشام کے اوقات کی تخصیص اس لئے کی کہ ان اوقات میں رات اور دن کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ باری باری سے تمہارے اندر آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں سب جمع ہو جاتے ہیں' پھر وہ ملائکہ جو رات کو تمہارے پاس رہے' اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ تمہارا رب ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ بخوبی واقف ہے) (تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ متفق علیہ۔ بعض علماء تفسیر نے کہا: بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا دونوں فعلوں کے معمول ہیں اُذْكُرُوْا کے بھی اور سَبِّحُوْا کے بھی' تنازع فعلین ہے۔ اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ نمازیں اور تمام عبادتیں حضور قلب کے ساتھ بغیر غفلت کے ادا کرو۔ حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب تک بندہ ادھر ادھر توجہ نہ کرے' لیکن بندہ جب ادھر ادھر توجہ کرنے لگتا ہے تو اللہ بھی اس کی طرف سے رخ پھیر لیتا ہے۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والدارمی۔ بغوی نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب آیت: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ: نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول للہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ نے جو شرف خصوصیت کے ساتھ آپ کو عطا فرمایا' ہم کو اس میں ضرور شریک فرما دیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ عبد بن حمید نے اس روایت کی نسبت مجاہد کی طرف بھی کی ہے۔ (تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝}

(الأحزاب: 41-42) الْآيَة۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو ۝''

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اور اس باب سے متعلق بہت زیادہ آیات مشہور ہیں۔

(۵۱۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر بہت ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمن (اللہ تعالیٰ) کو بہت محبوب ہیں (وہ کلمے یہ ہیں) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ۔ (متفق علیہ)

(۵۱۷) وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللهِ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں یہ کہوں: ''سُبْحَانَ اللهِ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَكْبَرُ تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا کی ہر چیز سے)۔ (مسلم)

حل لغات:

طَلَعَتْ: از، طلع، یطلع، طلوعاً، بمعنی نکلنا، چڑھنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۱۶) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعا، رقم الحدیث 6719، بخاری شریف، رقم الحدیث 6043، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3467، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3806، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7167، ابن حبان، رقم الحدیث 831، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6096)

(۵۱۷) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعا، رقم الحدیث 6720، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3597، ابن حبان، رقم الحدیث 834)

شرح:

یعنی یہ کلمات مجھے ساری دنیا سے پیارے ہیں کیونکہ دنیا فانی ہے اور ان کا ثواب باقی، نیز دنیا رب تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہے اور یہ سب رب تعالیٰ کی یاد دلانے والے۔خیال رہے کہ"ما طلعت علیه الشمس" سے مراد ساری دنیا ہے زمین یا زمین کی چیزیں ہوں یا آسمان اور آسمان کی چیزیں، رہا قرآن وحدیث ہماری عبادات وغیرہ اس سے علیحدہ ہیں کہ یہ چیزیں اگرچہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں نہ ان میں دنیا ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ کلمات اور ان کے پڑھنے پر بھی تو سورج طلوع ہوتا ہے اور یہ بھی تو دنیا میں ہیں۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل دنیا میں رکھو مگر دل میں دنیا نہ رکھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، کشتی دریا میں رہے تو خیر ہے لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 519)

(۵۱۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِئَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِئَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ".

وَقَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے یہ کلمات: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" ایک دن میں سو مرتبہ پڑھے تو اس کا یہ عمل دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور یہ کلمات اس دن شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کریں گے اور کوئی اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہی جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا اور فرمایا: جس نے ایک دن میں سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔(متفق علیہ)

(۵۱۹) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ

(۵۱۸)(مسلم شریف، رقم الحدیث 6716، بخاری شریف، رقم الحدیث 3119، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 5077، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3468، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3798، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 488، مسند امام احمد، رقم الحدیث 6740، ابن حبان، رقم الحدیث 849، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1843، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 3883)

مَرَّاتٍ۔ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيلَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کلمات: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"۔ دن میں دس مرتبہ پڑھے اس کو اس آدمی جتنا ثواب ملے گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔ (متفق علیہ)

(۵۲۰) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلام نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کلام "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" ہے۔ (مسلم)

(۵۲۱) وَعَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْاِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ۔ اَوْ تَمْلَاُ۔ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفائی نصف ایمان ہے اور "الحمدللہ" کا کلمہ میزان کو بھردے گا اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ اور وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" دونوں بھر دیتے ہیں۔ یا فرمایا: بھر دے گا"۔ زمین وآسمان کے درمیان کو۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابومالک کعب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 27 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۱۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6718، بخاری شریف، رقم الحدیث 3109، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 5077، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3468، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3798، موطا امام مالک، رقم الحدیث 488، مسند امام احمد، رقم الحدیث 6740، ابن حبان 849، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1843، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 3883)

(۵۲۰) (مسلم شریف، کتاب الذکر، رقم الحدیث 6799)

(۵۲۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 442) ترمذی شریف، رقم الحدیث 3517، 3518، 3519، نسائی شریف، رقم الحدیث 2437، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 280، دارمی، رقم الحدیث 653، 654، مسند امام احمد، رقم الحدیث 18313، 22953، 22959، ابن حبان، رقم الحدیث :844، بیہقی، رقم الحدیث 185، 186، طبرانی کبیر 3423)

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ طہور سے ظاہری پاکی اور ایمان سے عرفی ایمان مراد ہے۔ چونکہ ایمان بھی گناہوں کو مٹاتا ہے اور وضوء بھی، لیکن ایمان چھوٹے بڑے سارے گناہ مٹا دیتا ہے اور وضوء صرف چھوٹے، اس لیے اسے آدھا ایمان فرمایا۔ ایمان باطن کو عیبوں سے پاک فرماتا ہے اور وضو ظاہر کو گندگیوں سے، اور ظاہر باطن کا گویا نصف ہے یا ایمان دل کو برائیوں سے پاک اور خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور طہارت جسم کو فقط گندگیوں سے پاک کرتی ہے، لہٰذا یہ نصف ہے اور ممکن ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہو، رب فرماتا ہے: "لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ"۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کی ساری شرطیں شرط طہارت کے برابر ہیں۔ غرضکہ حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ایمان بسیط چیز ہے پھر اس کا آدھا اور تہائی کیسا؟

یعنی جو شخص ہر حال میں الحمد للہ کہا کرے تو قیامت میں میزانِ عمل کے نیکی کا پلہ اس سے بھر جائے گا اور ایک حمد تمام گناہوں پر بھاری ہوگی۔ کیونکہ یہ ہیں ہمارے کام اور وہ ہے رب کا نام۔

("سُبْحَانَ اللهِ اور وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ") یعنی ان دو کلموں کا ثواب اگر دنیا میں پھیلایا جائے تو اتنا ہے کہ اس سے سارا جہان بھر جائے یا مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ میں اللہ کی بے عیبی کا اقرار ہے اور الحمد للہ میں اسی کے تمام کمالات کا اظہار۔ اور یہ دو چیزیں وہ ہیں جن کے دلائل سے دنیا بھری ہوئی ہے کہ ہر ذرہ اور ہر قطرہ رب کی تسبیح وحمد کر رہا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، تحت حدیث 270:)

(۵۲۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَلِّمْنِيْ كَلَامًا اَقُوْلُهُ. قَالَ: "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" قَالَ: فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّيْ، فَمَا لِيْ؟ قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: مجھے ایسے کلمات سکھایئے جو میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ پڑھا کر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" اس نے عرض کیا: یہ

---

(۵۲۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6721، بخاری شریف، رقم الحدیث 588، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1507، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3397، نسائی شریف، رقم الحدیث 677، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 676، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 491، دارمی، رقم الحدیث 1687، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1561، ابن حبان، رقم الحدیث 820، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 741، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 54، بیہقی، رقم الحدیث 13633، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 726)

کلمات تو میرے رب عزوجل کی ثناء کے لئے ہیں۔ میرے لئے کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو کہا کر: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ ''اے اللہ! مجھے معاف کر دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر''۔ (مسلم)

(۵۲۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ - وَهُوَ اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ -: كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے پھر یہ دعا کرتے: ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ''۔ امام اوزاعی سے جو حدیث کے راویوں میں ایک راوی ہیں' سے پوچھا گیا استغفار کی کیا کیفیت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے! ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' (مسلم)

حل لغات:

الاِسْتِغْفَار: بمعنی بخشش طلب کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت ثوبان بن بجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 107 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پہلے سلام سے سلامتی دینے والا مراد ہے اور دوسرے سے سلامتی۔ استغفار دعا کے آداب میں سے ہے اس لیے دعا سے پہلے استغفار فرماتے۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کہ وہاں بھی تقریبی مقدار مراد تھی اور یہاں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں دعا مختصر مانگے۔ خیال رہے کہ ذوالجلال

(۵۲۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1235' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1512' 1513' 4698' ترمذی شریف' رقم الحدیث 298' 299' 300' 1337' نسائی شریف' رقم الحدیث 1338' 4991' ابن ماجہ' رقم الحدیث 924' 928' داری' رقم الحدیث 1347' 1348' مسند امام احمد' رقم الحدیث 22419' 22461' 24383' ابن حبان' رقم الحدیث 2000' 2001' 2002' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 736' 737' 738' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1836' 1837' بیہقی' رقم الحدیث 2764' 2769' 2829' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 4720' طبرانی' رقم الحدیث 13288)

سے مراد فاسقوں سے بدلہ لینے والا اور اکرام سے مراد نیک کاروں کو انعام دینے والا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 186:)

(۵۲۴) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو پڑھتے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (اے اللہ! جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور نہ تیرے سامنے کسی کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش کوئی نفع پہنچا سکتی ہے۔) (متفق علیہ)

(۵۲۵) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ، حِيْنَ يُسَلِّمُ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ" قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب کہ سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ "کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا نہ کسی کے پاس کوئی طاقت ہے، اور نہ قوت، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر صرف اسی کی، اسی کے لئے نعمت ہے، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، (ہم) اسی کے لئے خالص کرتے ہیں دین کو، خواہ کافر ناپسند کریں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر

(۵۲۴) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 544، مسلم شریف، رقم الحدیث 593)

(۵۲۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 594)

نماز کے بعد انہی کلمات کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 204 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(وہ ہر نماز کے بعد جب کہ سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:) یعنی فرض نماز سے جماعت میں کیونکہ اشراق یا تہجد وغیرہ کے بعد اونچا ذکر سنت نہیں۔ "اعلٰی" سے معلوم ہوا کہ یہ ذکر بہت اونچی آواز سے ہوتا تھا جو محلے کے گھروں میں سنا جاتا تھا۔

(اسی کے لئے نعمت ہے) نعمت سے مراد دنیاوی نعمتیں مراد ہیں اور فضل سے مراد آخرت کی نعمتیں یا نعمت سے مراد عبادات کی توفیق ہے اور فضل سے مراد قبولیت یعنی ساری مخلوق کو بلا واسطہ یا بالواسطہ جو ملا رب سے ملا اور جسے اس نے دیا اپنے فضل سے دیا کسی کا اس پر ذاتی حق نہیں۔

(ہم) اسی کے لئے خالص کرتے ہیں دین کو خواہ کافر ناپسند کریں) مخلصین میں منافقین یا ریا کاروں کی تردید ہے اگرچہ وہ عابد ہیں مگر اخلاص سے محروم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 188)

(۵۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ، یُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ، وَیَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ، یَحُجُّوْنَ، وَیَعْتَمِرُوْنَ، وَیُجَاهِدُوْنَ، وَیَتَصَدَّقُوْنَ. فَقَالَ: "اَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَیْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا یَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ، وَتَحْمَدُوْنَ، وَتُكَبِّرُوْنَ، خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ" قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَیْفِیَّةِ ذِكْرِهِنَّ قَالَ: یَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ، حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ

(۵۲۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1248، بخاری شریف، رقم الحدیث 807، 5970، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1504، ترمذی شریف، رقم الحدیث 410، 411، داری رقم الحدیث 1353، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7242، 21449، 215111، ابن حبان، رقم الحدیث 838، 2014، 2015، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 748، 749، بیہقی، رقم الحدیث 2846، 2847، 7612، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 6587، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12031)

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ".

"اَلدُّثُوْرُ" جَمْعُ دَثْرٍ - بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ - وَهُوَ: اَلْمَالُ الْكَثِيْرُ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقیر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پس انہوں عرض کی: ''یارسول اللہ! مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں' انہیں مال میں فضیلت حاصل ہے' وہ حج کرتے ہیں' عمرہ کرتے ہیں' جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جن کے ذریعے تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں اور ان پر سبقت لے جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس شخص کے جو تمہاری طرح عمل کرے' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے: فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھا کرو۔ حضرت ابوصالح جنہوں نے اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اور وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' اور ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ کہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے اپنی روایت میں اس پر یہ اضافہ کیا: فقیر مہاجرین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمارے مالدار بھائیوں نے اس عمل کے متعلق سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں اور انہوں نے بھی وہ عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

حل لغات:

الدثور: دثر کی جمع ہے دال پر اور ثاء مثلثہ پر زبر ہے یہ بہت زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے) یعنی ہمارے مقابل درجات میں بڑھ گئے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہو گئے اس میں نہ تو رب کی شکایت ہے اور نہ مالداروں پر حسد بلکہ ان پر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جائز ہے یعنی دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا، حسد حرام ہے یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش۔

(وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں) یعنی بدنی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور

مالی عبادتوں میں ہم سے بڑھ کر۔اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ شاکر غنی صابر فقیر سے افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فقیر صابر غنی شاکر سے افضل کیونکہ رب نے فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے،اور فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی شکر سے نعمتیں ملتی ہیں اور صبر سے اللہ تعالیٰ۔

(اوران پر سبقت لے جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں) یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا مراد ہے نہ کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجہ میں بڑھ گئے ہیں ان کلمات کی وجہ سے تم ان کے برابر ہوجاؤ گے اور جو تمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم بڑھ جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی ہی نیکیاں کرے صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ خادم انبیاء ہیں تو صحابہ بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ خادم جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یک زمانہ صحبتے با مصطفٰی بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

(اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس شخص کے جو تمہاری طرح عمل کرے) یعنی جو غنی صحابی یہ پڑھے گا وہ تم سے افضل ہوجائے گا۔

(:فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتس مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھا کرو) یعنی پنج گانہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو، یہ تسبیح فاطمہ کہلاتی ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریبًا یہی تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کو بتائی تھی اسی بنا پر آج تسبیح کے دانوں میں ۳۳ دانوں پر ایک نائب امام ڈالا جاتا ہے۔خیال رہے کہ ظہر مغرب عشاء میں یہ تسبیح سنتیں وغیرہ پڑھ کر پڑھی جائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 190:)

(۵۲۷) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَ كَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وقال تَمَامَ الْمِئَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ 'سُبْحَانَ اللهِ' تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا اور ایک مرتبہ یہ پڑھ کر سو کی گنتی مکمل کرلی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' تو اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ

(۵۲۷)(مسلم شریف الذکر رقم الحدیث 597)

ہوں۔(مسلم)

(۵۲۸) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - اَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً، وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: (نماز کے) بعد میں پڑھے جانے والے چند کلمات ہیں جن کا پڑھنے والا یا فرمایا' کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔(مسلم)

(۵۲۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ"۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' بزدلی اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ میں رذیل عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنہ سے''۔(بخاری)

حل لغات:

اَلْجُبْن: بمعنی بزدلی۔

اَلْبُخْلِ: بمعنی کنجوسی،

تعارف روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۲۸)(مسلم شریف' رقم الحدیث' 1250' ترمذی' رقم الحدیث 3412' نسائی شریف' رقم الحدیث 1349' ابن حبان' رقم الحدیث 2019' بیہقی' رقم الحدیث 1849' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 262' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 263' طبرانی کبیر' 260)

(۵۲۹)(بخاری شریف' رقم الحدیث 6370)

شرح:

جبن کا مقابل شجاعت ہے، بخل کا مقابل سخا ہے اور شح کا مقابل جود۔ بخیل وہ جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے، شح وہ جو نہ کھائے نہ کھانے دے سب کچھ جمع کر کے چھوڑ جائے۔ سخی وہ خود کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسی لیے رب کو سخی نہیں کہتے جواد کہتے ہیں۔ اللہ کے حبیب لکھا دھاری داتا کھاتے نہیں کھلاتے ہیں۔ شعر

بوریا ممنوں خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے آتش

یہ دعا ہماری تعلیم کے لیئے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدائشی کل کے راجہ ہیں جگ کے داتا ہیں۔

(اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ میں رذیل عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹایا جاؤں) یعنی بڑھاپے کی وہ حالت جب ہاتھ پاؤں جواب دے جائیں رب کی عبادت نہ کر سکے، دنیوی کام انجام نہ دے سکے، اس سے خدا کی پناہ۔

ممکن ہے کہ یہ دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری نمازوں خصوصاً تہجد کے بعد مانگتے ہوں، نماز پنج گانہ میں سنتوں سے فارغ ہو کر تا کہ یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہ ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 189:)

(۵۳۰) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، وَاللهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ" فَقَالَ: "اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◄ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! خدا کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ الفاظ پڑھنا نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ''اے اللہ! اس بات پر میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر ادا کروں اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کروں''۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۵۳۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ اَرْبَعٍ، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ". رَوَاهُ

(۵۳۰)(ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1522)

(۵۳۱)(بخاری شریف' رقم الحدیث 1311' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1011)

مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے' کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے"۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھے) اور درود ابراہیمی پڑھ چکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز نفل ہو یا فرض دعا اس کے آخری قعدے میں ہی مانگی جائے گی ہاں نفل میں دونوں درود ابراہیمی دونوں قعدوں میں پڑھے جائیں گے۔

(اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے") خیال رہے کہ بڑا دجال تو ایک ہی ہے جو قریب قیامت ظاہر ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا مگر چھوٹے دجال بہت ہیں جو ہر زمانے میں رہتے ہیں ہر گمراہ کن دجال ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث: 166)

(۵۳۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان جو آخری کلمات پڑھتے وہ یہ ہوتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ "اے اللہ! میرے گناہ معاف کر دے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور وہ جو میں نے بعد میں کئے اور میرے وہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے علانیہ طور پر کئے اور وہ بھی جو میں نے خفیہ طور پر کئے اور جو زیادتی مجھ سے سرزد ہوئی (وہ بھی معاف کر دے) اور میرے وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی

(۵۳۲) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 771)

مقدم کرنے والا ہے' اور تو ہی مؤخر کرنے والا تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو ہی مقدم کرنے والا ہے' اور تو ہی مؤخر کرنے والا) کہ جب چاہے اپنے اطاعت کی توفیق دے کر فرشتوں سے آگے بڑھا دے اور جسے جب چاہے توفیق خیر نہ دے جس سے وہ بندہ شیطان سے بدتر ہو جائے، ایسے ہی جسے چاہے شاہ بنا کر سب سے آگے بڑھائے، جسے چاہے گدا کر کے پیچھے ہٹا دے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 42:)

(۵۲۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں بکثرت یہ کلمات پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ "تیری ذات پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ہم تیری ہی تعریف کرتے ہیں' اے اللہ! مجھے بخش دے"۔ (متفق علیہ)

(۵۲۴) وَعَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ پڑھتے تھے: "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ" "(ہمارا رب) ہر عیب اور خامی سے پاک ہے وہ فرشتوں اور جبرائیل علیہ السلام کا رب ہے"۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۲۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 988' بخاری شریف' رقم الحدیث 761' 4683' 4684' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 871' 873' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 877' ترمذی شریف' رقم الحدیث 262' نسائی شریف' رقم الحدیث 1047' 1122' 1123' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 889' مسند امام احمد' رقم الحدیث 25204' 23392' 24209' ابن حبان' رقم الحدیث 1929' 1930' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 64' 605' 668' بیہقی' رقم الحدیث 2393' 251' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9320' دارقطنی' رقم الحدیث 8)

(۵۲۴) (مسلم شریف' رقم الحدیث 994' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 872' نسائی شریف' رقم الحدیث 1948' مسند امام احمد' رقم الحدیث 1124' 24109' 24674' بیہقی' رقم الحدیث 24887' 2395' 2514' دارقطنی' رقم الحدیث 9)

شرح:

یہ دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں"سُبُّوْحٌ" سے مراد ہے ذاتی عیوب سے پاک"قُدُّوْسٌ" سے مراد ہے۔صفاتی عیوب سے پاک،لہٰذا کلمے مقرر نہیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے مگر چونکہ فرشتے بے گناہ اور ہمیشہ عبادت کرنے والی مخلوق ہیں، نیز سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہی ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۔روح سے مراد یا جان ہے یا حضرت جبریل علیہ السلام جن کا لقب روح الامین ہے یا خاص فرشتوں کی جماعت یا وہ فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار(۷۰۰۰۰)چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار زبانیں اور ہر زبان میں ستر ہزار لغتوں سے خدا تعالیٰ کی حمد۔مرقات نے فرمایا کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جنات کروبی فرشتوں کا دسواں حصہ اور کروبی فرشتے باقی ملائکہ کا دسواں حصہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از،مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج 2 تحت حدیث 98:)

(۵۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ - عَزَّوَجَلَّ -. وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رکوع میں تو تم اللہ کی عظمت بیان کیا کرو اور سجدہ میں کوشش اور محنت سے دعا کیا کرو تمہاری یہ دعا اس لائق ہوگی کہ اسے قبول کیا جائے۔(مسلم)

حل لغات:

فَعَظِّمُوْا : تعظیم کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1،حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رکوع میں تو تم اللہ کی عظمت بیان کیا کرو)یعنی کہو"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" تاکہ عملاً اپنے عجز کا اظہار ہو اور قولاً

(۵۳۵)(مسلم شریف،رقم الحدیث 877، بخاری شریف،رقم الحدیث 6589، ابوداؤد شریف،876، ترمذی شریف،رقم الحدیث 2275، نسائی شریف،رقم الحدیث 1045، ابن ماجہ،رقم الحدیث 3898،3899، موطا امام مالک،رقم الحدیث 1717، دارمی،رقم الحدیث 1325، مسند امام احمد،رقم الحدیث 1900، 22792،25021،27550، ابن حبان،رقم الحدیث 1896،1900،6045، ابن خزیمہ،رقم الحدیث 548،602، مستدرک حاکم،رقم الحدیث 3302، بیہقی،رقم الحدیث 2400، مسند ابویعلیٰ،2387)

رب کی عظمت کا اقرار۔

(اور سجدہ میں کوشش اور محنت سے دعا کیا کرو) یعنی نفل نماز کے سجدوں میں صراحتًا دعائیں مانگو اور دیگر نمازوں کے سجدوں میں رب کی تسبیح و تمجید کرو کہ یہ بھی ضمنی دعا ہے، کریم کی تعریف بھی دعا ہوتی ہے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ سجدے میں بندے کو رب سے انتہائی قرب ہوتا ہے، اس حالت کی دعا ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 99:)

(۵۳۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہو پس سجدہ کی حالت میں بکثرت دعا کیا کرو۔ (مسلم)

(۵۳۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ: دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ. "اے اللہ! میرے سارے گناہ معاف کردے چھوٹے بھی اور بڑے بھی اگلے بھی اور پچھلے بھی' ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی"۔ (مسلم)

حل لغات:

دِقَّهٗ : دق، یدق، دقًا، بمعنی، باریک ہونا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۳۶) (مسلم شریف' رقم الحدیث 986' ابوداؤد' رقم الحدیث 875' ترمذی' رقم الحدیث 3579' نسائی' رقم الحدیث 572' 1137' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9442' ابن حبان' رقم الحدیث 1928' بیہقی' رقم الحدیث 2517' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 6658' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 10014)

(۵۳۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 987' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 378' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9245' ابن حبان' رقم الحدیث 1931' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 672' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 969' بیہقی' رقم الحدیث 2518)

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے:) ظاہر یہ ہے کہ دعا تہجد یا کسی اور نفل کے سجدے میں تھی یا کبھی کبھی فرائض کے سجدے میں بیان جواز کے لیے۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج2،تحت حدیث 118:)

(۵۳۸) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّسْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ - أَوْ سَاجِدٌ - يَقُوْلُ: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ" وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگی۔سو میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہیں' یا سجدے کی حالت میں اور یہ دعا کر رہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ''اے اللہ! تو پاک ہے میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔اور ایک حدیث میں ہے: میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلووں پر پڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی جگہ پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں تیری ثناء کو شمار نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے''۔(مسلم)

حل لغات:

مَنْصُوبَتَانِ: کھڑا ہونا،نصب کرنا۔

(۵۳۸)(مسلم شریف' رقم الحدیث 993' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 879' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3493' نسائی شریف' رقم الحدیث 169' 1100' 1124' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1389' 3841' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 499' مسند امام احمد' رقم الحدیث 24357' 25183' 25696' ابن حبان' رقم الحدیث 1932' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 655' 671' مستدرک حاکم' رقم الحدیث: 807 بیہقی' رقم الحدیث 608' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 4565' دارقطنی' رقم الحدیث 35)

سَخَطِکَ: سخط، یسخط، بمعنی ناراض ہونا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگی۔) یعنی میرے ہاں قیام کی باری تھی، رات اندھیری تھی گھر میں چراغ نہ تھا، میری آنکھ کھلی تو مجھے آپ کا بستر شریف خالی محسوس ہوا تو میں گھبرا گئی کہ مجھے اطلاع دیئے بغیر کہاں تشریف لے گئے۔

(سو میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہیں' یا سجدے کی حالت میں اور یہ دعا کر رہے ہیں:) یعنی سجدے میں گر کر دعائیں مانگ رہے تھے، مسجد نبوی چونکہ حضرت عائشہ کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی، اسی طرف دروازہ تھا اس لیے آپ کا ہاتھ اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے مسجد میں پہنچ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدے میں ہیں اور بغیر آڑ کے ام المؤمنین کا ہاتھ آپ کے تلووں شریف کو لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ چھوڑی، نہ وضو دوبارہ کیا۔ ان انگلیوں کے قربان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگیں، نصیب والے کما کر چلے گئے۔ شعر

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نا مرادی کے دن لکھے تھے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 119:)

(۵۳۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَيُعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ!" فَسَاَلَهٗ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ: كَيْفَ يَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: "يُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ".

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: كَذَا هُوَ فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ: "اَوْ يُحَطُّ" قَالَ الْبَرْقَانِيُّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَاَبُوْ عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوْسَى الَّذِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْا: "وَيُحَطُّ" بِغَيْرِ اَلِفٍ.

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۵۳۹) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 2698)

کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں کرسکتا کہ ایک دن میں ہزار نیکیاں کمائے سو ہم مجلسوں میں سے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: آدمی ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟ فرمایا: سو مرتبہ 'سبحان اللہ' کہے تو اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ہزار گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (مسلم)

حمیدی کہتے ہیں کہ مسلم کی کتاب میں اسی طرح ہے کہ یا اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور برقانی کہتے ہیں: شعبہ، ابوعوانہ اور یحیٰ قطان نے، موسیٰ سے جن سے کہ مسلم نے روایت کی ہے وہ روایت کرتے ہیں:

حل لغات:

"وَيَحُطَّ" "اور گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

تعارف روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 7 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

(آدمی ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟) یعنی مسلسل روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرتے رہنا طاقت انسانی سے باہر ہے، یہ عام انسانوں کا حال ہے ورنہ بعض مخصوص بندے تو ہر سانس میں نیکی کرتے ہیں۔

("يُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ) ظاہر یہ ہے کہ یہاں اَوْ بمعنی واؤ ہے یعنی سو بار سبحان اللہ پڑھ لینے سے پڑھنے والوں کو ہزار نیکیاں بھی ملیں گی اور اس سے ہزار گناہ بھی معاف ہوں گے اور اگر اَوْ اپنے ہی معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ رب تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے چاہے تو اسے ہزار نیکیاں دے چاہے اس کے ہزار گناہ معاف کردے۔ خطیئۃ سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ معاف ہوں گے حقوق العباد اور گناہ کبیرہ کی معافی اس سے نہ ہوگی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث:523)

(۵۴۰) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے ہر عضو کے ذمہ صدقہ ہے، اور ہر مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ" کہنا ایک صدقہ ہے، اور ہر مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا صدقہ ہے، اور

(۵۴۰) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 720)

ہر مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بدی سے منع کرنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان تمام کا عوض بن جاتی ہیں۔ (مسلم)

(۵۴۱) وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: "مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"۔

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: "اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"۔

◀ ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے سویرے سویرے تشریف لے گئے جبکہ آپ نے نماز فجر ادا کی اور وہ اس وقت اپنی جائے نماز پر تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے تو وہ اسی طرح بیٹھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اسی حالت میں رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا! جی ہاں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں اگر ان کا ان کلمات سے موازنہ کیا جائے جو تم صبح سے پڑھ رہی ہو تو وہ ان پر غالب آ جائیں (وہ یہ ہیں:) "سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

اور ترمذی کی روایت میں ہے: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں جو تو پڑھا کرے؟

سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ،

(۵۴۱) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 2726)

سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِه، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِه، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِه، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِه، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِه، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِه، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِه، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِه۔

حل لغات:

اَضْحَى :ضحی،ضحاً بمعنی دھوپ نکلنا،

تعارفِ روای:

حضرت جویریہ بنت حارث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، مسلمانوں کی والدہ، آپ کا نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا، آپ ۵ھ میں غزوہ مریسیع میں گرفتار ہوکر حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب کر دیا، ان کا بدلِ کتابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا اور انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کیا، ۶۵ سال عمر شریف ہوئی، ربیع الاول ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،تحت حدیث 525:)

جویریہ: آپ بنت حارث ہیں، ۵ پانچ ہجری میں غزوہ مریسیع میں تھے جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں، گرفتار ہوکر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے آپ کو مکاتب کر دیا، حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح کرلیا لہٰذا آپ ام المؤمنین ہیں، آپ کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا، آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی، ربیع الاول ۵۶ چھپن میں وفات ہوئی، آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابیات،)

شرح:

(کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے سویرے سویرے تشریف لے گئے جبکہ آپ نے نماز فجر ادا کی) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر آپ کے دولت خانہ سے باہر تشریف لے گئے اسوقت آپ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی ذکر اللہ اور وظیفہ پڑھ رہی تھیں، مسجد سے مراد مصلے ہے یعنی سجدہ گاہ یا وہ جگہ جو گھر میں نماز کے لیے خاص کر لی جائے۔

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے تو وہ اسی طرح بیٹھی تھیں) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت کے وقت (دوپہر کو) آپ کے پاس واپس آئے تو انہیں اسی مصلے پر اسی طرح بیٹھے دیکھا، اللہ اکبر یہ ہے ازواج پاک کا شوق عبادت۔

خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ ذریعۂ قبولیت ہے، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گناہ عرض کرنا پردہ دری نہیں بلکہ معافی کا ذریعہ ہے۔

(تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں) یعنی ہم نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد یہ وظیفہ پڑھ لیا جو عمل میں بہت ہلکا اور آسان ہے۔

(اگر ان کا ان کلمات سے موازنہ کیا جائے جو تم صبح سے پڑھ رہی ہو تو وہ ان پر غالب آ جائیں) یعنی اگر کل قیامت میں رب تعالیٰ میزان کے ایک پلے میں تمہارا آج کا سارے دن کا یہ وظیفہ رکھے اور دوسرے پلے میں ہمارے یہ کلمات رکھے تو ثواب میں یہ کلمات بڑھ جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رب تعالیٰ کی ایسی تسبیح کرتا ہوں جو تمام مخلوق کے برابر ہو، اس کی رضاء کا باعث ہو، اس کے عرش کی زینت ہو اور کلمات الٰہیہ کی جو روشنائی ہے اس کے برابر ہو۔ ان جامع الفاظ میں ساری چیزیں آ گئیں کوئی چیز باقی نہ رہی لہٰذا یہ جامع وظیفہ ہے اس لیے اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 525:)

(۵۴۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ". رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: "مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللہُ فِیْہِ، وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللہُ فِیْہِ، مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ".

◀ ◀ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک زندہ اور ایک مردہ۔ (بخاری)

اور مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے: جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا اس کی مثال ایسے ہے جیسے زندہ اور مردہ۔

(۵۴۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ، ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ

(۵۴۲)(مسلم شریف، رقم الحدیث 1720، ترمذی، رقم الحدیث 2877، دارمی، رقم الحدیث 3377، ابن حبان، رقم الحدیث 780، 782، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2059، 2060، 3026، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 7554، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5864، 7446، 8644)

(۵۴۳)(بخاری شریف، کتاب التوحید، رقم الحدیث 7537)

ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے متعلق میرا بندہ جو گمان رکھتا ہے میں ویسے ہی (اس کے ساتھ) ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مَلَاءٍ : بمعنی قوم، جماعت۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں عبد سے مراد بندہ مؤمن ہے اور ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے جیسے "یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ" اور بمعنی گمان نیک بھی جیسے "ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا" اور بمعنی بدگمانی بھی جیسے "اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" یہاں دونوں معنے درست ہیں یعنی بندہ میرے متعلق جیسا یقین رکھے گا میں ویسا ہی معاملہ اس سے کروں گا یا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرے گا میں ویسا ہی کروں گا مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ قبولیت کی امید یا یقین پر دعا و عبادت کرے گا تو میں اس کی دعا و عبادت ضرور قبول کروں گا اور اگر رد کا یقین یا گمان کرے گا تو رد ہی کروں گا۔ مقصد یہ ہے کہ اعمال بھی کرو اور قبول کی امید بھی رکھو عمل نہ کر کے بخشش کی امید رکھنا ظن نہیں بلکہ نفس کا دھوکا و غرور ہے ظن و غرور میں فرق چاہیئے جو بو کر گندم کاٹنے کی امید، ٹھنڈا لوہا کاٹنا بے کار ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

گندم از گندم بروید جوز جو — از مکافات عمل غافل مشو

بعض لوگ امید دھوکے میں فرق نہیں کرتے وہ اس حدیث سے دھوکا کھاتے ہیں، حدیث واضح ہے۔

(اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) رحمت و کرم، توفیق و مہربانی خیال رہے کہ بندہ رب سے ذکر اللہ کرتے وقت بہت قریب ہوتا ہے، جو ہر وقت ذکر کرے وہ ہر وقت رب سے قریب ہے۔

(تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔) بہتر مجمع سے مراد ارواح انبیاء و اولیاء ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اور ہوسکتا ہے اس مجمع سے مراد مقرب فرشتوں کا مجمع ہو چونکہ بعض لحاظ سے فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ ہم انسان نیک و بد ہر طرح کے کام کر لیتے ہیں، فرشتے صرف نیک کام ہی کرتے ہیں اسی لیے انہیں خیرًا منهم کہا گیا، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ انسان فرشتے سے افضل ہے پھر یہاں فرشتوں کو انسان سے افضل کیوں

فرمایا گیا۔

مسئلہ: ماہیت انسان ماہیت فرشتہ سے افضل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ" اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے رہے افراد اس میں تفصیل یہ ہے کہ خاص انسان جیسے انبیاء و اولیاء خاص و عام تمام فرشتوں سے افضل ہیں مگر عام مسلمان سے خاص فرشتے افضل، رہے کفار وہ تو گدھے کتے سے بھی بدتر ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر افضل ہے کہ آہستہ ذکر کرنے والوں کا ذکر وہاں بھی خفیہ ہی ہوتا ہے اور مجمع لگا کر اونچا ذکر کرنے والوں کا وہاں بھی علانیہ ذکر ہی ہوتا ہے جیسے فرشتے و انبیاء و اولیاء سنتے ہیں ذکر بالجہر والوں کی یہ حدیث قوی دلیل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 488:)

(۵۴۴) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: "الذَّاكِرُوْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَرُوِيَ: "اَلْمُفَرِّدُوْنَ" بِتَشْدِيْدِ الرَّاءِ وَتَخْفِيْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِيْ قَالَهُ الْجُمْهُوْرُ: التَّشْدِيْدُ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مفردون، سبقت لے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (مسلم)

حل لغات:

''المفردون'' راء پر شد کے ساتھ اور بغیر شد کے بھی روایت کیا گیا ہے، اور مشہور جمہور کے قول کے مطابق شد کے ساتھ ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفردون تفرید سے ہے، بمعنی الگ کرنا، جدا رکھنا، یعنی جنہوں نے اپنے کو دنیاوی الجھنوں، اغیار کی مجلس سے الگ رکھا یا جنہوں نے تمام ذکروں سے اللہ کے ذکر کو چھانٹ لیا۔ جس میں وہ ہر وقت لگے رہتے ہیں۔

(وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟) یہ ماسوال احوال کے لیے ہے نہ کہ سوال ذات کے لیے جیسے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا وما رب العلمین یعنی اللہ تعالیٰ کے صفات کیا ہیں اسی لیے یہاں من نہ بولا ما اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

(۵۴۴) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 2676)

نے جواب بھی وہ عنایت فرمایا جو سوال کے مطابق ہے۔

(: اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔) چونکہ اللہ کے ذاکر مرد زیادہ ہیں عورتیں کم، اس لیے مردوں کا ذکر پہلے ہوا عورتوں کا بعد میں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ کا بہت ذکر کرنے والا وہ ہے جو کسی حال میں رب کو نہ بھولے خلوص سے اس کی عبادت کرے خلقت سے مستغنی رہے فکر وشکر میں حریص ہو جو خدا سے غافل کرے اس سے دور رہے اللہ کے ذکر میں ایسی لذات پائے جو کسی اور چیز میں نہ پائے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا" یعنی تمام غیر اللہ سے کٹ کر رب کے ہو جاؤ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 486)

(۵۴۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اَفْضَلُ الذِّکْرِ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ".

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: افضل ترین ذکر "لا الہ الا اللہ" ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۴۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ، فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ: "لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ".

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسلام کے احکام میرے لئے بہت زیادہ ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں اپنے اوپر لازم کرلوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری زبان ہمیشہ ذکر خداوندی سے تر رہا کرے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

شَرَائِعَ: شرع، یشرع، شرعًا، بمعنی قانون بنانا۔ قانون سازی کرنا۔

اَتَشَبَّثُ: شبث، یشبث، شبثًا، بمعنی چمٹنا، متعلق ہونا، پابند ہونا۔

---

(۵۴۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3383)

(۵۴۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3375)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر 108 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! اسلام کے احکام میرے لئے بہت زیادہ ہیں) جو تفصیل وار مجھے یاد نہیں ہو سکتے وہ مجھ پر غالب ہیں، معلوم ہوا کہ مکمل عالم بننا فرض نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے، ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تمام مسائل سیکھنے کا حکم دیتے۔

(مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جسے میں اپنے اوپر لازم کرلوں) غالبًا سائل کا سوال نوافل کے متعلق تھا، اس لیے انہیں یہ جواب دیا گیا مقصد یہ ہے کہ ہر وقت زبان پر کوئی ذکر اللہ جاری رہے نہ معلوم موت کب آجائے جب بھی ملک الموت تمہاری جان نکالنے آئیں تو تمہیں غافل نہ پائیں، اللہ تعالیٰ ایسی زندگی نصیب کرے، رطب فرما کر اشارۃً بتایا کہ جیسے تر لکڑی آگ میں نہیں جلتی ایسے ہی اللہ کا ذکر زبان کی تری ہے جس سے بندہ دوزخ میں نہ جل سکے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث:503)

(۵۴۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "من قَالَ: سُبْحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو کہتا ہے "سُبْحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ" اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۴۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِيتُ إبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۵۴۷) (ترمذی شریف' کتاب الدعوات' رقم الحدیث 3464)

(۵۴۸) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 3462)

فرمایا: میں شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت میں مٹی بڑی پاکیزہ ہے اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے اور وہ ایک وسیع میدان ہے اور یہ کلمات پڑھنے سے وہاں درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

طَيِّبَةٌ: طاب، يطيب، طيبًا، بمعنی اچھا ہونا، عمدہ ہونا۔

التربة: بمعنی مٹی۔ خاک۔

عذبة: بمعنی میٹھا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا) خصوصی ملاقات چھٹے آسمان پر وہاں ہی گفتگو ہوئی، عمومی ملاقات تو سارے انبیاء سے بیت المقدس میں ہو چکی تھی مگر وہاں یہ گفتگو نہ ہوئی وہاں کی گفتگو کچھ اور تھی جو ان شاء اللہ حدیث معراج کی شرح میں عرض کی جائے گی۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات ایک دوسرے سے بھی ملتے ہیں، اور زندہ مقبول بندوں سے بھی۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات زندوں کا سلام سنتے بھی ہیں اور انہیں سلام کہلواتے بھی ہیں۔ تیسرے یہ کہ وفات یافتہ بندوں کو اور جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں ان کو بھی سلام کہلوانا جائز ہے جب کہ ان کو پہنچ سکے، ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سلام کہلوایا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم لوگوں تک پہنچ گیا، سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خرقان پہنچے تو لوگوں کو خبر دی کہ اس سرزمین میں سو برس کے بعد خواجہ ابوالحسن خرقانی پیدا ہوں گے جو انہیں پائے میرا اسلام پہنچائے۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

آن شنیدی داستان بایزید — کہ از حال ابوالحسن از پیش دید

آخر میں مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

بلکہ قبل از زادن تو سالہا مرمر ترا اذانند بجملہ حالہا

صحابہ کرام قریب الوفات صحابہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام عرض کرنا۔ چوتھے یہ کہ ہم کو بھی چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کو بھی سلام کیا کریں کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔

(اور یہ کلمات پڑھنے سے وہاں درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ ''سُبْحَانَ اللہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، وَاللہُ اَکْبَرُ''۔) یعنی جنت کی بعض زمین درختوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اسی حصہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکھا گیا تھا اور بعض زمین سفیدہ ہے جس میں تمہارے وظیفوں واعمال سے درخت لگیں گے، جب تم یہاں آؤ گے تو دونوں قسم کے باغ پاؤ گے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر وہاں کی زمین سفیدہ ہے تو اسے جنت کیوں کہتے ہیں، جنت کے معنی تو ہیں باغ اور نہ یہ اعتراض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں وہاں باغ اور پھل سب کچھ ملاحظہ فرمائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 539)

(۵۴۹) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ، وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: "ذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى"۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ: "اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے عمل کے متعلق نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہے' تمہارے مالک کے نزدیک زیادہ پاکیزہ ہے' اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والا ہے' اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے' اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے مقابلہ کرو تو تم ان کی گردنیں کاٹو' اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ترمذی نے روایت کی۔ امام حاکم ابوعبداللہ نے فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۴۹) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3377)

شرح:

اگر یہاں ذکر اللہ سے مراد زبانی ذکر ہے تو اس کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ ذکر اللہ بلاواسطہ رب تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور دوسری عبادتیں بالواسطہ اور ظاہر ہے کہ بلاواسطہ پہنچانے والا بالواسطہ سے افضل ہے۔ اور اگر ذکر سے مراد قلبی و دلی ذکر اللہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ذکر دلی عبادت ہے اور دوسری عبادات بدنی عبادت اور دل بادشاہ ہے۔ اعضاء اس کی رعایا بادشاہ کا عمل بھی رعایا کے اعمال سے افضل ہے، اسی لیے رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر اللہ کے بڑے درجے بیان فرمائے کہ فرمایا: "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا حدیث قدسی ہے" انا جلیس من ذکرنی" میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آسان عمل مشکل عملوں سے درجہ میں بھی بڑھ جاتے ہیں دیکھو ذکر اللہ آسان ہے اور جہاد دشوار مگر ثواب میں ذکر اللہ بڑھ گیا مگر یہ اس جہاد کا ذکر ہے جو اللہ کی یاد سے خالی ہو، لیکن اگر ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو تو سبحان اللہ سب سے بہتر۔ شیخ نے فرمایا کہ بعض لازم عمل متعدی عمل سے بہتر ہو جاتے ہیں جیسا یہاں ہوا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جہاد میں کافروں کو مارا جاتا ہے اور ذکر اللہ میں نفس و شیطان کو اسی لیے ذکر اللہ جہاد اکبر ہے کہ اس میں دل کا تزکیہ ہے پھر ذکروں میں بعض ذکر دوسرے ذکروں سے افضل ہیں جیسے تلاوت قرآن شریف و درود شریف دوسرے اذکار سے بہتر ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 593:)

(۵۵۰) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، عَلٰی امْرَاَۃٍ وَّبَیْنَ یَدَیْھَا نَوًی - اَوْ حَصًی - تُسَبِّحُ بِہٖ فَقَالَ: "اُخْبِرُكِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ ھٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ -" فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰہُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ؛ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ"۔

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں جو تمہارے لئے اس سے زیادہ آسان ہے یا فرمایا: بہتر ہے۔ پھر فرمایا: (یہ پڑھا کرو): "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ

(۵۵۰)(ترمذی شریف رقم الحدیث 3568)

وَ سُبْحَانَ اللہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ" اور اسی طرح "اَللہُ اَکْبَرُ" (مذکورہ کلمات کے ساتھ) پڑھا کرو۔ اور اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اسی طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اسی طرح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ پڑھا کرو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

نَوًی :النواۃ، کی جمع، بمعنی گھٹلی

تعارفِ روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں) یعنی تسبیحیں ان دانوں پر شمار کر رہی تھیں، یہ حدیث مروجہ دھاگہ والی تسبیح کی اصل ہے کہ بکھرے دانوں اور دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں میں کوئی فرق نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تسبیح کبھی استعمال نہ کی، آپ ہمیشہ بطریق عقد انامل انگلیوں پر شمار فرماتے تھے مگر ایک صحابیہ کو یہ کرتے دیکھا منع نہ فرمایا لہٰذا تسبیح صحابی کی سنت عملی ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکوتی۔ مرقات نے فرمایا جن لوگوں نے اس تسبیح کو بدعت کہا غلط کہا۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ تسبیح شیطان پر کوڑہ ہے۔ حضرت جنید ولایت کی انتہاء پر پہنچ کر بھی تسبیح پڑھا کرتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی جواب دیا کہ اسی کے ذریعہ ہم خدا تک پہنچے ہیں اسے ہم کیسے چھوڑیں۔ (مرقات) بعض بزرگ ختم آیت کریمہ کے لیے تھیلوں اور بوریوں میں بادام یا گٹھلیاں جمع کر رکھتے ہیں ان کی اصل بھی یہ حدیث ہے۔

("اُخْبِرُكِ بِمَا ھُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ ھٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ -) یہ اَوْ بمعنی واؤ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعا میں تمہارا وقت بھی کم خرچ ہوگا اور تمہیں ان تکلفات کی ضرورت بھی نہ پڑے گی اور ان کلمات کا ثواب تمہاری ان کنکریوں سے زیادہ ہوگا یا اَوْ بمعنی بَلْ ہے تب تو مطلب ظاہر ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رب کی تسبیح میری گنتی شمار سے وراء ہے کیونکہ آسمان و زمین کی یہ چیزیں میرے علم و ادراک سے خارج ہیں، رب کی عطائیں ہمارے شمار سے باہر ہیں تو اس کی تسبیح بھی ہمارے شمار سے باہر ہونا چاہئیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3 تحت حدیث 535)

(۵۵۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلَا

اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تجھے جنت کے خزانوں سے ایک خزانے کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ (متفق علیہ)

۱۰۲۔ بَابُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا وَّمُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَائِضًا اِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَّلَا حَائِضٍ

کھڑے ہوئے، بیٹھ کر، لیٹ کر، بے وضو اور جنابت اور حیض کی حالت میں اللہ کے ذکر کا بیان سوائے قرآن مجید پڑھنے کے کہ جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ o الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ} (آل عمران: 190، 191)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ: "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم"۔ اللہ تعالیٰ نے تین ہیئتیں ذکر فرمائی ہیں انسان اپنے غالب معاملات میں ان سے خالی نہیں ہوتا، تو گویا کہ یہ کیفیات اس کے جملہ اوقات کو محیط ہیں، اور اس معنی کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یذکر اللہ علی کل احیانہ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض) اسے مسلم نے روایت کیا ہے، پس اس میں بیت الخلا میں اور دوسرے مقامات پر ہونا بھی داخل ہے حالانکہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے، اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابن سیرین اور نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) حضرت عطاء اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ قرار دیا

(۵۵۱) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 6735، بخاری شریف، رقم الحدیث 2830، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1526، مسند امام احمد رقم الحدیث 19538)

ہے، آیت اور حدیث کے عام ہونے کی بنا پر پہلا قول زیادہ صحیح ہے، حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: بیت الخلا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اوپر چڑھ جاتا ہے، اس کا معنی ہے کہ ملائکہ اس ذکر کو لے کر بلندیوں کی جانب چڑھ جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان کے صحف میں لکھا ہوتا ہے، پس مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید"۔

ترجمہ: نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔ اور مزید فرمایا:) آیت ("وان علیکم لحفظین، کراما کاتبین"۔ (الانفطار)

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو ہر حال میں ذکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور کوئی استثنیٰ نہیں کی، پس فرمایا: "اذکروا اللہ ذکر کثیرًا"۔ (الاحزاب)

ترجمہ: یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے۔ مزید فرمایا: فاذکرونی اذکرکم: البقرہ؛ ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔ اور فرمایا:: "انا لا نضیع اجر لا نضیع اجر من احسن عملا، الکھف۔ ترجمہ: (تو ہمارا دستور ہے کہ) ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ اور (مفید) کام کرتا ہے۔ پس یہ سب عام ہے۔ پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ماجور ہوگا اور اسے ثواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے میرے باپ (مراد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ وکیع نے بیان کیا ہے سفیان نے عطا بن ابی مروان سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا (کہ) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا دوں تو رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ انا جلیس من ذکرنی (اے موسیٰ (علیہ السلام) میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرے عرض کی: اے میرے رب! بلاشبہ ہم تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں (اور اس میں) ہم تجھے اس سے برتر اور عظیم تر سمجھتے ہیں کہ ہم اس میں تیرا ذکر کریں، رب کریم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کی: وہ جنابت اور قضائے حاجت کی حالت ہے، رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ اذکرنی علی کل حال (حلیۃ الاولیاء ابونعیم،) اے موسیٰ! تو ہر حال میں میرا ذکر کر (اور جنہوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک کراہیت کا سبب یا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بلند اور منزہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں کیا جائے جن میں اس کے ذکر سے اعراض برتا گیا ہے جیسے کہ حمام میں قرآن کریم کی قرات کا مکروہ ہونا، یا پھر کراما کاتبین پر اس بناء پر رحم کھانا ہے کہ وہ انہیں غلاظت اور نجاست کی جگہ پر اتارے تاکہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو لکھیں، واللہ

اعلم۔(تفسیر قرطبی، تحت آیت مذکورہ)

(۵۵۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔(مسلم)

جماع کی دعا:

(۵۵۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اس وقت یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔ "میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ"۔ سو ان کے لئے ان کے اس ملاپ میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔(متفق علیہ)

حل لغات:

جَنِّبْنَا: جنبا، بمعنی دور کرنا، دفع کرنا، علیحدہ کرنا۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۵۲)(مسلم شریف، رقم الحدیث 730)

(۵۵۳)(بخاری شریف، رقم الحدیث 141، 3098، 3109، 4870، 6025، 6961، مسلم شریف، رقم الحدیث 1434، ابوداؤد شریف، 2161، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1092، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1919، دارمی، رقم الحدیث 2212، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1867، ابن حبان، رقم الحدیث 983، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 9031، 13622، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12195، مسند طیالسی، رقم الحدیث 2705، مسند حمید، رقم الحدیث 516، المسند المکی رقم الحدیث 689، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 17152)

شرح:

یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھے اور حلال صحبت پر پڑھے، حرام پر پڑھنا سخت جرم ہے بلکہ اس میں کفر کا اندیشہ ہے جیسے شراب نوشی یا خنزیر کھانے یا جوئے پر بسم اللہ پڑھنا، اھل سے مراد بیوی یا لونڈی ہے۔

(اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ") یعنی اس صحبت میں شیطان نہ شریک ہو اور نہ بچے کو شیطان کبھی بہکائے، بسم اللہ سے مراد پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ خیال رہے کہ جیسے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاتا ہے ایسے ہی صحبت میں بھی اور جیسے کھانے پینے کی برکت شیطان کی شرکت سے جاتی رہتی ہے ایسے ہی صحبت میں شیطان کی شرکت سے اولاد نالائق اور جناتی بیماریوں میں گرفتار رہتی ہے اور جیسے بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں شیطان کی شرکت نہیں ہوتی جس سے بچہ نیک ہوتا ہے اور آسیب وغیرہ سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ بھی رہتا ہے، بہتر یہ ہے کہ خاوند بیوی دونوں پڑھ لیں۔

(ان کے لئے ان کے اس ملاپ میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا) یعنی بسم اللہ وغیرہ کی برکت سے بچہ کو نہ تو ابلیس کبھی نقصان پہنچا سکے گا نہ اس کی ذریت، بچہ جنون، مرگی وغیرہ جناتی امراض سے بھی محفوظ رہے گا اور مؤمن رہے گا ان شاء اللہ (مرقات) اس لیے یہاں شیطان نکرہ فرمایا گیا، ایسے بچہ کو ان شاء اللہ نیک اعمال کی بھی توفیق ملے گی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 34:)

۱۰۳۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَاسْتِيْقَاظِهٖ

سونے اور جاگنے کے وقت کیا پڑھے؟

(۵۵۴) عَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ، قَالَ: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ"۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀◀ حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ۔ "اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی جیتا ہوں اور مرتا ہوں" اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی کی طرف (موت کے بعد) اٹھ کر جانا ہے۔ (بخاری)

---

(۵۵۴) (بخاری شریف رقم الحدیث 5953، 5955، 5965، 6959)

حل لغات:

آوٰی: یاوی، بمعنی اترنا، آنا،

تعارف رواۃ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے پھر یوں کہتے الٰہی میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا کام تیرے سپرد کیا تیرے کرم پر ٹیک لگائی تیری طرف رغبت کرتے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے تجھ سے نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سواء تیری طرف کے میں تیری اتاری کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو یہ کلمات کہہ لے پھر اسی رات مر جائے تو ایمان پر مرے گا اور ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اے فلاں جب تو اپنے بستر پر جائے تو نماز کا سا وضو کرے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹے پھر کہے الٰہی میں نے اپنے کو تیرے سپرد کیا، آخر کلام تک اور فرمایا کہ اگر تم اسی رات میں مر گئے تم اسلام پر مرو گے اور اگر تم صبح پاؤ گے تو بہت بھلائی حاصل کرو گے۔ (مسلم، بخاری)

۱۰۴۔ بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ إِلٰى مُلَازَمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

ذکر کی محفلوں کی فضیلت اور ہمیشہ ان سے منسلک رہنے کے استحباب اور بغیر عذر کے ان سے علیحدہ رہنے کی ممانعت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ} (الکہف: 28)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

تشریح:

عیینہ بن حصن الفزاری جو قبیلہ مضر کا سردار تھا اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہاں

سلمان فارسی، ابوذر اور دیگر فقراء صحابہ نعمت دیدار حبیب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینے کی بو اونی جبوں سے اٹھ رہی تھی۔ عینیہ کہنے لگا کیا یہ بدبو آپ کو تنگ نہیں کرتی۔ ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں۔ اگر ہم آپ کا دین قبول کرلیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپ کے پاس آنے کو جی تو چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو غلیظ اور بدبودار کپڑوں والے آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوتے ہیں۔ انہیں یہاں سے اٹھادیں ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں یا ان کے لیے کسی الگ مجلس کا انتظام کریں۔ تاکہ ان کا تعفن ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے۔ فوراً جبرئیل امین فرمان الٰہی لے کر نازل ہو گئے۔ اصبر نفسك مع الذين الخ اللہ تعالیٰ کو ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی پسند نہیں۔ آپ ان کے لیے ان لوگوں کی صحبت ترک نہ کریں جن کی زندگی کا مقصد وحید صرف اپنے رب کریم کی رضا جوئی ہے جو صبح و شام بلکہ ہر لحہ اس کی یاد اور اس کی محبت میں محو رہتے ہیں۔ وہ تیری نگاہ کرم کے پیاسے ہیں۔ وہ تیری نظر محبت کے بھوکے ہیں جب تو ان کو ایک مرتبہ شفقت و محبت انداز سے دیکھ لیتا ہے تو یہ سب رنج و غم بھول جاتے ہیں۔ اے محبوب ایسا نہ ہو کہ تیری نگاہ عنایت ان سے پھر جائے۔ ان سے یہ صدمہ برداشت نہ ہوگا **لا تعد عينك عنهم** کے اس جملہ سے دلنوازی اور دلربائی کے جو انداز سکھائے جارہے ہیں ان کی کوشش کسی درد کے بارے سے پوچھو، وہ تمہیں بتائے گا کہ اس کی ساری خوشیاں اس کی نگاہ کرم کے ایک گوشہ میں سمٹ کر آ گئی ہیں۔ اسی ایک سہارے پر وہ ہجر کے صدمے اور جدائی کی طویل گھڑیاں خوشی خوشی گزار دیتے ہیں۔ اے درد محبت کے بیمارو! مژدہ باد! نگاہ رحمت سے تم محروم نہیں ہو گے۔

علامہ آلوسی نے کیا خوب لکھا ہے:

فائدتها منه (صلى الله عليه وسلم) تعود عليهم وذلك لانهم عشاق الحضرة وهو (صلى الله عليه وسلم) مرأتها وعرش تجليها ومدون اسرارها ومشرق انوارها متى رأوه (صلى الله عليه وسلم) عاشوا ومتى غاط عنهم كسبوا وطاشوا واما صحبة الفقراء بالنسبة الى غيره (صلى الله عليه وسلم) ففائدتها تعرد الى من صحبهم فهم القوم لايشقى جليهم. (روح المعانی)

ترجمہ:۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کا فائدہ تو ان فقراء کو حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بارگاہ الٰہی کے عشاق ہیں۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) انوار الٰہی کے لیے آئینہ اور اس کی تجلیات کے لیے عرش اور اس کے اسرار کا معدن اور اس کے انوار کا مشرق ہیں۔ صحابہ کرام جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روئے زیبا کو دیکھتے تھے تو انہیں زندگی کا لطف حاصل ہوتا تھا۔ اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے تھے تو وہ رنجیدہ خاطر اور پریشان ہوجاتے تھے۔ لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا اور لوگ جو ان فقراء کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس صحبت کا فائدہ انہیں نصیب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے وہ گروہ ہیں جن کا ہم نشین

بد بخت نہیں رہتا۔

"لاتعدعینک عنھم" پر غور فرمایئے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیر لیں۔ کیونکہ کہ تعد مخاطب کا صیغہ نہیں بلکہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل حضور نہیں بلکہ عیناک ہے اور تعد یہاں متعدی مستعمل نہیں بلکہ تصرف کا معنی میں لازمی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اور اپنے غلاموں سے دانستہ اور قصداً تو نگاہ نہیں پھیرتے لیکن کہیں بے دھیانی کے عالم میں نگاہیں نہ پھر جائیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۵۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللهَ - عَزَّوَجَلَّ -. تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ، فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ -وَهُوَ أَعْلَمُ-: مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ. فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟! قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا. فَيَقُولُ: فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا. قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ؛ قَالَ: فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللهِ مَا رَأَوْهَا. فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟! قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ: فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَؤُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ - عَزَّوَجَلَّ - - وَهُوَ أَعْلَمُ -: مِنْ أَيْنَ

(۵۵۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6045، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3600، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1821، مسند طیالسی، رقم الحدیث 2434، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7418، ابن حبان، رقم الحدیث 856)

جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِي الْأَرْضِ:
يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيُهَلِّلُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيَسْأَلُوْنَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا: يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا، أَيْ رَبِّ. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ. قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَّارِكَ يَا رَبِّ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: لَا. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ؟ فَيَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا. قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ. فَيَقُوْلُ: وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ"۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں سو جب انہیں کوئی جماعت نظر آتی ہے جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوں تو فرشتے آواز دیتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں سو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! وہ تیری تسبیح' تکبیر' حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں' (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں' خدا کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا' (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو اور زیادہ تیری عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور تسبیح بیان کرتے؟ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ کس چیز کا سوال کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں خدا کی قسم! اے ہمارے رب عزوجل! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو وہ جنت کے اور زیادہ آرزومند ہوں اور اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اور اس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہو جائے۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں' فرمایا: (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں خدا کی قسم! انہوں نے اسے نہیں دیکھا' تو (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اور زیادہ ڈریں۔ فرمایا: (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ فرمایا:

ایک فرشتہ عرض کرتا ہے ان میں فلاں شخص بھی ہے جو ان میں سے نہیں وہ تو کسی غرض سے وہاں آیا تھا' تو (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ ایسے ہم مجلس ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں چلتے پھرتے ہیں وہ ذکر کی مجلس تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب انہیں کوئی ایسی مجلس مل جائے جس میں ذکر ہو رہا ہو تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ اس مجلس اور آسمان دنیا کے درمیان ساری جگہ پُر ہو جاتی ہے' اور جب وہ اس مجلس سے جدا ہوتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جاننے والا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہم زمین سے تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح (سبحان اللہ) اور تیری تکبیر (اللہ اکبر) کر رہے تھے وہ لا الہ الا اللہ اور الحمدللہ پڑھ رہے تھے اور تجھ سے دعا مانگ رہے تھے۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں اے پروردگار! (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اور وہ تیری پناہ مانگتے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری دوزخ سے۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں! فرمایا: اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا اور میں نے انہیں عطا کیا جو کچھ انہوں نے مانگا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی میں نے انہیں اس چیز سے پناہ دی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں گنہگار شخص بھی ہے جو گزر رہا تھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا یہ ایسی جماعت ہے جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا۔

حل لغات:

یَطُوْفُوْنَ: بمعنی گھومنا۔

باجنحتھم، جمع، جناح کی بمعنی پر۔

تمجیداً، : بزرگی بیان کرنا۔

یشقی: بمعنی بد بخت ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں) یہاں فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو ذکر اللہ سننے پر مقرر ہیں راستوں سے مسلمان خصوصًا ذاکرین کے راستے مراد ہیں یعنی یہ فرشتے ذاکرین کے راستوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں تاکہ ان کی زیارت کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر سنیں یعنی وقت سے پہلے وہ حضرات مجلس ذکر کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ انہیں ذاکرین اور ان کے محلوں کی خبر نہیں بے خبری میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

(تو فرشتے آواز دیتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آؤ) آؤ دوڑو ان ذاکرین کی زیارت کرو ان کی زبان سے اللہ رسول کا ذکر سنو۔ معلوم ہوا کہ دوسروں سے رسول کا ذکر سننا بھی محبوب ہے اور محفل میلاد شریف گیارھویں شریف وغیرہ میں رحمت کے فرشتے شرکت کرتے ہیں کہ یہ بھی اللہ رسول کے ذکر کی مجلسیں ہیں۔ شعر

فرشتے محفل میلاد میں رحمت کے آتے ہیں رسول اللہ خود اس بزم میں تشریف لاتے ہیں

اس شعر کے پہلے مصرع کی اصل یہ حدیث ہے۔

(پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں) یعنی یہ فرشتے پرے بنا کر ان مجلس والوں پر اس طرح چھا جاتے ہیں جیسے رحمت کے بادل زمین پر اور یہ پرے آسمان تک پہنچتے ہیں کہ نیچے ایک پرہ اس کے اوپر دوسرا اس پر تیسرا۔

(سو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟) مجلس ختم ہونے پر لوگ تو اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں اور یہ فرشتے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوجاتے ہیں تب رب تعالیٰ ان سے یہ سوال فرماتا ہے مگر یہ سوال رب کی بے علمی سے نہیں بلکہ فرشتوں کو اگلے مضمون پر گواہ بنانے کے لیے ہوتا ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! وہ تیری تسبیح' تکبیر' حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں) یا تو بلا واسطہ یا بالواسطہ اس طرح کہ تیرے محبوبوں کا عظمت سے ذکر کررہے تھے اور تیرے دشمنوں کا حقارت سے تذکرہ کرتے تھے جیسا کہ شروع باب میں عرض کیا گیا۔

(نہیں' خدا کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا') بغیر دیکھے تیرے عاشق ہیں اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی ہے کہ بغیر دیکھے دلوں میں اس کا عشق ہے اس کا پرتو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آج ان کا دیکھنے والا کوئی نہیں عاشق جانباز کروڑوں۔ یہ دونوں سوال تعجب کے اظہار کے لیے ہیں کہ جب میرے بندے مجھے بغیر دیکھے صرف میرے اوصاف سن کر میری ایسی والہانہ عبادت کررہے ہیں تو اگر مجھے دیکھ لیں تو ان کی محبت وعبادت کا کیا حال ہو۔ اس میں اشارۃً فرمایا جارہا ہے کہ اے فرشتو! تم نے تو کہا تھا انسان خونریز فسادی ہوگا دیکھو انہی انسانوں میں ایسے نمازی ذاکر بھی تو ہیں جن سے سارا

عالم چھپا ہوا ہے اور عالم شہادت یعنی دنیا کے ہزار ہا جنجالوں میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی رب کے ذاکر و پرستار ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

اور جنت پر صرف سن کر اس پر ایمان لائے اور اس کے طلبگار ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت پیدا ہو چکی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بعد قیامت پیدا ہوگی غلط کہتے ہیں اس کی مکمل بحث ہماری "تفسیر نعیمی" جلد اول اور "اسرار الاحکام" میں ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سے جنت مانگنا برا نہیں، ہاں صرف جنت حاصل کرنے کے لیے عبادت کرنا برا ہے عبادت تو صرف رضائے الٰہی کے لیے چاہیئے جنت اس کے فضل سے ملے گی۔

(:اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو وہ جنت کے اور زیادہ آرزو مند ہوں اور اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اور اس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہو جائے) یعنی پھر تو یہ لوگ جنت کی طلب میں تارک الدنیا ہو بیٹھیں زن و فرزند کو بھول بیٹھیں کیونکہ معائنہ خبر سے زیادہ قوی ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانوں سے جنت چھپانے میں ہزار ہا حکمتیں ہیں، اگر جنت دکھا دی جاتی تو کوئی شخص کوئی دنیاوی کام نہ کرتا۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں) یعنی دوزخ کی آگ سے خیال رہے کہ فرشتے یہ نہیں کہتے کہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے کیونکہ دوزخ میں داخلہ تو قیامت کے بعد ہوگا مگر آگ کا عذاب مرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا چاہیئے قرآن کریم نے جو جامع دعا ہم کو سکھائی ہے اس کے آخری میں ہے وقنا عذاب النار نیز دوزخ کے ٹھنڈے طبقوں میں بھی آگ ہی کا عذاب ہے گرم طبقوں میں آگ کے قریب سے عذاب ہے ٹھنڈے طبقوں میں آگ کی دوری سے عذاب جیسے دنیا میں گرم سرد موسموں میں سورج کی دوری و نزدیکی سے سردی گرمی ہوتی ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اور زیادہ ڈریں۔) اس طرح کہ پھر دوزخ کے خوف سے دنیا میں عیش و آرام بھول جائیں، ہمیشہ روتے رہیں کبھی نہ ہنسیں۔ معلوم ہوا کہ اگر وہ عالم ظاہر کر دیا جائے تو یہ عالم تباہ ہو جائے اگر رب تعالیٰ کا نظارہ یہاں ہو جائے تو کوئی کافر نہ رہے۔ شعر

کفر و اسلام کے جھگڑے ترے چھپنے سے بڑھے تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا) گزشتہ ساری گفتگو اسی آخری جملہ کے لیے تھی کہ فرشتوں کو ان ذاکر مؤمنوں کی بخشش پر گواہ بنانا تھا خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ ان کے گناہ بخشتا ہوں کہ اس میں شبہ ہوتا کہ شاید پچھلے گناہ بخشے گئے بلکہ فرمایا انہیں بخشتا ہوں یعنی آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دوں گا اور اگر کبھی ان سے کوئی گناہ ہو بھی جائے گا تو اس کی بخشش کا آج فیصلہ کئے دیتے ہوں، گناہ بخشنا اور ہے گنہگار کو بخشنا کچھ اور یہاں گنہگار کو بخشا گیا ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں گنہگار شخص بھی ہے جو گزر رہا تھا) یعنی ذکر اللہ سننے نہ آیا تھا

بلکہ کسی کام کو جارہا تھا راستہ میں یہ مجلس نظر پڑی تو کچھ دیر کے لیے بیٹھ گیا یا کھڑے کھڑے کچھ ذکر سن لیا یہ عرض ومعروض اس کو بخشوانے کے لیے ہے۔معلوم ہوا کہ فرشتے ذاکرین کے بڑے خیر خواہ ہیں ہم کو بھی چاہیئے کہ ان کے لیے دعائے خیر کیا کریں، دلائل الخیرات میں بعض دعائیں فرشتوں کے لیے بھی آتی ہیں،ہمیں ان سے کام پڑتا ہے ان سے تعلق رکھنا چاہیئے۔

(اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا) یعنی ان مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اس گزرنے والے کو ان اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے دیکھو صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے افضل ہیں کیوں اس لیے کہ صحبت یافتہ جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اصحاب کہف کا کتا بھی بہتر ہو گیا اولیاء کی صحبت کی برکت سے۔مرقات نے فرمایا کہ اللہ کی صحبت اختیار کرو، اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو مولانا فرماتے ہیں۔شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایسے موقعوں پر خصوصیت سے آخرت کی نعمتیں مانگیں صرف دنیا مانگنا اچھا نہیں آخرت مانگو دنیا ان شاء اللہ خود بخود مل جائے گی پھول پتے ان شاء اللہ خود مل جائیں گے گلدستہ میں پھول بغیر پتہ کے نہیں ہوتے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے ہر بندے کو بھی پہچانتے ہیں اور ہر شخص کے تمام نیک و بد اعمال کی پوری پوری خبر رکھتے ہیں اور ہر شخص کے ہر ارادے سے باخبر ہیں ورنہ انہیں کیا خبر ہوتی کہ یہ بندہ کون ہے نیک ہے یا بد ہے یہاں کس ارادہ سے آیا ہے جب ان فرشتوں کا یہ حال ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔

جب عام ذاکروں کی مجلس کی یہ برکت ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کیسی بابرکت ہوگی، ان کا نام لیوا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔شعر

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

دیکھو ایک گنہگار ان ذاکرین کی مجلس میں ایک آن کے لیے آیا تو بخشا گیا، تو جو حضرات سایہ کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ان کی مغفرت میں شک کیسا ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرمادیا: "وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 491)

(۵۵۶) وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(۵۵۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 6728 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1455 'ترمذی شریف رقم الحدیث 3378 'ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3791 'دارمی شریف رقم الحدیث 356 'مسند امام احمد رقم الحدیث 9263 'ابن حبان رقم الحدیث 768 'مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث 1252 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 6039)

"لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ - اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ سے ہی اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی قوم بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ان کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں کے درمیان)۔ (مسلم)

(۵۵۷) وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدِنِ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَهٗ، اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ. وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ، فَاَعْرَضَ، فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوواقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پس تین آدمی آئے تو دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے آئے اور ایک آدمی واپس چلا گیا' وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں ایک آدمی کو بیٹھنے کی جگہ نظر آئی اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا' اور دوسرا آدمی لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا آدمی پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا' پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ پس ان میں سے ایک آدمی تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فُرْجَةٌ: بمعنی کشادگی۔

(۵۵۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4464' بخاری شریف' رقم الحدیث' 5930' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 4851' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2825 ماجہ شریف' رقم الحدیث 3775' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 1790' داری' رقم الحدیث 2657' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3560' ابن حبان' رقم الی 580' بیہقی' رقم الحدیث 5688' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 2444' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7070)

فَاسْتَحْیٰی : بمعنی شرم کرنا، حیا کرنا،

تعارف روای:

ابو واقد: آپ کا نام حارث ابن عوف ہے لیثی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے مگر مکہ معظمہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی پچھتر سال عمر پائی، ۶۸ سرسٹھ میں وفات ہوئی، فخ میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الواو، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح: جو اللہ کے نام پر مانگے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِیْذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِیْبُوْهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَیْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰی تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو تم سے اللہ کی پناہ لے اُسے پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ دو اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے اُس کا بدلہ کرو اگر بدلہ کی چیز نہ پاؤ تو اُس کو دعائیں دو یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ تم نے اُس کا بدلہ کر دیا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پناہ دو کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو تمہاری سختی یا غیر کی سختی سے تمہارے پاس اللہ کی پناہ مانگے تو اُسے دیدو، کہ اگر تم کسی کو مارنا چاہتے ہو تو معافی دے دو یا کوئی دوسرا اُس پر سختی کرنا چاہتا ہے اور تم دفع کر سکتے ہو تو کر دو، یہ حکم اپنے ذاتی معاملات میں ہے، قوم یا دین کے مجرم کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے، اگر چہ وہ کیسی ہی پناہ لے تا کہ امن و دین میں خلل نہ پڑے، لہٰذا یہ حدیث اُسکے خلاف نہیں، کہ آپ نے فاطمہ مخزومیہ کو جس نے چوری کر لی تھی معافی نہ دی۔

(۵۵۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ﹰالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِیَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ. قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا: مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ. قَالَ: اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ، وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: "مَا اَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ

(۵۵۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6730، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1455، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3791، دارمی، رقم الحدیث 356، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9253، ابن حبان، رقم الحدیث 768، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 1252، طبرانی کبیر 6039)

وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا. قَالَ: "آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: "أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ، وَلٰكِنَّهٗ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک محفل ذکر کی طرف تشریف لائے اور پوچھا تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ فرمایا: کیا خدا کی قسم! واقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم محض اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی بناء پر تم سے حلف نہیں لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں۔ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک مجلس کے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: تم کس لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم بیٹھے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس کی حمد بیان کریں، اس بات پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور اس کے ذریعے ہم پر احسان کیا: فرمایا: خدا کی قسم! کیا واقعی تم اسی لئے یہاں بیٹھے ہو' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرما رہا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

يُبَاهِي: از، مباهاة، بمعنی فخر کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک محفل ذکر کی طرف تشریف لائے ا) کچھ لوگ مسجد نبوی یا کسی اور مسجد میں ذکر اللہ کے لیے حلقہ بنائے بیٹھے تھے، نماز کے انتظار میں نہ بیٹھے تھے، کیونکہ اس وقت صف بستہ بیٹھنا چاہیئے حلقہ بنانا منع ہے، لہٰذا یہ حدیث حلقہ بنانے کی ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔

(انہوں نے عرض کیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں) اس طرح کہ ایک صاحب ذکر خیر کر رہے ہیں اور باقی حضرات سن رہے ہیں، گویا مجلس وعظ کی مجلس ہے یا باری باری سے ہر شخص ذکر اللہ کر رہا ہے یا سب ملکر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ رہے ہیں۔

پہلا اللہ اصل میں او اللہ تھا ہمزہ استفہامیہ واؤ قسمیہ، واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، اور لفظ اللہ کو جر ہے بعض نسخوں میں زبر بھی ہے اس کی دوسری توجیہ ہے یعنی کیا خدا کی قسم تم لوگ صرف ذکر کے لیے ہی بیٹھے ہو دوسرے اللہ کی اصل عبارت یہ ہے اِیْ یانعم نقسم باللہ۔

(فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی بناء پر تم سے حلف نہیں لیا۔) یعنی میں نے آپ حضرات کو جھوٹا سمجھ کر قسم نہ لی ہے آپ حضرات صحابہ کرام ہیں صحابہ سب عادل ہیں بلکہ ادائے سنت کے لیے یہ قسم لی ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں) کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا بھی ہوں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہوں اور کاتب وحی بھی ہوں اسی لیے مولانا روم نے حضرت امیر معاویہ کو مسلمانوں کا امام فرمایا مگر روایت حدیث بہت کم کرتا ہوں احتیاط کے لیے دیکھو حضرت ابوبکر صدیق عمر بھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر آپ نے روایت حدیث بہت کم فرمائیں، اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق سے بھی زیادہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب رہا ہو، بلکہ آپ جن لوگوں سے خطاب کر رہے ہیں یا جو آپ کے زمانہ میں صحابہ موجود تھے ان کے مقابلہ میں اپنی جزوی فضیلت قرب بیان فرمارہے ہیں۔ خیال رہے کہ جن صحابہ نے حدیث کی روایت بالمعنی جائز سمجھی تھی وہ احادیث زیادہ روایت کرتے تھے اور جن کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہ تھی وہ بہت کم روایت کرتے تھے حضرت امیر معاویہ دوسری جماعت سے ہیں۔

(اس بات پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہدایت ایمان ہے اور سب سے بڑا احسان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک ہاتھ آجانا ہے، خود فرماتا ہے: "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمٰنِ" اور فرماتا ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا"۔ ایمان اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سواء کسی اور نعمت پر رب تعالیٰ نے لفظ من ارشاد نہیں فرمایا۔ شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پر اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے شکریہ کے لیے مجلسیں کرنا حلقے بنا کر بیٹھنا سنت صحابہ ہے یہ حدیث مجلس میلاد شریف کی اصل ہے۔

(فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا) کیونکہ ہر مؤمن پر عموماً اور صحابہ کرام پر خصوصاً بدگمانی کرنا جائز نہیں بلکہ یہ قسم نہیں تمہاری عظمت وعزت کے اظہار کے لیے ہے۔

(میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرمارہا ہے)

اس طرح کہ فرشتوں سے فرمارہا ہے میرے ان بندوں کو دیکھو کہ نفس وشیطان کے تسلط میں ہیں، دنیاوی رکاوٹیں موجود ہیں، شہوت وغضب رکھتے ہیں اتنی رکاوٹیں ہوتے ہوئے سب پر لات مار کر میرا ذکر کر رہے ہیں یقیناً تمہارے ذکر سے میرا یہ ذکر افضل ہے، چونکہ فرشتوں ہی نے انسان کی شکایت کی تھی کہ وہ خون ریز و فسادی ہوگا اس لیے انہی کو یہ سنایا جارہا ہے کہ دیکھو اگر انسان میں فسادی ہیں تو ایسے نمازی و غازی بھی ہیں جو نفس وشیطان وطغیان وکفار سب سے ہی جہاد کرتے رہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 502)

۱۰۵۔ بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَآءِ

صبح اور شام کے وقت ذکر کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝} (الأعراف: 205)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے' اور بے آواز نکلے زبان سے' صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۝

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: "الْاٰصَالُ": جَمْعُ اَصِيْلٍ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ.

اہل لغت کہتے ہیں کہ ''الْاٰصَالُ'' اصیل کی جمع ہے' اور یہ عصر اور مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔

تشریح:

واذکر ربک فی نفسک حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ذکر سے مراد نماز کی قرأت ہے مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں چپکے چپکے اپنے دل میں قرأت کیا کرو۔ ودون الجہر من القول۔ الجہر سے مراد ہے جہری نماز۔ دون الجہر سے مراد ہے۔ جہر سے کم اور سر سے زیادہ۔ مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں جہر سے کم آواز سے قرأت کرو اور جہری میں کھلی آواز سے کرو مگر بالکل چیخ کر نہ پڑھو بلکہ سکون اور پست آواز ہی سے پڑھو کہ پیچھے والا سن لے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس صورت میں ودون الجہر کا عطف فی نفسک پر ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ قرآن متوسط آواز سے نہ پڑھو نہ بالکل ہی چپکے چپکے نہ بالکل چلا کر۔ یہی مضمون دوسری آیت میں آیا ہے: (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا)۔

حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث اس مفہوم کی مؤید ہے۔ حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لے آئے اور ملاحظہ فرمایا کہ حضرت

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت ہی پست آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں' پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کی طرف سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب صبح کو دونوں حضرات خدمت گرامی میں جمع ہوئے تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے گزرا تھا تم نہایت پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): جس سے میں دعا کررہا تھا اس کو سنا رہا تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی گزرتا تھا تم اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اونگھتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر! تم اپنی آواز کچھ اٹھاؤ اور عمر تم اپنی آواز کچھ نیچی کرو رواہ ابوداؤد۔ ترمذی نے ایسی ہی حدیث حضرت عبداللہ بن رباح انصاری کی روایت سے بیان کی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے بھی پڑھو اور آواز سے بھی' مگر آواز زیادہ زور سے نہ ہو۔ یعنی کبھی اس طرح پڑھو اور کبھی اس طرح دونوں طرح پڑھو۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روایت سے لکھا ہے کہ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آواز کو اٹھاتے تھے۔ کبھی پست کرکے پڑھتے تھے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): کی قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے یا آواز سے۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہر طرح قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے تھے اور آواز سے بھی۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر کام میں گنجائش رکھی ہے۔ رواہ الترمذی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا} (طٰهٰ: 130).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے''۔

تشریح:

اے حبیب! ان کی (کفار کی) دل آزاریوں، بہتان طرازیوں اور بدخوئیوں پر صبر فرمایئے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح میں مشغول رہیے۔ ہم آپ کو خوش وخرم فرمادیں گے۔ اسلام کو وہ عروج حاصل ہوگا کہ آپ کا دل باغ باغ ہوجائے گا۔ یہ بدکے ہوئے جانوروں کی طرح دور بھاگنے والے آپ کی روشن کی ہوئی شمع ہدایت پر پروانہ وار نثار ہوں گے۔ ان کی ساری خوشیاں اور آرزوئیں اس بات میں سمٹ کررہ جائیں گی کہ تیرے اشارہ ابرو پر جان دے دیں اور

تیرے قدموں پر اپنے سر قربان کردیں۔ اس آیت میں نمازوں کے اوقات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قبل طلوع سے مراد نماز صبح اور قبل غروب سے مراد نماز عصر آناء اللیل سے مراد نماز عشاء اور تہجد اور اطراف النہار سے مراد ظہر اور مغرب۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ o} (المؤمن:55).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے ربّ کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اس کی پاکی بولو'' o

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ "الْعَشِيُّ": مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وغُرُوْبِهَا.

اہل لغت فرماتے ہیں: اَلْعَشِیُّ: سے مراد سورج کے زوال سے اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

آیت نمبر 4:

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ o رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ} الْاٰیة (النور: 37-36).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام o وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد سے''۔

تشریح:

جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور ہدایت ومعرفت سے مالا مال فرمادیتا ہے۔ ان کے چند ظاہری اور باطنی احوال بیان کیے جارہے ہیں۔ فی بیوت کا تعلق یسبح ہے۔ یعنی یہ لوگ ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کے بلند کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے۔ فیہا کا مرجع بیوت ہے اور اسے جملہ کے آخر میں اس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ تکرار اور تذکیر کا فائدہ دے جس طرح نفی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون میں فیہا مذکور ہے ترفع سے مراد مساجد کا بلند کرنا ہے یعنی ان کی عمارت بھی شاندار ہو اور وہ نہایت پاک اور ستھری بھی ہوں۔ کوڑے کرکٹ کا نام ونشان تک نہ ہو۔ دیواروں اور فرش پر بدنما دھبے اور داغ طبع سلیم پر گراں نہ گزر رہے ہوں۔ چھتوں پر مکڑی نے جالے نہ تن دیئے ہوں۔ ترجع معناہ تبغی وتعلی (قرطبی)۔

حدیث پاک میں ہے: من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ جو شخص رضاء الٰہی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر تعمیر فرماتا ہے۔ حضرت حسن بصری) رحمۃ اللہ علیہ (نے ترفع کا معنی کیا ہے تعظم وترفع شانہا وتطہر من الانجاس والاقذار۔ یعنی مسجدوں کی تعظیم وتکریم کی جائے انہیں ہر قسم کی غلاظت اور

آلودگی سے پاک رکھا جائے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے عہد خلافت میں مسجد نبوی کو ساگوان کی لکڑی سے مزین کیا اور اسے خوبصورت بنایا۔ حضرت امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: لا بأس بنقش المساجد بماء الذهب۔ یعنی اگر مسجدوں میں سونے کے پانی کے ساتھ نقش ونگار بنائے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ میں مسجد نبوی کی تعمیر پر زر کثیر صرف کیا۔ اس نقش ونگار سے مزین وآراستہ کیا اور کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔ ولم ینکر علیه احد ذالك۔

جس طرح مسجد کو محسوس نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم ہے اسی طرح ان اعمال سیۂ کا ارتکاب بھی مسجد میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی بدبو اور سڑاند سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ ان رجل لیکذب الکذبة فیتباعد عند الملك من نتن ریحه: یعنی انسان جھوٹ بولتا ہے اور اس کی بدبو سے فرشتہ بھاگ جاتا ہے۔ اسی لیے ایسے آدمی کا مسجد سے نکال دینا ضروری ہے جو مسجد میں جھوٹی باتیں کہے: فعل هذا یخرج من عرف منه الکذب والتقول بالباطل فان ذالك یؤذی۔ صحابہ کرام مسجد نبوی کو صاف ستھرا رکھتے، اس کو منور کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے۔

ایک دفعہ حضرت تمیم الداری شام سے مدینہ طیبہ آئے۔ قندیلیں، زیتون کا تیل اور عمدہ بنی ہوئی رسیاں لے آئے۔ اتفاق سے جس روز وہ پہنچے وہ خمیس کا دن تھا۔ آنے والی رات جمعہ کی تھی۔ عصر کے بعد انہوں نے اپنے غلام ابوالبزاد کو حکم دیا کہ ان رسیوں سے قندیلوں کو باندھ کر لٹکائے۔ قندیلوں میں زیتون کا تیل ڈالے اور بتیاں درست کردے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب سورج غروب ہوا انہیں جلا دیا۔ مسجد بقعہ نور بن گئی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ پوچھا یہ کس نے کیا ہے۔ عرض کی گئی تمیم الداری نے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوش ہوکر دعا دی۔ فرمایا: نورت الاسلام نور الله علیك فی الدنیا والاخرة۔ تونے آج سلام کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت اور دنیا کو منور فرمائے۔ اسی لیے علماء نے اس بات کو مستحب جانا ہے کہ وہ مکان جس میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اس میں قندیلیں آویزاں کی جائیں۔ شمعیں رکھی جائیں اور ماہ رمضان میں مسجدوں کی روشنی میں اضافہ کیا جائے۔

ان ینور البیت الذی یقرا فیه القرآن بتعلیق القنادیل ونصب الشموع فیه ویزاد فی شهر رمضان فی انوار المساجد۔ (قرطبی)

یہاں مسجد میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کردینا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ زہرا خاتون جنت علی ابیہا وعلیہا افضل الصلوات والتسلیمات سے ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے: بسم الله والسلام علی رسول الله اللهم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك: اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: بسم الله والصلوٰة علی

رسول الله اللهم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك وفضلك۔

اور جب مسجد میں داخل ہو تو یوں ہی بیٹھ نہ جائے۔ مستحب یہ ہے کہ اگر نفل پڑھنے کا وقت ہو تو دو رکعت نفل پڑھے۔

اذا دخل احد کم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (قرطبی)

پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے مشاغل کی کثرت کے باوجود نہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ ہر وقت قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 5:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِo} (ص:18)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ”بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے“

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی عنایات حضرت داؤد علیہ السلام کو نوازا ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں فرمایا جا رہا ہے۔ آپ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے۔ پہاڑوں کی اس تسبیح سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے۔ اسی گونج کو پہاڑوں کا ذکر کہا گیا ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ پہاڑ زبان حال سے ذکر الٰہی کیا کرتے اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ جب آپ مصروف ذکر ہوتے تو پتھر۔ سنگریزے۔ چٹانیں اور پہاڑی ڈھلوانیں سب زبان قال سے آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتیں۔ علامہ قرطبی نے اسی قول کو صحیح فرمایا ہے۔ ان ذلك تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال۔

اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج کافی اونچا ہو جائے جسے ہم چاشت کا وقت کہتے ہیں۔ اس وقت جو نوافل پڑھے جاتے ہیں اسے صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں صلوٰۃ الضحیٰ کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) من حافظ علی شفعة الضحی غفر له ذنوبه وان كانت مثل زبد البحر: کہ جو شخص پابندی سے ضحیٰ کے وقت دو نفل پڑھے گا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہوں۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے: عن ابی هریره (رضی الله تعالیٰ عنه) قال اوصانی خلیلی بثلاث لا اضعهن حتی اموت۔ صوم ثلثة ایام من كل شهر۔ صلوٰة الضحی ونوم علی وتر: ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور تادم مرگ میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔ (۱) ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا۔ (۲) نماز ضحیٰ۔ (۳) سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔ ضحیٰ کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں، زیادہ سے زیادہ بارہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۵۹) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، مِئَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ، اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کو بھی اور شام کو بھی سو مرتبہ "سبحان اللہ وبحمدہٖ" پڑھا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا۔ سوائے اس شخص کے جس نے اسی کی مثل یہ کلمات پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ (مسلم)

(۵۶۰) وَعَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ! قَالَ: "اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ تَضُرَّكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ 1 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! رات جس بچھو نے مجھے ڈنک مارا ہے مجھے اس سے بڑی پہنچی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت یہ کلمات پڑھتا تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا)۔ (مسلم)

حل لغات:

عَقْرَبٍ: بمعنی بچھو۔

لَدَغَتْنِي: بمعنی ڈسنا، ڈنگ مارنا۔

الْبَارِحَةَ: بمعنی گذشتہ رات۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۵۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6717، بخاری شریف، رقم الحدیث 6042، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3466، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3812، موطا امام مالک، رقم الحدیث 489، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7996، ابن حبان، رقم الحدیث 829، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1897، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 7534)

(۵۶۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2709)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا ہمیشہ ہی پڑھنی چاہیے، صبح کے وقت پڑھ لینے سے شام تک زہریلی چیزوں سے امن ہے اور شام کو پڑھ لینے سے صبح تک امن۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4 تحت حدیث 41)

(۵٦۱) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ". وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا، وبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ. وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" "اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ ہی صبح کی اور تیرے ساتھ ہی شام کی ہم تیرے (نام کے) ساتھ ہی زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ اور جب شام ہوتی تو آپ یہ کلمات پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا، وبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ. وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ". "اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ شام کی ہم تیرے (نام کے) ساتھ ہی زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵٦۲) وَعَنْهُ: اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ: "قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمایئے۔ جنہیں میں صبح اور شام کے وقت پڑھا کروں۔ فرمایا: تم یہ کلمات پڑھو: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ" "اے اللہ! اے زمین اور

(۵٦۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3391)

(۵٦۲) (ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث 5067)

آسمانوں کے پیدا کرنے والے! اے غیب اور ظاہر کو جاننے والے' اے ہر چیز کے مالک اور پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے (دعوت) شرک سے" فرمایا: یہ کلمات صبح کو بھی اور شام کو بھی پڑھا کرو اور جب سونے لگو تو اس وقت بھی پڑھا کرو"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح کتاب النوم میں ہو چکی واللہ اعلم۔

(۵٦۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسٰى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" قَالَ الرَّاوِيُّ: أَرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ" وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ پڑھتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" "ہم نے شام کی ہے اور تمام بادشاہی نے شام کی اللہ تعالیٰ کے لئے' اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ ایک ہے' کوئی اس کا شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں: ان کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے دوران یہ کلمات بھی پڑھے: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ"۔ "اسی کے لئے بادشاہی ہے' اور اسی کے لئے تعریفیں' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے میرے پروردگار! میں

(۵٦۳) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء' رقم الحدیث 2723)

تجھ سے اس رات کی اور اس کے بعد کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور میں اس رات اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں کاہلی اور برے تکبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں' دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے'' اور جب صبح ہوتی تو بھی آپ یہی کلمات پڑھتے: ''اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ'' ''ہم نے صبح کی اور تمام بادشاہی نے اللہ کے لیے صبح کی۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْكَسَل: بمعنی سستی کرنا۔ سُستی۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلُوْكِ وَمَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ فِيْ يَدِيْ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسُّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنِ اشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ۔"

ترجمہ: رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذائیں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بدعا دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تا کہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔''

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث، ۲/ ۳۴۳، حدیث: ۳۷۲۱)

(۵٦۴) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ -بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ- رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَأْ: قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ"۔

(۵٦۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3575)

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن خبیب خامعجمہ کے پیش کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: صبح اور شام کے وقت سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، اور سورۃ الناس تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۶۵) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ بہت سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔ تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ دعا مجرب ہے، فقیر بفضل رب قدیر اس کا عامل ہے، الحمدللہ اس کی برکت سے ہر آفت سے امن رہا ہے، صبح پڑھ لو شام تک حفاظت ہے اور شام کو پڑھو تو صبح تک امن۔

(تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی) یہ الفاظ گزشتہ الفاظ کی گویا شرح ہے کہ اس دعا کی برکت سے ناگہانی بیماری اور زہریلے جانور کے کاٹنے اور دوسری اچانک آفتوں سے حفاظت رہتی ہے دوسری قسم کی مصیبت آسکتی ہے۔ خیال رہے کہ کسی دعا سے موت نہیں ٹل سکتی وہ تو یقینی آتی ہے جسے کوئی تدبیر نہیں ٹال سکتی نہ دعا، نہ دوا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ فجاءت

(۵۶۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3388)

سے مراد کوئی بڑی آفت ہے جو انسان کو گھبرا دے، اچانک ہو یا آہستہ، معمولی تکالیف و بیماریاں تو انسان کو لگی ہی رہتی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 10:)

۱۰۶۔ بَابُ مَا یَقُوْلُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

سونے کے وقت کیا کہے؟

آیت نمبر 1:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} (آل عمران: 190 - 191) الْاٰیَات.

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے ۝ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں''۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ: ''الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم''۔ اللہ تعالیٰ نے تین ہیئتیں ذکر فرمائی ہیں انسان اپنے غالب معاملات میں ان سے خالی نہیں ہوتا، تو گویا کہ یہ کیفیات اس کے جملہ اوقات کو محیط ہیں، اور اس معنی کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یذکر اللہ علی کل احیانه۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض) اسے مسلم نے روایت کیا ہے، پس اس میں بیت الخلا میں اور دوسرے مقامات پر ہونا سبھی داخل ہے حالانکہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے، اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ابن سیرین اور نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عطاء اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، آیت اور حدیث کے عام ہونے کی بنا پر پہلا قول زیادہ صحیح ہے، حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: بیت الخلا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اوپر چڑھ جاتا ہے، اس کا معنی ہے کہ ملائکہ اس ذکر کو لے کر بلندیوں کی جانب چڑھ جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان کے صحف میں لکھا ہوتا ہے، پس مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید''۔

ترجمہ: نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔ اور مزید

فرمایا) آیت("وان علیکم لحفظین کراماً کاتبین"۔(الانفطار)
ترجمہ: حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔اور اس لئے بھی کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو ہر حال میں ذکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور کوئی استثنیٰ نہیں کی، پس فرمایا:"اذکروا اللہ ذکرًا کثیرًا"۔(الاحزاب)

ترجمہ: یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے۔مزید فرمایا: فاذکرونی اذکر کم: البقرہ؛ ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔اور فرمایا:"انا لا نضیع اجر لا نضیع اجر من احسن عملا، (الکہف)۔ترجمہ: (تو ہمارا دستور ہے کہ) ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ اور (مفید) کام کرتا ہے۔پس یہ سب عام ہے۔پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ماجور ہوگا اور اسے ثواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے میرے باپ (مراد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ وکیع نے بیان کیا ہے سفیان نے عطا بن ابی مروان سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا (کہ) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی:"اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا دوں تو رب کریم نے فرمایا: یاموسیٰ انا جلیس من ذکرنی (اے موسیٰ (علیہ السلام) میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرے عرض کی: اے میرے رب! بلاشبہ ہم تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں (اور اس میں) ہم تجھے اس سے برتر اور عظیم تر سمجھتے ہیں کہ ہم اس میں تیرا ذکر کریں، رب کریم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کی: وہ جنابت اور قضائے حاجت کی حالت ہے، رب کریم نے فرمایا: یاموسیٰ اذکرنی علی کل حال (حلیۃ الاولیاء ابونعیم) اے موسیٰ! تو ہر حال میں میرا ذکر کر (اور جنہوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک کراہیت کا سبب یا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بلند اور منزہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں کیا جائے جن میں اس کے ذکر سے اعراض برتا گیا ہے جیسے کہ حمام میں قرآن کریم کی قرات کا مکروہ ہونا، یا پھر کراماً کاتبین پر اس بناء پر رحم کھانا ہے کہ وہ انہیں غلاظت اور نجاست کی جگہ پر اتارے تاکہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو لکھیں، واللہ اعلم۔

(تفسیر قرطبی، تحت آیت مذکورہ)

(۵۶۶) وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ، قَالَ: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر

(۵۶۶) (بخاری شریف رقم الحدیث 5953'5955'5965'6959)

تشریف لے جاتے تو یہ کلمات پڑھتے: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ"۔ "اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی زندہ ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی مجھے موت آئے گی"o (بخاری)

(۵۶۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: "اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا - اَوْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلتَّسْبِيْحُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلتَّكْبِيْرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر جاؤ یا فرمایا: جب تم سونے لگو تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو" اور ایک روایت میں ہے کہ "سبحان اللہ" چونتیس مرتبہ کہو اور ایک روایت میں ہے "اللہ اکبر" چونتیس مرتبہ کہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَوَيْتُمَا: از، اوی، اواءً بمعنی ٹھکانا لینا، اترنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت فاطمہ زہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی پیاری چہیتی صاحبزادی تھیں، شادی سے پہلے کام کاج نہ کیا تھا، حضرت علی کے ہاں آ کر تمام کام کرنے پڑے، کام سے کپڑے کالے اور چکی سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے جو پھوٹ کر زخم بن گئے تھے۔ شعر

آئیں جب خاتون جنت اپنے گھر | پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر
کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے | ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے

(تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو" اور ایک روایت میں ہے کہ

(۵۶۷) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2945، 3502، 5046، 5047، 5959، مسلم شریف، رقم الحدیث 2727، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 5062، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3408، داری، رقم الحدیث 2685، متدرک حاکم، رقم الحدیث 4724، مسند امام احمد، رقم الحدیث 740، ابن حبان، رقم الحدیث 5524، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 172، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 14495، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 2798، مسند طیالسی، رقم الحدیث 93، مسند حمیدی، رقم الحدیث 43، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 578، مسند الکسی، رقم الحدیث 63)

''سبحان اللہ'' چونتیس مرتبہ کہو اور ایک روایت میں ہے ''اللہ اکبر'' چونتیس مرتبہ کہو۔) اس کا نام تسبیح فاطمہ ہے جو تمام سلسلوں میں خصوصًا سلسلہ قادریہ میں بہت معمول ہے، اس تسبیح کے لیے عام تسبیحوں میں ہر ۳۳ دانہ پر چھوٹا امام پڑا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو حضرت ابوبکر پر اس لیے طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے فاطمہ زہرا کا مطالبہ پورا نہ کیا انہیں میراث نہ دی جس سے ان کے دل کو تکلیف پہنچی، وہ آج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فتویٰ دیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 6)

(۵۶۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ، وَبِكَ اَرْفَعُهٗ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی حصے سے جھاڑ لے کیونکہ معلوم نہیں اس کی عدم موجودگی میں بستر پر کیا چیز بیٹھی ہو اور پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ، وَبِكَ اَرْفَعُهٗ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَo ''اے میرے پروردگار! میں تیرے نام کے ساتھ ہی اپنا پہلو (بستر پر) رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے دنیا ہی میں رہنے دے تو اس کی حفاظت فرما جیسے کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

فَلْیَنْفُضْ: بمعنی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۱) سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تاکہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(۵۶۸) (بخاری شریف' رقم الحدیث 5961' 6958' مسلم شریف' رقم الحدیث 2714' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2714' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3401' داری' رقم الحدیث 2684' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9450' ابن حبان' رقم الحدیث 5534' نسائی سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 10628' الادب المفرد' رقم الحدیث 1217)

(۲) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا سنت ہے۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ "ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

(۳) الٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ، الحدیث ۳۷۲۳، ج ۴، ص ۲۱۴)

(۴) دائیں کروٹ لیٹنا سنت ہے۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ مبارک سیدھے رخسار شریف کے نیچے رکھ کر لیٹتے۔

(شمائل الترمذی، کتاب الشمائل، باب ماجاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ، الحدیث ۲۵۳، ج ۵، ص ۵۲۹)

(۵) قرآن مجید کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۹)

ہاں اگر قرآن پاک اور مقدس طغرے وغیرہ اونچی جگہ ہوں تو اس سمت پاؤں کرنے میں مضایقہ نہیں

(الفتاوی الھندیہ، ج ۵، ص ۳۲۲)۔

(۶) کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر کبھی فرشِ زمین پر ہی سو جائیں۔

(۷) جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ۔ تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں کم سونے اور سنت کے مطابق سونے کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(۵۶۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِیْ یَدَیْهِ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَاَ فِیْهِمَا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

(۵۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 4175، 4728، 4729، 5403، 5416، 5419، 5960، مسلم شریف، رقم الحدیث 2192، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3902، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3529، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1687، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24772، ابن حبان، رقم الحدیث 2963، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 8266، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 7086، مسند اسحاق، رقم الحدیث 795، مسند الکسی، رقم الحدیث 1474)

النَّاسِ. ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ. يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ. وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ. يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: "اَلنَّفْثُ" نَفْخٌ لَّطِيْفٌ بِلَا رِيْقٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور معوذات (یعنی سورۂ فلق اور سورۃ الناس) کی تلاوت کرتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم پر پھیرتے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم کے جس حصے تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک ہاتھ پھیر لیتے۔ ابتدا سر اور جسم کے اگلے حصے سے کرتے تھے، ایسا آپ تین بار کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اَلنَّفْثُ: کا معنی ہے تھوک کے بغیر آہستہ سے پھونک مارنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے) ہر رات کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ عمل دن کے قیلولہ میں نہ کرتے تھے، صرف رات کو سوتے وقت کرتے تھے، بستر سے مراد خوابگاہ ہے لہٰذا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جنگل میں بھی رات کو سوتے تو یہ عمل کر کے سوتے۔

نفخ اور نفث دونوں کے معنے ہیں پھونکنا مگر نفخ میں محض سانس نکالنا ہوتا ہے اور نفث میں سانس کے ساتھ کچھ لعاب دہن بھی شامل ہوتا ہے۔

یہاں فقراء کی ف ایسی ہے جیسے رب تعالیٰ کا فرمان: "فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" یا جیسے "إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ" یعنی جب بستر پر لیٹتے اور دم کرنا چاہتے تو یہ سورتیں پڑھتے۔ یہ مطلب نہیں کہ دم تو پہلے کر لیتے اور سورتیں بعد میں پڑھتے لہٰذا ہمارا ترجمہ درست ہے ف کے خلاف نہیں بعض نسخوں میں ونفث واو سے ہے، تب تو بالکل واضح ہے۔

(... دونوں ہاتھوں پر دم کرتے) تاکہ قرآن کی برکت کے ساتھ اپنے سانس اور ہاتھ شریف کی برکتیں بھی شامل

ہوجائیں، اس سے بزرگوں کا دم درود یا مرض کی جگہ ہاتھ رکھ کر یا ہاتھ پھیر کر دم کرنا ثابت ہوا۔

ہم کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیئے اس سے آفات سے حفاظت رہتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 357:)

(۵۷۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَکَ لِلصَّلٰوۃِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ، وَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ، وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ، رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ، وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو نماز کی طرح کا وضو کرو اور پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ پڑھو: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ، وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ، رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ ''اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرے سپرد کیا' میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا' اور میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا' اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا' تیری رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے' تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات' میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل فرمایا' اور تیرے نبی پر جسے تو نے مبعوث فرمایا'' اگر تو (اس حالت میں) فوت ہو گیا تو حالت اسلام پر مرے گا اور ان کلمات کو تو سب سے آخر میں پڑھنا''۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْجَاْتُ: از، ملجا، بمعنی پناہ لینا۔

تعارفِ روای:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۷۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6577' بخاری شریف' رقم الحدیث 244' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 5045' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3394' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 3876' دارمی' رقم الحدیث 2683' مسند امام احمد' رقم الحدیث 18538' ابن حبان' رقم الحدیث 5527' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 216' مسند ابویعلیٰ' 1625' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 4420)

شرح:

(اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ) نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کیطرف اشارہ ہے یعنی الٰہی میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریاء (شرک) سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرمانبردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں، غرضکہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہے سوتے وقت یہ کلمات اس لیے عرض کیے تا کہ معلوم ہوا کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے ماتحت ہے۔(لمعات وغیرہ)

(میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا' اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا) لہٰذا مجھے اندرونی و بیرونی آفات سے بچالے اور میری معاش و معاد اچھی کر دے، رغبت تو تفویض کے لحاظ سے ہے اور رہبت الجأَ ت کے اعتبار سے ہے، چونکہ بیداری میں انسان کچھ ذمہ دار ہوتا ہے اور با اختیار مگر سو جانے پر سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اسی لیے اس موقعہ پر یہ دعا بہت ہی موزوں ہے، نیز سوتے وقت یہ خبر نہیں ہوتی کہ اب سویرے کو اٹھوں گا یا قیامت میں اس لیے یہ کہہ کر سونا بہتر ہے کہ خدایا اب سب کچھ تیرے سپرد۔ شعر

سپردم تبو مایہ خویش را تو وانی حساب کم وبیش را

(تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے) یعنی تیرے غضب سے پناہ صرف تیری رحمت کے دامن میں ہی مل سکتی ہے اور تیری پکڑ سے رہائی صرف تو ہی دے سکتا ہے، تیرے غضب کی آگ کو صرف تیری رحمت ہی کا پانی بجھا سکتا ہے، اگر تو عدل کرے تو اونچے اونچے کانپ جائیں اگر فضل فرمائے تو گنہگاروں کی بھی امید بندھ جائے۔ شعر

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اچیاں شاناں والے فضل کریں تو بخشے جاون میرے جیھے منہ کالے

(میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل فرمایا' اور تیرے نبی پر جسے تو نے مبعوث فرمایا'') کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا، نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات یعنی نبوت و رسالت وغیرہ کا علم حضور کے لیے علم حضوری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے لیے عین ایمان ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و صفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مؤمن اس معنے سے نہیں کہہ سکتے، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے قرآن کے مؤمن ہیں نہ کہ اپنے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ" یہ نہ فرمایا: "امن الرسول برسالتہ" ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں اسی لحاظ سے اپنے بھی مؤمن۔(از مرقات مع زیادۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 4:)

(۵۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وکَفَانَا وآوَانَا، فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وکَفَانَا وآوَانَا، فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ"۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ہمیں پناہ دی اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے' اور نہ پناہ دینے والا"۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اور ہمارے لئے کافی ہوا) کفایت سے مراد موذی جانوروں، آفتوں، بلاؤں سے محفوظ رکھنا، بچانا، حاجات پوری فرمانا۔ پناہ دینے سے مراد ہے رہنے کے لیے گھر دینا، سردی گرمی سے بچنے کو بستر وغیرہ عطا فرمانا۔

(اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے' اور نہ پناہ دینے والا")۔ چنانچہ کفار کو رب تعالٰی نے نفس، شیطان کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا، اب وہ ہر طرح ان کے بس میں ہیں، اسی طرح بعض وہ مساکین ہیں جن کے پاس نہ در ہے نہ بستر، ایمان نفس و شیطان سے امان ہے، مکان و بستر مصیبتوں سے امان ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو دونوں امان عطا فرمائیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 5)

(۵۷۲) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ، وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ، ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ"۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

وَرَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ، مِنْ رِّوَایَۃِ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا، وَفِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ"۔ "اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا"۔

---

(۵۷۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6767)

(۵۷۲) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3398)

ابوداؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے بیان کیا اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:
''آپ یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے تھے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

یَرْقُدَ: رقداً، بمعنی سونا،

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے) اس طرح کہ ہاتھ شریف کا بعض حصہ سر مبارک کے نیچے رہتا اور بعض حصہ رخسار مبارک کے نیچے یا کبھی سر کے نیچے ہاتھ رکھتے کبھی رخسار کے نیچے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔

(''اَللّٰھُمَّ قِنِی عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ'') یہ کلمات تین بار فرماتے تھے۔ (مرقات) یہ سب کچھ ہماری تعلیم کے لیے ہے ورنہ ہم گنہگاروں کو حضور عذاب الٰہی سے بچائیں گے شفاعت فرمائیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 19)

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

دعاؤں کا بیان

۱۰۷۔بَابُ الْاَمْرِ بِالدُّعَآءِ وَفَضْلِهٖ وَبَيَانُ جُمَلٍ مِّنْ اَدْعِيَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دعا کے حکم اور اس کی فضیلت، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اجمالی بیان

مرقات نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں اتباع سنت کے لیے کم از کم عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لی جائیں اور یہ منقول دعائیں دوسری دعاؤں سے افضل ہیں بلکہ بعض حالات کی دعائیں تلاوت قرآن سے بھی افضل ہیں کہ ان میں اتباع سنت ہے، دیکھو رکوع و سجود التحیات میں منقول دعائیں ہی پڑھی جائیں گی نہ کہ قرآن کریم۔ اکثر نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بھی افضل ہیں کہ ان میں سرکار کی اتباع ہے، افضلیت تو ان کے دم قدم سے وابستہ۔

)مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الدعوات فی الاوقات، ج4،ص34،(

آیت نمبر 1:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} (المؤمن:60).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ’’اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا‘‘۔

تشریح:

حضرت ابن عباس سے ادعونی استجب لکم کی یہ تفسیر منقول ہے۔ اعبدونی اثیبکم: تم میری عبادت کرو، میں تمہیں اس کا ثواب اور اجر عطا کروں گا۔ یہ قول ضحاک، مجاہد اور مفسرین کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ دیگر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے۔’’ اسئلونی اعطکم: یعنی تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ حقیقت میں یہ دونوں تفسیریں ہم معنی ہیں۔ ان میں اصلا کوئی تفاوت نہیں۔ دعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ کیونکہ انتہا درجہ کی عاجزی اور نیازمندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اسی وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو۔ حالات کی سنگینی نے اس کی قوت و طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو۔ جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے رب کریم کے در اقدس پر آ کر وہ سر نیاز جھکا دے۔ اس کی زبان گنگ ہو، دل درمند کی داستان اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور اس کو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو

بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل مشکل ہی نہیں۔ نیز اسے یہ پختہ اعتماد ہو کہ یہاں سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ میں کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ جو عجز و نیاز، جو غایت تذلل جو خضوع و خشوع اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔ اسی لئے تو رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: الدعاء مخ العبادة۔ دعا کی اہمیت کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے: الدعاء سلاح المومن وعماد الدین ونور السموات والارض۔ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔ (المستدرک) (دوسری حدیث میں ہے: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة: وما سال الله شيأ أحب اليه من ان يسال العافيه (ترمذی)

یعنی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا بہت ہی پسندیدہ ہے۔

مرشد برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا مانگنے والے کو یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ جب وہ دعا مانگے تو اس کے دل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم و رحیم پروردگار میری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة فاعلموا ان الله تعالىٰ لا يستجيب دعا من قلب لاه: یعنی اللہ سے دعا مانگو تو اس یقین سے مانگو کہ وہ قبول فرمائے گا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے مانگی جائے۔

دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والا جس چیز کے لئے دعا مانگ رہا ہے اس کے بارے میں اپنی شدت احتیاج اور افتقار کا اظہار کرے تا کہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو نا قابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اور یہ خسارہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ حدیث نبوی میں ہے: "اذا دعا احد كم فلا يقل اللهم اغفرلي ان شئت ولكن ليعزم وليعظم الرغبة فان الله تعالىٰ لا يتعاظم شي اعطاه۔ (مسلم) یعنی جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما بلکہ یہ عرض کرے کہ الٰہی مہربانی فرما کر ضرور بخش دے۔

حضرت فضالہ بن عبید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما تھے، تو ایک آدمی مسجد میں آیا۔ نماز ادا کی۔ پھر فوراً دعا مانگنے لگا: اللهم اغفرلي وارحمني۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی کیفیت دیکھی تو فرمایا: عجلت ايها المصلي۔ اے نمازی تو نے بڑی عجلت کی۔ دعا یوں تو نہیں مانگی جاتی۔ اس کو دعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اذا صليت فقعدت فاحمد الله تعالىٰ بما هو اهله

وصلی علی ثم ادعه۔ یعنی جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر، پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا۔ اس نے پہلے نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا۔ فقال له النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایها المصلی ادع تجب: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو فرمایا، اے نمازی! اب دعا مانگ تمہاری دعا قبول کی جائے گی (رواہ الترمذی، ابوداؤد والنسائی)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت نماز ادا کرنے کے بعد جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پھر درود پاک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دعا مانگتے ہیں یہی دعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے اور جو لوگ اس چیز سے روکتے ہیں، وہ بیخبر لوگ ہیں۔

اگر کسی ولی سے آپؑ کی ظاہری زندگی یا اس کے وصال کے بعد دعا کے لئے التماس کیا جائے تو بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا جائے تو اسے بھی بعض لوگ عبادت شمار کرتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو بلا تامل مشرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والا نہ ان کو خدا بناتا ہے نہ ان کو قادر مطلق سمجھتا ہے اور نہ اس کے دل میں یہ واہمہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں، البتہ وہ ان پاکیزہ ہستیوں کو اپنے سے بہتر متقی اور خداوند تعالیٰ کا فرمانبردار سمجھتے ہیں اور یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے اور کسی غیر سے دعا منگوانا ہرگز شرک نہیں۔ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو حضرت سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی مرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی وہ اویس قرنی سے اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے دعا کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط سے بچائے اور عقیدہ توحید پر ہر حالت میں ثابت قدم رکھے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 2:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝} (الأعراف: 55).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں'' ۝

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ} الْاٰية

(البقرة: 186).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے''۔

تشریح:

کتنی پیاری آیت ہے ہجوم بلا میں، طوفان مصائب میں، اگر اب ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشانی انسان کے لئے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔ آپ غور فرمائیے۔ انی قریب کے دولفظوں میں راحت و اطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ کسی فصل بہار کی نسیم سحر میں، کسی ابر نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جو اثر ان دولفظوں میں ہے! دکھ درد کا مارا جب یہ سنتا ہے کہ میرا مالک، میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو۔ رنج والم کی خبر نہ ہو بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب، نزدیک ہے، رگ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آجاتا ہے۔ تمہاری زبان پر آئی ہوئی بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں۔ افکار اور اندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمن ورحیم بھی، تم دست دعا دراز تو کرو۔ تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو۔ تم دل کے ہاتھوں سے اس کے در رحمت پر دستک تو دو، وہ سنے گا تمہاری فریاد۔ وہ قبول کرے گا تمہاری دعا۔ وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت۔ لیکن جب وہ کرم فرمائے تو سرکش نہ بن جانا۔ اسی طرح سر نیاز اس کے در اقدس پر جھکائے رکھنا۔ اسلام قبول کرنے پر جو ذمہ داریاں تم نے قبول کی تھیں۔ جو عہد تم نے باندھا تھا ان کو نباہتے رہنا۔ رشد وہدایت پا جاؤ گے کامیاب وکامران ہو جاؤ گے۔

- ممکن ہے یہاں پر کسی کو شک گزرے کہ بسا اوقات دعا کرتے کرتے سالہا سال گزر جاتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ اس کی ایک بڑی وجہ رحمت دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان فرمائی ہے۔ انه (صلی الله علیه وسلم) ذکر الرجل یطیل السفر یمدیده الی السماء یا رب اشعث اغبر مطعمه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالك۔ (رواہ مسلم) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے۔ بال اس کے پریشان، جسم اس کا گرد آلود۔ اس کا کھانا لباس سب حرام کمائی سے ہے۔ اس کے پیٹ میں جو غذا ہے وہ بھی حرام ہے، (تو وہ لاکھ پکارے اور دعائیں گے) ایسے حرام خور کی دعا کب قبول ہونے کے لائق ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے صحابہ کو فرمایا تھا کہ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری ہر دعا قبول ہو تو رزق حلال کھایا کرو۔ دعا کی قبولیت کی ان شرائط کو ہم نے فراموش کر دیا۔ بلکہ ہم نے تو حلال وحرام میں فرق کرنے کی زحمت بھی کبھی گوارا نہیں کی۔ اگر ہماری دعائیں قبول نہ ہوں تو جائے تعجب نہیں بلکہ تعجب وحیرت تو اس کی رحمت بے پایاں پر ہے کہ پھر بھی وہ فریادیں سن لیتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 4:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ} (النمل: 62).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے بُرائی''۔

تشریح:

مضطر اس مصیبت زدہ کو کہتے ہیں جسے مصائب اور شدائد نے اتنا گھیرا دیا ہو کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی پناہ لینے پر مجبور ہو جائے۔ قال ذوالنون: ھو الذی قطع العلائق عما دون اللہ (قرطبی)

سہل بن عبداللہ اس کا ایک یہ مفہوم بھی مذکور ہے کہ وہ گنہگار جس کی ساری عمر گناہوں میں گزری۔ اس کا نامہ اعمال نیکیوں اور طاعتوں سے یکسر خالی ہو۔ اور جب وہ دعا کے لیے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے تو اسے کوئی نیکی نظر نہ آئے جس کے وسیلہ سے وہ دعا کر سکے۔ اس کا بھروسہ محض اللہ تعالیٰ کی شان رحمت پر ہو۔ قال سھل بن عبد اللہ، المضطر: ھو الذی اذا رفع یدیہ الی اللہ داعیا لم یکن لہ وسیلۃ من طاعۃ قدمھا (قرطبی)

کفار سے اب ایک اور بات پوچھی جا رہی ہے جس کا تعلق کسی بیرونی چیز کے ساتھ نہیں جس کو وہ ٹھیک طور پر سمجھ نہ سکتے ہوں بلکہ اس کا تعلق ان کی اپنی ذات سے ہے اور جس کو وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی ذی باہ و ذی مال ہو اس پر زندگی میں کوئی نہ کوئی افتاد ایسی پڑتی ہے جب اس کی ذاتی قابلیتیں، ذاتی وسائل، اس کے دوست احباب سب بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس کا وہ خود اعتراف بھی کرتا ہے کہ اس گرداب ہلاکت سے اسے اس کی کوئی تدبیر کوئی حیلہ بچا نہیں سکتا۔ اس وقت اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھتی ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ اب اس کی چارہ سازی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ کیونکہ اس قسم کے حالات سے ہر شاہ وگدا، ہر امیر وفقیر، ہر عالم وجاہل کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان سے سوال کیا جا رہا ہے کہ اس وقت تو تم بھی اعتراف کرتے ہو کہ تمہارے بت، یہ معبودان باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہے جو طوفاں میں گھری ہوئی تمہاری کشتی کو سلامتی سے کنارے لگا دے، تو پھر تم کیوں نصیحت قبول نہیں کرتے اور کیوں اس کی توحید پر پختہ ایمان نہیں لاتے۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے غلاموں کو حالت اضطرار میں جس طرح اپنے مولا کریم کے سامنے دعا کرنے کا سبق دیا ہے وہ تحریر ہے تاکہ سب غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس سے استفادہ کر سکیں۔

"عن ابی بکرۃ قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی دعاء المضطر: اللھم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ لا الہ الا انت۔

(قرطبی عن ابی داؤد الطیالسی)۔

"اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر۔ میرے کام درست فرما دے۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۸۳) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

"اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت ہی ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

الدعاء میں الف لام عہدی ہے یعنی اللہ سے دعا کرنا بھی عبادت ہے کہ اس میں اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار و اظہار ہے، یہ ہی عبادت ہے، لہٰذا اس پر بھی ثواب ملے گا، لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی بندے سے کچھ مانگنا گویا اس کی عبادت ہے یہ شرک ہے، لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا، حاکم سے حکیم سے مالداروں سے کچھ مانگنا نہ یہ اصطلاحی دعا ہے اور نہ کفر و شرک، بندے بندوں سے دارو و دعا مانگا ہی کرتے ہیں غرض یہ کہ دعاء شرعی اور ہے اور دعائے لغوی کچھ اور جیسے صلوٰۃ شرعی اور ہے یعنی نماز دعا لغوی کچھ اور نزول رحمت، دعائے رحمت وغیرہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" یہاں صلوٰۃ شرعی مراد ہے اور صلوا علیہ میں صلوٰۃ لغوی مراد یا یوں کہو کہ اللہ کے بندوں سے دعا مانگنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ ان بندوں کی، جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ کعبہ کی بہرحال یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 445:)

(۵۷۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک فرما دیتے تھے۔

---

(۵۷۳) (ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 1479)

(۵۷۴) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1482)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

(۵۷۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً، وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ: وَکَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِیْهِ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے: "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً، وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (متفق علیہ)

مسلم نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ یہی دعا کرتے اور اگر کوئی اور دعا مانگنا چاہتے تو اس میں یہ دعا بھی شامل کر لیتے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ دعا بہت ہی جامع ہے جس میں دین و دنیا کی ساری نعمتیں مانگی گئی ہیں، رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی یہ دعا سکھا کر اس کے مانگنے والوں کے متعلق فرمایا: "اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا" الآیہ۔ قرآن شریف میں اس دعا اور استغفار کے بڑے فوائد بیان فرمائے۔ مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے پالنے والے ہم کو موت سے پہلے والی تمام نعمتیں عطا فرما جیسے صحت، روزی، نیکیوں کی توفیق، دین پر استقامت، حسنِ خاتمہ، علم و عمل وغیرہ اور آخرت کی تمام نعمتیں بخش جیسے حساب قبر و حشر میں آسانی و کامیابی، اعمال کی قبولیت، جنت اور وہاں کی تمام نعمتیں اور ہم کو دوزخ سے بالکل بچا لے کہ وہاں کا عذاب ہم کو بالکل نہ چھوئے یہ نہ ہو کہ سزا پا کر جنت میں جائیں۔ حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ اس کے مانگتے وقت تمام نیکیوں و نعمتوں کا خیال کر لینا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ دنیا کی نعمت سے کمال مصطفوی اور آخرت کی بھلائی سے جمال مصطفوی مراد لے، یعنی ہم کو دنیا میں ان کے کمال کا چھینٹا دے، آخرت میں ان کا جمال دکھا کہ ان میں سب کچھ آ گیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 103:)

(۵۷۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ

(۵۷۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6389) (۵۷۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2721)

اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، والتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، والغِنٰی"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، والتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، والغِنٰی "۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور استغناء کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

(۵۷۷) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ طَارِقٍ: اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّیْ؟ قَالَ: "قُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وارْزُقْنِیْ، فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"۔

◀ ◀ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام لاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز کی تعلیم دیتے اور پھر اسے حکم دیتے کہ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وارْزُقْنِیْ، اے اللہ! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مسلم)

اور مسلم نے ہی حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب میں اللہ سے دعا مانگوں تو کون سے الفاظ کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وارْزُقْنِیْ''، اے اللہ! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت عطا کر اور مجھے رزق عطا فرما، کیونکہ یہ الفاظ تیرے لئے دنیا اور آخرت کو جمع کر دیں گے۔

تعارف رواى:

طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں، حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں، خلافت صدیقی وفاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کیے اور ۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الطاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

---

(۵۷۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 2697)

شرح:

معلوم ہوا کہ مسلمان ہوتے ہی نماز فرض ہوجاتی ہے، جب تک کہ قرآن شریف ودیگر ارکان یاد نہ ہوں وہ جماعت سے ادا کرتا رہے اور بہت جلد خود یاد کرے یہاں نماز سے مرادترتیب وار نماز کے مسائل ہیں۔

ہدایت سے مراد یا تو ملی ہوئی ہدایت پر قائم رکھنا ہے یا ایمان کی ہدایت کے بعد نیک اعمال کی ہدایت مانگ ہے، عافیت سے مراد دینی ودنیاوی امان ہے، رزق سے مراد حلال روزی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 102:)

(۵۷۸) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ"۔ "اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف مائل کردے"۔ (مسلم)

(۵۷۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ: اَشُكُّ اَنِّيْ زِدْتُ وَاحِدَةً مِّنْهَا.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت سے، بدبختی کے لاحق ہونے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: سفیان راوی کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ میں نے اس میں ایک چیز کا اضافہ کردیا ہے۔

حل لغات:

اَلْبَلَاءِ: مصیبت، مشکل۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہوچکا ہے۔

---

(۵۷۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2654)

(۵۷۹) (بخاری شریف، کتاب القدر، رقم الحدیث 6616)

شرح:

آفتوں کی مشقت سے مراد وہ دنیاوی یا دینی مصیبتیں ہیں جن کے دفع پر انسان قادر نہ ہو حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ کثرت عیال وقلت مال جھد بلا ہے کہ اس سے انسان کبھی کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے "کاد الفقران یکون کفرًا"۔

دوزخ کے کام کر بیٹھنا درک شقاء ہے اصل بدبختی دوزخ کا داخلہ ہے دوزخی عرض کریں گے: "رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا" اور دوزخ میں پہنچانے والے عقیدے یا اعمال اختیار کر لینا شارء بدبختی کا پانا ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ! بُرے فیصلہ سے مراد ہے کفر پر مرنے کا فیصلہ یعنی میرے مولا میں دوزخیوں کے کاموں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں کہ تو میری بدکاریوں کی وجہ سے میرے دوزخی ہونے کا فیصلہ کر دے۔ اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ فیصلہ الٰہی تو پہلے ہو چکا اب اس سے پناہ مانگنے کے کیا معنی کیونکہ یہاں وہ فیصلہ مراد نہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت سے' بدبختی کے لاحق ہونے سے' بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے) یعنی مولیٰ مجھے ایسی دینی و دنیاوی مصیبتوں میں نہ پھنسا جن سے میرے دشمن خوش ہوں اور مجھ پر طعنے کریں، آوازے کسیں، اس سے بھی تیری پناہ، یہ دعا بہت جامع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 74:)

(۵۸۰) وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ"۔ اے اللہ! میرے لئے میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے تمام معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے' اور میرے لئے میری دنیا کو بہتر فرما جس میں میری زندگی ہے' اور میری آخرت بہتر فرما جو میرے لوٹ کر جانے کی جگہ ہے' زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافے کا سبب بنا' اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے نجات کا ذریعہ بنا۔ (مسلم)

(۵۸۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ

---

(۵۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2720)

(۵۸۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2725)

اھْدِنِیْ وسَدِّدْنِیْ"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْھُدٰی وَالسَّدَادَ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو: اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وسَدِّدْنِیْ۔ "اے اللہ! مجھے ہدایت اور استقامت عطا فرما"۔ اور ایک روایت میں ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْھُدٰی وَالسَّدَادَ"۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

(۵۸۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْکَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْھَرَمِ، والبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "وَضَلَعِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْکَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْھَرَمِ، والبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ"۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کمزوری، کاہلی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے"۔

اور ایک روایت میں ہے: "وَضَلَعِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ" اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

الْکَسَلِ: سستی، سستی کرنا۔

وَالْجُبْنِ: بزدلی،

وَالْھَرَمِ: بہت زیادہ بڑھاپا۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ قرض کی فکر عقل خراب کر دیتی ہے۔ حدیث شریف میں "اَلدَّیْنُ شَیْنُ الدِّیْنِ" قرض دین کا عیب ہے۔ (مرقات) لوگوں سے مراد ظالم یا قرض خواہ ہیں۔ یہ دعا بھی بہت جامع ہے کہ اس میں خارجی داخلی مصیبتوں

(۵۸۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2706)

اور جسمانی روحانی اذیتوں سے پناہ مانگ لی گئی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 75:)

(۵۸۳) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَفِيْ بَيْتِيْ" وَرُوِيَ: "ظُلْمًا كَثِيْرًا" وَرُوِيَ: "كَبِيْرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيُقَالُ: كَثِيْرًا كَبِيْرًا۔؟؟

◀ ◀ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ "اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پس تو مجھے اپنی جناب سے بخشش عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 81 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں) یعنی نماز کے آخر میں التحیات و درودوں سے فارغ ہو کر کیونکہ اس کے علاوہ نماز میں اور کوئی وقت دعا کا نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے نفل نماز مراد ہے اگر فرائض میں بھی کبھی کبھی یہ دعائیں مانگے تو بہتر ہے۔

صدیق اکبر سے یہ الفاظ کہلوانا یا آدم علیہ السلام کا کہنا "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا" یا یونس علیہ السلام کا عرض کرنا "اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" انتہائی درجہ کا انکسار نفس ہے۔ یہاں ظلم کے وہ معنی کیے جائیں جو ان کی شان کے لائق ہوں، کافر کا ظلم کفر ہے، ہمارا ظلم گناہ، اولیاء اور انبیاء کا ظلم لغزشیں اور خطائیں۔ جو شخص ان کلمات کو سن کر ان کی شان میں گستاخی کرے وہ بے دین ہے۔ بعض صوفیاء کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ کبھی جھوٹ محبوبیت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور سچ

(۵۸۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6326)

مردودیت کا سبب، شیطان نے سچ کہا تھا کہ خدایا تو نے مجھے گمراہ کیا، ہادی و مضل رب ہی ہے مگر اس سچ سے شیطان مارا گیا، وہ محبوب بندے جو گناہ کے قریب بھی نہ گئے ان کا یہ عرض کرنا کہ خدایا ہم بڑے گنہگار ہیں ہے جھوٹ مگر تقرب کا ذریعہ حضرت صدیق اکبر نے کبھی گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا۔

خیال رہے کہ حقوق العباد بندہ بخشتا ہے مگر گناہ صرف رب ہی بخش سکتا ہے، جہاں انبیائے کرام فرمادیتے ہیں کہ جا تیرے سارے گناہ معاف۔ وہ رب کی طرف سے کہتے ہیں زبان ان کی ہوتی ہے کلام رب کا لہٰذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 168:)

(۵۸۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ، وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ، وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ، وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ، وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔ "اے اللہ! میری خطا اور میری لاعلمی کو معاف فرما اور مجھ سے اپنے معاملہ میں جو زیادتی سرزد ہوئی اسے معاف فرما' اور اسے بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' اے اللہ! میری سنجیدہ اور مزاحیہ خطاؤں کو معاف فرما اور میری بھول کو بھی معاف فرما' اور جو غلطیاں مجھ سے دانستہ سرزد ہوئیں انہیں بھی معاف فرما' اور یہ سب میرے اندر ہیں۔ اے اللہ! میری پہلے کی اور بعد کی اور ظاہری اور پوشیدہ خطائیں معاف فرما اور وہ بھی جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے تو ہی مقدم ہے' اور تو ہی مؤخر اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۸۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ"۔ "اے اللہ! میں

---

(۵۸۴) (بخاری شریف' رقم الحدیث 6398)

(۵۸۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2716)

تیری پناہ مانگتا ہوں اس عمل کے شر سے بھی جو میں نے کیا اور اس کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔ (مسلم)

(۵۸۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَائَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں یہ کلمات بھی ہوتے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَائَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے، تیری عافیت کے پھر جانے سے، تیرے اچانک عذاب اور تیری تمام ناراضگیوں سے"۔ (مسلم)

حل لغات:

زَوَالِ: زال یزول، زوالاً بمعنی ہٹنا، زائل ہونا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

زوال وانقلاب میں فرق یہ ہے کہ نعمت کا چھن جانا زوال ہے اور نعمت کے عوض نقمت ومصیبت آ جانا انقلاب۔ نعمت سے مراد اسلام، ایمان، تندرستی، غنا وغیرہ تمام دینی ودنیاوی نعمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ دے کر نہ لے وہ تو نہیں چھینتا ہم اپنی بدعملیوں سے زائل کر دیتے ہیں "اِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"۔

(اور تیری تمام ناراضگیوں سے) یعنی خدایا ہمیں ایسے کاموں سے بچا جو تیری ناراضی کا باعث ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث:78)

(۵۸۷) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

---

(۵۸۶) (مسلم شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث 2739)

(۵۸۷) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 2722)

◄◄ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، والبُخلِ وَالْھَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰاھَا. اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلاَھَا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا"۔ ''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کمزوری' کاہلی' بخل' بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے' اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما' اور اسے پاک کر تو ہی اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے' تو اس کا مالک و کارساز ہے' اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو' اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو' اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو' اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

اِلْکَسَلِ،: سستی، سستی کرنا۔

البخل: بمعنی کنجوسی۔

وَالْھَرَمِ،: بہت زیادہ بڑھاپا۔

تعارفِ روای:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عاجزی سے مراد عبادات نہ کرسکنا ہے جیسے روزہ، نماز، حج، جہاد وغیرہ اور سستی سے مراد ہے کہ قادر ہونے کے باوجود نہ کرنا، کنجوسی سے حقوق مالیہ ادا نہ کرنا ہیں خواہ حقوق اللہ ہوں جیسے زکوۃ، قربانی اور حج وغیرہ یا حقوق العباد جیسے بیوی بچوں، والدین، عزیزوں کے نان ونفقات نہ دینا۔ بڑھاپے سے مراد وہ بے عقلی اور مت کٹ جانا ہے جو زیادتی عمر کے سبب ہو جاتی ہے۔

(اور قبر کے عذاب سے) کہ تو مجھے دنیا میں عذاب قبر والے اعمال سے بچالے اور بعد موت خود اس عذاب سے محفوظ رکھ۔ خیال رہے کہ عذاب قبر کفار کو دائمی ہوتا ہے، بعض مؤمن گنہگاروں کو عارضی مگر ضغطۂ قبر یعنی تنگی وہ کبھی صالحین کو بھی ہو جاتی ہے اس لیے یہاں عذاب فرمایا تنگی کا ذکر نہ کیا۔

عربی میں ظاہری پاکی کو طہارت اور باطنی پاکی کو تزکیہ کہتے ہیں اسی لئے مذبوح جانور کو مزکّٰی کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی" تقویٰ سے مراد فسق و فجور کا مقابل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا"۔ خیال رہے کہ کسب طہارت بندے کا کام ہے اور خلق طہارت رب کا کرم جیسے بیج بودینا بندے کا کام ہے

پیدوار رب کا فضل یعنے ہمارے کسب سے تیرا کرم افضل واکمل ہے۔

(میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما' اور اسے پاک کر تو ہی اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے) یعنی میرے نفس کو تقویٰ دے کیونکہ تو اس کا ولی ہے اور اسے پاک کردے کیونکہ تو اس کا وارث ہے، دونعمتوں کے لیے دوصفت الٰہیہ کا ذکر ہوا۔

(ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو) غیر نافع علم سے مراد یا تو دنیاوی علوم ہیں جن سے دین میں کوئی نفع نہ ہو جیسے سائنس، ریاضی، منطق، فلسفہ جن سے دین کی خدمت نہ لی جائے یا وہ علم دین ہیں جو دنیا طلبی کے لیے سیکھے جائیں یا جن پر عالم خود عمل نہ کرے دوسروں کو سکھائے نہیں یا اس سے نقصان دہ علوم مراد ہیں جیسے جادو وغیرہ کے علوم جن سے فساد پھیلایا جائے۔

(اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو) جس دل میں اللہ کے ذکر سے چین، عذاب کے ذکر سے خوف، جنت کے ذکر سے شوق، حضور علیہ السلام کے ذکر سے وجدان نہ پیدا ہو وہ سخت ہے اللہ اس سے بچائے اور جس نفس میں قناعت و سیری نہ ہوں ایسے حریص نفس سے خدا کی پناہ۔ خیال رہے کہ تین نعمتیں کسی کسی کو ملتی ہیں: کفایت، قناعت، ریاضت جسے یہ تین نعمتیں مل گئیں وہ بادشاہوں سے زیادہ خوش نصیب ہے، اس جملہ میں تینوں نعمتیں مانگ لی گئی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 77)

(۵۸۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ، وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ".

زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ، وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ''۔ اے اللہ! میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا' میں تجھی پر ایمان لایا' تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا' اور میں نے تیرے بھروسہ پر ہی (دشمن سے) مخاصمت کی اور میں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا' پس معاف فرما دے میری اگلی پچھلی ظاہر اور پوشیدہ کوتاہیاں' تو ہی مقدم ہے' اور تو ہی مؤخر ہے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بعض راویوں نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے: اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا نہ کوئی (گناہ سے بچنے کی) طاقت ہے' اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت۔ (متفق علیہ)

---

(۵۸۸) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 769)

حلِ لغات:

اَسْرَرْتُ: از، سراً، بمعنی بھید، راز۔

اَعْلَنْتُ: بمعنی اعلان کرنا، ظاہر کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اے اللہ! میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا' میں تجھی پر ایمان لایا') یعنی ظاہر و باطن میں تیرا مطیع ہوں اور تیرے سارے احکام کو حق سمجھتا ہوں، ایمان و سلام کا فرق کتاب الایمان کے شروع میں بیان ہو چکا۔

(پس معاف فرمادے میری اگلی پچھلی ظاہر اور پوشیدہ کوتاہیاں) صوفیا فرماتے ہیں کہ گناہوں سے باز آجانا توبہ ہے اور غفلت سے باز آکر بیدار ہوجانا انابت، شریعت والوں کا توکل یہ ہے کہ اسباب پر عمل اور "مُسَبِّبُ الْاَسْبَابُ" پر نظر طریقت والوں کا توکل یہ ہے اسباب کی آڑ کو پھاڑ دینا اور یار تک پہنچ جانا۔

یہ نہایت جامع استغفار ہے جس میں ہر قسم کی غلطیوں گناہوں کا ذکر آگیا، یہ سب کچھ ہماری تعلیم کے لیئے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک گناہوں کی رسائی نہیں وہ گناہ کرنیکے لیئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ گنہگاروں کی دستگیری کرنے کے لیئے تشریف لائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 437)

(۵۸۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ". رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"؛ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ"۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' آگ کے فتنہ سے' دوزخ کے عذاب سے اور دولت مندی اور غربت کے شر سے"۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ الفاظ حدیث ابوداؤد کے ہیں۔

(۵۹۰) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

(۵۸۹) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3495)

(۵۹۰) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3591)

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَهْوَاءِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت زیاد بن علاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَهْوَاءِ"۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق سے، برے اعمال اور بری خواہشات سے"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

برے اخلاق سے مراد باطنی واندرونی اعمال ہیں جو خلاف شرع ہوں جیسے بدعقیدگی، حسد، کینہ وغیرہ اور برے اعمال سے وہ ظاہری اعمال ہیں جو خلاف شریعت ہیں جیسے زنا، چوری، جھوٹ، غیبت وغیرہ اور بری خواہشوں سے مراد برائیوں کی طرف دل کا میلان ہے۔ ھویٰ کے لغوی معنی ہیں محبت، بری چیز سے ہو یا اچھی سے پہلی ھویٰ بری ہے دوسری اچھی مگر اس کا اکثر استعمال بری رغبتوں میں ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللهِ"۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ھویٰ ھدیٰ سے مل جائے تو ایسی ہے جیسے شہد اور مکھن ملا ہوا کبھی برے عقیدوں کو بھی ھویٰ کہہ دیتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 87:)

(۵۹۱) وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ، عَلِّمْنِيْ دُعَاءً، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ"۔

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے دعا تعلیم فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کان

(۵۹۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3492)

کے شر سے اپنی آنکھ کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ رواۃ:

شکل ابن حمید: آپ عبسی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے شبیر نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الشین فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کان کے شر سے اپنی آنکھ کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے"۔) بری چیز، گانے بجانے وغیرہ سننا کان کا شر ہیں، جھوٹ اور غیبت اور نقصان دہ یا بکا سر باتیں کرنا زبان کا شر اور حسد، کینہ، برے عقیدے دل کا شر ہے اور زنا واسباب زنا میں مبتلا ہونا منی کا شر ہیں۔ منی سے مراد وہ ہی مشہور چیز ہے جس کے خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ منی مَنِیَّۃٌ کی جمع ہے بمعنی موت یا اُمْنِیَّۃٌ کی جمع ہے یعنی آرزو و تمنا خدایا بری قسم کی موتوں سے تیری پناہ، یا دنیوی لمبی امیدوں سے تیری پناہ مگر پہلے معنے زیادہ قوی ہیں۔ (مرقات، واشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4 تحت حدیث 88:)

(۵۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ"۔

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ"۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برص، دیوانگی، کوڑھ اور بری بیماریوں سے"۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۵۹۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ، فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ، فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ"۔

---

(۵۹۲) (ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 1554)

(۵۹۳) (ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 1547)

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ، فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ"۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، بھوک سے کیونکہ وہ بہت برا ساتھی ہے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بہت برا رازدان ہے"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

الضَّجِیْعُ: بمعنی ساتھ دینے والا۔

الْبِطَانَةُ: بمعنی پوشیدہ ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بھوک سے وہ بھوک مراد ہے جو عبادات سے روک دے، خیال پراگندہ کردے کہ اس سے انسان بہت سے گناہ کر بیٹھتا ہے، روزہ کی بھوک تو عبادت ہے۔ خیال رہے کہ کبھی زیادتی بھوک میں حرام حلال ہوجاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ"۔

خیانت امانت کی ضد ہے۔ خفیۃً کسی کا حق مارنا خیانت کہلاتا ہے خواہ اپنا حق مارے یا اللہ رسول کا یا اسلام کا یا کسی بندہ کا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ"۔ بطانۃ، استر، ظہارہ، ابرہ، اب بطانہ وہ خفیہ بات جو پیٹ میں رکھی جائے پھر مشیر خاص کو جو اپنا صاحب اسرار ہو اور خلوت وجلوت میں ساتھ رہے بطانہ کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ" یہاں یہ آخری معنی ہی مراد ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 85:)

(۵۹۴) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ مُكَاتِبًا جَاءَهٗ فَقَالَ: اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ، قَالَ: اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ عَلَیْكَ مِثْلُ جَبَلٍ

(۵۹۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3563)

دَیْنًا اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنْکَ؟ قُلْ: "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ".

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مکاتب غلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: میں اپنی کتابت کا معاوضہ ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں؛ اگر تیرے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ تیرا قرض اتار دے گا۔ تم یہ دعا کیا کرو: "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ"۔ ''اے اللہ! مجھے حلال کے ذریعے حرام سے بچا اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ دوسروں سے بے نیاز کر دے''۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۹۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ اَبَاہُ حُصَیْنًا کَلِمَتَیْنِ یَدْعُوْ بِہِمَا: "اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ، وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ".

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد ماجد حضرت حصین کو دو کلمات تعلیم فرمائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ، وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ"۔ ''اے اللہ! مجھے ہدایت کی راہ دکھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ رکھ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

رُشْدِیْ: رشد، یرشد، رشداً، بمعنی ہدیت پانا،

اَعِذْنِیْ: عاذ، یعوذ، عیاذاً، بمعنی پناہ لینا۔

تعارفِ روای:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۹۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3483)

شرح:

ہر شخص کی خاص ہدایت جداگانہ ہے جو رب تعالیٰ نے اس کے نصیب میں رکھی ہے، کسی کو صرف ایمان کی ہدایت، کسی کو تقویٰ کی، کسی کو عرفان کی، کسی کو عشق رحمان کی۔ مقصد یہ ہے کہ مولیٰ میں ایمان تو لے آیا، اب میرے نصیب میں جو مخصوص ہدایت تو نے کی ہے وہ عطا فرما اور میرا نفس شرارتوں کی جڑ ہے اس کی شر سے مجھے بچا لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ حضرت حصین ہدایت تو پا چکے تھے پھر ہدایت کیوں مانگی۔ ہدایت کی تحقیق اس کے اقسام ہماری تفسیر نعیمی میں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم" کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے۔ خیال رہے کہ شیطان کی شرارت سے نفس کی شرارت زیادہ ہے کہ شیطان تو لاحول وغیرہ سے بھاگ جاتا ہے، یہ مارآستین کسی عمل سے قبضہ میں نہیں آتا ہے، صرف رب تعالیٰ کے فضل سے آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 92:)

(۵۹۶) وَعَنْ اَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللهَ تَعَالَى، قَالَ: "سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَثْتُ اَيَّامًا، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللهَ تَعَالَى، قَالَ لِيْ: "يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللهِ، سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز تعلیم فرمائیے جس کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کروں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو، پھر میں چند روز ٹھہرا اور پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز بتائیے جو میں اللہ سے مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے عم محترم! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگا کرو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

فَمَكَثْتُ: مکث، یمکث، مکثاً، بمعنی ٹھہرنا، رکنا۔

تعارفِ روای:

عباس ابن عبدالمطلب: آپ حضور انور کے چچا ہیں، حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط

(۵۹۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3514)

قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنھوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہوگئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جاوے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی، زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے، جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ وطہارت کا عہد لیتے تھے آپ نے اپنی وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کیے، واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے، اٹھاسی سال عمر پائی، بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئے، آپ پہلے مسلمان ہوچکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبرًا آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے، حضور انور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبورًا لائے گئے ہیں، اسی غزوہ میں ابو یسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کرلیا تھا، آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہوکر مدینہ منورہ آئے۔ مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لیے حضور جارہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے مدینہ آرہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں، جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرا کے پاس، فقیر نے زیارت کی ہے اللہ پھر نصیب کرے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

لمعات نے فرمایا کہ عافیت کے معنے سلامتی ہیں، یہاں کامل سلامتی مراد ہے، یعنی زندگی موت، قبر حشر کی تمام ظاہری باطنی چھوٹی بڑی آفتوں سے سلامتی وحفاظت۔ ظاہر بات ہے کہ یہ دعاء جامع الدعاء ہے، مرقات نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے مصیبتیں پیدا ہی اس لیے کی ہیں تاکہ بندہ ان سے سلامتی کی دعائیں مانگے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ عافیت اسی میں ہے جس میں رب راضی ہے، لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر میں زہر کھالینا فاروق اعظم کا مصلائے مصطفےٰ پر خنجر کھا کر شہید ہونا، عثمان غنی کا قرآن پڑھتے ہوئے ذبح ہوجانا، حسین علیہ السلام کا بے آب ودانہ مثل پروانہ، شمع مصطفوی پر نثار ہوجانا، عافیت ہی تھا۔ لہٰذا رب تعالیٰ سے وہ عافیت مانگو جو اس کے علم میں ہمارے لیے عافیت ہے نہ وہ جو ہمارے علم میں ہمارے لیے عافیت ہو۔ حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی بہترین دعا سکھائیے فرمایا چچا جان، اللہ سے دین ودنیا کی عافیت مانگو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 463:)

(۵۹۷) وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

(۵۹۷) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3522)

◀ ◀ حضرت شہر بن حوشب سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: اے ام المؤمنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو کثرت سے کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی: ''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ'' ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے تاکہ لوگ سن کر سیکھ لیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دینِ حق سے ہٹ جانا ایسے ہی ناممکن ہے جیسے خدا کا شریک بلکہ جس پر وہ نگاہِ کرم کردیں وہ نہیں پھسل سکتا عثمان غنی سے فرمادیا کہ جو چاہو کرو مگر وہ گناہ نہ کرسکے۔ (مرأة المناجیح فی شرح مشکوٰة المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 100:)

(۵۹۸) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ، وَاَھْلِیْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کی دعائیں یہ کلمات بھی ہوتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ، وَاَھْلِیْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت طلب کرتا ہوں، اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہو، اور تجھ سے اس کام کی درخواست کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے مرتبے تک پہنچائے، اے اللہ! اپنی محبت کو میرے دل میں میری جان، میرے مال، اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ کردے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۹۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3490)

شرح:

(''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت طلب کرتا ہوں' اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہو) اس جملہ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ مجھے توفیق دے کہ تجھ سے بھی محبت کروں اور ان بندوں سے بھی جو تجھ سے محبت کرتے ہیں علماء، اولیاء، انبیاء سے محبت بالواسطہ تجھ سے ہی محبت ہے۔ دوسرے یہ کہ خدایا مجھ سے تو بھی محبت کر اور تیرے محبوب بندے بھی محبت کریں یعنی حبّ کی اضافت یا مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف۔

(اور تجھ سے اس کام کی درخواست کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے مرتبے تک پہنچائے) اس کے بھی وہی دو معنی ہیں کہ ایسے عمل کی توفیق دے جس کی برکت سے تو میرا محبوب بن جائے یا میں تیرا محبوب بن جاؤں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال میں عشق و محبت پیدا کرنے کی تاثیر ہوتی ہے۔

(اے اللہ! اپنی محبت کو میرے دل میں میری جان' میرے مال' اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ کردے''۔) یعنی مجھے توفیق دے کہ تو مجھے میری اپنی ذات گھر بار مال و دولت سے زیادہ پیارا ہوجائے بلکہ جیسے سخت گرمی اور پیاس کی شدت میں ٹھنڈا پانی پیارا ہوتا ہے، اس سے زیادہ تیری محبت مجھے پیاری ہو۔ خیال رہے کہ محبوبیت کے لیے اس کے محبوب بندوں کی محبت لازم ہے۔ شعر

حاصل نشود رضائے سلطاں　　　تا خاطر بندگاں نجوئی

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 112:)

(۵۹۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلِظُّوا بِیَا (یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)"۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ،

وَرَوَاہُ النِّسَائِیُّ مِنْ رِّوَایَۃِ رَبِیْعَۃَ بْنِ عَامِرِ نِ الصَّحَابِیِّ. قَالَ الْحَاکِمُ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ"۔

"اَلِظُّوا": بِکَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الظَّاءِ الْمُعْجَمَۃِ، مَعْنَاہُ: اَلْزَمُوْا ھٰذِہِ الدَّعْوَۃَ وَاَکْثِرُوْا مِنْھَا۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ''یاذا الجلال والا کرام'' (کے کلمات) کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (ترمذی)

نسائی نے اس حدیث کو حضرت ربیعہ بن عامر الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے' امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اَلِظُّوْا: لام پر زیر اور ظاء معجمہ پر شد کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے: اس دعا کو پڑھنا لازم کرلو اور اسے زیادہ سے زیادہ

---

(۵۹۹) (ترمذی شریف' کتاب الدعوات' رقم الحدیث 3525)

پڑھا کرو۔

(۶۰۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا، قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا. فَقَالَ: "اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَجْمَعُ ذٰلِكَ کُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؛ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں کیں جن میں سے ہم کچھ بھی یاد نہ کر سکے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں ہمیں ان سے کچھ بھی یاد نہیں رہا' آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جو تمہارے لئے ان تمام دعاؤں کو جمع کر دیں' تم کہا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ؛ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ "اے اللہ! ہم تجھ سے وہ بھلائی طلب کرتے ہیں جن کا سوال تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے' اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں' اس شر سے جس سے تیری پناہ مانگی' تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی' اے اللہ! تجھ ہی سے اعانت طلب کی جاتی ہے' اور تجھ ہی پر (پیغام حق) پہنچانا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا نہ کسی کے پاس کوئی طاقت ہے' اور نہ قوت"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

نَحْفَظْ: حفظ، یحفظ، حفظاً، حفاظت کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۶۰۰) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3521)

شرح:

بخاری ومسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔ اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔('صحیح مسلم''، کتاب الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة، الحدیث: ۱۵۔(۸۵۲)، ص ۴۲۴۔ و''مرقاۃ المفاتیح''، کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، تحت الحدیث: ۱۳۵۷، ج ۳، ص ۴۴۵.)

(۶۰۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ".

رَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ".

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا بھی تھی: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ''۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے ان اسباب کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت اور مغفرت کو واجب کر دیں اور میں سوال کرتا ہوں ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا' ہر نیکی کو غنیمت جانے' جنت سے بہرور ہونے' اور آگ سے محفوظ رہنے کا''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام حاکم ابوعبداللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حلِ لغات:

عَزَائِم: جمع ہے عزم کی بمعنی پختہ ارادہ۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیدنا حسن کرابیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ کئی راتیں گزاریں آپ تقریباً رات کا ایک حصہ نماز پڑھتے اور میں نے دیکھا کہ آپ پچاس آیات سے زیادہ نہیں

(۶۰۱) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 525)

پڑھتے تھے اگر کبھی زیادہ پڑھتے تو سو آیات ہو جاتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی آیتِ رحمت پر پہنچتے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے رحمت کا سوال کرتے اور جب عذاب والی آیت پڑھتے تو عذاب سے پناہ مانگتے۔ اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے نجات کا سوال کرتے۔ (لباب الاحیاء، ص28)

۱۰۸۔ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

کسی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر 1:

قَالَ تَعَالٰى: {وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ} (الحشر: 10)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔

تشریح: حکم استغفار:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے ایصال ثواب و استغفار کا حکم فرمایا۔

انسان کی بدبختی ہے کہ اپنی زندگی ان پاک ہستیوں کی غیبت میں ضائع کر دے جن کی تعریف وتوصیف سے قرآن بھرا ہوا ہے۔ عمرو بن شرحبیل کا یہ قول بڑا اعبرت آموز ہے۔ کہتے ہیں کہ رافضی، یہود ونصاری سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ، عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں کہ عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حواری، لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ من شر اهل ملتكم: تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے دعائیں مانگو، اپنے دلوں کو سابقہ مسلمانوں کے بغض سے پاک رکھو، لیکن راضیوں کی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان نفوس ذکیہ کے بارے میں نفرت وعناد پیدا کریں جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر دیا تھا۔ استغفر الله العظيم۔ اس آیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ پچھلوں کو پہلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

قولِ سعید بن مسیب رحمہ اللہ:

سعید (علیہ الرحمۃ) سے پوچھا گیا تم عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو انہوں نے کہا میں وہ کہتا

ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہلوایا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ (مدارک تحت آیت مذکورہ)

مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے، حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لئے استغفار کریں، اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، سلف کے لیے بھی کرے، دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام و اہل بیت کے عرس، ختم، نیاز، فاتحہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لیے دعا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں، مہاجرین، انصار ان کے دعا گو مومن، لہٰذا روافض و خوارج ان تینوں سے خارج ہیں، کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعا گو ہیں۔ اور ان کے سینے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لیے پاک ہیں۔

ایصالِ ثواب کی برکتیں:

حضرتِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً (یعنی اچانک) رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا)۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اُس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔ ("ملفوظات اعلیٰ حضرت)

ذرا توجہ:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں شہر احمد آباد میں بعض "حافظ القرآن" حضرات اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر سوم وچہلم منائے جاتے ہیں، اور "کلام مجید" پڑھ کر اموات کی خدمت میں ایصال ثواب کرتے ہیں اور وہاں سے اجرت لیتے ہیں اور اس میں جُہلاء بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا یہ ایصال ثواب کر کے اُجرت لنا جائز ہے یا حرام ہے۔

اُجرت لے کر ایصال ثواب کرے تو اموات کی خدمات میں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

اور جو حافظ القرآن اُجرت لے کر ثواب کرنے کے لئے احباب اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر تشریف لے جاتے ہیں ان کے پیچھے نمازی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا:

الجواب: اُجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصال ثواب پڑھنا پڑھوانا دونوں ناجائز ہے، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہ گار۔ اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی وصیت سے ہوتو وہ بھی وبال میں گرفتار۔ (فتاویٰ رضویہ ج19، ص529، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

آیت نمبر 2:

وَقَالَ تَعَالٰی: {وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} (محمد: 19)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو''۔

تشریح:

علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کیے ہیں، یعنی (۱) استغفر الله ان يقع منك ذنب۔ یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔

(۲) استغفر ليعصمك من الذنوب۔ یعنی استغفار کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔
علامہ آلوسی لکھتے ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درجات میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اوپر والے درجے پر پہنچ کر جب نیچے والے درجے پر نگاہ پڑتی تو موجودہ رفعت کے مقابلہ میں وہ قصور محسوس ہوتا، اس لیے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کثرت سے استغفار کیا کرتے۔ وقد ذكروا ان لنبينا (صلى الله عليه وسلم) فى كل لحظة عروجا الى مقام اعلىٰ مما كان فيه فيكون ما عرج منه فى نظره الشريف ذنبا بالنسبة الىٰ ما عرج اليه فيستغفر منه (روح المعانی)

عارف باللہ حضرت مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: اس حکم میں دو حکمتیں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی

بجا آوری میں خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے، انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے اور یہ سمجھے کہ جیسا کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا مجھ سے نہیں ہو سکا منعم حقیقی نے جو بے پایاں احسانات مجھ پر فرمائے ہیں میں ان کا حق شکر ادا نہیں کر سکا۔ یہ تصور انسان کا کمال ہے نقص نہیں۔ هذا لنفسك واظهارا للتقصير فى العبادة بالنسبة الى جلال ربك وعظمته۔ یعنی آپ از راہ تواضع یہ کہیے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے پیش نظر اپنی تقصیر کا اعتراف کیجیے۔

(۲) دوسری حکمت یہ ہے کہ استغفار امت کے لیے سنت بن جائے۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک توجیہہ یہ ہے کہ خطاب اگرچہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ یہ توجیہہ درست نہیں کیونکہ مومنین کے لیے استغفار کا علیحدہ حکم ہے۔ دوسری توجیہہ یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد گناہ یا نافرمانی نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔ امام لکھتے ہیں وحاشاء من ذلک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں۔ اس لیے امام رازی نے اپنی توجیہہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل السییٔ۔ اچھے کام کی توفیق اور برے کاموں سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران ہے اور غفران کا معنی کسی قبیح چیز کا ڈھانپ دینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قبیح چیز کے ارتکاب سے ہی محفوظ رکھے جس طرح حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان ہے، یا گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کو ڈھانپ دے جس طرح کہ مومنین اور مومنات کا حال ہے۔

آپ کے سامنے علمائے ربانیین کے ارشادات پیش کر دیئے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ وہی ہے جو علامہ قرطبی نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کے لیے مغفرت مانگنے کا حکم اپنے محبوب کو دیا۔ علامہ بغوی کہتے ہیں۔ هذا اكرام من الله تعالىٰ لهذا الامة حيث امر نبى هم (صلى الله عليه وسلم) ان يستغفر لذنوبهم وهو الشفيع المجاب فيهم۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی یہ عزت افزائی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ امت کے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کریں اور حضور کی ذات پاک وہ شفیع ہے جس کی شفاعت اور دعا مقبول ہے۔

(سیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: إِخْبَارًا عَنْ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے کہ انہوں نے اس طرح دعا کی:

{رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝} (ابراھیم: 41)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

تشریح:

یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے سگے والد تارخ اور آپ کی والدہ متلی بنت نمر ہیں۔ یہ دونوں مومن تھے انکے لیے آپ نے بڑھاپے میں دعا مغفرت کی یعنی حضرت اسماعیل واسحاق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا دور کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بےزار ہو چکے تھے اور کفر پر مر چکا تھا، قرآن مجید میں اب اور ام ماں باپ دادا دادی چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرورت مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والدین مسلمان تھے۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر آپ کا چچا تھا۔ "اب" کا لفظ چچا پر بھی عموما بولا جاتا ہے لیکن والد کا لفظ حقیقی باپ کے لیے مخصوص ہے اس لیے یہاں ابوی کا لفظ ذکر نہیں کیا بلکہ والدی کا لفظ ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہاں حقیقی ماں باپ مراد ہیں۔ اور مجازی باپ (چچا) وہ مقصود نہیں۔ اور وہ اس بات کا مستحق نہ تھا کہ اس کے لیے طلب مغفرت کی جائے اور دوسرے حضرات جو آزر کو آپ کا حقیقی والد ہی مانتے ہیں ان کے نزدیک والدی سے مراد حضرت آدم وحوا ہوں گے (مظہری)۔

"هذه الآية تدل على ان والديه (عليه السلام) كانا مسلمين وانما كان آزر عماله وكان اسم ابى ابراهيم تارخ ولاجل دفع ترهم آزر قال والدى يعنى من ولدانى حقيقة ولم يقل ابوى فان الاب يطلق على العم مجازا۔" (مظہری، تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۶۰۲) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی

(۶۰۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6800، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1534، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2895، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21755، ابن حبان، رقم الحدیث 989، بیہقی رقم الحدیث 6224، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 11232)

یہی نعمت عطا ہو۔ (مسلم)

(۶۰۳) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: اٰمِيْنَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "ایک مسلمان آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ کہتا ہے: آمین! اور تجھے بھی وہی نعمت عطا ہو"۔ (مسلم)

حل لغات:

مُسْتَجَابَةٌ: دعا کا قبول کرنا، دعا کا قبول ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تم مسلمان بھائی کے لیے دعا کرو تو فرشتہ تمہارے لیے دعا کرے گا اگر تم نے فرشتہ کی دعا لینا ہے تو دوسروں کو دعا دو بعض بزرگ جب کوئی دعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنے لیے بھی جمع کے صیغہ سے دعا کرتے ہیں، ان عملوں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل بھی ہے کہ پہلے اپنے لیے دعا کرلے پھر دوسرے کے لیے ربّ اغفرلی ولوالدیّ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 431:)

۱۰۹۔ بَابٌ فِيْ مَسَائِلِ مِنَ الدُّعَآءِ

دعا کے مسائل کا بیان

(۶۰۴) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

(۶۰۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 6802)

(۶۰۴) (ترمذی شریف رقم الحدیث 2035)

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے اور وہ نیکی کرنے والے سے کہے: "جزاک اللہ خیرًا" تو اس نے اس کی بلیغ تعریف کی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بدلہ سے عاجز ہوں، رب تعالیٰ تجھے دین و دنیا میں اس سلوک کی جزاء خیر دے، اس مختصر سے جملہ میں اسکی نعمت کا اقرار بھی ہو گیا، اپنے عجز کا اظہار بھی اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی۔ شکریہ کا مقصد بھی یہ ہی ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ دینے والے کی جھوٹی تعریف اور خوشامدانہ گفتگو نہ کرے، فاسق کو ولی نہ کہے، جاہل کو عالم نہ بتائے، فقیر کو شہنشاہ نہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ بھی ہے اور بے فائدہ بھی، یوں ہی اگر کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو اسے گالیاں نہ دو، برا بھلا نہ کہو بلکہ کہو "غفر الله لك واصلح حالك" اللہ تجھے بخشے اور تیری اصلاح کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 619)

(۶۰۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُّسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بددعا نہ کرو نہ اپنے لئے نہ اپنی اولاد کے لئے اور نہ اپنے اموال کے لئے (کیونکہ بددعا کرنے میں) یوں کسی ایسی ساعت سے موافقت نہ کر بیٹھنا جس میں تم دعا کرو تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لے۔ (مسلم)

(۶۰۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَقْرَبُ مَا

(۶۰۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 7478، ابن حبان، رقم الحدیث 5044، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 224، بیہقی، رقم الحدیث 10757، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 379)

(۶۰۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 986، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 875، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3579، نسائی، رقم الحدیث 572، نسائی، رقم الحدیث 1137، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9442، ابن حبان، رقم الحدیث 2517، بیہقی، رقم الحدیث 1928، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 6658، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 10014)

یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب عزوجل کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے سوتم سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہٰذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔ اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعا مانگے، فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی، بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 120:)

(۶۰۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ، فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يستعجل قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: "يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ اَرَ يُسْتَجِبُ لِیْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ"۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے اگر وہ جلد بازی نہ کرے اور یہ نہ کہنے لگے: میں نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی اور اس نے میری دعا قبول نہیں فرمائی۔ (متفق علیہ) (اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرنے لگے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا بندہ یہ نہ کہے: میں نے دعا کی۔ میں نے دعا کی، اور میں نہیں دیکھتا کہ میری دعا قبول ہو۔ اس صورت میں وہ تھک جاتا ہے، اور دعا ترک کر دیتا ہے۔

---

(۶۰۷) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6340)

حل لغات:

قَطِيْعَةِ: بمعنی رشتہ داروں سے جدائی اختیار کرنا۔

یستعجل: از، باب استفعال، بمعنی جلدی کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی دعا نہ مانگے کہ خدایا مجھے شراب پینا نصیب کر یا فلاں کو قتل کر دینے کا موقع دے، نیز جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم ہے ان کے توڑنے کی دعا نہ کرے کہ خدایا مجھے میرے باپ سے دور رکھ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ ناممکن چیزوں کی دعا مانگنا بھی منع ہے جیسے خدا مجھے دنیا میں ان آنکھوں سے اپنا دیدار کرادے یا فلاں مسلمان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھ یا فلاں کافر کو بخش دے اسی لیے کفار و مرتدین کو مرحوم مغفور یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا جرم ہے، مطلب حدیث کا یہ ہے کہ قبولیت دعا کی ایک شرط یہ ہے کہ ناجائز چیزوں کی دعا نہ کرے ورنہ قبول نہ ہوگی۔

قبول دعا کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قبول دعا میں دیر لگے تو نہ دل تنگ ہو نہ رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس، دیکھو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا کہ خدایا فرعون کو ہلاک کردے چالیس سال کے بعد قبول ہوئی یعنی قبول کا اظہار اتنے عرصہ بعد ہوا، یعقوب علیہ السلام فراق یوسف علیہ السلام میں چالیس یا اسی سال تک روئے مگر رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے بلکہ اپنے بچوں سے فرمایا "وَلَا تَايْـَٔسُوا مِن رَّوْحِ اللهِ" اے بچو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ غرضکہ ہر کام کا ایک وقت ہے، دعا مانگے جائے، مانگنا بندے کا کام ہے دینا رب تعالیٰ کا کام اپنے کام کو اس کے کام پر موقوف نہ کیجئے۔ شعر

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس — دربند آں مباش کہ شنید یا نہ شنید

قبول دعا کی بہت قسمیں ہیں، مدعا مل جانا، دعا کی برکت سے کوئی آفت ٹل جانا دعا کا ثواب مل جانا، درجات بلند ہو جانا، جو کچھ ہو جائے ہمارا مدعا حاصل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 452)

(٦٠٨) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو دعا آخری رات کے درمیان میں اور فرض نمازوں کے بعد

(٦٠٨) (ترمذی شریف، ...الحدیث 3499

کی جائے۔

اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیااورکہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٦٠٩) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَّدْعُو اللهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللهُ اِيَّاهَا، اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ". فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اِذًا نُكْثِرُ قَالَ: "اللهُ اَكْثَرُ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ، وَّزَادَ فِيْهِ: "اَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا".

◄ ◄ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین بھر کا کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے یا اس سے اس مقدار میں برائی دور فرما دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: تب تو ہم کثرت سے دعا کیا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (تمہیں تمہاری دعاؤں سے) زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام حاکم نے اس کو ابوسعید کی روایت سے ذِکر بیان کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا: یا اس کے لئے اسی قدر اجر جمع فرماتا ہے۔

حلِ لغات:

اِیَّاہا: حرف، تخصیص۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 188 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔ یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اُس سے ویسا ہی کرتا ہوں، (وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ) اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء... الخ، باب فضل الذکر والدعاء... الخ، الحدیث: ۲۶۷۵، ص ۱۴۴۲۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں یہی وجہ ہے کہ علمانے دورانِ دعا اپنے گناہوں کو یاد کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ قبولیت دعا میں شک پیدا کرے گا اسی طرح اپنی عبادتوں اور نیک کاموں کو بطورِ استحقاق پیش نظر نہ رکھے یعنی یوں نہ سمجھے: اے اللہ! میں نے فلاں نیک کام کیا تھا لہٰذا میں حقدار ہوں کہ تو مجھے فلاں چیز عطا فرما، یا میری فلاں دعا قبول فرما کہ اس طرح کہنے سے اس میں اپنے اعمال پر ناز اور خود پسندی جیسی برائیاں پیدا ہوں گی اور عاجزی وانکساری جو دعا میں مطلوب ہے وہ جاتی رہے گی۔

(۶۱۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"۔ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عظیم ہے حلم والا ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، اور عزت والے عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کرب سے مراد وہ سخت تکلیف یا رنج وغم ہے جو دل کو گھیرے۔ حلیم کے معنے ہیں عذاب میں جلدی نہ فرمانے والا بلکہ اپنے مجرم کو باز آجانے پر بخش دینے والا اور اس کا غم وغیرہ دور کر دینے والا یعنی یہ تکلیف ہماری کسی خطا کی وجہ سے ہے، رب تعالیٰ حلیم ہے معافی دے گا اور اسے دور فرما دے گا۔

کریم یا تو رب کی صفت ہے اور مرفوع ہے یا عرش کی صفت ہے اور مجرور۔ خیال رہے کہ یہاں صرف رب تعالیٰ کی حمد ہے دعا کا لفظ ایک بھی نہیں مگر چونکہ کریم کی حمد بھی دعا ہے، نیز ذکر اللہ سے بلائیں ٹلتی ہیں اس کے لیے اس کا نام دعائے کرب ہے اور اسی کا نام دفع کرب ہے۔ (لمعات، نووی) یا یہاں زبان پر حمد ہے دل میں سوال۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 35)

اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے آج 31 مارچ بروز جمعۃ المبارک 10:40 منٹ پر "رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" کی جلد سوم کا اختتام ہوا۔ اس میں کم عملی کی وجہ سے جو

غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ ورسولہ

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دورانِ تحریر و تخریج مدد لی گئی)

☆ قرآن مجید،

☆ کتب تفاسیر

☆ تفسیر طبری، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ

☆ تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ

☆ تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ

☆ تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ

☆ تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ

☆ تفسیر مدارک التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ

☆ تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ

☆ تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ

☆ تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

☆ تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی و امام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ۔

☆ تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ

☆ تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ

☆ تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ۔

☆ تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ

☆ تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

☆ تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

☆ تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ۔

☆ تفسیر جمل،

☆ کتب حدیث

☆ مؤطا امام مالک، امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، متوفی 179ھ۔

☆ کتاب الزھد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ

☆ مسند ابوداؤدطیالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ

☆ مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ

☆ مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ

☆ مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ

☆ مسند ابی اسحاق، ابویعقوب اسحاق بن ابراھیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ

☆ مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ

☆ سنن داری، امام ابوعبداللہ عبدالرحمن الداری علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ

☆ صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ

☆ ادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ

☆ صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ

☆ سنن ابن ماجہ، اما ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ

☆ سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ

☆ جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ

☆ مسند بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ

☆ سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ

☆ سنن الکبریٰ، امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ

☆ مسند ابویعلیٰ موصلی، امام احمد بن عالی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ

☆ صحیح ابن خزیمہ، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ

☆ شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ

☆ صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ

☆ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ

☆ المعجم الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

☆ المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

☆ المعجم الصغیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

☆ مسند شامیین، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

☆ تنبیہ الغافلین، ابواللیث نصر بن محمد احمد بن ابراہیم السمرقندی، متوفی 373ھ

☆ المستدرک، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ

☆ حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ

☆ دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ

☆ مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ

☆ سنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
☆ شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
☆ جامع البیان العلم وفضلہ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ
☆ شرح السنۃ، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ
☆ الترغیب والترھیب، امام ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ
☆ ریاض الصالحین، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ
☆ اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرہ، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ
☆ الجامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الصحیح والضعیف، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الصواعق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ
☆ کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ

☆ کتب شروحات حدیث

☆ شرح صحیح بخاری لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ
☆ کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ
☆ شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
☆ عمدۃ القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ
☆ مرقاۃ المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ
☆ اشعۃ اللمعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ،
☆ شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
☆ دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین محمد بن علان الشافعی علیہ الرحمۃ۔
☆ روضۃ المتقین فی شرح ریاض الصالحین۔
☆ مراۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆ فضل الساری،
☆ نزھۃ القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ۔
☆ نعمۃ الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
☆ شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔

☆ فیضان ریاض الصالحین، مجلس المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی۔

☆ کتب اسماء الرجال

☆ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ

☆ الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ

☆ الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوۃ المصابیح۔

☆ اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

☆ کتب تعریفات ولغت

☆ المنجد، لویس معلوف

☆ فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین

☆ کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ

☆ خزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ

☆ کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

☆ کتب سیرت وشمائل

☆ سیرت ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ

☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ

☆ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ

☆ مدارج النبوۃ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ،

☆ زرقانی علی المواہب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ

☆ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ

☆ شواہد النبوۃ،

☆ سیرۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ۔

☆ ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

☆ کتب تصوف

☆ الزھد لابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ

☆ الفوائد والزھد والرقائق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ

☆ عمل الیوم واللیلۃ، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنی، متوفی 364ھ

☆ رسالۃ القشیریہ، عبدالکریم بن ہوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ

☆ احیاء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ

☆ لباب الاحیاء (تلخیص احیاء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ مکاشفۃ القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ اتحاف سعادۃ المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ
☆ کتاب الزھد، لمعاقی بن عمران الموصلی۔

☆ کتب عامہ

☆ فتوح الشام، محمد بن عمر بن داقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ
☆ مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ
☆ الدعا، للطبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆ الابانۃ الکبریٰ، ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبری، متوفی 387ھ
☆ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری علیہ الرحمۃ، متوفی 418ھ
☆ تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
☆ السنن والمبتدعات المتعلقہ بالاذکار والصلوٰت، محمد بن احمد عبدالسلام الشقیری، متوفی 1?21ھ
☆ البدایہ والنہایہ، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ
☆ تلخیص الحبیر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
☆ تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الرؤف بن تاج الدین، متوفی 1031ھ
☆ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
☆ فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
☆ ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
☆ بہار شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ
☆ عیون الحکایات، امام عبدالرحمن بن جوزی۔
☆ مناقب امام اعظم، للامام البزادی الکردری علیہ الرحمۃ۔
☆ فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ۔
☆ جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆ الإمام النووی، عبدالغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق۔
☆ موقع، الشیخ الدکتور عبدالعزیز بن محمد السدحان۔
☆ من المراد بالشیخین عند الأحناف والشافعیۃ والمالکیۃ والحنابلۃ، موقع طریق الإسلام۔
☆ الأعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعۃ الخامسۃ عشر، ۲۰۰۲م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،

☆نزہۃ المتقین شرح ریاض الصالحین، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسۃ الرسالۃ،
☆تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الأولی، ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الأثریۃ عمان، الأردن،
☆تصحیح التنبیہ ویلیہ تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ،
☆المنہل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، الطبعۃ الأولی، ۲۰۰۵م، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،
☆تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام، الذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، الطبعۃ الأولی،
☆علو الہمۃ محمد بن أحمد المقدم، دار الإیمان مصر، ۲۰۰۴م،
☆روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، أبو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، المکتب الإسلامی، ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱م،
☆تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ، عبد الرحیم الإسنوی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م،
☆البدایۃ والنہایۃ، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دار عالم الکتب، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م،
☆تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ۔
☆القاصد الی إمام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،
☆طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی،
☆سکب العبرات للموت والقبر والسکرات، سید بن حسین العفانی، الطبعۃ الأولی، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،
☆ذیل مرآۃ الزمان، الیونینی، موقع الوراق۔
☆تأملات فی سیرۃ إمام شبکۃ صید الفوائد، مشعل بن عبد العزیز الفلاحی۔
☆شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، ابن العماد الحنبلی۔
☆العلماء العزاب، عبد الفتاح أبو غدۃ، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲م۔
☆یحییٰ النووی۔ المحدث الفقیہ، موقع مقالات إسلام، ویب۔
☆توضیح تلویح، علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ
☆تعلیم المتعلم،
☆فقہ الفقیہ،
☆تذکرہ الاولیاء
☆قوائد الفقہ

✿✿✿✿


ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
ریاض الصالحین
تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق
تیسیر العوامل
شرح مائۃ عامل
شرح اصول الشاشی
برکات ترتیل
علم التجوید
تاریخ الخلفاء
اربعین نووی
نور شریعت
بہار شریعت
ناشر
اکبر بک سیلرز


ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
ریاض الصالحین
اصول الشاشی
برکات ترتیل
علم التجوید
تاریخ الخلفاء
اربعین نووی
بہار شریعت
ناشر
اکبر بک سیلرز